Maktaba Tul Ishaat.com

مکمل و مدلل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد ۸

کتاب النکاح

افادات

مفتی اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی حبیب الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احایث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

مکمل و مدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ۸

کتاب النکاح نصف آخر

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat.com

مقدمہ طبع جدید

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد

اللہ جل شانہٗ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیب جدید) کو محض اپنے فضل و کرم سے قبولیت عام عطا فرمائی ہے، مسلسل اس کے ایڈیشن طبع ہوتے رہے جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہو چکی تھیں، نیز عصر حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیار طباعت بلند کیا جائے۔ اس لئے بنام خدا آفسیٹ سے طبع کیا جا رہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا اور بہت سے اہل علم حضرات نے توجہ بھی دلائی کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ بعض جگہ مسائل کی تصحیح و تشریح بھی ضروری تھی۔ اسلئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی، اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

اس جلد میں جو اہم تصحیحات کی گئی ہیں ان کو ایک ضمیمہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ کیا تصحیح کی گئی ہے۔ اور کیوں تصحیح کی گئی ہے ضمیمہ کا ایک فائدہ یہ بھی پیش نظر ہے کہ جن حضرات نے فتاویٰ کا پہلا ایڈیشن خریدا ہے وہ یہ ضمیمہ حاصل کر لیں اور اس کی روشنی میں اپنے نسخہ کی تصحیح کر لیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت دوچند ہو جائے گی، اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن (صاحب دامت برکاتہم) مہتمم دارالعلوم دیوبند

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

فتاوی دارالعلوم مدلل ومکمل جلد ہشتم

پانچواں باب

نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

فصل اول اس باب سے متعلق مسائل واحکام

عصبہ اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ولی ماموں ہے۔ ۳۳

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں۔ ۳۳

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے ۳۴

چچا کے رہتے ہوئے ماں کو ولایت نہیں۔ ۳۴

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اسکے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے۔ ۳۵

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں ہے ۳۵

بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے ۳۶

نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب وقبول سے ہوتا ہے۔ ۳۷

باپ اگر اجازت دیدے تو نانا، نابالغہ نواسی کا نکاح کرسکتا ہے۔ ۳۷

سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں، ۳۷

جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے، ۳۸

اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں۔ ۳۸

عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کرسکتی ہے، ۳۹

چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے ۴۰

بالغہ خود بلا ولی نکاح کرسکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا ۴۰

بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا ۴۱

باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے ۴۱

Maktaba Tul Ishaat.com

بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغ کا نکاح درست نہیں۔ ۴۱

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرسکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے ۴۲

ولی اقرب دوسو میل کی دوری پر ہو اور ماں نکاح کردے تو کیا حکم ہے ۴۲

پھوپھی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا۔ ۴۳

والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کون ہے۔ ۴۴

اٹھارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کرسکتی ہے ۴۴

ماموں، نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے۔ ۴۵

مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں۔ ۴۵

مرتد مسلمان ہوجائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ ۴۶

بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے ۴۶

ماں نے نکاح کردیا بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے۔ ۴۷

چودہ سالہ لڑکی جو اپنے کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کردیا ۴۷

قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کرسکتا ہے۔ ۴۸

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچازاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے۔ ۴۹

ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے۔ ۵۰

ماں نے نکاح کردیا باپ جاہل نے لکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے۔ ۵۰

صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے ۵۱

دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کردے تو کیا کیا جائے۔ ۵۲

ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے۔ ۵۳

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ماں جو ولی بعید ہے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ۵۴

باپ کا علاتی چچا ولی ہے اسکے ہوتے ہوئے بہن اور پھوپھی ولی نہیں۔ ۵۵

بھتیجہ اور ماں نکاح کے ولی ہیں ماں کے نہیں ۵۶

اچھے رشتہ کی امید پر اگر ولی رُکے تو کیا حکم ہے۔ ۵۶

دادا کی اولاد ماں اور دادی پر مقدم ہیں ۵۷

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی ہوئی وہ درست نہیں ہے۔ ۵۸

عورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا۔ ۵۸

باپ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی اور باپ نے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا، ۵۹

بلا اجازت ولی فضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ ۶۰

بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے، ۶۰

بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جبکہ وہ سن کر رونے پیٹنے لگی یا معلوم ہوا کہ شوہر کا نسب غلط ہے۔ ۶۱

بالغہ کا کسی گناہ کی وجہ سے جبراً نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے۔ ۶۲

نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا مگر لڑکی بالغہ تھی انکار کر دیا کیا حکم ہے، ۶۲

نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا۔ ۶۳

لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے۔ ۶۳

غیر کفو میں چچا نے لڑکی کی جو شادی کی وہ درست نہیں ہوئی۔ ۶۴

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب وقبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔ ۶۴

لڑکی کا ماموں اسکے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دے تو کیا حکم ہے۔ ۶۵

نہ عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر۔ ۶۶

دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہو سکتا ۶۷

باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں۔ ۶۷

اجنبی مرد اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں ہے ۶۸

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے، نانا اس کا نکاح نہیں کر سکتا، ۷۰

لانکاح الا بولی کا مطلب ۷۰

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں۔ ۷۱

صغیر اولاد کا ولی باپ ہے ۷۱

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دیدے اور پھر خود بھی کر دے تو کیا حکم ہے ۷۱

Maktaba Tul Ishaat.com

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مال کا ولی کوئی نہیں۔ ۷۲

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفاءت کا لحاظ ضروری ہے، ۷۳

لڑکی کی اجازت سے اسکا نکاح درست ہے ۷۴

چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کرسکتی۔ ۷۴

بالغ کا ولی نے نکاح کردیا بالغ خاموش رہا پھر انکار کردیا۔ ۷۵

غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے ۷۶

باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہوسکتا ۷۶

بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے۔ ۷۷

غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ ۷۷

بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے۔ ۷۸

صرف نابالغ کے ایجاب وقبول سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۷۸

اس صورت میں کیا حکم ہے۔ ۷۸

نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب وقبول کرائے تو کیا حکم ہے۔ ۷۸

مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے ۷۹

نابالغ کا ایجاب وقبول باپ کی موجودگی میں اسکی رضا سے ہوا تو نکاح صحیح ہے، ۷۹

نابالغ کا نکاح والد کی موجودگی میں دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں۔ ۷۹

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے۔ ۸۰

نابالغ کا ولی ایجاب وقبول کے بعد مرجائے تو کیا حکم ہے۔ ۸۰

نابالغہ کیلئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں ۸۱

بالغہ کا نکاح باپ نے کردیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کردیا کیا حکم ہے، ۸۱

اجازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے ۸۱

بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کردیا تو وہ صحیح ہے۔ ۸۲

چچا نے یتیمہ کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کرلی کیا حکم ہے۔ ۸۲

نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کرسکتی۔ ۸۳

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک عورت نے کہا میرا نکاح فلاں سے کردو، قاضی نے کردیا، کیا حکم ہے ۸۴

نابالغ کی شادی اس کی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے۔ ۸۴

صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے ۸۵

جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے، ۸۵

لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں۔ ۸۵

دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے۔ ۸۵

باپ کے نکاح کردینے پر لڑکی اپنی رضامندی ظاہر کردے تو کیا حکم ہے۔ ۸۵

لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں۔ ۸۶

نکاح صحیح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جاسکتا۔ ۸۶

رخصتی کا شوہر کو حق ہے۔ ۸۶

نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہوا اگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے۔ ۸۶

پوتی کا دادا نے نکاح کردیا، باپ نے خاموشی ظاہر کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا۔ ۸۷

ماں نے بالغہ کا نکاح کردیا اور وہ شوہر کے پاس رہی بھی، نکاح ہوا یا نہیں۔ ۸۷

باپ نے ناپید کرا اپنی بالغہ لڑکی سے اجازت لی اور نکاح کردیا یہ درست ہے یا نہیں، ۸۸

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی سے نکاح کے بعد پوچھا نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے ۸۸

لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اسکی اجازت سے شادی درست ہوگئی۔ ۸۹

بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کردے تو درست ہے۔ ۸۹

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے ۹۰

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کردیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے۔ ۹۰

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والد کی حاضری ضروری نہیں۔ ۹۱

زبردستی کا نکاح جس کو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں ہے۔ ۹۱

بیوہ بالغہ خود مختار ہے دلبور حقدار نہیں ۹۲

بیوہ اپنا نکاح کرسکتی ہے جبراً نکاح حرام وباطل ہے۔ ۹۲

بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے اس کے بعد باپ نے زبردستی جو کیا وہ جائز نہیں۔ ۹۳

بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کردیا تو صحیح نہیں ہوا۔ ۹۳

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو۔ ۹۴

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں۔ ۹۴

دس برس کی لڑکی جب کہے کہ حیض آتا ہے تو مانا جائیگا اور اس کا نکاح اس کی مرضی سے ہوگا۔ ۹۵

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔ ۹۵

بالغہ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی الدین نکاح کرسکتے ہیں۔ ۹۵

زبردستی بالغہ اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہوجائے گا۔ ۹۶

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح دادا کردے تو کیا حکم ہے۔ ۹۶

ولی ابعد نے نکاح کردیا، ولی اقرب نے انکار کردیا پھر کچھ دنوں بعد اجازت دیدی تو کیا حکم ہے۔ ۹۷

ولی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کرسکتا ہے ۹۷

باپ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں۔ ۹۸

نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کی وجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں۔ ۹۸

نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کردے تو درست ہوگا یا نہیں۔ ۹۹

نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہوا درست ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ ۹۹

نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کرسکتی ہے۔ ۱۰۰

تایازاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے ناتی ولی نہیں۔ ۱۰۰

لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے۔ ۱۰۱

منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور وہاں شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے۔ ۱۰۱

باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے۔ ۱۰۲

ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ ۱۰۲

ولی، چچازاد بھائی، اگر اپنے ساتھ نکاح کرلے تو کیا حکم ہے۔ ۱۰۳

نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہوسکتا اس کا کیا ہوا نکاح درست نہیں ہے۔ ۱۰۳

بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہوسکتا۔ ۱۰۳

عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے ۱۰۴

چچیرا دادا یا پھر اس کی اولاد ولی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ ۱۰۴

پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے پھوپا پھوپی نہیں۔ ۱۰۴

ماموں کو عصبات ذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے۔ ۱۰۵

باپ کے مرنے کے بعد نکاح بالغہ میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں۔ ۱۰۵

باپ نہیں ہے تو دادا ولی ہے پھر اور عصبہ از عصبہ کے بعد ماں۔ ۱۰۶

نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں۔ ۱۰۶

میکہ حکم شرعی کا ہے یا کسی اور کے لئے بھی۔ ۱۰۶

چچازاد بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچا زاد بھائی ولی نہیں ہوسکتا۔ ۱۰۷

Maktaba Tul Ishaat.com

وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور ۱۰۷
نکاح کردیا، کیا حکم ہے۔

چچا، ماموں ماں موجود ہیں چچا شرکت عقد ۱۰۷
سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے۔

نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں ۱۰۸

ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف
ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے ۱۰۸
یا نہیں۔

بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے۔ ۱۰۸

رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے ۱۰۹
بعد کا انکار معتبر نہیں۔

کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے۔ ۱۰۹

بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق
ہونی چاہئے والدین کی خلاف مرضی کرنے ۱۱۰
میں گناہ نہیں۔

بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا ولی باپ ۱۱۰
ہے نانا ماموں نہیں۔

ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے
رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا۔ ۱۱۱

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں
معلوم ہوا کہ وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے ۱۱۲

ولی پر ضروری نہیں ہے کہ دوسرے کی
بات مانے۔ ۱۱۲

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے
نابالغہ کا نکاح باطل ہوجائیگا۔ ۱۱۳

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح ۱۱۴
کردیا وہ جائز ہے اور دوسرا باطل۔

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کرسکتی ہے ۱۱۴

عورت کی خرید وفروخت حرام ہے اور ۱۱۵
ان کا ولی اس کا باپ ہے۔

باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ۱۱۶
ولی کون ہوگا۔

دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے
اپنے پوتے سے نکاح کردیا اور دوسرے ۱۱۶
نے اپنے بیٹے سے کون صحیح ہوا۔

ولد الحرام اولاد کی ولی ماں ہے۔ ۱۱۷

حکومت کا مقرر کردہ ولی نکاح کا ۱۱۷
ولی نہیں بلکہ مال کا ہے۔

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر
باپ کفو میں نکاح نہ کرے تو بہن کرسکتی ۱۱۸
ہے یا نہیں۔

ایک ولی نے غیر کفو میں نکاح کی
اجازت دی اور دوسرے نے مخالفت ۱۱۸
کی کیا حکم ہے۔

بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال
کی لڑکی اپنے کو بالغ بتائے تو مانا ۱۱۹
جائے یا نہیں۔

حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی
جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ۱۲۰
ہوگی

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۲۱	فاحشہ ماں کو حق پرورش (حضانت) نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے۔	۱۳۳	نابالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے منکر انکار کر دیا
۱۲۱	لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے لے تو اس کے بعد وہ ولی رہتا ہے یا نہیں	۱۳۴	نومسلم کب نکاح کرے
۱۲۲	حضرت علیؓ سے روپے لئے گئے تھے یا نہیں۔	۱۳۴	عورت کہتی ہے کہ دل سے اجازت میں نے نہیں دی۔
۱۲۲	نابالغہ نے اپنے بچپن والے نکاح سے انکار کر دیا اور دوسرا نکاح کر لیا اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے۔	۱۳۴	ضیعہ بالغہ لڑکی سنی ہو کر خود نکاح کر لے تو کیا حکم ہے۔
۱۲۵	ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا۔	۱۳۵	بدچلن ولی، ولی باقی رہتا ہے یا نہیں۔
۱۲۸	جعلی اجازت نامہ ولی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے۔	۱۳۵	دادا نے گو خبر نہ لی مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے۔
۱۲۹	تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے کیا حکم ہے	۱۳۶	نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کر دیا مگر ماں نے رد کر دیا تو کیا حکم ہے۔
۱۳۰	چودہ سالہ لڑکی کا نکاح اسکی موجودگی کے بغیر اس کا باپ کر سکتا ہے یا نہیں	۱۳۶	قاضی کو جب معلوم ہوا کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے۔
۱۳۰	چچازاد بھائی نے نکاح کیا اور سوتیلے چچا زاد بھائی نے بھی کون نافذ ہوگا۔	۱۳۷	ولی اور وکیل کی اجازت چاہنے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے۔
۱۳۱	نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کر دیا حکم کیا کرے	۱۳۸	زبان سے جب ولی نے کہدیا تو اب دل کا اعتبار نہیں۔
۱۳۲	ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کر دے اور خلوت بھی ہو جائے تو کیا حکم ہے۔	۱۳۸	دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں تو چچا ولی ہو سکتا ہے یا نہیں۔
		۱۳۹	نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر پر کیا، کیا حکم ہے۔
		۱۴۰	مرزائی باپ بالغہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔
		۱۴۱	عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے ۱۴۱
باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا، جائز ہوا یا نہیں۔ ۱۴۲
دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے۔ ۱۴۳
باپ نے نکاح کردیا پھر لڑکی نے بالغ ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسرا نکاح کرلیا ان میں کون نکاح جائز ہوا۔ ۱۴۴
نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا تھا درست ہے اور بعد والا باطل ہے۔ ۱۴۵

فصل دوم ۲

مسائل واحکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔ ۱۴۶
مسلمانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کرسکتا ہے یا نہیں۔ ۱۴۷
مسلمان حاکم قاضی کا قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ۱۴۷
موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے۔ ۱۴۸
مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعوے کرکے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں۔ ۱۴۸
مسلمان حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ۱۴۹
عالم کو حکم بنا کر قضائے قاضی کی شرط پوری کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ ۱۴۹
لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔ ۱۵۰
اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کی جائے۔ ۱۵۰
فسخ نکاح بذریعہ عدالت، حکومت یا قومی پنچایت۔ ۱۵۱
افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں ۱۵۲
انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں ہے۔ ۱۵۲
فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا حل کیا ہے۔ ۱۵۳
نابالغ کے لئے وکیل بنانا۔ ۱۵۳
بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرانے کے لئے جج کے پاس دعویٰ درست ہے یا نہیں۔ ۱۵۴
نکاح فسخ کرنیکا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو ہے یا نہیں۔ ۱۵۵
باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کرسکتی ہے۔ ۱۵۶
باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہوسکتا۔ ۱۵۶

Maktaba Tul Ishaat.com

حاکم کو فسخ کا اختیار ہے مگر جب کہ شوہر موجود ہو۔ ۱۵۷

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے۔ ۱۵۸

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیارِ بلوغ حاصل ہے۔ ۱۵۹

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرلے تو بعد میں وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۱۶۰

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ ہو سکتا ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے۔ ۱۶۰

ایک غیر شخص نے نکاح کر دیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کر سکتی ہے یا نہیں ۱۶۱

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ۱۶۱

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا سکا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کر نیکا اور لڑکی کو بغیر قضائے قاضی فسخ کا اختیار نہیں ہے ۱۶۲

نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہوگا۔ ۱۶۳

چچا کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۶۳

ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا کیا حکم ہے۔ ۱۶۴

ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے۔ ۱۶۵

دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ ۱۶۵

خیار بلوغ اور فسخ نکاح۔ ۱۶۶

خیارِ بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو تاخیر مضر نہیں۔ ۱۶۷

خیارِ بلوغ کے لئے قضائے قاضی۔ ۱۶۷

خیارِ بلوغ ۱۶۷

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہو جاتا ہے۔ ۱۶۸

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں۔ ۱۶۸

ماں نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اُسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جبکہ وہ ماں کو الزام بھی دیتی ہے۔ ۱۶۹

باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے۔ ۱۷۰

بلوغ کے بعد جب شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو فسخ کا حق حاصل نہیں ہے۔ ۱۷۲

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے۔ ۱۷۳

نابالغ نابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہو سکتا ہے۔ ۱۷۳

بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا ہے۔ ۱۷۴

Maktaba Tul Ishaat.com

والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔ ۱۷۵

ولد الزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کردیا تو بعد بلوغ اس کو فسخ کا اختیار ہے ۱۷۵

چچا نے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے۔ ۱۷۶

شیعہ نے دھوکہ دے کر جو نکاح کرلیا ہے وہ فسخ ہوگا۔ ۱۷۷

چچا کے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہوجاتا ہے ۱۷۷

بلوغ میں سنہ ہجری کا اعتبار ہے۔ ۱۷۸

نابالغہ کا نکاح اس کے باپ کے ماموں نے کیا تو یہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔ ۱۷۹

چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نابالغہ کا نکاح کردیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے ۱۷۹

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔ ۱۸۱

باپ نے اپنی شادی کے لالچ میں نابالغہ لڑکی کی شادی کردی وہ نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ۱۸۲

فرقت کے لئے عورت مسلمان ہوجانے تو بھی نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ ۱۸۳

نکاح کے فسخ کے لئے نصرانی ہوگئی پھر مسلمان ہوکر دوسرے سے شادی کرلی کیا حکم ہے۔ ۱۸۳

فصل سوم

نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کردیا اور عورت نے قبول کرلیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۸۴

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کردیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۸۴

عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے کیا حکم ہے۔ ۱۸۵

فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہوگئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہوچکا۔ ۱۸۶

ذیل کی صورت میں نکاح درست نہیں ہوا ۱۸۸

صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں۔ ۱۸۸

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے۔ ۱۹۰

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کرلی کیا حکم ہے۔ ۱۹۰

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اس کی اپنے شوہر کے ساتھ شادی کردی کیا حکم ہے۔ ۱۹۱

ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے۔ ۱۹۲

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہوں کے سامنے کرلیا کیا حکم ہے۔ ۱۹۲

Maktaba Tul Ishaat.com

بالغ اپنے نکاح کا وکیل اپنے باپ کو بنادے تو کیا حکم ہے۔ ۱۹۳

عورت نے پانچ ہزار پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کر دیا کیا حکم ہے۔ ۱۹۳

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔ ۱۹۴

مندرجہ ذیل طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۱۹۴

فصل چہارم

متفرق مسائل واحکام نکاح

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے۔ ۱۹۶

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق بارہ سال میں۔ ۱۹۶

لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ ۱۹۷

مرد نکاح کا دعویٰ کرتا ہے اور عورت منکر ہے، کیا کیا جائے۔ ۱۹۷

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا، عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے۔ ۱۹۸

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے۔ ۱۹۹

تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے مرد کے ساتھ بھی اور دعویٰ نکاح کا کیا کیا حکم ہے۔ ۲۰۰

مرد نکاح کا دعویٰ کرے اور عورت انکار تو کیا حکم ہے۔ ۲۰۱

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعوے کرے اور مرد انکار کرے تو کیا کیا جائے۔ ۲۰۲

کلکٹر ضلع سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرنے کے بعد منکوحہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ ۲۰۳

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں۔ ۲۰۳

منگنی کا دعویٰ کیا۔ کیا حکم ہے۔ ۲۰۴

چھٹا باب

مسائل واحکام کفارت

فاسق سے نکاح کرنا بلا اجازت ولی درست ہے یا نہیں۔ ۲۰۵

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلا اجازت ولی جائز ہے یا نہیں۔ ۲۰۶

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں ۲۰۷

فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلا ولی جائز ہے یا نہیں۔ ۲۰۸

گاڑیبان رودگر کا کفو ہے یا نہیں۔ ۲۰۸

صالحہ کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں۔ ۲۰۹

غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں۔ ۲۰۹

Maktaba Tul Ishaat.com

صالح مرد کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں۔	۲۱۰
حرامی لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۱
بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔	۲۱۲
سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں۔	۲۱۲
بالغہ نے کفو میں شادی کی اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے۔	۲۱۲
بالغہ سید زادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۳
سید کی لڑکی نے ایک مرد سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ کپڑا بننے والا ہے کیا حکم ہے۔	۲۱۴
سید و شیخ کی لڑکی کا نکاح نو مسلم کاشتکار سے جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۴
عجمی کی تعریف اور عربی النسل عورت کا نکاح لوہار، نجار، حداد سے درست ہے یا نہیں	۲۱۴
غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے۔	۲۱۵
ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے	۲۱۶
نابالغہ لڑکی کا نکاح اگر غیر کفو میں کر دے تو یہ جائز ہے۔	۲۱۶
سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں۔	۲۱۷
مرد نے غیر کفو میں جو نکاح کر لیا وہ درست ہے	۲۱۷
بیوہ سید زادی غیر قریشی سے نکاح کر سکتی یا نہیں۔	۲۱۸
پٹھان نے دھوکہ دیکر سید زادی سے نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے۔	۲۱۹
ولی کی بلا رضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا درست ہوا یا نہیں۔	۲۱۹
پٹھانی عورت کا نکاح شیخزادہ سے جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۰
خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نو مسلم سے درست ہے یا نہیں۔	۲۲۱
کفو میں نکاح درست ہے مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا۔	۲۲۱
ولد الزنا لڑکا صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہے یا نہیں۔	۲۲۲
معمار کی شادی نجار کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۲
مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہو گیا۔	۲۲۲
نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔	۲۲۳
ہاشمی اور بنو فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں۔	۲۲۴
عجمی میں اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے۔	۲۲۴

Maktaba Tul Ishaat.com

چچا نے غیر کفو میں شادی کردی تو یہ جائز ہوئی یا نہیں۔	۲۲۵
زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۶
ادنیٰ قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرلے تو درست ہے۔	۲۲۶
جاہل کسان، عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہوگیا یا نہیں۔	۲۲۷
وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے۔	۲۲۷
شریف عورت نومسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں	۲۲۷
افغان اور ہاشمی ہم کفو ہیں یا نہیں اور ان میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں۔	۲۲۸
پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے۔	۲۲۸
نومسلم مرد و عورت میں نکاح درست ہے ان میں کفاءت کا اعتبار نہیں۔	۲۲۹
پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں۔	۲۲۹
قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا طریقہ کیا ہے۔	۲۲۹
افغان کا نکاح کمبوہ سے درست ہے یا نہیں۔	۲۳۰
قومیت اور ولدیت بدل کر نکاح جائز ہے یا نہیں۔	۲۳۰
نابالغہ کا انکار۔	۲۳۱
نابالغہ کی اجازت۔	۲۳۱
شیعہ دھوکہ سے نکاح کرلے تو وہ جائز نہیں ہوتا۔	۲۳۱
نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔	۲۳۲
انساب میں دھوکہ دیکر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے	۲۳۲
شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوئی وہ حلالی ہے یا حرامی۔	۲۳۲
قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے فقیر نے دھوکہ دے کر شادی کی، جائز ہے یا نہیں۔	۲۳۳
لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد میں معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے کیا حکم ہے۔	۲۳۳
سیدہ کا نکاح نومسلم حجام سے ہوگیا اور قبول دوسرے نے کیا، کیا حکم ہے۔	۲۳۴
مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں۔	۲۳۴
غیر کفو سے علیحدگی کی صورت۔	۲۳۴
دو ماہ ساتھ رہنے کے بعد	۲۳۵
بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے۔	۲۳۵
باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں۔	۲۳۶
سیدزادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں۔	۲۳۶
بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے۔	۲۳۷

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر کفو میں شادی جائز ہے یا نہیں۔ ۲۳۷

دھوکہ سے جو نکاح ہوا اس میں اختیارِ فسخ ہے یا نہیں۔ ۲۳۸

تقیہ کے معنی کیا ہیں اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اس کا حکم کیا ہے۔ ۲۴۱

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۲۴۲

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں۔ ۲۴۴

بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں۔ ۲۴۶

ساتواں باب

فصل اول مسائل و احکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے۔ ۲۴۷

مہر کے بدلے مکان دیا تو کیا حکم ہے۔ ۲۴۷

مہر معجل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں۔ ۲۴۸

مہر لینے کے لئے عورت اپنے کو روک سکتی ہے یا نہیں۔ ۲۴۸

جو عورت شوہر سے طلاق حاصل کرلے کیا وہ مہر لے سکتی ہے۔ ۲۴۸

مہر معجل اور مہر مؤجل کسے کہتے ہیں۔ ۲۴۹

مہر نصف معجل ہو اور نصف مؤجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے۔ ۲۴۹

جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے۔ ۲۴۹

مہر معجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو بھیجا جا سکتا ہے ۲۵۰

اور زوجی کا تکلیف بیان کرنا جرم نہیں

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے اور جائداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے۔ ۲۵۱

لڑکی کے ولی کو مہر لے کر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے۔ ۲۵۱

شوہر بعد نکاح مہر بڑھا دے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی۔ ۲۵۲

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ ۲۵۲

تیسرے خاوند کرنے کے بعد پہلے دونوں شوہروں سے مہر پانے کی مستحق ہے۔ ۲۵۳

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہوگا۔ ۲۵۴

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد لے سکتی ہے۔ ۲۵۴

شوہر کی جائداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔ ۲۵۵

مہر معاف کرانے کیلئے کیا کیا حیلے ہو سکتے ہیں ۲۵۵

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے۔ ۲۵۷

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے۔ ۲۵۷

خوشی سے معاف کردے تو معاف ہوگا یا نہیں ۲۵۸

طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور وغیرہ ہبہ کر چکا ہے وہ بیوی کا ہے۔ ۲۵۸

غیر مطلقہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں۔ ۲۵۹

عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں۔ ۲۵۹

مہر دینے کے بعد عورت شقی مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔ ۲۶۰

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائداد لکھدی کیا حکم ہے۔ ۲۶۰

مہر کا دعویٰ کس پر کیا جائے ۲۶۱

مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ ضروری ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹر میں لکھوادی ۲۶۲

مہر معجل اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ۲۶۲

بیوی نے مہر معاف کردیا اسکی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے۔ ۲۶۳

مہر معاف کردینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے۔ ۲۶۳

پندرہ ہزار معجل اور بقیہ مؤجل ہے کیا کیا جائے۔ ۲۶۳

لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے۔ ۲۶۴

بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے ۲۶۴

عورت کے انتقال کے بعد اس کا مہر کیسے ادا کیا جائے۔ ۲۶۵

مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔ ۲۶۵

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں۔ ۲۶۶

بیوی جب مہر معاف کردے تو معاف ہوگا یا نہیں۔ ۲۶۶

مہر معاف کرنے کے بعد مہر لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے۔ ۲۶۶

مہر معجل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے پہلے اسے وصول کر سکتا ہے۔ ۲۶۷

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو، کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے ۲۶۷

عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں۔ ۲۶۹

نابالغہ لڑکی کا ولی مہر کم کر سکتا ہے یا نہیں۔ ۲۶۹

اگر کسی عورت کے بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو گیا وہ پھر بھی مہر پائے گی۔ ۲۶۹

بیوی مر جائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا۔ ۲۷۰

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت کا یہ کہنا کہ مجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو، طلاق نہیں طلاق دیگا تو مہر ضروری ہے۔	۲۷۱
رخصتی سے پہلے شوہر مرجائے تو مہر کتنا دینا ہوگا۔	۲۷۱
عورت کہتی ہے کہ شوہر یہ مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے۔	۲۷۲
مہر کی معافی کے دو گواہ ہوں کیا حکم ہے۔	۲۷۳
مہر معجل اور مؤجل وصولی میں ایک ہیں یا الگ الگ۔	۲۷۴
مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا۔	۲۷۴
مطلق مہر رواج کے مطابق مؤجل قرار پائے گا اور عورت کے لئے نان نفقہ کا دعویٰ جائز ہے۔	۲۷۵
مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون اشرفی مراد ہوگی۔	۲۷۶
شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر کم کرسکتی ہے۔	۲۷۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا۔	۲۷۷
مہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت۔	۲۷۸
فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے وہ مہر پائے گی یا نہیں۔	۲۷۸
مہر مؤجل جب چاہے وصول نہیں کرسکتی	۲۷۹
شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے۔	۲۷۹
لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کے لئے مہر میں سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں۔	۲۷۹
طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور جیل دینا کیسا ہے۔	۲۸۰
تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا کہ جو رقم خرچ سے بچ جائے وہ مہر میں محسوب ہوگی کیا حکم ہے۔	۲۸۰
مہر شوہر کی جائداد سے وصول ہوگا یا شادی کرانے والے کی۔	۲۸۰
مہر معاف کرتے وقت کہا معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لے لونگی کیا حکم ہے۔	۲۸۱
نکاح کے بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اسکے لئے کوئی وقت مقرر ہے۔	۲۸۱
تجدید نکاح کی صورت میں مہر از سر نو ہوگا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہوگی۔	۲۸۲
بیوی نے کہا طلاق دے گا تو مہر معاف کردونگی شوہر نے قبول کرلیا اس نے معاف کردیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی کیا حکم ہے۔	۲۸۳
زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کردینا کیسا ہے۔	۲۸۳

Maktaba Tul Ishaat.com

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا۔	۲۸۴
جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے	۲۸۴
مہر مؤجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کرسکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہوگا۔	۲۸۵
اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا۔	۲۸۶
مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہوسکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے۔	۲۸۶
بدمستی کی وجہ سے جب طلاق دی جائے تو کیا اس وقت بھی مہر واجب ہے۔	۲۹۱
جو روپیہ نکاح کے نام پر لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہ ہوگا۔	۲۹۲
شوہر قبل خلوت مرجائے تو مہر کا کیا حکم ہے۔	۲۹۲
مہر مؤجل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہوگا۔	۲۹۲
مہر کے متعلق عورت سے نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کردیا گیا تو کیا حکم ہے۔	۲۹۳
جو نکاح مہر میں لکھا ہو وہ عورت ہی سمجھتی ہے یا نہیں۔	۲۹۴
مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اسکے باپ سے کیسا ہے۔	۲۹۴
اولاد ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوتی۔	۲۹۴
فارغ خطی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں۔	۲۹۵
مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ۔	۲۹۵
لاولد عورت کے مہر کی وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور اُن کے معاف کرنے سے معاف ہوگا یا نہیں۔	۲۹۸
معافی مہر صراحتاً ہونی چاہئے۔	۲۹۸
مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے۔	۲۹۸
شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب۔	۲۹۹
جو بیوی قابلِ مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں۔	۳۰۰
لڑکی کے مرجانے کے بعد باپ اس کے مہر کا مطالبہ کرسکتا ہے۔	۳۰۱
بیوی کی چیزیں شوہر کا جو حصہ ہے وہ وضع ہوسکتا ہے یا نہیں۔	۳۰۱
مہر میں اختلاف پڑجائے تو کیا حکم ہے۔	۳۰۲
رسمی طور پر جو مہر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں۔	۳۰۲
جس نے غلط تعریف کرکے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں	۳۰۲
پونے تین روپے مہر ہوسکتا ہے یا نہیں۔	۳۰۳
نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں۔	۳۰۴
نابالغ کی بیوی مہر کا دعویٰ کس پر کرے۔	۳۰۴

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا۔	۳۰۴
شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے۔	۳۰۴
مہر لازم ہے خواہ عالت ظاہر نہ کی ہو۔	۳۰۵
مہر ختم نہیں ہو سکتا ہے۔	۳۰۵
عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہو جاتا ہے۔	۳۰۵
بغیر خلوت طلاق دینے سے نصف مہر واجب ہوتا ہے۔	۳۰۵
مہر میں مکان دینا درست ہے، اور اس صورت میں نکاح ہو گیا۔	۳۰۶
مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت۔	۳۰۶
بیوی شوہر سے ترکہ پائے گی۔	۳۰۷
دیوانہ کی بیوی کیا کرے۔	۳۰۷
بیوی نے جب مہر معاف نہیں کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔	۳۰۷
مہر معاف کرتے وقت گواہ ضروری نہیں	۳۰۸
کیا مہر میراث میں داخل ہے۔	۳۰۸
بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہونگے یا نہیں۔	۳۰۸
مہر مقرر کرنے کی وجہ۔	۳۰۸
زیورات جو شوہر نے دیئے وہ مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں۔	۳۰۹
مہر کا دعویٰ۔	۳۰۹
اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر۔	۳۱۰
مہر مثل سے کیا مراد ہے۔	۳۱۰
مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ مہر معجل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے۔	۳۱۱
اگر مرنے والے شوہر کی جائداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگا یا نہیں۔	۳۱۱
عورت کی زندگی میں اس کے مہر کے اندر کسی کو حق پہنچتا ہے یا نہیں۔	۳۱۱
موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں۔	۳۱۲
معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔	۳۱۲
مہر مطلق ہو تو زندگی میں کتنے کا مطالبہ کر سکتی ہے۔	۳۱۲
مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو یہ کس وقت پانے کی مستحق ہوگی۔	۳۱۳
مہر مطلق ملنے کا رواج نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا۔	۳۱۳
ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئے۔	۳۱۴
اگر بیوی شوہر کا مال لیکر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں۔	۳۱۴
زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہوگی یا نہیں۔	۳۱۵
بوقت موت قبل خلوت عورت پورا مہر کیوں پاتی ہے۔	۳۱۵
عورت اپنی زندگی میں مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔	۳۱۶

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں اور یہاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے۔ ۳۱۶

مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں۔ ۳۱۷

جب مہر مطلق ہو تو عورت کیا یہ دعویٰ کرسکتی ہے کہ مہر دو، ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤنگی۔ ۳۱۷

طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں۔ ۳۱۸

مہر کی کم از کم اور زیادہ مقدار کیا ہے۔ ۳۱۸

جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا کم یا زیادہ ۳۱۸

مہر کا ایک حصہ دیدیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں۔ ۳۱۹

طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے۔ ۳۱۹

طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو، لڑکی کے باپ نے ذمہ لے لیا اب طلاق دیدی تو مہر کا کیا حکم ہے۔ ۳۱۹

جو مہر مؤجل ہے اس میں کچھ معجل ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ۳۱۹

خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں۔ ۳۲۰

مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں۔ ۳۲۰

مزنیہ سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا۔ ۳۲۰

شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دونگا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے۔ ۳۲۱

پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا، کیا حکم ہے۔ ۳۲۱

رضاعی بھائی بہن میں شادی ہوگئی تو مہر لازم ہے یا نہیں ۳۲۱

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دیدی تو اب مہر کیا ہوگا۔ ۳۲۲

بداطواری کی وجہ سے طلاق دی جائے تو بھی مہر دینا ہوگا۔ ۳۲۲

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں۔ ۳۲۳

بیوی سے مہر معاف نہ کراسکا تو اب کیا کرے۔ ۳۲۴

بیس برس کے بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں۔ ۳۲۵

کیا کوئی ایسی مدت ہے جسکے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں۔ ۳۲۵

جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مرگئی تو معاف ہوا یا نہیں۔ ۳۲۵

کیا بیوہ نکاح کرنے سے مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی۔ ۳۲۵

مقرر مہر بالمثل نکے کے لیا پھر شوہر پر پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا اضافہ عورت لے سکتی ہے یا نہیں۔ ۳۲۶

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت نے مہر میں زیور لیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے۔	۳۲۰
نکاح کے بعد پورا مہر دے دیا مگر خلوت سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔	۳۲۰
مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہیں تو عورت کا لڑکا مہر پائے گا یا نہیں۔	۳۲۰
مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا	۳۲۸
مہر معجل کا مطالبہ لڑکے (شوہر) سے یا اس کے باپ سے۔	۳۲۹
مہر سے مراد۔	۳۲۹
مہر کتنا ہونا چاہئے۔	۳۲۹
مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا معاف کرا لینا کافی ہے۔	۳۲۹
نہ معاف کیا اور نہ پایا تو کیا حکم ہے۔	۳۲۹
کنواری کہہ کر مہر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کتنا ہوگا۔	۳۲۹
نکاح جب ہزار پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو۔	۳۳۰
نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہوگا۔	۳۳۱
بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجل ہو جاتا ہے۔	۳۳۱
لڑکی جو قابل وطی نہ ہو اس کا مہر۔	۳۳۱
شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے گا۔	۳۳۲
خلوت سے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں۔	۳۳۳
مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے۔	۳۳۳
شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر اور عدت لازم ہے۔	۳۳۳
بعد طلاق عورت کو مہر اور زیور کس قدر ملے گا۔	۳۳۴
مہر کے زیادہ ہونے کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں۔	۳۳۵
مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہئے یا نہیں۔	۳۳۵
مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔	۳۳۵
شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں۔	۳۳۶
شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اسکے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائداد سے لی جائے۔	۳۳۶
مہر معجل کی وصولی کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے یا نہیں۔	۳۳۷
لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے۔	۳۳۸

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی کے وارث کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں۔	۳۳۸
مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے۔	۳۳۸
لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا تھا شوہر کے مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں۔	۳۳۹
حضرت ام حبیبہ رض کا مہر مقرر کیا گیا اب اس کی قیمت کس طرح لگے گی اور وہ کتنی ہوگی۔	۳۳۹
دق کی مریضہ نے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا، کیا حکم ہے۔	۳۴۰
مہر ضروری ہے یہ کوئی نمائشی چیز نہیں ہے۔	۳۴۱
جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔	۳۴۲
اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں۔	۳۴۳
ان گواہوں کے بیان سے مہر گیارہ ہزار ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔	۳۴۳
دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوال۔	۳۴۴
معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں۔	۳۴۶
عورت نے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع منافع مہر لے سکتی ہے یا نہیں۔	۳۴۷
لڑکی کے مرنے کے بعد اس کا باپ مہر لے سکتا ہے یا نہیں۔	۳۴۷
خلع کے لئے غیر نے جو روپیہ عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟	۳۴۷
بنات ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر مقرر کرنا مکروہ ہے یا نہیں۔	۳۴۸
اولیاء کا قبل نکاح یا بوقت نکاح مہر لینا کیسا ہے۔	۳۴۹
جو انیس روپے ماہانہ کماتا ہو مہر کتنا مقرر کرے۔	۳۵۰
مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا یہ شرط کیسی ہے۔	۳۵۱
جب مہر کی مقدار یاد نہ ہو تو مہر مثل ملیگا یا کیا۔	۳۵۱
اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلا دیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں۔	۳۵۱
لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سو روپیہ اوپر سے لیا کیا حکم ہے۔	۳۵۲
مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائداد لکھدی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔	۳۵۳

Maktaba Tul Ishaat.com

بعد موت جائداد کسے ملے گی۔ ۳۵۳

شوہر نابالغی میں فوت ہو جائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔ ۳۵۳

جس مہر کی معافی کا گواہ نہ ہو اس کا حکم۔ ۳۵۳

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے۔ ۳۵۴

ایک ثلث مہر خیرات کر دینے کی وصیت جائز ہے یا نہیں ۳۵۴

جو مہر مقرر ہو جائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے۔ ۳۵۵

فصل دوم

مسائل جہیز و متفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا۔ ۳۵۷

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے لڑکے کے باپ کا نہیں۔ ۳۵۷

شوہر فوت ہو گیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہو گا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے۔ ۳۵۸

شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ زیور لے سکتا ہے یا نہیں۔ ۳۵۸

جو زیور ملتا ہے عورت اسکی مالک ہوتی ہے یا نہیں۔ ۳۵۹

لڑکی کے جہیز اور لڑکی کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہوتی ہے۔ ۳۶۰

جو زیور دیا ہے وہ طلاق کے بعد شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائیگی یا نہیں۔ ۳۶۰

بیوی کو شوہر اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ ۳۶۱

حضرت علیؓ سے آنحضرتؐ نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں ۳۶۲

والدین والے جہیز اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے۔ ۳۶۳

لڑکی کو جو زیور اور کپڑا دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے ۳۶۳

لڑکے کے دلی کا روپیہ لے کر نکاح کرنا اور اسے تصرف میں لانا کیسا ہے۔ ۳۶۴

نصف مہر وصول کر کے لوگوں کو کھلانا کیسا ہے۔ ۳۶۵

عورت کو دیئے ہوئے زیور۔ ۳۶۷

آٹھواں باب۔ نکاح کافر

ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح

ایمان کی بے حرمتی کا حکم کیا ہے۔ ۳۶۹

اس کلمہ سے مرتد ہو گیا تجدید یا اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے۔ ۳۶۹

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گا یا نہیں۔ ۳۷۰

شوہر مذہب تبدیل کر لے تو عورت نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں۔ ۳۷۰

کلمات کفر سے نکاح فسخ ہو گیا۔ ۳۷۱

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا۔ ۳۷۱

اگر یہ دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے ۳۷۲

اسلام لانے کے بعد جب پہلے شوہر سے اسنے نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہو گا یا نہیں۔ ۳۷۳

تو مسلم نے نکاح کیا عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی، اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آ گئی، کیا حکم ہے۔ ۳۷۳

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا۔ ۳۷۴

Maktaba Tul Ishaat.com

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں۔	۳۷۴
بیوی مرتد ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں۔	۳۷۵
شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوگیا اب اگر وہ پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔	۳۷۵
خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہوگیا۔	۳۷۶
خود کو کافر و مرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔	۳۷۶
قرآن کی توہین سے مرتد ہوگیا اور نکاح فسخ ہوگیا	۳۷۷
شرک و کفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید نکاح ہو سکتا ہے۔	۳۷۷
نکاح ٹوٹنے کے بعد جب دونوں میں کوئی راضی نہ ہو تو۔	۳۷۸
کلمۂ شرک زبان پر لانے کے بعد۔	۳۷۸
بیوی عیسائی ہوگئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں۔	۳۷۸
عیسائی بیوی کا مہر واجب ہے یا نہیں۔	۳۷۹
عیسائی ہوجانیوالی سے میل ملاپ رکھنے والا۔	۳۷۹
نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہوجائے تو کیا حکم ہے۔	۳۷۹
بیوی کے عیسائی ہوجانے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا۔	۳۸۰
اگر پھر وہ مسلمان ہوجائے تو۔	۳۸۰
شوہر رافضی ہوجائے تو کیا حکم ہے۔	۳۸۰
شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے۔	۳۸۱
عیسائی عورت مسلمان ہوگئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا۔	۳۸۱
جس کا شوہر عیسائی ہوجائے وہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔	۳۸۲
شوہر مرزائی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں۔	۳۸۲
بیوہ ہندو عورت اگر مسلمان ہوجائے تو اس پر عدت نہیں۔	۳۸۳
کافرہ عورت مسلمان ہوجانے کے بعد عدت گذار کر شادی کرے تو جائز ہے۔	۳۸۳
کافر کی بیوی مسلمان ہوجائے تو عدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہیئے۔	۳۸۴
کافرہ کو اس کا شوہر طلاق دے چکا ہے اب اگر وہ مسلمان ہو کر نکاح کرلے تو جائز ہے یا نہیں۔	۳۸۴
نومسلمہ کا نکاح عدت کے بعد کیا جائے۔	۳۸۵
شوہر مسلمان ہوا مگر عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر اس کی مسلمہ بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔	۳۸۵
مرتد ہو کر پھر عورت مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے۔	۳۸۶
کافرہ کو مسلمان کر کے شادی کرنی جائز ہے یا نہیں۔	۳۸۷
میاں بیوی جب ساتھ مسلمان ہوئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔	۳۸۷
مسلمان میاں بیوی عیسائی ہوگئے پھر دونوں مسلمان ہوگئے تو کیا حکم ہے۔	۳۸۸
کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہوجائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں۔	۳۸۸
زوجین میں کوئی کافر ہوجائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا شوہر کی۔	۳۸۸

Maktaba Tul Ishaat.com

غالی شیعہ کافر ہیں یا مسلمان ۳۸۹

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۳۹۰

شیعہ سے سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں ۳۹۰

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہیں کیا کریں۔ ۳۹۰

شیعہ لڑکی سے نکاح۔ ۳۹۰

اُن کی خوشی وغم میں شرکت۔ ۳۹۱

کافر کی بیوی مسلمان ہوگئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۳۹۱

مسجد کو برا کہنے والا کیسا ہے۔ ۳۹۱

شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں۔ ۳۹۲

یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا ہے۔ ۳۹۲

بلا ارادہ کلمۂ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے۔ ۳۹۳

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہوجاتا ہے یا نہیں۔ ۳۹۴

قرآن وحدیث کو کوئی شیطان کی کتاب کہے تو کیا حکم ہے۔ ۳۹۴

خدا اور رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہا یا ختم ہوگیا۔ ۳۹۵

قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے نکاح فسخ ہوگیا۔ ۳۹۶

حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان رہا یا نہیں۔ ۳۹۶

شوہر کے ظلم کی وجہ سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان سے اس کی شادی۔ ۳۹۶

قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ۳۹۷

حکم خدا اور رسول سے انکار کی صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ۳۹۸

شوہر عیسائی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا عدت گذار کر شادی کرسکتی ہے۔ ۳۹۸

شوہر جب غالی شیعہ ہوجائے تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ ۳۹۹

چماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر لیجائی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے۔ ۳۹۹

کلمۂ کفر سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ ۴۰۰

نواں باب

بیویوں میں عدل ومساوات اور حقوق الزوجین۔

دو بیویوں میں مساوات۔ ۴۰۲

کیا دو بیوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جبکہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو۔ ۴۰۳

عمر چاہتا ہے کہ سفر میں دونوں بیویوں کو چھ چھ ماہ رکھے، قرعہ نہ ڈالے کیا حکم ہے۔ ۴۰۳

کیا خرچ، تحفہ اور ہدیہ میں بیویوں کے اندر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہ گار ہوگا۔ ۴۰۴

Maktaba Tul Ishaat.com

جماعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں اور تفقہ سے بے پروائی کیسی ہے۔	۴۰۴	بیوی کو نصیحت کرنا اور اسکے لئے بددعا کرنا یا رونی کپڑا بند کرنا کیسا ہے۔	۴۱۱
زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے۔	۴۰۵	ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے۔	۴۱۲
سفر میں بیوی کے درمیان عدل اور حقوق قسم زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں۔	۴۰۵	والدین کے کہنے سے حقوق شوہر یا حقوق اللہ میں کوتاہی درست نہیں ہے۔	۴۱۲
شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی	۴۰۷	پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین نہیں ادھر مساوات باقی نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے۔	۴۱۳
شوہر بیوی کو باپ کے گھر جانے سے روکے تو بیوی جائے تو کیا حکم ہے۔	۴۰۷	باپ بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دیدو تو کیا کرے۔	۴۱۵
جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے۔	۴۰۸	شوہر سے والدین کی خوشنودی کے لئے بے رخی کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۴۱۶
جب بیوی شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے۔	۴۰۸	شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے۔	۴۱۶
والدین جب لڑکی کو رخصت نہ کریں اور وہ شوہر کے یہاں نہ جائے تو کیا حکم ہے۔	۴۰۹	عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا۔	۴۱۷
بیوی کو چاہئے کہ والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے۔	۴۰۹	جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور اور ماں علیحدہ ہونے پر راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے۔	۴۱۷
شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے۔	۴۰۹	اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جاسکتا ہے یا نہیں۔	۴۱۸
خاوند کو چھوڑ کر عورت کا باپ کے پاس جانا کیسا ہے۔	۴۱۰	جائے ملازمت پر بیوی کو اس کی رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے۔	۴۱۸
عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے۔	۴۱۰	شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور بیوی پر شوہر کا کوئی مالی حق ہے یا نہیں۔	۴۱۹
عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جاسکتی ہے یا نہیں۔	۴۱۰		
بیوی کو مار پیٹ کرنا برا ہے۔	۴۱۱		

Maktaba Tul Ishaat.com

زمانۂ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے۔ ۴۲۱

دسواں باب
آدمی کے دُودھ پینے پلانے سے متعلق احکام ومسائل

مدتِ رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۲

اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۳

غیر کا بچہ ہونے میں مدت رضاعت دو سال ہے یا زیادہ۔ ۴۲۳

دو ڈھائی سال بعد حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۴۲۳

چار سالہ لڑکے کے دودھ پینے سے رضاعت نہیں ہوگی۔ ۴۲۴

خمس رضعات کا ناسخ ۴۲۴

دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانا کیسا ہے۔ ۴۲۵

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا میں تطبیق۔ ۴۲۵

ثبوت رضاعت میں روایت کا اعتبار ہے یا علم کا۔ ۴۲۶

مدت رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ ۴۲۶

رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔ ۴۲۷

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا کیا حکم ہے۔ ۴۲۷

صرف چھاتی سے لگانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۸

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ ۴۲۸

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے رضاعی بھائی بہن ہیں۔ ۴۲۸

تھوڑا دودھ بھی باعثِ حرمتِ رضاعت ہے۔ ۴۲۹

صحیح مدت رضاعت کیا ہے۔ ۴۳۱

رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ ۴۳۲

جس عورت کا دودھ پلایا گیا اسکی نواسی سے شادی جائز نہیں۔ ۴۳۲

زید نے جب پھوپی کا دودھ پیا تو اسکی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ ۴۳۲

رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرسکتی ہے۔ ۴۳۳

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی۔ ۴۳۴

جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس کے لڑکے کی شادی جائز نہیں۔ ۴۳۴

ایک بچی نے منہ میں چھاتی لی مگر پیٹ میں دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے۔ ۴۳۵

بچہ جب دودھ پیتا تھا تے کردیتا تھا اس سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں۔ ۴۳۶

Maktaba Tul Ishaat.com

خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے۔ ۴۳۷

دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوئی نکاح جائز ہے۔ ۴۳۷

زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۴۳۸

جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی ساس سے درست ہوگی۔ ۴۳۸

چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا کیا اسکے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے۔ ۴۳۹

شوہر والی زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں۔ ۴۳۹

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے۔ ۴۴۰

جس لڑکی کو دودھ پلایا اسکے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے۔ ۴۴۰

پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے۔ ۴۴۰

رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۴۱

دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔ ۴۴۲

جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔ ۴۴۲

شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلانا۔ ۴۴۳

شک کی صورت میں رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں ۴۴۴

امام شافعیؒ کے یہاں مدت رضاعت۔ ۴۴۴

شہادت نہ پائے جانے کی صورت۔ ۴۴۴

نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی ماموں کی لڑکی سے جائز نہیں۔ ۴۴۴

کوئی اپنی بیوی کا دودھ بیماری کی وجہ سے پیئے تو کیا حکم ہے۔ ۴۴۵

جس لڑکی نے دو سال دس ماہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے۔ ۴۴۶

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول۔ ۴۴۶

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے۔ ۴۴۷

خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے۔ ۴۴۸

فہرست مضامین ختم شد

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ہشتم فتاوی دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جلد ہشتم فتاوی دارالعلوم دیوبند مرتب ہو کر پریس میں جارہی ہے، اس جلد پر کتاب النکاح ختم ہے، اگلی جلد کتاب الطلاق سے متعلق ہوگی، خاکسار مرتب برابر اپنی محنت و کاوش میں منہمک ہے، اور وہ جس قدر محنت کرسکتا ہے کر رہا ہے، کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے اس کی پہلی جلد غالباً ۱۳۸۳ھ میں مرتب ہو کر شائع ہوئی تھی، اس آٹھ نو سال میں اس کی آٹھ ضخیم جلدوں کا مرتب اور حواشی سے مزین ہو کر چھپ جانا رب العالمین کی خصوصی توفیق از دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے، ورنہ دوسرے مشاغل کیساتھ ایسے اہم کام کا اس طرح انجام پانا تصور سے بالاتر تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم یہ ہے کہ بغیر کسی پروپگنڈہ کے فتاوی کی یہ جلدیں ملک و بیرون ملک میں بڑی تیزی کیساتھ پھیل چکی ہیں اور پھیلتی جارہی ہیں، چار پہلی جلدوں کا جدید اڈیشن بھی آچکا ہے اور عنقریب پانچویں جلد کا جدید اڈیشن نظر نواز ہونے والا ہے۔

مرتب فتاوی کا دل حمد و شکر سے لبریز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُسے اس علمی اور دینی خدمت کی توفیق عطا کی، اور چھتیس سینتیس سو صفحات اہل علم تک پہنچا دیئے جس کا شروع میں مرتب کو وہم بھی نہ تھا، شیخ سعدیؒ نے بہت درست فرمایا ہے: ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

یقیناً یہ گراں قدر علمی اور دینی خدمت مرتب کیلئے باعث صد عزت و افتخار ہے اور خود دارالعلوم دیوبند کو بھی خوشی ہے کہ اس کے ایک معمولی شعبہ سے ایک بیش قیمت علمی اور دینی خدمت انجام پارہی ہے اس سے دنیا کو بھی اندازہ ہوگا کہ اس کے فرزندوں نے زندگی کے مختلف شعبہ جات میں کیا حصہ لیا ہے اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ کس کس طرح انجام دیا ہے۔

یہاں ایک جدید مسئلہ کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا، وہ یہ کہ آج کل ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کیا جاتا ہے تو کیا اس سے رضاعت کی طرح حرمت ثابت

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگی یا نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں بھی انسانی جسم کا ایک حصہ دوسرے انسان میں منتقل ہوتا ہے، خاکسار مرتب کا جواب یہ ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، اسلئے کہ رضاعت سے حرمت ثابت ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ عورت کا دودھ بچہ دو یا ڈھائی سال کی عمر کے اندر پیئے، لہٰذا اگر دو یا ڈھائی سال کی عمر کے بعد یہ خون ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کیا گیا ہے یا خون عورت کا نہیں ہے بلکہ مرد کا ہے تو بظاہر اس شرط مذکور کی بنیاد پر حرمت ثابت نہیں ہوگی، البتہ صرف ایک صورت تردد بحث رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عورت کا خون دو یا ڈھائی سال یا اس سے کم عمر بچہ کے جسم میں منتقل کیا جائے تو اس میں حرمت اس لئے ثابت نہیں ہوگی کہ اولاً رضاعت کی حرمت کتاب وسنت میں صراحتاً موجود ہے اور خون کے سلسلہ میں کہیں کوئی صراحت نہیں پائی جاتی، ثانیاً دودھ غذا ہے اور جسم اور اس کے اجزاء اس سے پرورش پاتے ہیں، یہ بات خون کو حاصل نہیں ہے، پھر دودھ کی تاثیر الگ ہے اور خون کی تاثیر الگ، ثالثاً رضاعت سے قرآن نسب ثابت کرتا ہے وامہاتکم اللاتی ارضعنکم، خون سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور نہ کہیں ایسی صراحت ملتی ہے پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ ظاہری طور پر دودھ پلانے میں حال یہ ہوتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت بچہ کو گود میں اٹھاتی ہے، پیار کرتی ہے، چھاتی سے چمٹاتی ہے اور اپنی محبت اس پر نچھاور کرتی ہے، اور بچہ بھی اس کا اثر قبول کرتا ہے، مگر خون منتقل کرنے میں ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی،

جو کچھ عرض کیا گیا یہ خاکسار کی ذاتی رائے ہے، زیر نظر فتاویٰ میں چونکہ یہ جزئیہ موجود نہیں ہے، اسلئے اس طرف اشارہ کردیا گیا ہے اگر کسی کو یہ صورت حقیقتاً پیش آئے تو اس کو دارالافتاء سے رجوع کرنا چاہئے اور جو جواب ملے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

یہاں پہنچ کر اپنے اساتذہ کرام، اراکین مجلس شوریٰ اور سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (دامت فیوضہم) کی خدمت بابرکت میں ہدیہ عقیدت واخلاص اور امتنان وتشکر پیش ہے کہ ان حضرات کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی سے یہ سب کچھ انجام پا رہا ہے، مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہ پیشکار بھی خاکسار کے شکریہ کے مستحق ہیں جو شروع سے اب تک ان فتاویٰ کی تصحیح، پروف خوانی اور طباعت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں اور اسے دنیاوی اور اخروی زندگی کے لئے ذریعہ صلاح وفلاح بنائیں، اخیر میں دعا ہے کہ مرکز رشد وہدایت اور گہوارۂ علم وفن دارالعلوم دیوبند تا قیامت آباد اور شاد کام رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

طالبِ دعاء۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

مُرتّب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

پانچواں باب نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

فصل اوّل اس باب سے متعلق مسائل واحکام

عصبہ اور ماں نہ ہونیکی صورت میں ماموں ولی ہے

سوال نمبر ۸۷ بندہ نابالغہ کے کوئی عصبہ نہیں ہے، اور نہ ماں ہے بلکہ فقط ذوی الارحام سے ایک ماموں علاتی اور ایک خالہ عینی ہے۔ پس حق ولایت نکاح کس کو پہونچتا ہے۔؟

الجواب - ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں ماموں علاتی کو ہے کما فی الدر المختار ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات[1] الخ پس خال بجمیع اقسامہ خالات سے ولایت نکاح میں مقدم ہے لہذا ماموں علاتی خالہ عینی سے مقدم ہے۔ فقط

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں

سوال نمبر ۸۸ ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً گیارہ سال تھی اس کے ولی یہ ہیں۔ والدہ حقیقی اور سوتیلا باپ اور سوتیلے بھائی اور تایا و چچا۔ لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کو لڑکی کے نکاح کی اجازت دی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اب پانچ سال کے بعد لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب - بھائی علاتی بالغ اور چچا تائے کے ہوتے ہوئے والدہ کو اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے اور نہ سوتیلے باپ کو اختیار رہے کیوں کہ اس صورت میں اول ولی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بھائی علاتی تھا اس کے بعد تایا چچا دلی ہیں[1] لہذا وہ نکاح جو والدہ اور سوتیلے باپ نے کیا۔ علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بھائی نے اجازت دی تو وہ نکاح صحیح ہوا[2]۔ ورنہ باطل ہوا۔ بصورت بطلان نکاح کے لڑکی کو بعد بالغہ ہونیکے اختیار ہے کہ کفو میں اپنا نکاح کرے یا اس کا ولی اس کا نکاح کفو میں اس کی اجازت سے کردیں۔ فقط

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے

سوال ۸۷۲ کریم جس نے اپنی نواسی شکورن کا کہ جس کی عمر اس وقت قریب پندرہ سال کی ہے نکاح شیخ محمد سے کردیا ہے اُس کی ماں اور چچا کہتے ہیں کہ شکورن کی عمر گیارہ سال کی ہے آیا نانا کو حق نکاح کرنیکا بغیر رضا چچا دماں ہے کہ نہ؟

الجواب لڑکی جب تک پوری پندرہ برس کی ہوکر سولواں سال شروع نہ ہو جاوے اس وقت تک شرعاً اس کے بالغہ ہونیکا حکم نہیں دیا جاتا جب کہ اور کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر نہ ہو اور غیر بالغہ کے نکاح کا ولی بصورت موجود ہونے چچا حقیقی کے نانا نہیں ہے پس نانا نے جو نکاح شکورن نابالغہ کا بلا اجازت چچا کے کیا وہ موقوف ہے چچا کی اجازت پر۔ اگر چچا اس کو جائز رکھے صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جاویگا[3]۔ فقط

چچا کے رہتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں

سوال ۸۷۳ ہندہ بیوہ ہوگئی اس کی دو لڑکیاں نابالغ ہیں۔ ہندہ نے دوسرا نکاح کیا اور اب شوہر ثانی سے لڑکیوں کا عقد کرانا چاہتی ہے تو لڑکیوں کا چچا مانع ہوتا ہے اگر ماں یا شوہر ثانی لڑکیوں کا عقد کردیویں تو کوئی حرج و گناہ تو نہیں ہے اور ہندہ کے شوہر متوفی کے ذمہ جو قرضہ تھا اس کا دینیدار کون ہوگا

---

[1] الولی فی النکاح والمال العصبۃ بنفسہ ثم علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ الشقیق ثم ابن الاخ لاب (ردالمحتار باب الولی ص۲۲۶ ج۲) وانظر [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۲۲۶ ج۲) وانظر [3] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ ثم علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (ایضاً ص۲۲۷ و ص۲۳۲ ج۲) وانظر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں ولی نابالغوں کے نکاح کا ان کا چچا ہے بموجود گی چچا کے ماں کو ولایت نکاح کی نہیں پہونچتی اور شوہر ثانی کسی حال میں ولی نہیں ہے شرعی مسئلہ یہی ہے اور قرضہ متوفی کا کسی کے ذمہ نہیں ہوتا اگر بہت کچھ ترکہ چھوڑے تو اس میں سے ادا کیا جاوے اور اگر نہ چھوڑے تو وارثوں کے ذمہ ادا کرنا قرض کا لازم نہیں ہے اگر تبرعاً کوئی ادا کردے تو اس کو اختیار ہے - فقط

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے

سوال ۸۷۴ ایک لڑکی گیارہ سالہ نابالغہ کی شادی کا انتظام کیا گیا لیکن اس کے اولیاء میں سے سوائے نانی اور نانا کے اور کوئی نہیں وہ بھی یہاں سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر افریقہ میں ہیں آیا اس کی چچی ولی ہو کر نکاح کر سکتی ہے یا کیا۔ ؟

الجواب - اولیاء کے بعد ولایت نکاح صغیرہ کی بادشاہ اسلام اور قاضی کے لئے ہے پس جب یہ نہیں تو انتظار بلوغ کیا جاوے نانا نانی سے بذریعہ تحریر اجازت طلب کی جاوے کما فی الدر المختار فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم لام الاب الخ وفی الشامی فتحمل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان ثم لقاض نص لہ علیہ فی منشورہ ثم لنوابہ الخ فقط

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں

سوال ۸۷۵ ایک لڑکی جسکی عمر تیرہ سال کی ہے اس کے دو بھائی بالغ موجود ہیں اس کا نکاح بلا رضامندی بھائیوں کے والدہ نے کردیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ لڑکی مذکورہ بالغہ ہے یا نابالغہ۔؟

لہ اقرب الاولیاء الی المرأۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم الخ عالمگیری کتاب النکاح الباب الرابع الاولیاء ص۲۹۱ ج۱ فیز ۲ دیکھئے ردالمحتار مع تنویر الدر المختار وحاشیہ ردالمحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲ و ص۳۱۰ ج۲ فیز

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں والدہ نے جو نکاح بدون اجازت بھائیوں کے کیا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نکاح کی دیدی اور اس نکاح کو جائز رکھا تو صحیح ہوگیا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی اور انکار کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا ہکذا فی کتب[۵۱] الفقہ (تیرہ سالہ لڑکی میں جب تک علامت بلوغ نہ پائی جائے نابالغ ہے۔ ظفیر)

سوال ۸۷۶ عمر کی نواسی یعنی تخمیناً پندرہ سال ہے اور بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے علامت بلوغ کی موجود ہیں اور لڑکی کا ولی ماں باپ اور بھائی کوئی نہیں ہے لڑکی کے حقیقی دادا کے بھائی زید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ لڑکی کا ولی میں ہوں بغیر میری رضامندی نکاح نہ ہونا چاہیئے۔ لڑکی بالغہ ہے یا نہیں اور لڑکی عمر کی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید جو اپنے کو ولی کہتا ہے وہاں کرنا نہیں چاہتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا

الجواب - علامت بلوغ لڑکی کے لئے حیض وغیرہ کا ہونا ہے اگر کوئی علامت بلوغ کی موجود نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر ہوکر سولہواں سال شروع ہوجاوے اس وقت شرعاً لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے پس اگر علامت بلوغ کی موجود ہے مثلاً اس کو حیض آنے لگا ہے تو وہ بالغہ ہے[۵۲]۔ اس حالت میں خود لڑکی کی رضامندی سے اس کا نانا عمر اس کا نکاح کرسکتا ہے لیکن چونکہ نانا ولی شرعی نہیں ہے بلکہ ولی شرعی دادا کا بھائی ہے لہٰذا نانا کے رائے جب تک وہ لڑکی بالغہ زبان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے اس وقت تک نکاح صحیح نہ ہوگا چپ ہوجانا لڑکی کا جیسا کہ ولی کے استیذان پر معتبر اور کافی ہے

---

۵۱ فوضح الاب حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۲ ج۲) ظفیر ۵۲ بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل الخ فان لم یوجد فیہما شئی حتی یتم لکل منہما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ص۱۳۲ ج۱۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ یہاں معتبر نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار[۱]۔ فقط

نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب قبول سے ہوتا ہے

سوال ۸۷۷:- نابالغ بچوں کا نکاح صرف والد کے ہی ایجاب وقبول سے ہوتا ہے یا ہر جائز ولی بھائی چچا وغیرہ کے ایجاب وقبول سے بھی۔

الجواب۔ صغیر اور صغیرہ کا نکاح ان کے ہر ولی جائز کے ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کو نکاح کا حق حاصل نہیں ہے پس اس میں اب وجد دیگر اولیاء حسب درجات یکساں ہیں۔

باپ اگر اجازت دے تو نانا نابالغہ نواسی کا نکاح کر سکتا ہے

سوال ۸۷۸:- ایک شخص نے اپنے خسر کو اسٹامپ لکھدیا اور کہدیا کہ میری دختر نابالغہ کا نکاح میرا خسر جہاں چاہے کر دے اب اگر شخص مذکور کا خسر اپنی نواسی کا نکاح کرا دے تو بلا اجازت اسکی والد کے درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولی اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا اس کا باپ ہے لیکن اگر باپ نے نابالغہ کے نانا کو اجازت دیدی اور اس نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح صحیح ہے[۲]

سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں

سوال ۸۷۹:- دختر سولہ سالہ کا نکاح ولی نے جبراً کر دیا آیا بالغہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے ولی جبراً کر سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضا اور اجازت کے صحیح نہیں ہے اور کسی ولی کو اختیار نہیں ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے کرے اگر نکاح کر دیا اور بالغہ راضی نہ ہوئی اور اس نکاح کو جائز نہ رکھا تو وہ نکاح باطل ہے اور عنداللہ

---

[۱] وان فعل هذا غیر ولی یعنی استام غیر الولی اودون غیرة اولی منه لم یکن رضا حتی تتکلم به ای لم یکن سکوتها ولا ضحکها رضا فتح القدیر باب فی الاولیاء ص ۱۶۵ ج ۳، نظیر

[۲] الولی فی النکاح ولا المال الصبیة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲، نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کی شرعاً پندرہ برس ہے۔ پس سولہ برس کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے البتہ ولی کے استفسار اور اطلاع پر سکوت کرنا بالغہ کا رضا اور اجازت سمجھا جاتا ہے اور تمکین وطی وغیرہ کو بھی فقہاء نے اجازت شمار کیا ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے

سوال ۸۸۰:- ایک عورت جو بطور طوائف اپنا پیشہ کرتی تھی اسی اثناء میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا باپ معلوم نہیں بعد اس عورت نے اپنا نکاح ایک شخص سے کرلیا اور آٹھ روز بعد انتقال کر گئی عمر لڑکی کی دس سال ہے سوتیلے باپ نے لڑکی کو ایک طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا۔ اہل محلہ نے مزاحمت کی سوتیلے باپ نے جوائنٹ مجسٹریٹ کے یہاں نالش کردی۔ حاکم نے بعد تحقیقات لڑکی کو ایک معمر شخص کے سپرد کرکے ہدایت کردی کہ اس کا نکاح کسی محتاج شخص سے کردیا جائے لہٰذا اس لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا۔ اب یہ نکاح جو سوتیلے باپ کی بلا اجازت ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ سوتیلا باپ اس لڑکی کا ولی نہیں ہے بلکہ ایسے لاوارث بچوں کے نکاح کا ولی حاکم ہی ہوتا ہے لہٰذا نکاح مذکور درست[2] ہے۔ فقط

اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں

سوال ۸۸۱:- زید نے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ! بالغہ کو ذمہ اپنی اخیافی بہن فاطمہ کے کیا اور ہاجرہ فاطمہ کے لڑکے عمر سے منسوب تھی اور وصیت کی زید نے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کردینا فاطمہ موافق وصیت کے ہاجرہ کو مع اس کی ماں حقیقی زینب اور ہاجرہ کے سوتیلا بھائی بکر کے اپنے یہاں لے آئی۔ لیکن ہاجرہ کی ماں زینب چوں کہ جوان تھی اس لئے فاطمہ نے اسکا

---

[1] ولا یجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ الخ فان استاذنها فسکتت او ضحکت او تبسمت فهو اذن (الی ما فیه) الخ (الدر المختار ص ۳۰۱ ج ۲ ط سعید) [2] ثم للسلطان ثم لقاضی نصله فی منشور ثم لنوابه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۲ ج ۲ ط سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح کر دیا اور اپنے شوہر کے ہاں چلی گئی اور زید کی ماں چونکہ زندہ تھی اور اس نے بعد انتقال والد زید کے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا وہ اپنے شوہر کے یہاں رہتی تھی کبھی کبھی وہیں اپنی دادی کے پاس چلا گیا اور ہاجرہ کی ماں زینب اور اس کا بھائی بکر جب تک کہ فاطمہ کے یہاں رہے یہی کہتے رہے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کر دینا۔ لیکن جب فاطمہ نے نکاح ہاجرہ کا عمر سے کر دیا تو زینب کا شوہر جدید مخالف ہوا اور اس نے زینب و بکر اور بکر کی دادی کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب ۔ زینب کے شوہر جدید کو ولایت نکاح ہاجرہ نابالغہ کا حاصل نہیں ہے لہٰذا اس کی مخالفت سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ بکر برادر ہاجرہ ولی ہے فاطمہ نے جو نکاح ہاجرہ کا عمر سے کیا تو وہ بکر کی اجازت پر موقوف ہے اگر بکر اجازت دیدے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جاویگا[1] اور زید کی وصیت کا درباره نکاح بعد وفات زید کے شرعاً کچھ اعتبار نہیں رہا۔

عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کر سکتی ہے

سوال ۸۸۲ عورت عاقلہ بالغہ کہ در کفو یا غیر کفو نکاح خود کند بلا رضا ولی۔ آیا نکاح جائز است یا نہ۔؟

الجواب ۔ قول قال فی الدر المختار وحوای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون وان تعدد لہ کافۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی وفی ہ الدلیل فیہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الایم احق بنفسہا من ولیہا رواہ مسلم وغیرہ وفی رد المحتار والایم من لا زوج لہا بکرا او ثیبا جلد ۲ وتاویل لا نکاح الا بولی او نکاحہا باطل معروف ومذکور فی الفتح والشامی وغیرہما وفی الدر المختار ولہ ای للولی الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جواز ہ اصلاً الخ الحاصل نکاح مکلفہ بالغہ بلا رضا ولی در کفو جائز است و در غیر کفو صحیح نیست وہو المفتی بہ فقط

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲) [2] رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶ ج ۲ و ص ۴۰۸ ج ۲، ۱۲ تفسیر

Maktaba Tul Ishaat.com

چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے

سوال ۸۹۳ ما قول العلماء الشافعية في بنت شافعية المذهب فنيقت من النفقة وغيرها عمرها ثمان سنين وهي تحت كفالة امها الشافعية الرشيدة ولها ابن عم شافعي المذهب حاضر هل له ان يتزوجها بغير رضاها ولا رضاها لما بينهما من التنافر والعداوة وحيث انه لم يجد الى ذلك سبيلاً في مذهب الشافعي[1] اراد تقليد الامام الاعظم ابي حنيفة[2] في هذا الامر المخالف لمذهب الشافعي فهل يجوز له ان يزوجها من نفسه تقليداً اذا فرضنا ان مذهب الامام الاعظم يجيز ذلك بغير فرقة الى ذلك احتاج والتقليد امر لا يجوز۔

الجواب ۔ قواعد الحنفیہ تقتضی جواز ذلک النکاح فتعین ولی اقرب من ابن عم وان کان اقرب منہ مثلاً یکون عم الصغیر موجوداً فلا ولایۃ لابن العم مع وجود العم ولا یجوز نکاحہ بلا رضاہا عم وقد وقع التصریح بہ فی مواضع عدیدۃ[3]۔ فقط

بالتحرر بالغہ ولی نکاح کرسکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا۔

سوال ۸۹۴ بالغہ باکرہ کا عقد شرعاً بلا ولی کے صحیح ہے یا نہ ۔ باپ کا ناجائز لڑکا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں نکاح میں کچھ خرابی نہ ہوگی اور باپ کا ناجائز لڑکا اگر بالغہ باکرہ کا عقد کریگا تو اس سے وہ باپ کا بیٹا صحیح النسب بن جاویگا یا نہ اور وارث باپ کا ہوگا یا نہ ۔؟

الجواب ۔ باکرہ بالغہ کے نکاح کے جواز کیلئے عندالحنفیہ ولی کا ہونا شرط نہیں ہے مسنون ہے کذا فی الدر المختار پس باکرہ بالغہ کی اجازت سے ہر ایک شخص اس کا نکاح کرسکتا ہے باپ کا ناجائز لڑکا بھی اس کام کو باجازت باکرہ بالغہ کرسکتا ہے اور عقد صحیح ہوجاویگا کچھ خرابی

---

[1] الولی فی النکاح الاقرب فالاقرب تعصیبا نفسا علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ (درمختار) ثم یقدم الاب ثم الاخ الشقیق ثم لاب ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنہ کذا فی الدر المختار باب الولی ص ۲۲۰ ج ۱ ظفیر

[2] ولا تجبر البالغۃ البکر فی النکاح ولو صغیرۃ لا یزوج الا بامرہا ولو ثیبا بالغۃ او بکرا بالغۃ رشیدۃ لا یزوج الا باذنہا ولو بکرا صغیرۃ او مجنونۃ او ثیبا صغیرۃ او مجنونۃ یزوجہا الاب والجد بالاجماع الخ درمختار باب الولی ص ۲۲۰ ج ۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں نہ ہوگی اور جو نابالغہ لڑکا باپ کا ہے وہ اس نکاح کے باجازت باکرہ کردینے کی وجہ سے باپ کا صحیح النسب لڑکا نہ ہے گا لیکن اگر درحقیقت وہ پہلے ہی ثابت النسب اپنے باپ سے ہے تو وہ جائز بیٹا اپنے باپ کا ہے اور وارث ہوگا۔ فقط

بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہوا زبانی صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا

سوال ۸۸۵ ہندہ بیوہ نے زید سے اپنی شادی کردینے کی اجازت بموجود دعوت اور ایک مرد کے اپنی ماں کو دی اس کا عقد زید سے کردیا گیا اور چند تحائف کا استعمال بھی کیا چونکہ زید کی جانب سے موقع عقد پر جب دستور بھیجے گئے تھے زید کے گھر جانے سے پہلے بوجہ بہکانے مخالفین زید کے ہندہ کہتی ہے کہ میں نے اجازت نہیں دی۔ کیا ہندہ کا انکار صحیح ہے اور کیا زید اس کو زبردستی اپنے گھر لاکر وظائف زوجیت ادا کرسکتا ہے۔؟

الجواب - اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ منعقد ہوگیا اور اب انکار کرنا ہندہ کا لغو ہے مسموع نہ ہوگا اور زید ہندہ کو رخصت کرا سکتا ہے اور وظائف زوجیت ادا کرسکتا ہے۔ فقط

باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اسکی اجازت سے نکاح جائز ہے

سوال ۸۸۶ والد کی موجودگی میں بھائی اجازت نکاح کی دے سکتا ہے اور نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اگر باپ نے اپنے پسر یعنی نابالغہ کے بھائی کو اجازت دیدی اور اختیار دیدیا تو بھائی کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط

بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغہ کا نکاح درست نہیں

سوال ۸۸۷ محمد بخش فوت ہوگیا ایک لڑکی صغیرہ بعمر سالہ اور ایک عورت اور دو چچازاد بھائی محمد سعید و محمد صالح۔ محمد سعید جو ولی اصلی ہے اس کے فرزند نے بغیر رضا و اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کردیا۔ جب ولی اصلی کو خبر ہوئی تو اس نے مجلس عام میں کہدیا کہ یہ نکاح جو میرے لڑکے نے کردیا ہے اس پر میں راضی نہیں ہوں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ بدون ولی اصلی کی رضامندی واجازت کے نابالغہ کا نکاح صحیح نہیں ہوسکتا پس ولی کے فرزند نے بموجودگی ولی کے جو نکاح نابالغہ کا بدون اجازت ورضامندی ولی کے کیا اور بعد نکاح کے ولی نے اس نکاح سے انکار کردیا اور اس کو رد کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ[1] ۔ فقط

سوال ۸۸۸ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی نے کردیا اور لڑکی صغرسنی سے اس نکاح پر رضامند نہیں تھی بعد بالغہ ہونے کے بھی عدم رضامندی ظاہر کی۔ آیا اختیار فسخ نکاح لڑکی کیلئے باقی ہے یا نہیں ۔؟

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرسکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

الجواب ۔ لڑکی کو اس صورت میں بعد بالغہ ہونے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ کیلئے قضاء قاضی شرط ہے اگر قاضی نہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہوگا[2] اس صورت میں شوہر بالغ کی طلاق دینے کے بعد نکاح فسخ ہوسکتا ہے[3] ۔ فقط

سوال ۸۸۹ عبداللہ ایک دختر نابالغہ اور ایک زوجہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ متوفی کے کوئی بیٹا اور بھائی نہیں تھا چچازاد بھائی ہیں دختر نابالغہ اپنی پھوپی کے پاس پرورش پاتی ہے جو دو سو میل کے فاصلہ پر متوفی کے چچازاد بھائیوں سے ہے اور دختر نابالغہ کی والدہ ۴۸ یا ۵۰ میل پر ہے اور متوفی نے قبل مرگ چھاہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے بیٹے سے نابالغہ کو منسوب کیا تھا۔ اب اگر دختر نابالغہ کی والدہ حسب وعدہ خاوند متوفی اس کی ہمشیرہ زاد سے تین روز کی مسافت پر جاکر نکاح کردے تو جائز ہے یا نہیں کیوں کہ متوفی کے بھانجے سے کفو میں نکاح ہوگا ۔ ؟

دلی اقرب دو سو میل کی دوری پر ہو اور وہاں نکاح کردے تو کیا حکم ہے

الجواب ۔ اس صورت میں کہ جس کی وجہ سے ولی بعد کو نکاح کا اختیار ہوجاتا ہے

---

[1] فلو زوج الولی الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۲ ج ۲) نظیر

[2] وان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب والجد لھما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القاضی للفسخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۹۹ ج ۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

دو قول ہیں ایک مسافت قصر دوسرا یہ کہ اقرب کے انتظار میں کفو فوت ہو جاوے اور اسی کو محققین نے راجح کہا ہے شامی میں ہے اختلف فی حد الغیبۃ فاختار المصنف تبعا للکنز انہا مسافۃ القصر ونسبہ فی الھدایۃ لبعض المتاخرین والذی یلیق لاکثرھم قال وعلیہ الفتوی آہ وقال فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ والیہ اشار فی الکتاب الا وفی الجر عن المجتبی والمبسوط انہ الاصح وفی النہایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصححہ ابن الفضل وفی الھدایۃ انہ اقرب الی الفقہ وفی الفتح انہ الاشبہ بالفقہ وانہ لاتعارض بین اکثر المتاخرین واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح المنتقی عن الحقائق انہ اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی آہ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام النہر الی اختیارہ وفی البحر والاحسن الافتاء بما علیہ اکثر المشائخ۔[1]

ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قول ثانی یعنی خوفِ فوتِ کفو ہے۔ پس نابالغہ کی والدہ اگر نابالغہ کے پاس جاکر یا اس کو اپنے پاس بلاکر اس کا نکاح کفو سے کردیوے تو صحیح ہوگا۔ فقط

پھوپی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا

سوال ۸۹۰ ایک یتیمہ کے چار ولی ہیں۔ اس ترتیب سے باپ کا سوتیلا چچا: نانا حقیقی۔ بہن حقیقی۔ پھوپی حقیقی۔ پھوپی نے اپنے زور سے اپنی اجازت سے یتیمہ کا نکاح پڑھوالیا۔ تینوں ولیوں نے جب سنا تو رد کردیا۔ تو عند الشرع نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ کتب فقہ میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ[2] الخ پس صورت مذکورہ میں ولی نابالغہ یتیمہ کے نکاح کا اس کے باپ کا علاتی چچا ہے پس جبکہ نکاح مذکور کو اس نے

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۲۲۲ ج۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۲۲ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

رد کردیا وہ نکاح فسخ ہوگیا[۱] ۔ فقط

والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کونسا ہے

سوال ۸۹۱ ایک لڑکی کی والدہ زندہ ہے ۔ باپ، دادا، چچا وغیرہ مرچکے ہیں، سوتیلا باپ اور ماموں موجود ہے ان تینوں میں لڑکی کا ولی کون ہے ۔ لڑکی بالغہ ہے ولایت نکاح کس کو ہے ۔ ؟

الجواب ۔ عصبات کے بعد والدہ ولی نابالغہ کے نکاح کی ہوتی ہے[۲] اور صورت مسئولہ میں چوں کہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کی والدہ اس سے اجازت لے کر نکاح اس کا کرسکتی ہے اور لڑکی کا سکوت والدہ کی اجازت لینے پر کافی ہے سکوت بھی اجازت سمجھا جاتا ہے[۳] ۔ فقط

بارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کرسکتی ہے

سوال ۸۹۲ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہے اس کا والد اس کے متعلق نکاح سے بالکل بے فکر ہے راہگیری کا پیشہ کرتا ہے اور اعمال بد اور میں ملوث ہے اور شراب خور ہے ۔ ایسی حالت میں اس لڑکی کو اپنی اجازت سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے وھوای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لامکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ الی ان قال ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار[۴] الخ پس معلوم ہوا کہ اگر لڑکی بالغہ کفو میں اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کرلیوے تو صحیح ہے ۔ فقط

---

[۱] فلو زوجا الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا ودلالۃ (رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲ و ص۴۳۳ ج۲) ظفیر

[۲] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۹ ج۲) ظفیر

[۳] لاتجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھوای الولی وھو الستۃ الخ فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فھو اذن (الدر المختار باب الولی ص۴۱۱ ج۲ و ص۴۱۱ ج۲) ظفیر

[۴] شامی باب الولی ص۴۰۷ ج۲

Maktaba Tul Ishaat.com

ماموں نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے

سوال ۸۹۳ ہندہ اور زبیدہ دو حقیقی بہنیں ہیں ہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے اور زبیدہ کی بیٹی عائشہ ہے اور عائشہ کی بیٹی ساجدہ ہے۔ زبیدہ کا شوہر اور عائشہ کا شوہر انتقال کر گیا۔ ساجدہ نابالغہ کا بعمر ۹ سال زبیدہ نے اپنی ولایت سے ہندہ کے لڑکے یعنی خالد سے نکاح کر دیا۔ حالاں کہ عائشہ کے بھائی تین نفر جو ساجدہ نابالغہ کے ماموں حقیقی ہیں موجود تھے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے۔ کیا ماموں حقیقی کی موجودگی میں نانی کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اب ساجدہ بالغہ ہوئی تو کیا وہ فسخ نکاح خالد سے کر سکتی ہے یا نہیں یا تجدید نکاح کیا جاوے۔؟

الجواب ۔ نانی کی ولایت مقدم ہے ماموں سے۔ پس جبکہ کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ ہو تو ولایت نکاح ماں کو ہے پھر دادی کو۔ پھر نانی کو۔ الخ اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے بموجودگی ذوی الفروض ان کو ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے[۱]۔ پس صورت مسئولہ میں اگر عائشہ بھی اس نکاح سے راضی رہی تو وہ نکاح منعقد ہو گیا۔ اور ساجدہ بعد بالغہ ہونے کے خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی بلکہ اس کے فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[۲] اور قاضی شرعی موجود نہیں ہے[۳] اور دیگر شرائط کا تحقق بھی دشوار ہے لہذا فسخ نکاح کا حکم نہیں ہو سکتا۔ فقط

مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں

سوال ۸۹۴ (۱) ایک شخص مسلمان آریہ ہو گیا

---

[۱] فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم جد الفاسد الخ (رد المحتار) ثم لذوی الارحام العات ثم الاخوال ثم الخالات (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) الخ ظفیر

[۲] لشرط القضاء للفسخ (رد مختار) وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اذا علما به فان اختارا الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب ولی ص ۴۲۱ ج ۲) الخ ظفیر

[۳] علماء نے جو اس کا حل تجویز کیا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للسید الحلیفی ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے اس کے ایک لڑکی بعمر دس سال اور لڑکا بعمر ۸ سال ہے لڑکی اپنی ماں کے ہمراہ اپنے نانا کے مکان پر پرورش پاتی ہے اور دادا بھی موجود ہے کیا باپ کو کوئی حق اولاد کے بارے میں حاصل ہے لڑکی کا نکاح دادا کی اجازت سے ہو سکتا ہے یا نانا کی اجازت سے۔؟

مرتد مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(۲) اگر باپ پھر مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنی اولاد پر قابض ہو سکتا ہے یا نہ۔

الجواب۔ (۱) باپ چوں کہ مرتد ہو گیا اس کو کچھ حق اور تعلق اولاد سے نہیں رہا ولی اولاد نابالغہ کا اس صورت میں ان کا دادا ہے دادا کی اجازت سے نکاح ان نابالغوں کا صحیح ہو سکتا ہے نانا کی اجازت سے نہیں ہو سکتا[۱]۔

(۲) اگر باپ مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی زوجہ سابقہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اولاد پر بھی اس کا حق ہو جائیگا اور ولایت ثابت ہو جاوے گی[۲]۔ فقط

بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے

سوال ۸۹۵ یہاں کابل اور پشاور میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ موجود ہوں یا نہ ہوں نکاح کے وقت غیر آدمی کو بھائی بناتے ہیں بغیر اس کے نکاح نہیں کرتے اور ہمارے ہند کا یہ دستور ہے کہ ماں باپ خود اجازت دیں یا لڑکی خود ہوشیار ہو اور اجازت دے دونوں باتیں درست ہیں یا کچھ فرق ہے۔؟

---

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجبوط علی ابیہما (درمختار) ھذا عندھما خلافا لمحمد حیث قدم الاب الخ ثم یقدم الاب ثم ابوہ الخ (ردالمحتار باب الولی ص۴۲۷ ج۲ و ص۴۲۸ ج۲) تفسیر

[۲] اس لئے کہ مرتد ہونیکی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور سارے حقوق سے محروم ہو گیا تھا جب مسلمان ہو گیا تو پھر اسے باپ کے حقوق حاصل ہو جائیں گے اور شادی کا حق بھی حاصل ہو جائیگا اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں وبقی النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السابق الخ فاسلما کذلک (الدرالمختار ص۵۷۱ ج۲ حاشیہ ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۷۱ ج۲) تفسیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - جو ہمارے ملک کا رواج ہے کہ نابالغہ کے لئے اس کے اولیاء یعنی باپ دادا وغیرہ اجازت دیتے ہیں اور جو لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کے گوش گذار کیا جاتا ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے کیا جاتا ہے اس پر وہ سکوت کرتی ہے اور یہ سکوت اجازت ہے شرعاً یہی صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے[۵۱] - بھائی بنانے کی صورت فضول ہے اور اسکی کچھ اصل معلوم نہیں ہوتی - فقط

ماں نے نکاح کردیا بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے

سوال ۸۹۶ - ولی اقرب یعنی برادر کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی والدہ نے نکاح نابالغہ کا کردیا اور اقرب نے سکوت کیا لیکن کوئی علامت رضا کی ظاہر نہیں ہوئی نہ صراحتاً اور نہ دلالۃً تو یہ نکاح فاسد ہوا یا باطل - ؟

الجواب - فی الشامی علی قولہ توقف علی اجازتہ الخ والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ تامل[۵۲] پس جب تک ولی اقرب راضی نہ ہوگا صراحتاً یا دلالۃً اس وقت تک نکاح موقوف رہیگا نہ صحیح ہوگا نہ باطل - فقط

چودہ سالہ لڑکی جو اپنے آپ کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کردیا

سوال ۸۹۷ - دادا نے اپنی پوتی چودہ سالہ کا نکاح اپنے پوتے کے ساتھ کرادیا - بوقت نکاح لڑکی کسی اور شہر میں تھی، لہذا دادا نے نہ اجازت نکاح کی لی اور نہ یہ دریافت کیا کہ تم بالغہ ہوئی یا نہیں لڑکی کو جب نکاح کی خبر ملی تو اس نے یہ کہا کہ ہم کو یہ نکاح منظور نہیں ہے - میں نکاح کیوقت بالغ تھی - مجھ کو مدت سے حیض آتا ہے چنانچہ وہاں دو شخص معتبر عادل بھی موجود تھے کہتے ہیں کہ

---

۵۱ لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھو او ای الاولیاء ھو استحبابا او کبنتہ او اخت ساذنھا جھادنیھا واخبرھا بصورتہ او فضولی عدل فسکتت عذ سادہ فتاویٰ ۲ ۔ فھو اذن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۶۱ ج ۲ و ص ۲۶۱ ج ۲)

۵۲ رد المحتار باب الولی ص ۲۶۳ ج ۲ و ص ۲۶۳ ج ۲ ۱۲ مظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہم نے انکار بھی سنا اور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ زنانہ سے بالغ ہے اور ع کہتی ہے ایسی عمر میں دعوی بلوغ کا جو خلاف ظاہر نہ تھا جیسا کہ گواہان معتبر سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں اور بعد ثبوت بلوغ کے انکار صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب ۔ مراہقہ کا قول دربارہ بلوغ معتبر و مصدق ہوتا ہے اور وہ لڑکی جس کی عمر چودہ سال کی ہے بالیقین مراہقہ ہے درمختار میں ہے فان اختلفا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبا الظاهر و قال قبیله دانی مدته اثنتی عشرة سنة ولها تسع سنین[۱] اھ اور بالغہ کا نکاح بلا اسکی اجازت کے معتبر و صحیح نہیں ہوتا لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا[۲]۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کر سکتا ہے یا نہ

سوال ۸۹ ہندہ اپنے نابالغ لڑکے بکر کا نکاح حمیدہ نابالغہ سے کرنا چاہتی ہے لیکن بکر کا دادا اپنے پوتہ سے ناراض ہے اور اپنے لڑکے کے مرنے کے بعد اس کو اور اس کی والدہ کو اپنے مکان سے نکالدیا اسی وجہ سے وہ بکر کے نکاح کی اجازت دینے سے انکاری ہے اور چچا حقیقی بکر کا نکاح کی اجازت دینے کو تیار ہے نیز حمیدہ کا ولی چچا حقیقی اور خالہ موجود ہیں مگر اس کی حمیدہ کے باپ سے رنجش تھی اس بنا پر حمیدہ کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا اس صورت میں بکر کا حقیقی چچا اور حمیدہ کی خالہ دونوں ان کے نکاح کی ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے کہ اگر ولی اقرب نکاح صغیر کفو میں کرنے سے مانع ہو تو ولی بعد کو اختیار نکاح کا حاصل ہو جاتا ہے وثبت للابعد من اولیاء النسب الی التزویج بغیر الاقرب ای بامتناعه عن التزویج[۳] اھ بنا ءً علیہ بکر نابالغ کا نکاح اس کا چچا

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام اھ ص ۱۳۲ ج ۵ ۱۲ ظفیر [۲] ایضاً ص ۱۳۳ ج ۵ ۱۲ ظفیر

[۳] لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب و سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا عالمگیری کشوری باب الاولیاء ص ۲۹۵ ج ۱ ظفیر [۴] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲ و ص ۳۳۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کرسکتا ہے اور حمیدہ نابالغہ کا چچا اگر نکاح سے مانع ہے تو اس کے بعد حسب ترتیب ولایت جو ولی ہوگا وہ نکاح حمیدہ نابالغہ کا کرسکتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ عصبات کے بعد والدہ ولی ہے اس کے بعد دادی نانی بہن وغیرہ ولی ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو اور خالہ سے مقدم کوئی ولی عصبات و ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو خالہ نکاح کرسکتی ہے[1]۔ فقط

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچازاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے

سوال ۸۹۹ زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی عورت سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کردینا جس کے ساتھ میں قبل اس کے صغیرہ مذکورہ کی منگنی کرچکا ہوں۔ پھر زید نے عمرو خالد کو کہا کہ اگر میری عورت میری صغیرہ لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ نہ کرے تو تم کردینا میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ زید کے مرنے کے بعد زید کی عورت نے صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ کردیا۔ اس نکاح ہوجانے کے بعد زید کے ابن الاخ نے صغیرہ مذکورہ کا نکاح بولایت اپنے ساتھ پڑھالیا۔ یہ ابن الاخ زید کا بالغ ہے اس کے سوا اور کوئی جدی رشتہ دار زید کا نہیں۔ زید کی عورت صغیرہ کی والدہ ہے شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا دوسرا۔

الجواب ۔ زید کی وصیت کا تو اس بارے میں کچھ اعتبار اور لحاظ نہیں ہے اور زید کے انتقال کے بعد ولایت نکاح ہندہ نابالغہ کی زید کے ابن الاخ کو ہے پس ہندہ کی والدہ نے جو نکاح کیا وہ زید کے ابن الاخ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اس نکاح موقوف کو باطل کرکے اپنا نکاح اس نابالغہ سے کیا ہے تو ابن الاخ کا نکاح صحیح ہوگیا اور پہلا نکاح جو والدہ نے کیا تھا باطل ہوگیا قال فی الدر المختار الولی فی النکاح

---

[1] اقرب الاولیاء الی المرأۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد: اب الاب الخ ثم الاخ ثم ابن الاخ الخ ثم العم الخ ثم ابن العم الخ ثم عم الاب الخ ثم بنوھما الخ وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام بملک تزویجھا الخ والاقرب عند ابی حنیفۃ رح الام ثم البنت الخ ثم الاخت الخ ثم اولادھم الخ وبعد اولاد الاخوات (بقیہ صفحہ ۵۰)

Maktaba Tul Ishaat.com

العصبۃ الخ[1] فقط

ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے

سوال ۹۰ ہندہ نابالغہ کا حقیقی بھائی خالد بالغ مکان پر موجود نہ تھا بوجہ ملازمت ایک روز کی مسافت پر تھا خالد کی عدم موجودگی میں اس کی حقیقی ماں اور سوتیلے باپ نے ہندہ نابالغہ کا نکاح کردیا نکاح کے بعد خالد مکان پر آیا۔ نکاح کی خبر سن کر خاموش ہورہا۔ نکاح کو قریب دو برس کے گذر گئے مگر ہر بار بجز سکوت کے انکار نہیں کیا۔ اب تقریباً دو برس کے بعد کہتا ہے کہ ہم راضی نہیں ہیں ایسی حالت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح جائز ہوا یا بھائی دوسری جگہ نکاح کرسکتا ہے۔؟

الجواب ۔ سکوت ولی کا اس صورت میں اجازت نہیں ہے کما فی الدر المختار[2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ فی الثانی فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ھھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالۃ تامل[3] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں ماں کا کیا ہوا نکاح نہیں ہوا بھائی دوسری جگہ نکاح اس کا کرسکتا ہے۔ فقط

ماں نے نکاح کردیا باپ جاہل نے نکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے

سوال ۹۱ ایک ناخواندہ شخص مسمی زید کی نابالغہ لڑکی کا عقد لڑکی کی ماں اور ماموں نے کفو میں ایسی جگہ کردیا کہ جس سے اور بہتر ممکن نہ تھا اور یہ عقد اس حالت میں کیا گیا کہ زید یعنی نابالغہ کا باپ مسافت بعیدہ پر تھا لڑکے والے اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ نابالغہ کی ماں اپنے شوہر زید کی منظوری بذریعہ خط منگوا سکتی۔ کچھ دنوں بعد زید کا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ

(بقیہ صفحہ ۴۹) العلات ثم الاخوال ثم اولادھم کذلک ثم بنات الاعمام الخ عالمگیری کشوری باب الاولیاء ص ۲۶۱ ج ۱

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۶ ج ۲ ۱۲ غفر

[2] دیکھئے رد المحتار باب ولی ص ۳۲۶ ج ۲ ۱۲ غفر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کو یہ نکاح پسند نہیں ہے۔ پس اس خط سے نکاح فسخ ہو جائیگا۔ یا نہیں اور نا خواندہ شخص کے خط کا جو ڈاک کے ذریعہ سے آیا ہو باب فسخ نکاح میں معتبر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں کہ باپ مفقود ہو اور ولی ابعد کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور پھر ولی اقرب اس کو فسخ نہیں کر سکتا قال فی الدر المختار ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ تامۃ[۵۱] الخ اور والدہ کی ولایت عصبات کے بعد ہے پس جب کہ کوئی عصبہ موجود نہ ہو اور باپ دور ہو تو والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے اور باپ کے اس لکھنے سے کہ مجھکو یہ نکاح پسند نہیں ہے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور خط اگرچہ ایسے امور میں معتبر ہوتا ہے لیکن اس موقع پر اس تحریر سے نکاح فسخ نہ ہوگا جیسا باپ کے زبانی کہنے سے بھی نکاح مذکور فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے

سوال ۹۰۲ ہندہ کا باپ اور دادا مر گیا مگر دادا کا بھائی زندہ ہے ہندہ کی دادی نے دادا کے بھائی کی عدم موجودگی میں مگر دادا کے بھائی کے لڑکے کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ہندہ نابالغہ مر گئی شوہر کے پاس نہیں گئی کل مہر یا دے گی یا کم یا بالکل نہیں۔؟

الجواب۔ ولی نکاح بالغہ ہندہ کا اس صورت میں دادا کا بھائی ہے اور اگر دادا کا بھائی کہیں دور ہو کہ اس کو اطلاع کرنے اور اجازت لینے میں حرج تھا تو اس کے پسر کی ولایت اور اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے[۵۲] اور زوجہ کے نابالغہ ہونیکی

---

[۵۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۴ ج۲ ۱۲ ظفر

[۵۲] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب او للولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الی مسافۃ القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتقل الکفو الخاطب جوابہ الخ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۴ ج۲ و ص۳۳۵ ج۲ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

حالت میں انتقال کر جانے سے شوہر کے ذمہ پورا مہر لازم ہوتا ہے[۱] نصف اس میں سے شوہر کا حق ہے وہ ساقط ہو جاویگا باقی نصف دیگر ورثاء کو ملے گا[۲]۔ فقط

دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کر دے تو کیا کیا جائے

سوال ۹۰۳۔ زید کے دو لڑکے حامد محمود تھے حامد کا انتقال زید کی حیات میں ہوا۔ حامد ایک لڑکی اور بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ بیوہ حامد نے حامد کی لڑکی نابالغہ کو ایک دوسرے مقام پر لیجا کر شخص غیر سے بلا رضامندی زید و محمود و مسماۃ ہندہ زوجہ زید کے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ چند روز سے جب لڑکی نابالغہ کو ہوش ہوا ہے وہ ایسے نکاح سے نارضامند ہے لہذا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ اس صورت میں ولی نابالغہ کا اس کا دادا زید ہے بدون اجازت زید کے نکاح نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ پس بیوہ حامد نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کیا وہ زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید نے اجازت دی تو صحیح ہوا ورنہ باطل ہوا[۳] اور ترتیب ولایت نکاح کی اس صورت میں اس طرح ہے کہ اول زید ولی ہے اس کے غائب ہونے کی صورت میں محمود ولی ہے پھر جب کوئی عصبہ نہ ہو تو والدہ اس نابالغہ کی یعنی بیوہ حامد کی ولی ہے[۴]۔ پس بیوہ حامد اگر اپنی دختر کو اتنی دور لے گئی کہ زید محمود وہاں سے مسافت شرعیہ یعنی تین دن کے سفر پر ہیں اور یا بقول ثانی جو کہ معتمد و مفتی بہ ہے اتنی دور ہے کہ کفو خاطب انتظار زید محمود کے جواب کا نہیں کر سکتا اور وہاں جا کر بیوہ حامد نے اس لڑکی کا نکاح کفو میں کیا ہے تو صحیح ہو جاوے گا کما فی الدر المختار وللولی الابعد

---

[۱] والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة الدخول او الخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين الخ حتى لا يسقط منه شئ بعد ذالك الا بالابراء (عالمگیری مصری الباب السابع فی المهر فصل ثانی ص ۲۸۴ ج ۱۲) ظفیر

[۲] وللزوج فی ثلثان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص) ظفیر

[۳] فلو زوج الاب حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر

[۴] فان لم يكن عصبة فالولاية للام (العیاذ ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

التزوج بغيبة الاقرب الخ مسافة القصر واختار في الملتقى ما لم ينتظر الكفو الخاطب حاضر به واعتمده الباقاني ونقل ابن الكمال ان عليه الفتوى[1] الخ فقط

ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے

سوال ۹۴ زید کی زوجہ ہندہ مجنونہ ہوگئی اس کے ایک لڑکی موجود ہے جس کو زید کی والدہ نے پرورش کیا اور اپنے پاس لکھتی ہے۔ زید اپنی زوجہ مجنونہ اور لڑکی کے اخراجات کا ذمہ دار... ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ ہندہ اکثر زید کے ساتھ رہتی ہے البتہ کبھی کبھی اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہے زید کا ارادہ دوسرا نکاح کرنیکا ہے جس وقت سے یہ ارادہ ظاہر ہوا ہے ہندہ کی والدہ اس کو زید کے ہاں نہیں بھیجتی۔ ہندہ کے بھائی بہن اور والدہ دوسرے نکاح کا ارادہ سنکر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندہ کو جو جہیز دیا گیا تھا واپس کر دیا جاوے کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ دوسرا عقد کر لینے کے بعد زید ہندہ کے حقوق کی ادائگی میں کمی کریگا۔ جہیز میں سامان خانہ داری تھا اور زیور اور کپڑا تھا نقد یا جائداد کچھ نہیں تھی خانہ داری کے سامان میں سے بعض چیزیں استعمال میں بالکل ضائع ہو چکی ہیں اور بعض ناقابل استعمال ہو گئی ہیں اور بعض اچھی حالت میں موجود ہیں کپڑے کا اکثر حصہ استعمال ہو چکا ہے زیور بعض بجنسہ موجود ہے بعض کو ہندہ نے قبل جنون توڑ اکر اور کچھ زیور بنوا لیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جو سب گھروں میں جہیز کی حالت ہوتی ہے وہی ہوئی۔ اس حالت میں حسب ذیل سوالات کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) ہندہ کا ولی اس جنون کی حالت میں کون ہے اس کو کس کے پاس رہنا چاہیئے

(۲) ہندہ کی والدہ اور بھائیوں اور بہن کو جہیز کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں۔

(۳) جہیز کس کی ملکیت ہے ہندہ کی یا اس کی والدہ وغیرہ کی۔

(۴) اگر ہندہ کی والدہ وغیرہ جہیز کا مطالبہ کر سکتی ہے تو کیا جو چیزیں موجود ہیں وہی دی جانی چاہئیں یا اس کل مال کی قیمت دینا ہوگی جو بوقت نکاح ہندہ کو دیا گیا تھا

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۲۳۲ ج۲ و ص۲۳۳ ج۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - (۱) مجنونہ کے نکاح کے ولی عصبات ہوتے ہیں علی الترتیب اور مجنون کے مال کا ولی خاص باپ دادا وغیرہ ہیں ماں اور بھائی بہن وغیرہ کو مجنونہ کے مال کی ولایت نہیں ہے[۱] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جنون کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہٰذا وہ مجنونہ اپنے شوہر کے پاس رہے جس وقت اس کی حق تلفی ہو اس وقت البتہ اس کے حقوق کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے[۲]۔ اور اگر شوہر کے پاس رہنا دشوار ہو تو پھر اپنے پاس رکھنا چاہیئے اس وقت اس کا سامان جہیز بھی جو موجود ہو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(۲و۳) جہیز ملک زوجہ ہوتا ہے نہ شوہر کی ملک ہے اور نہ والدہ وغیرہ کی۔ پس جہاں زوجہ رہے وہاں اس کا سامان مملوکہ رکھنے کا حق ان لوگوں کو ہے جن کے پاس وہ رہے اگر شوہر کے پاس رہے تو اس کا سامان وہاں پر رہے اور اگر والدہ وغیرہ کے پاس رہے تو وہاں رہے۔ پس اگر ہندہ کو اس کی والدہ وغیرہ بوجہ مجنونہ ہونے کے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا جہیز موجودہ بھی وہاں اپنی حفاظت میں رکھ سکتے ہیں[۳]۔

(۴) ہندہ مجنونہ کی والدہ وغیرہ اگر ہندہ کو اپنے پاس رکھیں تو وہی اشیاء جہیز کی لے سکتے ہیں جو موجود ہیں ضائع شدہ کی قیمت شوہر ہندہ سے نہیں لے سکتے۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ان جو ولی بعید ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال ۹۰۵ ایک لڑکی یتیمہ کا ولی سوائے اس کی مادر حقیقی و برادر علاتی کے کوئی نہیں اب زید جو لڑکی یتیمہ کا کفو ہے بعوض دین مہر مہر مثل اس سے نکاح کی درخواست کرتا ہے

---

[۱] الولی فی النکاح الخ المال العصبۃ بنفسہا الخ (درمختار) قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط الخ (ردالمحتار باب الولی ص۲۷۴ ج۲) نظیر

[۲] ولا یتغیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲) نظیر [۳] جہزابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی (الفتاوی باب المہر ص۱۰۳ ج۱) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

برادر علاتی نکاح یتیمہ مذکورہ سے مانع ہے اس صورت میں ماں کو ولایت اور اختیار نابالغہ کے نکاح کا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ بصورت امتناع ولی اقرب عن التزویج بالکفو ولی ابعد کو جو کہ اس صورت میں والدہ ہے ولایت واختیار نکاح یتیمہ حاصل ہے اور اگرچہ فقہا کو اس میں کلام ہے کہ ولی اقرب کے امتناع کے وقت ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوتی ہے یا ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف۔ لیکن جب کہ فتویٰ فقہاء کا اس پر بھی ہے کہ ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف ولایت منتقل ہوجاتی ہے تو بالخصوص اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے قال فی الدر المختار ویثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزویج بعضل الاقرب الخ[۵۱]۔ فقط

باپ کا علاتی چچا ولی ہے اس کے رہتے ہوئے بہن اور پھوپی ولی نہیں

سوال ۹۰۶ ایک یتیمہ نابالغہ ہے اس کا ولی اس کے باپ کا علاتی چچا اور اس کی بہن حقیقی اور پھوپی حقیقی ہیں اب زید جو کہ اس یتیمہ کا ہم کفو ہے بعوض مہر مثل کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سو تیلا چچا اور بہن انکار کرتی ہیں اس صورت میں حق تزویج پھوپی کو بھی حاصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار والولی فی النکاح الخ العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب[۵۲] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ولی اس صورت میں اس نابالغہ کے باپ کا علاتی چچا ہے بہن کا درجہ بھی اس سے مؤخر ہے اور پھوپی کسی طرح ان کی موجودگی میں ولی نہیں ہے اور در مختار میں جو عضل اقرب کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح شرح وہبانیہ سے نقل کی ہے علامہ شامی نے اس کے خلاف کو موجہ کہا ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح نہیں ہے بلکہ قاضی کو ہے[۵۳] فلیراجع۔ فقط

---

۵۱ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۳۳ ج۲ ص۲۳۴ ج۲ ۱۲ ظفر

۵۲ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۲۷ ج۲ ۱۲ ظفر

۵۳ ویثبت للابعد من اولیاء النسب شرح وہبانیہ لکن فی القہستانی عن الخانیۃ ولو لم (بقیہ ص۵۶ پر)

Maktaba Tul Ishaat.com

بھتیجہ اور ماں نکاح کے ولی ہیں مال کے نہیں

سوال ۹۰۷ نابالغہ کے مال کا ولی بھتیجہ ہے یا ماں۔؟

الجواب ۔ بھتیجہ متوفی کا نابالغہ کے نکاح کا ولی ہے اس کے مال کا ولی نہیں ہے اور نہ ماں ولی ہے نابالغہ کا حصہ حاکم جس کے پاس مناسب سمجھے امانت رکھے اور احوط طریق اس کے مال کی حفاظت کا ہو وہ طریق اختیار کیا جاوے[۱]۔ فقط

اچھے رشتہ کی امید پر اگر ولی نہ کرے تو کیا حکم ہے۔

سوال ۹۰۸ ہم کفو مہر مثل پر جب پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے اگر نہ کریگا تو کیا ظلم علی الصغیرہ لازم آئیگا اور عاصی قرار پائیگا عبارت شامی و درمختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت امتناع عضل ہوگا نہ مطلق امتناع پس اگر کفو فوت ہونیکا اندیشہ نہ ہو اور حسب منشا اچھے پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو یہ عضل ہوگا یا نہیں۔

(۲) ولی اقرب صغیرہ اور ولی ابعد (جس کی تربیت میں صغیرہ ہے) ہیں یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل و محبت نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے باہم مخالفت ہو قطع نظر اس سے کہ کون حق پر ہے تو کیا اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جائے گی۔ انتقال ولایت تو غیبت اور عضل ولی اقرب کی صورت میں لکھتے ہیں یہ صورت تو جداگانہ ہے نیز اکثر تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اپنے نفع و نقصان کی وجہ سے جا بے جا جھگڑے اور قصے کرتے ہیں لیکن تزویج کے وقت اس کے بدخواہ نہیں ہوتے کفو میں اور مہر مثل ہی پر کرتے ہیں تو باوجود اس تجربہ کے بھی کیا ولایت منتقل ہو جائے گی حالاں کہ احتمال ضرر تو یہاں بہت

(بقیہ صفحہ ۵۵) یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفو التزویج بعضل الاقرب (درمختار) ذکر فی انفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرۃ اب امتنع عن تزویجھا لا تنتقل الولایۃ الی الجد بل یزوجھا القاضی ونقل مثلہ ابن الشحنۃ الخ (ردالمحتار باب اول ص ۴۳۳ ج ۲) ظفر

[۱] الولی فی النکاح لا المال (درمختار) فان الولی فیہ الاب ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۶ ج ۲) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

ضعیف ہے۔

الجواب۔ (۱) عبارت شامی کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسرا کفو موجود حاضر ہو تو کفو اول سے انکار کرنا عضل نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسرا کفو موجود نہ ہو اور کفو خاطب سے نکاح کرنے سے انکار کیا جاوے تو یہ عضل ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے یا قاضی کی طرف اور اسی کی تصحیح کی گئی ہے کذا فی الشامی[1]

(۲) اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہیں ہوئی[2]۔ فقط

دادا کی اولاد مال دادی پر مقدم ہیں

سوال ۹۰۹ ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ سال ہے اس کے باپ دادا بھائی بھتیجے مر چکے ہیں لیکن اس کے پردادے کے بھائی کی اولاد میں بعض اولاد ذکور اور اس کی ماں دادی پھوپی موجود ہیں ان میں سے ولایت تزویج کس کے لئے ہے۔ پردادے کے بھائی کی اولاد کے ہوتے ہوئے ماں یا دادی کو ولایت حاصل ہے یا نہ۔

الجواب ولایت تزویج نابالغہ عصبات کو ہوتی ہے علی الترتیب۔ پس جب کہ عصبہ قریب موجود نہیں ہے تو دادا کے بھائی کی اولاد ذکور میں جو قریب تر ہو وہ ولی ہے اس کی موجودگی میں والدہ اور دادی پھوپی کو ولایت نکاح نہیں ہے کذا فی الدر المختار[3] فقط

---

[1] ویثبت للابعد الخ التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجابۃ (درمختار) ای من کفو بمہر المثل اما لو امتنع عن غیر الکفو او لکون المہر اقل من مہر المثل فلیس بعاضل اذا امتنع عن تزویجہا من ھذا الخاطب الکفو لیزوجہا من کفو غیرہ، استظہر فی البحر انہ یکون عاضلا الخ قلت وفیہ نظر (الی قولہ) متی حضر الکفو الخاطب لاینتظر غیرہ خوفا من فوتہ الخ لم لایکون الکفو الآخر حاضرا ایضا فامتنع الولی الاقرب من تزویجہا من الکفو الاول لایکون عاضلا الخ ردالمحتار باب الولی ص۲۳۳ ج۲ (ص۲۳۴ ج۲) نیز [2] ویثبت للابعد من اولیاء النسب عصبۃ لکن فی فتح القدیر الخ عن الخانیۃ لو لم یزوجہا الاقرب تزوجہا القاضی الخ تمام ذکر فی انفع الوسائل من

[3]

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی ہوئی وہ درست نہیں

سوال:۹۱۰ زید نے اپنی سالی مسماۃ ہندہ کو بحیلہ ملاقات اپنی ہمراہ لے جاکر بغیر اجازت اس کے والد عبداللہ کے کسی دوسری جگہ نکاح کردیا۔ قبل اس کے عبداللہ نے اپنی دختر ہندہ کو بکر کے ساتھ نامزد کیا ہوا تھا۔ ہندہ کی عمر چودہ سال کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں میرا یہ نکاح جبراً پڑھایا گیا ہے اب اس کا والد عبداللہ اپنی دختر کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - زید کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح اس صورت میں نہیں ہے نکاح مذکور جو بلا رضامندی و بلا اجازت ہندہ اور اس کے والد عبداللہ کے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہوا[1]۔ عبداللہ اس کا نکاح بکر سے کرسکتا ہے۔ فقط

عورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال:۹۱۱ ایک شخص کا بھائی تین بچے اور بیوہ چھوڑ کر مرگیا۔ متوفی کے بھائی نے بچوں کی ہمدردی کے لئے بیوہ بجارج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا وہ رضامند نہ ہوئی۔ اس کو مجبور کرکے نشان انگوٹھا نکاح نامہ پر لگایا گیا۔ عورت نے باکراہ یہ عمل کیا۔ کوئی گواہ بوقت نکاح موجود نہ تھا بعد ازاں دو گواہوں کی شہادت نکاحنامہ پر ثبت ہوئی۔ دو ڈھائی سال کے بعد مرد کو اس نکاح کے متعلق تشویش ہوئی اور اس نے جواز نکاح سے انکار کردیا۔ لیکن عورت اب اس بات پر پابند رہنا چاہتی ہے۔ یہ امر احکام شریعت کا محتاج ہے اور سابقہ نکاح کے بارے میں جواز یا عدم جواز مطلوب ہے۔

(بقیہ ص۵۷) اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولایة الی الجد بل تزوجها القاضی المزوج المختار باب الولی ص۴۲۳ ج۲) ظفر

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الاعلی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفر [1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فلو زوجها الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۷ ج۲) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - جب تک دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور صرف نشان انگوٹھا لگوا لینا اجازت نکاح کی نہیں ہے۔ پس جبکہ عورت اس وقت نکاح پر راضی نہ تھی اور بوقت نکاح کوئی گواہ نہ تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا[1]۔ اب جبکہ عورت راضی ہے تو دوبارہ اس سے باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا جاوے[2]۔ اور پہلے جو فعل حرام کا ارتکاب ہوا اس سے توبہ کیجائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ فقط

باپ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی اور باپ نے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا

سوال ۹۱۲ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں کی اجازت سے ہوا۔ لڑکی کا باپ انکار کرتا رہا حتیٰ کہ مجلس نکاح میں بھی شریک نہیں ہوا۔ لڑکی اب بالغہ ہوئی اور اس نے کہا کہ میں اب بالغہ ہوئی اور شریعت کے قاعدہ سے میں اس شخص کے نکاح سے باہر ہوئی جس کے ساتھ میری ماں نے نکاح پڑھایا ہے اب میں اپنے باپ کی مرضی سے نکاح کروں گی۔ لڑکی کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ اور اس کا باپ اس کا دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت اور اختیار نکاح کرنے کا نہ تھا اگر ماں نے بلا اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کیا تو باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے رد کر دیا اور انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا[3]۔ اس صورت میں دوسرا نکاح لڑکی کا باپ کر سکتا ہے اور خیار بلوغ کی صورت اس وجہ سے نہیں چل سکتی کہ اس میں قاضی شرعی کی ضرورت ہوتی ہے بدون قضاء قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے[4]۔

---

[1] ومنها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا في البدائع (عالمگیری کتاب النکاح باب اول ص۲۵۹) نظیر [2] ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين الخ (ہدایہ کتاب النکاح ص۲۸۶) نظیر [3] فلو زوج الابعد على حال قيامه الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب اولی ص۲۲۲) نظیر [4] لها اى لصغير وصغيرة وملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (رد محتار) حاصلہ (بقیہ صفحہ پر)

Maktaba Tul Ishaat.com

اور اگر حکم کو بھی اختیار فسخ ہونا مان لیا جائے تو حکم برتراضی ذریعین ہوتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] فقط

بلا اجازت ولی مفضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا

سوال ۹۱۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے شوہر ثانی نے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ کر دیا لڑکی نابالغہ کے سوائے دو سوتیلے بھائیوں کے اور کوئی وارث نہیں تھا۔ وقت نکاح کے سوتیلے بھائیوں سے کسی نے اجازت نہیں لی۔ بلکہ عرصہ کے بعد سوتیلے بھائیوں کو خبر ہوئی تو سوتیلے بھائی ناراض ہوئے کہ ہماری بلا اجازت کیوں نکاح کر دیا اور نکاح سے پہلے والدہ لڑکی نابالغہ کی مر چکی تھی اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب - والدہ کا شوہر ثانی اس نابالغہ کا ولی نہیں ہے بلکہ ولی عصبہ ہوتا ہے اور اگر ولی قریب کوئی موجود نہ تھا تو سوتیلے بھائی یعنی علاتی بھائی ولی ہیں بدون اس کی اجازت کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ پس جبکہ علاتی بھائی نے بعد خبر پانے کے ناخوشی اس نکاح سے ظاہر کی تو وہ نکاح جو موقوف تھا باطل ہو گیا[2]۔ لہٰذا اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے

سوال ۹۱۴ ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے جبراً نکاح کیا۔ جس وقت قاضی نے عورت سے ایجاب و قبول کرایا تو عورت نے قاضی کے ہر سوال پر اس طرح جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر زمانہ کے موافق قاضی اور شاہدوں نے اس جواب پر کوئی توجہ نہیں کی۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت اپنے باپ کے گھر

انہا اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ اذا العلم بہ فان لھما بالضغ لا یثبت الضغ الا بشرط القضاء (الدر المختار باب الولی ص۴۲۱ ج۲)

[1] خیار بلوغ کی تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانوی ۱۲ منہ

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان زوج الابعد حال حضور الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

چلی آئی۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔ ایسی حالت میں شوہر متوفی کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر اس بیوہ عورت نے نکاح کے بعد بھی اس نکاح سے انکار کیا اور رضی وغیرہ برضا نہیں پائی گئی تو وہ نکاح باطل ہوگیا[۱]۔ اور شوہر کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس کا درست ہے بلکہ شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح درست ہے۔ لیکن جب تک شوہر اول کے نکاح کا بطلان محقق نہ ہو جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اس وقت تک کسی دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط۔

بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جبکہ وہ سنکر رونے پیٹنے لگے یا معلوم ہو کہ شوہر کا نسب غلط ہے

سوال ۹۱۵ زید نے بکر سے کہا کہ تم میری شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کردو۔ بکر نے زید سے کہا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے زید نے کہا کہ میں خاص قریشی ہوں۔ بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا۔ بکر نے گھر جاکر لڑکی سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید کے ساتھ کر دیا ہے تو وہ لڑکی جو بالغہ تھی رونے پیٹنے لگی جس کو باہر کے لوگوں نے سنا اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ قریشی نہیں بلکہ ترک ہے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اس صورت میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ نکاح موافق تصریحات فقہا صحیح نہیں ہوا کہ اولاً بالغہ کی بے اجازت اس کا نکاح نہیں ہوتا اور سکوت اور رونے کو اگرچہ فقہاء نے اجازت پر محمول فرمایا ہے مگر یہ رونا پیٹنا جیسا کہ سوال میں درج ہے دلیل اجازت نہیں ہے بلکہ انکار کی دلیل ہے دوسرے شوہر نے اپنا نسب قریشی بتلایا اور اس پر بکر نے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا اور پھر ظاہر ہوا کہ شوہر کا نسب قریشی نہیں ہے تو اس صورت میں نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے قال فی الشامی کیف والبکاء بالصوت والویل قرینۃ علی

---

[۱] فلا تجبر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۳۱۰ ایچ ایم سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الرد وعدم الرضاء الخ ص۲۹۹ وفی الدر المختار لو تزوجته علی انه حر او مسلم الخ بان بخلافه ای علی انه فلان بن فلان فاذا هو بخلافه او ابن زنا کان لها الخیار[1] الخ۔ فقط

سوال ۹۱۶ محمودہ بیوہ ایک زمیندار عورت ہے بالغہ کا کسی گناہ کبیرہ سے جبراً نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے

محمودہ کا زندہ ایک کافر ہے اس سے محمودہ کا ناجائز تعلق ہے اسی وجہ سے محمودہ باوجود کوشش کے بھی کسی طرح نکاح ثانی پر تیار نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں محمودہ کی والدہ محمودہ کا نکاح جبراً کر سکتی ہے یا نہیں، یا عدالت سے چارہ جوئی کر کے اس کافر کو محمودہ کے گھر آنے سے روک سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ محمودہ کا نکاح بدون اس کی اجازت و رضاء کے اس کی والدہ جبراً نہیں کر سکتی[2]۔ البتہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کافر اجنبی سے تعلق ناجائز قطع کرایا جاوے اور پردہ کرایا جاوے اور جس طریق سے بھی موقع تہمت سے اس کو بچایا جاوے اسمیں سعی کیجاوے۔ فقط

سوال ۹۱۷ زید نے اپنی لڑکی کا عقد اس کو نابالغہ سمجھ کر ایسے لڑکے کے ساتھ کر دیا کہ وہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں اور شوہر کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہیں ایسی حالت میں اگر محلہ کی پنچوں کو جمع کیا جاوے جسمیں ایک عالم بھی ہو اور ان سے تفریق کا حکم کرالیا جاوے یا اکثر جگہوں میں اسلامی قاضی مقرر کئے گئے ہیں وہ اگر تحقیق کر کے تفریق کا حکم دیدیں تو یہ تفریق معتبر ہوگی اور اس کا حکم طلاق کا ہوگا یا نہیں۔؟

نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا لڑکی بالغہ تھی۔ انکار کر دیا تو کیا حکم ہے

الجواب ۔ ان وجوہ سے تفریق نہیں ہو سکتی اور وہ تفریق شرعاً معتبر نہیں ہے اور

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ص۲۳۶ ج۲ تحت قوله والکفاءة هی حق الولی لاحقها نیز دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدۃ ص۵۲۲ ج۲ ۱۲ ظفیر غفرلہ

[2] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ناطق نہیں ہے البتہ اگر زید نے اپنی دختر کو نابالغہ سمجھ کر بدون اس سے اجازت لینے اور دریافت کرنے اس کا نکاح کر دیا تھا اور درحقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا تفریق کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس نے اجازت لینے کے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا اور وجوہ مذکورہ کی وجہ سے تفریق نہ ہو سکے گی بلکہ شوہر کی طرف سے طلاق دینے کی ضرورت ہے

نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا

سوال ۹۱۸ لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ لڑکے سے کر دیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے ایجاب کیا۔ پھر لڑکے کا باپ لڑکے کو اجازت دیوے تب لڑکے کا خیر ہوتا یا دوسری دفعہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔؟

الجواب ۔ دوسری دفعہ ایجاب دینے کی ضرورت نہیں ہے پس جبکہ دختر نابالغہ کے باپ نے ایجاب کے ساتھ تکلم کیا اور شوہر نابالغ کے باپ نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے

سوال ۹۱۹ ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا لیکن لڑکی کے چچا زندہ ہیں وہ اسوقت موجود نہ تھے جب چچا کو خبر ہوئی تو انھوں نے شور و شر کے بعد بعوض کسی لالچ کے راضی ہو کر اسٹامپ پر تحریر کر دیا کہ ہم نے برضا و رغبت خود اسی نکاح کو منظور کیا۔ شرعاً یہ نکاح معتبر ہے یا غیر معتبر؟

الجواب ۔ اس صورت میں ولی شرعی نابالغہ کے نکاح کا چچا تھا والدہ ولی نہ تھی لیکن اگرچہ چچا آمادہ تھا کہ اس سے رائے و مشورہ لینا دشوار تھا اور اس کے انتظار میں فوت کفو کا اندیشہ تھا اور عند البعض تین دن کے سفر پر تو والدہ ولی ہو گئی تھی اور اس کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور بصورت دوری مذکور نہ ہونے کے والدہ کا کیا ہوا نکاح چچا کی اجازت و رضا پر موقوف تھا

لہ الولی فی النکاح الاب علی ترتیب الارث والحجر الخ ان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام والولی

Maktaba Tul Ishaat.com

جب اول خبر نکاح کی سنکر چچا نے انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ بعد کی رضامندی اور اجازت معتبر نہیں ہے پس وہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔[۱] فقط

غیر کفو میں چچا نے لڑکی کی جو شادی کی وہ صحیح نہیں ہوئی

سوال ۹۲: میری طفولیت میں میرا باپ انتقال کر گیا چچا موجود ہے اور وہ تخمیناً پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے میری نابالغی کی حالت میں میری والدہ نے بغیر اطلاع میرے چچا کے ایک شخص غیر کفو کے ساتھ میری شادی کر دی از روئے شریعت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں۔؟

الجواب - در مختار میں ہے وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد الا لابھما الکفء من غیر کفو الخ[۲] اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں جو نکاح نابالغہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کر دے وہ صحیح نہیں ہے پس دوسرا نکاح درست ہے۔ فقط

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب وقبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۳: ایک لڑکی کا بطور منگنی ایجاب ہوا لڑکی لڑکا ہر دو بالغ تھے مگر بوقت ایجاب حاضر نہ تھے ان سے ایجاب نہیں ہوا بلکہ ہر دو کے والدنے آپس میں کیا علماء بھی موجود تھے عام مجلس تھی اب وہ لڑکی اس لڑکے سے بوجہ دلدا کرنا ہونے کے نکاح کرنا نہیں چاہتی اور لڑکی خواندہ قرآن ہے آیا وہ طلاق سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا کہ بغیر اس کے ہو سکتا ہے عرصہ سے وہ اس تردد میں رہتی ہے علماء جو کہ موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح دوسری جگہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں واضح طور پر تحریر کیا جاوے۔ فقط

(بقیہ صفحہ ۶۳) الا بعد التزوج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ مسافتا القصر واختار المنتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہا الخ الدر المختار باب الولی ص ۲۴۲ و ص ۲۴۳ ج ۲ ظفیر لہ جیسا کہ اس مسئلہ میں ہے ولو استاذنھا فی حین لم تزف لم یزوجھا فسکتت ھو فی الاصح بخلاف ما لو بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۴۱ ج ۲

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۴۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں نکاح منعقد اور لازم نہیں ہوا کیوں کہ جب دونوں لڑکے اور لڑکی بالغ تھے اور دونوں یعنی لڑکے اور لڑکی بالغہ کی طرف سے ان کے باپ نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیا تو وہ نکاح اجازت پر لڑکے و لڑکی کے موقوف ہو گیا اور در صورت کفو میں کر دینے ولی کے لڑکی کی جانب سے سکوت اس کا رضا کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ تصریح رضامندی کی نہ ہو اور جب کہ لڑکی رضامند نہیں ہے اور نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا جیسا کہ شامی میں ہے واختلف فیما اذا زوجہا غیر کفو فبلغہا فسکتت فقالا لا یکون رضا الخ[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی کا ماموں اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۲ ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے باوجود اس کے والد اور دیگر قریبی رشتہ دار موجود ہونے کے ولی بنکر زید نابالغ سے کر دیا جب ہندہ کو کچھ سمجھ پیدا ہوئی تو اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا۔ اب جب وہ بالغہ ہوئی تو زید کو بلا کر کہا کہ میں چوں کہ تم سے راضی نہیں لہذا اپنا عقد توڑ دیا کیا ہندہ کا نکاح فسخ ہو گیا اور وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کیا عدت کرنا پڑے گی۔؟

الجواب - باپ دادا وغیرہ عصبات کی موجودگی میں ماموں ولی نہیں ہے اگر ماموں کے عقد کو باپ نے جائز رکھا تھا تو وہ نکاح صحیح ... ہو گیا۔ بعد بلوغ کے ہندہ کے اس کہدینے سے کہ میں نے عقد توڑ دیا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسری جگہ ہندہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ اور اگر ماموں کے عقد کی اجازت باپ وغیرہ اولیاء نے نہیں دی تھی اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ پس ایسی حالت میں کہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ ہندہ اپنا نکاح بعد بلوغ کے دوسری جگہ کر سکتی ہے[2]۔ فقط

---

[1] ردالمحتار للشامی باب الولی تحت قولہ واخبرہا رسولہ۔

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فی نفوذ نکاح الابعد

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر

سوال ۹۲۳ ایک بیوہ بالغہ نے عدت کے اندر بخوشی اپنے دیور سے نکاح کر لیا۔ ابھی عدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کا باپ جبراً لڑکی کو لے گیا اور ایک غیر شخص سے جس کی عمر پچاس سال ہے بلا رضامندی اُس لڑکی کے نکاح کر دیا اور عورت کے دیور مذکور نے دخل زوجیت کا دعویٰ کر دیا ہے اِس وجہ سے عورت کے باپ نے عورت کو اس کے دیور کے یہاں جس سے اول نکاح ہوا تھا بھیجدیا اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ عدت میں جو نکاح دیور سے ہوا وہ شرعاً باطل اور لغو ہے اس کا اعتبار نہیں ہے[۱] اور باپ نے جو نکاح لڑکی کا دوسرے شخص پچاس سالہ سے کیا وہ بھی بلا رضامندی و اجازت لڑکی کے صحیح نہیں ہوا[۲] کیوں کہ اس صورت میں لڑکی کی اجازت صراحتہً یا دلالتہً ضروری ہے اور دلالتہً اجازت یہ بھی ہے کہ مہر یا نفقہ کا مطالبہ شوہر سے کرے یا اسکو وطی پر قدرت دے کما فی ان المختار بل لابد من القول کما یثبت البالغۃ الخ وما ھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضا کطلب مہرھا و نفقتھا وتمکینھا من الوطی[۳] الخ اور یہ رضا دلالتہً اس وقت معتبر ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے وہ لڑکی اس نکاح سے انکار نہ کر چکی ہو اور اگر انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا[۴]۔ الغرض اگر لڑکی کی رضامندی تو لاً یا دلالۃً نہیں پائی گئی تو دوسرا نکاح بھی باطل ہوا اس حالت میں دونوں میں سے کوئی نکاح

(بقیہ ۶۵) حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد (ردالمحتار باب اولی ص۴۳۲ ج۲) ظفیر

[۱] بانکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب المحرمات ص۴۸۲ ج۲) ظفیر [۲] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدرالمختار باب العدۃ ص۴۳۵ ج۲) ظفیر [۳] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب اولی ص۴۳۱ ج۲ [۴] بخلاف ما لو بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ برده (ردالمحتار ص۴۳۲ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی صحیح نہیں ہے اور کسی کے گھر بھی رخصت کرنا درست نہیں ہے اب جس سے لڑکی رضامند ہو اسکے ساتھ دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے۔

تنبیہ (بجواب سوال مکرر) بندہ کی مراد اس سے وہ نکاح ہے جو باپ نے کیا تھا پس اگر پہلے سے لڑکی کو خبر نہ تھی تو بعد نکاح کے جب اس کو خبر ہوئی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوا۔ اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر اس خاوند کے گھر رخصت ہو کر وطی وغیرہ بخوشی واقع ہوئی تو یہ بھی رضامندی سمجھی جاتی ہے لہذا نکاح صحیح ہو گیا اور جس سے عدت میں نکاح ہوا وہ بالکل باطل ہوا۔ عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اس میں قرابت داری کا کچھ لحاظ اور خیال نہیں ہے[1]۔ فقط

دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہو سکتا

سوال ۹۲۴ زید فوت ہوا اس نے زوجہ اور باپ اور چچازاد بھائی اور نابالغ اولاد چھوڑی۔ زید کی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور ولی نابالغان کا کون ہے؟

الجواب۔ اس صورت میں زید کی اولاد نابالغہ کا ولی زید کا باپ ہے پس اگر وہ لڑکی جس کا نکاح کیا ہے نابالغہ ہے تو اس کے دادا کی اجازت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے[2] چچا نے اگر دادا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا[3]۔ فقط

باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

سوال ۹۲۵ مسماۃ کریمن کا نکاح سات برس کی عمر میں اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دیا تھا لیکن بعد دو سال کے اس کی ماں اپنی لڑکی کریمن کو لے کر بھاگ گئی اور بعد دو تین سال کے جب اس کی

---

[1] لا یجوز للرجل ان یتزوج بنتہ غیرہ وکذا الحفیدۃ کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری مصری کتاب النکاح القسم السادس ص۲۶۶ ج۱) ظفیر [2] الولی فی النکاح الاقرب فالاقرب من العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا ثم وصی ابیہا ثم ابوہ ثم ابو ابیہا ثم وصی ابی ابیہا ثم الاخ الشقیق ثم الاخ لاب (درمختار باب الولی ص۲۷۶ ج۲ و شامی ص۲۷۷ ج۲) [3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار علی ہامش الشامی باب الولی ص۲۷۶ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

عمر گیارہ برس کی ہوئی تو اس کی ماں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ باپ مر چکا تھا پھر وہاں سے بھی نکل گئی اب زید اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اور ہر دو خاوند میں سے کسی نے طلاق نہیں دی تو زید عقد کر سکتا ہے یا کیا حکم ہے

الجواب - پہلا نکاح جو باپ نے کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا وہ فسخ نہیں ہوا زید اگر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شوہر اول سے طلاق دلوائے اس وقت زید نکاح کر سکتا ہے[1]۔ فقط

اجنبی اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں ہے

سوال ۹۲۶ ایک ناکتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی نہ لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اس کے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچازاد بھائی موجود ہیں لیکن ان کو کچھ اطلاع نہ کیگئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر ان کو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم برہم ہو جائیگا۔ غرض خفیہ طور سے اس لڑکی سے اجازت نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی۔ باہر آکر اس کا نکاح پڑھا دیا اور اس کے سکوت کو اجازت بتایا۔ آیا صورت مذکورہ میں یہ سکوت اجازت ہوگا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کر دیا گیا منعقد ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب - اگر ناکتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تاوقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضامندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضامندی نہیں ہو سکتی اجنبی کے دریافت کرنے کی صورت میں سکوت رضامندی کے قائمقام نہیں ہو سکتا۔ سکوت کا رضامندی پر دلالت کرنا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا ولی قریب ہو۔ چونکہ صورت مذکورہ

---

[1] ویجوز نکاح الصغیر والصغیرۃ اذا زوجہما ولی بکل کانت الصغیرۃ او ثیبا الخ فان زوجہما الاب والجد الخ فلہما الخیار بعد البلوغ (ہدایہ باب فی الاولیاء ص ۲۶۵ و ص ۲۶۶) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحت نکاح کے لئے رضامندی اس کی ضروری تھی لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہدایہ میں ہے وان فعل هذا غير الولي يعني استأمر غير الولي او ولي غيره او لي منه لم يكن رضا حتى تتكلم[1] اس صورت میں چونکہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مسماۃ سے طلب کی ہے تو مسماۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں۔ جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا۔ فی الدر المختار فان استاذنها غير الاقرب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة بسكوتها بل لابد من القول كالثيب البالغة[2]۔

الجواب الثانی۔ سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنها غير الاقرب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة بسكوتها الدر المختار[3]۔ پس وہ نکاح موقوف رہے گا بالغہ کی اجازت پر۔ اگر بعد نکاح اس نے صراحتاً اس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو۔ جیسے تمکین وطی۔ طلب مہر و نفقہ و خلوت برضا بالغہ تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا ورنہ ناجائز اور باطل ہوگا جیسا کہ درمختار میں ہے عبارت مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے بل لابد من القول الخ وهو ما هو في معناه من فعل يدل على الرضاء كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطي ودخوله بها برضاها الخ[4] وفي الثاني عن الظهيرية ولو خلا بها برضاها هل يكون اجازة لا رواية لهذه المسئلة وعندي ان هذا اجازة وفي البزازية الظاهر انه اجازة الخ (شامی)[5] وفی الدر المختار ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي[6] الحر وفي الثاني ايضاً ما اضحك نذكر في فتح القدير اولاً انه كالسكوت لا يكفي وسلم هنا انه يكفي الخ (درمختار باب الولی ص۲۱۳ ج۲ ظفر)

---

[1] ہدایہ باب فی الاولیاء ص۲۰۳ ج۲ ظفر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۲۱۳ ج۲ ظفر [3] ایضاً [4] ایضاً [5] رد المحتار باب الولی ص۲۱۳ ج۲ ظفر [6] رد المحتار باب المهر ص۳۵۶ ج۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نانا اس کا نکاح نہیں کر سکتا

سوال ۹۲۷ ایک شخص کی لڑکی ابتدا سے اپنے نانا کے زیر پرورش رہتی ہے باپ نے اول سے اس لڑکی سے تعلق قطع کر رکھا ہے کسی قسم کی خبر نہیں لیتا اس حالت میں اس لڑکی کا عقد اس کا نانا کر سکتا ہے یا نہیں اور علامات بلوغ کیا ہیں۔؟

الجواب ۔ جبکہ ابھی وہ لڑکی نابالغہ ہے بدون باپ کی رضامندی و اجازت کے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ ولی شرعی اس حالت میں باپ ہے[۱] البتہ جب وہ لڑکی بالغہ ہو جاوے تو خود اس لڑکی کی اجازت سے کفو میں اس کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور بالغہ ہونا لڑکی کا حیض سے معلوم ہوگا یا اگر حیض نہ آوے تو پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغہ ہو جاوے گی یعنی سولھویں برس کے شروع ہونے پر[۲] ۔ ہکذا فی کتب الفقہ ۔ فقط

لانکاح الا بولی کا مطلب

سوال ۹۲۸ زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی الاقرب کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے نکاح کر لیا اور ولی الاقرب اور ماں اس نکاح سے راضی نہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لانکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب ۔ بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار اور یہی محل ہے حدیث لانکاح الا بولی کا ۔ ان فقہاء کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کی اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ ذلیل ہوگا

---

[۱] انوی فی نکاح الاماء العصبۃ بنفسہ الاقرب فالاقرب ترتیب الارث والحجب ... (شامی عالمگیری من کتاب النکاح باب الاولیاء ص ۲۰۷ ج ۲) ظفر [۲] وبلوغ الجاریۃ بالحیض والاحتلام والحبل فان لم یوجد شیء فحتی یتم لها سبع عشرۃ سنۃ عند ابی حنیفۃ وقالا ثمانی عشرۃ بغلام والجاریۃ خمس عشرۃ سنۃ فقد بلغا وهو رواية عن ابی حنیفۃ (ہدایہ کتاب الحجر فصل فی حد البلوغ ص ۳۶۱ ج ۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے اور ثانی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الایم احق بنفسھا من ولیھا رواہ مسلم اور یہ قوی ہے اس حدیث لاتنکح الا بیذنھا سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا[1]۔

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں

سوال ۹۲۹ ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی زید کے ساتھ ہوا اور کوئی ولی ہندہ کا بوقت نکاح موجود نہیں تھا آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیرا الخ[2]۔ فقط

صغیر اولاد کا ولی باپ ہے

سوال ۹۳۰ ہم اپنی اولاد پر خود قادر ہیں جہاں چاہیں شادی کریں یا شریعت کے محتاج ہیں۔؟

الجواب ۔ اولاد کا اختیار اللہ تعالیٰ نے باپ کو دیا ہے جہاں وہ مصلحت دیکھے نکاح کر دے۔ شرعاً اس میں کچھ روک نہیں ہے[3]۔ فقط

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دیدے اور پھر خود ہی کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۳۱ ایک لڑکی نابالغہ جس کا کوئی ولی اقرب سوائے برادر حقیقی کے اور والدہ کے اور کوئی نہیں ہے اور جد حقیقی کا بھائی اپنی پوتی کا اختیار عقد والدہ نابالغہ کو دیتا ہے اور تحریر بھی کر دیتا ہے کہ بلا رضامندی والدہ نابالغہ کے مجھے نکاح کا کچھ اختیار نہ ہوگا اس کے بعد بلا رضامندی والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے یہ عقد شرعاً جائز ہے یا والدہ نابالغہ

---

[1] فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۰ سعید) غفر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۰ سعید غفر [3] باقی ہے تو باپ کی موجودگی میں اگر لڑکا نابالغ ہے تو اولاد کی اجازت ضروری ہے باپ اولاد پر شادی میں جبر کا اختیار نہیں ہے۔ فقط صحیح نکاح صغیرا الخ (الدر المختار مکلفۃ بلا رضا ولی ۔ وفی الجوہرۃ لو عقد عمھا نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاھا جاز ج ۲ ص ۳۰۰ سعید) غفر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ اس کہدینے اور لکھدینے سے ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اخ الجد کے لئے بجودلی اقرب ہے ساقط نہیں ہوا البتہ اگر والدہ بوجہ اختیار دیدینے کے نکاح نابالغہ کا کردیتی تو وہ بھی صحیح ہوجاتا لیکن اخ الجد کی ولایت اس سے سلب نہیں ہوئی ۔ پس جو نکاح اس نے اپنی ولایت سے کیا وہ صحیح ہے در مختار میں ہے والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر الخ شاء او ابی الخ وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون الخ[1] ۔ فقط

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مسان کا ولی کوئی نہیں

سوال ۹۳۲ مساۃ کنیز و مریم یتیم ہیں اور ان کے وارث میں ایک چچا علاتی ہے اور ایک ماموں حقیقی ہے ابتدا سے زیر ولایت چچا کے رہیں اس چچا نے جو ان کا حصہ پدری ان کی جائداد میں پہنچتا تھا ایک فرضی بیغامہ ظاہر کرکے اس تمام جائداد کو اپنے نام کرکے رقم کثیر میں رہن کردی اب ماموں چاہتا ہے کہ وہ لڑکیاں چچا کی ولایت سے نکلکر میری ولایت میں آدیں تاکہ ان کے حقوق تلف کردہ کو ثابت کرے اور قائم کرے ایسی حالت میں ولایت چچا نقصان پہونچانے والی کی منسوخ ہوکر ماموں کی طرف منتقل ہوسکتی ہے یا نہیں ۔؟

الجواب ۔ ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں چچا کو ہے کیونکہ وہ عصبہ ہے ماموں کو ولایت نکاح بموجودگی چچا کے نہیں ہے اور نابالغہ کے مال کی ولایت اور اختیار نہ چچا کو ہے نہ ماموں کو ۔ پس چچا نے جب کہ نابالغہ کو نقصان پہونچایا تو اس کو نابالغہ کے مال میں تصرف کرنے سے روکنا چاہیئے در مختار میں ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد و وصیہ الخ رد المحتار[2] و فیہ ایضا ثم وصیہ الاخ دون الام الخ رد مختار قال الزیلعی و اما ما عدا الاصول من العصبۃ کالعم و الاخ و غیرھم کالام الخ لا یلیہ ذلک لانھم

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲۷۰ ج ۲ ۱۲ تنویر

[2] رد المحتار باب الولی ص ۲۷۴ ج ۲ ۱۲ تنویر

Maktaba Tul Ishaat.com

لیس لھما ان یتصرفوا فی مالہ الخ[۵۱] شامی ج ۵ .... ان عبارات سے واضح ہوا کہ چچا کو بچہ کے مال کی ولایت نہیں ہے البتہ نکاح کی ولایت ہے۔ سو ولایت نکاح ماموں کی طرف بحالت موجودہ منتقل نہ ہوگی۔ فقط

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفاءت کا لحاظ ضروری ہے

سوال ۹۳۳ زید نے انتقال کیا۔ بھائی۔ ماں۔ باپ بیوہ۔ دختر چھوڑے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ماں باپ نے بھی انتقال کیا لڑکی بخوشی و رضامندی اپنی دنیز اپنی ماں کی بکر سے جو اس کی برادری سے ہے عقد کرنا چاہتی ہے چچا حقیقی معترض ہے کہ بکر کفو نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے عقد کرنا چاہتا ہے جو لڑکی اور اس کی والدہ کو چند وجوہ سے ناپسند ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور لڑکی کتنی عمر میں بالغہ سمجھی جاتی ہے اور کیا زید کا بھائی حق ولایت رکھتا ہے۔ کفو کا اعتبار کسی وقت ساقط ہو سکتا ہے یا نہ۔ ہندوستان میں کون کس کا کفو ہو سکتا ہے۔ کفو و غیر کفو کی تعریف کیا ہے

الجواب ۔ شرعاً پندرہ برس کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ کے پائی جاوے تو پہلے ہی بالغہ ہو جاویگی اور چچا بیشک اس صورت میں ولی ہے لیکن ولی کو نابالغہ پر تو جبراً اختیار نکاح کرنے کا ہے بالغہ پر نہیں ہے بالغہ خود اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے غیر کفو میں نہیں کر سکتی غیر کفو میں بیشک ولی کو رد کرنے کا اختیار ہے اور کفو کا اعتبار کسی زمان میں ساقط نہیں ہوتا اور کفو ہونا باعتبار نسب اور باعتبار دیانت و پرہیزگاری اور باعتبار تمول و عدم تمول اور باعتبار پیشہ کے معتبر ہے اور تفصیل ان سب امور کی کتب فقہ میں[۵۲] ہے یہاں

---

۵۱ رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الولی ومن لہ الولایۃ علیہ ص ۵۱ ج ۵ (ص ۱۵۲ ج ۵)

۵۲ ویعتق نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ وان لم یعقد علیھا ولی ابکر اکانت او ثیبا الخ ولا یجوز للولی اجبار البالغۃ علی النکاح (ھدایہ باب فی الاولیاء ص ۲۹۳ ج ۲ و ص ۲۹۴ ج ۲ ظفر)

۵۳ واذا زوجت المرأۃ نفسھا من غیر کفوء فللاولیاء ان یفرقوا بینھما دفعا لضرر العار ھدایہ ج ۲ ص ۳۲۰ فصل فی الکفاءۃ)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کی تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ فقط

لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے

سوال ۹۳۴ ملک بنگال میں اکثر یہ دستور ہے کہ ولی لڑکی بالغہ کو قبل عقد نکاح کے مع چند اقارب کے بارات کے ساتھ دولہا کے مکان میں رخصت کر دیتا ہے جب لڑکی دولہا کے گھر پہنچتی ہے تب تین شخص اس کے پاس جاتے ہیں دو ایک ان تین سے لڑکی سے پوچھتا ہے کہ تم بوساطت میری وکالت کے بعوض مہر کذا وکذا اپنے نفس کو فلاں بن فلاں کی زوجیت میں دینا قبول کرتی ہو۔ لڑکی کہتی ہے قبول تب یہ تینوں شخص مجلس دولہا میں آتے ہیں اور دولہا سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں نے بعوض مہر کذا اپنے نفس کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے تم نے اسکو قبول کر لیا ہے تب دولہا قبول کہتا ہے۔ اس طرح نکاح درست ہوتا ہے یا نہیں۔ اور نابالغہ کو خیار بلوغ باقی رہتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں بالغہ کا نکاح منعقد ہو جانا تو ظاہر ہے کیوں کہ خود بالغہ سے اجازت لیگئی ہے اور درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ برضی ولی[1] الخ اور یہاں تو ولی کی رضامندی بھی ظاہر ہے اور نابالغہ کے نکاح کے لئے اگر ولی نے ان لوگوں کو جو نکاح خواں سے نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور نابالغہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا بشرائط باقی رہتا ہے کما فی الدر المختار وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یلحق انکاحھن غیر کفوا الخ وان کان من کفو ومھر المثل[2] ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ ملحق بجاحیا ای الفسخ بالبلوغ الخ لشرط القضاء[3] الخ

چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کر سکتی

سوال ۹۳۵ ایک شخص نے انتقال کیا۔ لڑکی نابالغہ و زوجہ اور ایک اپنا بھائی چھوڑا متوفی کی زوجہ نے اس کے بھائی یعنی لڑکی نابالغہ کے تایا سے نکاح کر لیا اور لڑکی نابالغہ کے تایا نے لڑکی مذکورہ یعنی اپنی بھتیجی کا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی عبیج غفر [2] ایضاً ص ۲۷۹ ج ۲ [3] ایضاً ص ۲۷۸ ج ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح اپنے لڑکے سے کرلیا۔ باہمی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی اپنی والدہ کے ایما رسے اپنی سمجھ سے نکاح سے انکار کردیا اور شوہر نے بھی اپنے دوستوں سے یہ کہا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اس لڑکی کا ولی اس صورت میں اس کا تایا ہے اگر بحالت عدم بلوغ دختر کے اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا تو وہ نکاح صحیح ہوا۔ اور اس زمانہ میں قضاء شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا[۱]۔ اور یہ کہنا شوہر کا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں۔ صریح طلاق نہیں ہوا بلکہ کنایہ ہے[۲] اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر وہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہٰذا بدون طلاق اپنے شوہر کے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

سوال ۹۳۶ ۔ ایک لڑکی بر س ڈیڑھ برس کی تھی اس کے والدین مشرک تھے وہ مرگئے حاکم نے ایک مسلمان کے سپرد کردیا اب وہ مسلمان اس کی شادی کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار ولا ینفذ تصرف علیہ نکاح وبیع الخ وفی الشامی لانہ یعتمد الولایۃ من القرابۃ والملک والسلطنۃ ولا وجود لواحد منہا الخ[۳] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم اس لڑکی نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا البتہ بعد بلوغ اس کی اجازت سے نکاح صحیح ہوجاویگا۔

بالغ لڑکوں نے نکاح کردیا | بالغ خاموش رہا یہ نکاح کردیا

سوال ۹۳۷ ۔ زید در مرض الموت خود عمرو پسر بالغ را بمراہ زینب نکاح ساخت ۔ آنوقت عمرو در مجلس نکاح حاضر نہ بود است

---

[۱] ولہا الخیار الخ فسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اذا علم بالنکاح بعدہ الخ شرط القضاء للفسخ (در مختار) حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختیار الفسخ فثبت الفسخ شرط القضاء (الدر المختار باب الولی ص۲۲۱ ج۲) فتفہم

[۲] کنایتہ ما لم یوضع لہ الخ فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال (درمختار) قولہ بنیۃ الخ

Maktaba Tul Ishaat.com

اکنون عمرو نکاح خود ہمراہ زینب منظور نمی دارد۔ آیا نکاح زینب با عمرو درست است یا نہ۔

الجواب ۔ اگر عمرو بعد اطلاع آں نکاح پدر را رد نہ کرد صراحۃً و دلالۃً آں نکاح را جائز داشت نکاح منعقد شد و بعد ازاں انکار عمرو بطلان نکاح صحیح نخواہد شد و اگر عمرو بعد اطلاع نکاح مذکور را رد کرد نکاح مذکور باطل شد۔

غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے

سوال ۹۳۸ زید سفر میں ہے زید کی عورت مسماۃ ہندہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے نابالغ سے جو غیر کفو ہے کیوں کہ لڑکے کا باپ کھٹیارہ ہے بغیر رضامندی اپنے شوہر یعنی لڑکی کے والد کے کر دیا ماں کی اجازت سے جو نکاح لڑکی نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں ماں کی اجازت سے جو نکاح نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ ہکذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہو سکتا

سوال ۹۳۹ زید کی دختر صالحہ کو جبکہ صالحہ کی ماں فوت ہو گئی تھی عمر نے پرورش کیا زید نے عمر کے حوالہ کر دی تھی۔ صالحہ کو عمر نے حالت نابالغی میں بکر کے ساتھ واسطے مناکحت منسوب کیا۔ زید زندہ ہے کسی وجہ سے صالحہ کو بکر کے ساتھ منسوب کرنے میں رضامند نہیں۔ اب عقد صالحہ نابالغہ کا باجازت عمر بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ صالحہ نابالغہ دختر زید کا ولی زید ہے عمر کی اجازت سے بلا اجازت زید کے صالحہ کا نکاح درست نہیں ہے۔ ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ[2]۔ فقط

(بقیہ ص۷۵) قضاء قید بہ لانہ لا یقع دیانۃ بدون البینۃ (رد المحتار باب الکنایات ص۳۶ ج۲) فلیحفظ

[1] ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی (رد المحتار ص۳۰۱ ج۲ رد المحتار باب الولی ص۳۰۱ ج۲) فلیحفظ

[2] الولی فی النکاح ولا المال العصبۃ بنفسہا ثم علی ترتیب الارث والمحجوب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازۃ الاقرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۲ ج۲) فلیحفظ

[3] (شامی کتاب اللقیط ص۴۱۳ ج۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے

سوال ۹۴۰ ایک لڑکی نابالغہ کا سوتیلا باپ اور حقیقی ماں موجود ہے اور لڑکی کا حقیقی بڑا بھائی بالغ ایک روز کی مسافت پر ہے۔ اگر سوتیلا باپ اور حقیقی ماں کسی شخص سے نابالغہ کا نکاح کر دیں اور حقیقی بھائی کو عقد کے بعد خبر ہو اور وہ اجازت نہ دے اور راضی نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - ایسی حالت میں ولی شرعی اس نابالغہ کا اس کا حقیقی بھائی ہے اگر اس نے اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا کذا فی الدر المختار وغیرہ[1]۔ فقط

غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے

سوال ۹۴۱ ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ جس کی ماں نے نکاح ثانی کر لیا ہے رشتہ کی نانی کی زیر پرورش رہی اس کا نکاح اس رشتہ کی نانی کی ولایت سے جبکہ وہ نابالغہ تھی کر دیا گیا۔ اب لڑکی جوان ہے اور اپنے شوہر سے بوجہ اس کی کم عمر ہونے کے متنفر ہے آیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ اور پہلا نکاح صحیح ہے یا کیا۔؟

الجواب - وہ رشتہ کی نانی بموجودگی والدہ کے اس نابالغہ لڑکی کی ولی نہ تھی اس نے جو نکاح بحالت عدم بلوغ دختر کے کیا وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف تھا اور ولی نکاح میں عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الوارث والحجب، پھر اگر کوئی عصبہ نہ ہو والدہ ولی ہے نانی سے والدہ کا درجہ مقدم ہے اگرچہ والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ پس اگر اس نکاح کی اجازت ولی نے دیدی تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اب بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت اس کے نکاح سے علیحدگی کی نہیں ہے اور اگر ولی جائز نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ اس صورت میں لڑکی دوسرا نکاح اپنا کفو میں کر سکتی ہے[2]۔ فقط

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ولو دخل فلا یکون لہ اجازۃ النکاح الا بعد ان کان حاضرا فی المجلس الخ ما فیہ من حرمی اور الاشباہ والنظائر ہامش رد المحتار ص ۳۰۰ ج ۲ (منہ)

Maktaba Tul Ishaat.com

بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴۲ زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب ۔ نکاح موقوف رہا۔ جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچی اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو نکاح منعقد ہوگیا فی الدر المختار فان استاذن هو او الولی وهو ساکت او ضحک او سکت کیله او وکیله او رسوله او زوجها ولیها او اخبر هما رسوله او فضولی عدل فسکت علی رد ه محارمة الخ فقط

صرف نابالغ کے ایجاب وقبول سے نکاح درست ہے یا نہیں

سوال ۹۴۳ نابالغ لڑکا اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں۔؟

اس صورت میں کیا حکم ہے

(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا دادا کسی ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دولہن کے پاس آتے ہیں اور اس کو کلمہ پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض [illegible] بہ کے فلاں کے لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے، تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول کیا۔ اسی طرح لڑکے سے کہلاتے ہیں، غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتہ نہیں کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون کا ہو تحریر فرمائیں۔

نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب وقبول کرائے تو کیا حکم ہے

(۳) اگر ولی خطبہ پڑھنے یا صرف ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو بوجہ شرم کے تو ایک غیر سے ایجاب وقبول کرانا کیسا ہے۔؟

الجواب ۔ (۱) نابالغوں کے ایجاب وقبول کو اگر ولی نے جائز رکھا تو نکاح صحیح ہوگیا

(۲) جبکہ نکاح خواں نے ولی کی اجازت سے ایسا کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا اور ان دونوں طرف کے کلام میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول سمجھا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ نابالغ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اگر ولی یا جس کو ولی اجازت دے ایجاب و

لہ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۲ جلد ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

قبول کرلیوے۔

(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے

مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے

سوال ۹۴۴ ایک شخص نے ایک عورت بہری مدہوش سے نکاح کرلیا۔ اس کی ذات کی خبر نہیں ہے مولوی صاحب نے بغیر تحقیق اس کی ذات وغیرہ کے اس کا نکاح پڑھادیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے (دعوای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون[۵۱] الخ پس اگر وہ عورت مجنونہ ہے اس کو کسی وقت ہوش نہیں آتا تو نکاح اس کا بدون ولی کے یا حاکم مسلمان کے نہیں ہوسکتا اور اگر مجنونہ نہیں ہے تو خود اس کی اجازت و رضا سے نکاح ہوسکتا ہے[۵۲]۔ فقط

نابالغ کا ایجاب دونوں باپ کی موجودگی میں اس کی رضا سے ہوا تو نکاح صحیح ہے

سوال ۹۴۵ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ جب کہ زید کی عمر پندرہ سال سے کسی قدر کم تھی ہوا۔ مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر زید کے باپ کی ولایت سے نکاح نہیں ہوا۔ زید نے خود ایجاب و قبول کیا کابین نامہ پر صرف زید کے باپ کے دستخط بعد گواہ کے ثبت ہیں یہ نکاح صحیح ہوا یا دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے۔

الجواب ۔ جب کہ زید کا باپ اس مجلس میں موجود تھا اور اس کی رضا و اجازت سے زید نے قبول کیا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور جو کچھ لکھا گیا اور باپ نے اس پر دستخط کردیئے صحیح ہوا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح والدین کی موجودگی میں دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۴۶ نابالغ بچوں کا نکاح والدین کی موجودگی میں کوئی اور دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

---

۵۱ الدر المختار مع رد المحتار باب الولی ص ۲۷ ج ۲ ۵۲ انظر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - نابالغ بچہ کے نکاح کا ولی اول باپ ہے پھر دادا پھر بھائی وغیرہ۔ پس باپ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نابالغ کا نکاح کرے تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں[1]۔

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴ زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح پر اور عمر نے اپنے لڑکے نابالغ کے نکاح پر راضی ہوکر نکاح خواں کو کہا کہ نکاح پڑھو نکاح خواں نے زید و عمر کی موجودگی میں روبرو شاہدین نکاح کردیا عمر نے قبول نہیں کیا۔ بلکہ لڑکے نے قبول کیا لہذا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - جب کہ باپ اس نابالغ کا اس مجلس میں موجود تھا اور اس نے نابالغ کے قبول کو تسلیم رکھا تو وہ قبول باپ کی طرف سے منسوب ہوکر نکاح صحیح ہوگیا کیونکہ صبی نابالغ ممیز کے اس قسم کے تصرفات جو متردد ہیں بین النفع والضرر ولی کے قبول پر موقوف رہتے ہیں اگر ولی جائز رکھے جائز ہوتے ہیں وما تردد من العقود بین نفع وضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ کتاب الماذون درمختار[2] اور نکاح بھی مثل بیع و شراء کے ہے فقط

نابالغ کا ولی ایجاب وقبول کے بعد مرجائے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴۸ زید نے اپنے پسر نابالغ کے لئے ایک دختر نابالغہ عقد نکاح میں قبول کی زید کا پسر نابالغ ہی تھا کہ زید مرگیا اور ولایت وقبولیت نکاح کسی ولی دیگر کو نہیں دے گیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر زید نے اپنی حیات میں اپنے نابالغ پسر کا نکاح جو کہ نابالغہ لڑکی کے ولی کی ولایت سے ہوا تھا قبول کرلیا تھا اور ایجاب وقبول نکاح کا باقاعدہ شاہدین کی روبرو ہوگیا تھا تو وہ نکاح منعقد ہوگیا کیوں کہ نابالغوں کی طرف سے ان کا ولی ہی ایجاب قبول کرتا ہے۔ یعنی مرجانے کے بعد نکاح میں خلل نہیں ہوا، نکاح ہوچکا تھا۔

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ ج ۲) [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۵ ج ۵ ۱۲ طفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ کیلئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں

سوال ۹۴۹ ایک نکاح میں یہ صورت تھی کہ لڑکی کا باپ بارات میں نہیں آیا اور نکاح لڑکے کے مکان پر ہوا قاضی لڑکی کے باپ سے اجازت لے کر آیا تب نکاح پڑھایا گیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔

الجواب - اگر دختر کا باپ اس نکاح ہونے کے بعد اس نکاح سے راضی رہا اور اجازت دیدی تو نکاح صحیح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کر دیا کیا حکم ہے

سوال ۹۵۰ زید کے پیر نے زید کو اس بات پر مجبور کیا کہ تم اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کر دو۔ اولاً زید انکار کرتا رہا مگر پیر صاحب کے زیادہ دباؤ دینے پر ناچار و مجبور ہو کر راضی ہو گیا اور اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح بکر کے بیٹے سے پڑھا دیا لیکن اس کے بعد جب وہ لوگ رخصتی کرانے آئے تو زید نے رخصت نہیں کیا بلکہ دختر مذکور کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور نکاح اوّل کے وقت بھی زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت لی نہ بعد میں اس کو اطلاع دی اس صورت میں کون سا نکاح جائز ہے۔

الجواب - اس صورت میں پہلا نکاح صحیح ہو گیا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدہن جد وہزلہن جدٌ الحدیث درمختار میں ہے کہ سکوت عاقلہ بالغہ کا بوقت تزویج ولی اجازت ہے اور اس طرح عاقلہ بالغہ کو جس وقت اطلاع نکاح کرنے کی ہو اور وہ سکوت[1] کرے تو یہ بھی اجازت ہے۔ پس دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا لان نکاح منکوحۃ الغیر باطل کذا فی الدر المختار وانشامی قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء[2] الآیۃ فقط (لیکن اگر بالغہ نے نکاح کی خبر سنتے ہی انکار کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ منیر)

اجازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے

سوال ۹۵۱ زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھا دیا۔ غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا

---

[1] دیکھئے ردالمحتار ص ۲۸۲ ج ۲ منیر [2] سورۃ النساء - ۲۴ - منیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھا دو لڑکی کو نکاح کا علم ہوگیا ہے اس صورت میں نکاح ہوگیا ہے یا نہ۔؟

الجواب - باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع پر سکوت کرنا کافی ہے نکاح ہوجاتا ہے۔ لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اس پر سکوت کرنا اس کی رضا و اجازت ہے نکاح ہوجاویگا[1] - فقط

بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کردیا تو وہ صحیح ہے۔

سوال ۹۵۲ ایک لڑکی نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی کیوں کہ اس کا باپ دس سال سے مفقود الخبر ہے اور ماموں نے لڑکی کے تائے کی موجودگی میں بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر دیا اور لڑکی نے بوقت اجازت لینے کے سکوت کیا تائے نے کسی وجہ سے اجازت نہ دی تو نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - وہ نکاح اگر لڑکی کے بالغہ ہونے پر لڑکی کی اجازت سے کیا گیا ہے تو صحیح ہوا لیکن سکوت لڑکی کا بمقابلہ غیر ولی کے اجازت نہیں ہے اگر اسکے بعد دلالت رضا مثل ولی وغیرہ نہیں پائی گئی تو نکاح نہیں ہوا[2] - فقط

چچا نے بھتیجی کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کرلی کیا حکم ہے

سوال ۹۵۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے چچا اور ماموں اور والدہ نے پڑھا دیا ان کے سوا

---

[1] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح الخ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة الخ فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة الخ فهو اذن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۶۱ ج۲ و ص۴۶۱ ج۲)

[2] فان استاذنها غير الاقرب كاجنبی او ولی بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لابد من القول كالثيب البالغة الخ او ما هو فی معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الولی ودخوله بها برضاها الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۶۱ ج۲ : ص۴۶۴ ج۲) ظہیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اور کوئی ولی نہ تھا بائیس سال کی عمر کے بعد لڑکی نے نکاح سے انکار کیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور سرکار میں دعویٰ کر کے دوسرا نکاح پڑھا لیا اور خاوند کے گھر چلی گئی۔ بعد اتنی مدت کے دعویٰ لڑکی کا صحیح رہا یا نہیں اور دوسرے نکاح میں جو لوگ باوجود علم کے شامل تھے انکے نکاح باقی رہے یا ٹوٹ گئے۔؟

الجواب ۔ جب کہ اور کوئی ولی اقرب نابالغہ کا مثل باپ دادا اور بھائی کے موجود نہ تھا تو چچا ولی تھا جو نکاح اس نے کیا وہ صحیح ہو گیا[1]۔ بائیس سال کی عمر میں لڑکی کا انکار اس نکاح سے معتبر نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا جو لوگ باوجود نکاح اول کے علم کے دوسرے نکاح میں شامل و شریک و سامی ہوئے وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں مگر ان کے نکاح نہیں ٹوٹے کیوں کہ نکاح مرتد و کافر ہونے سے ... ٹوٹتا ہے اور وہ کافر و مرتد نہیں ہوئے۔ فقط

نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کر سکتی

سوال ۹۵ ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا ایجاب و قبول اپنے بھتیجے کے لئے روبرو گواہان کے مجلس عام میں کیا یعنی شخص مذکور کے حقیقی بھائی نے قبول کیا اب جب کہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اس کے باپ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا آیا نکاح اول بحال رہا یا فاسد ہو گیا اور نکاح ثانی کے لئے اور اس شخص کیلئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ اگر ایجاب و قبول اول بطریق نکاح و مجلس نکاح میں کیا گیا روبرو گواہوں کے تو وہ پہلا نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح اس کا باطل اور ناجائز ہوا وہ لڑکی پہلے شوہر کو ملنی چاہیئے اور دوسرے شوہر سے علیحدہ رکھی جاوے اور شخص مذکور جس نے ایسا کیا اس فعل سے توبہ کرے یہی کفارہ اس گناہ کا ہے۔ فقط

---

[1] اقرب الاولیاء الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ثم الاخ لابوین ثم لاب ثم ابن الاخ لابوین ثم لاب ثم العم لابوین ثم لاب ثم ابن العم کذلک علی ترتیب الاخ ثم الجد ثم الاخ الخ ثم العم لاب وام الخ (عالمگیری معنی الباب الرابع فی الاولیاء ص ۲۶۷ ج ۱) فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک عورت نے کہا میرا نکاح فلاں سے کردو قاضی نے کردیا کیا حکم ہے۔

سوال ۹۵۵ مساۃ سندر طوائف نے تین گواہوں کے روبرو اپنے نکاح کی اجازت دی کہ میرا نکاح رمضانی سے پڑھ دو تب قاضی نے نکاح پڑھا لیکن قاضی نے اپنے کان سے اجازت نہیں سنی تو یہ نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں۔؟

الجواب ۔اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا[۱]۔ فقط

نابالغہ کی شادی اسکی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے

سوال ۹۵۶ ایک لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کے بھائی نے بلا رضامندی نابالغہ لڑکی چھ سالہ کے ساتھ کردیا۔ اس وقت سے اب تک وہ لڑکی ناراض ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور لڑکے کی عمر دس سال کی ہے۔ آیا اس لڑکی کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں اس لڑکی مذکورہ کے تین بھائی ہیں ان میں سے دو بھائی پہلے بھی ناراض تھے اور اب بھی وہ ناراض ہیں۔

الجواب ۔ اگر بھائیوں کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی نابالغہ کا نہ تھا تو جس بھائی نے نکاح اس کا اپنی ولایت سے کفو میں کردیا وہ صحیح ہو گیا[۲]۔ نابالغہ کی ناراضی شرع میں معتبر نہیں ہے[۳]۔ اور جب تک شوہر بالغ نہ ہو اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی[۴] اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہوگا[۵]۔ فقط

---

[۱] قاضی کا سننا ضروری نہیں ہے لڑکی کا اجازت دینا کافی ہے ۱۲ ظفیر

[۲] ولو زوجها الاقرب حيث هو جائز النكاح (وفيه قبله) ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۲۳۲ ج ۲ و ص ۲۳۳ ج ۲)

[۳] وهي نوعان ولاية ندب على المكلفة وولاية اجبار على الصغيرة الخ وهاي الولي شرط صحة نكاح صغير ومجنون الخ (ايضاً ص ۲۳۶ ج ۲) ظفر

[۴] ولا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الا طلاق الصبي والمجنون ولان الاهلية بالعقل المميز وهو عديم العقل (هدايه كتاب الطلاق ص ۲۷۴ ج ۲) ظفر

[۵] وامة نكح مكوحة او معتدة او ابن سيد حر بيوافق ذكره ينعقد اصلا (شامي باب الفضولي ص ۲۹۸ ج ۲) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے

سوال ۹۵۷ زید نے اپنے بیٹے بکر کو عمر کے مکان پر تین آدمی ہمراہ کر کے روانہ کیا انھوں نے عمر کے مکان پر پہنچکر عمر کی عدم موجودگی میں اور بلا اجازت صریحی یا ضمنی عمر کے۔ اس کے بیٹے شبیر حسن نابالغ اور اس کی زوجہ کو شامل کر کے عمر کی نابالغ لڑکی سے جس کی عمر پندرہ برس دو ماہ بارہ دن ہے نکاح کر لیا صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب - پندرہ برس کی عمر میں لڑکی شرعاً بالغہ شمار ہوتی ہے[1] اور بالغہ کا نکاح خود اس بالغہ کی اجازت سے صحیح ہے اگر کفو میں نکاح ہو پس اگر اس لڑکی سے اس کی والدہ وغیرہ نے اجازت لے کر اس کا نکاح کیا اور دو شاہدین کے تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا۔

جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے

سوال ۹۵۸ ایک بالغہ لڑکی زید سے نکاح کرنے پر راضی ہے مگر زید کے خاندان میں جذام ہے تو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - نکاح کرنا درست ہے فی الحال کی حالت کا اعتبار ہے آئندہ کی خبر کس کو ہے ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ فقط

لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں

سوال ۹۵۹ (۱) اگر لڑکی نے اجازت نکاح لفظوں میں نہ دی ہو اور صرف سکوت کیا تو یہ اجازت شمار ہوگی یا نہیں۔؟

دوسرا نکاح صحیح نہیں

(۲) اب لڑکی اپنی ماں یا کسی اور رشتہ دار کے کہنے سننے سے اگر دوسری جگہ نکاح کر لے تو یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔

باپ کے نکاح کر دینے پر لڑکی اپنی ... رضامندی ظاہر کر دی تو کیا حکم ہے

(۳) لڑکی کے باپ کو عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے دیکھکر خاموش رہنا اور بعد میں لڑکی کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا

---

[1] بلوغ بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیھا شئی حتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی لتقصر اعامل اھل زماننا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحجر فصل بلوغ الغلام ص۱۳۶ ج۵) انظر [2] فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۹۸ ج۲) انظر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگیا موجب نکاح ہے یا نہیں۔

۹۶۲ لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں | (۴) دو دن لڑکی کے غائب رہنے اور اپنی ماں کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں رہنے سے نکاح میں کچھ خلل ہے یا نہیں۔

۹۶۳ نکاح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جاسکتا | (۵) باوجود صحت نکاح زید اپنی بیوی کے کہنے سننے یا لڑکی اپنی ماں کے کہنے سننے سے نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں۔؟

۹۶۴ رخصتی کا شوہر کو حق ہے | (۶) زید کے اپنی بیوی یا کسی اور کے کہنے سننے سے نکاح سے ناراضامند ہونے اور لڑکی کے زوج کے ساتھ نہ رخصت کرنے پر شرعی مطالبہ شوہر کو ہے یا نہیں۔

الجواب - (۱) سکوت لڑکی کا اس موقع پر کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے کذا فی الدر المختار[۱] (۲) دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا[۲]۔

(۳) لڑکی کا یہ کہنا بھی اجازت نکاح کی ہے اور زید نے تو خود ناکح کو امر نکاح خوانی کا کیا ہے اس کی اجازت ظاہر ہے (۴) کچھ خلل نہیں آتا (۵) فسخ نہیں کر سکتے (۶) جب کہ معلوم ہوا کہ نکاح صحیح ہوگیا تو شوہر کو رخصت کرانیکا شرعاً حق ہے۔ فقط

۹۶۵ نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہوا مگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے | **سوال** زید اپنے بیٹے عمر کی بارات کی تیاری کر کے مع عمر خالد کے مکان پر گیا۔ تمام لوگوں کو مجلس نکاح میں جمع کیا اور ملا کو یہ کہا کہ میرے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی سے کردو۔ ملا نے باجازت زید نکاح عمر کا کردیا اور زید وقت ایجاب و قبول کے موجود تھا مگر قبول عمر نابالغ غیر عاقل نے کیا۔ بموجودگی اپنے باپ زید کے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - نکاح شرعاً صحیح ہے کیونکہ باپ کی رضا و اجازت دلالۃً معلوم ہے فی الدر المختار[۳] وتثبت الاذن دلالۃ وفیہ ایضاً وما تردد من العقود بین نفع وضرر

---

[۱] فان استاذنها هو اى الولى او سكتت او ضحكت او زوجها وهو يعلم انه يستاذنها فهو اذن (ایضاً ج ۲ ص ۳۱۰) [۲] اما نكاح منكوحة الغير وهو معتدته او لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر

[۳] الدر المختار على حاشية رد المحتار كتاب الماذون ص ۱۲۵ ج ۵) ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ فان اذن لهما الولی فهما فی شراء وبیع کعبد ماذون فی کل احکامه وفیه ولا یتزوج الاباذنه[۱] الخ من کتاب الماذون ۔ فقط

پوتی کا دادا نے نکاح کردیا باپ نے خاموشی اختیار کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا

سوال ۹۶۶ زید کی لڑکی بوقت نکاح ۱۱ سالہ تھی۔ زید کی عدم موجودگی میں زید کے باپ نے نکاح کردیا تھا اور زید کو اطلاع دی کہ فلاں تاریخ نکاح ہے تم آکر شریک ہو۔ زید نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سفر خرچ نہیں ہے اور وہ شریک نہ ہوسکا۔ بعد چند روز کے زید آیا مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا کہ میری عدم موجودگی میں کیوں نکاح کردیا۔ پھر پردیس چلا گیا۔ اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ آیا مگر کسی سے اشارۃً کنایۃً یہ نہیں کہا کہ میری مرضی سے نکاح نہیں ہوا۔ اس عرصہ میں زید کے باپ نے چار مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا۔ اب کسی وجہ سے زید کہتا ہے کہ نکاح ہماری مرضی سے نہیں ہوا۔ نکاح فسخ کرانا چاہتا ہے لہذا یہ نکاح جائز رہا یا ناجائز۔؟

الجواب ۔ یہ نکاح جو دادا نے کیا صحیح ہوگیا اب فسخ نہیں ہوسکتا کہ باپ کی رضا دلالۃً پائی گئی ہے شامی میں فللولی الاعتراض مالم یرض صریحاً ودلالةً[۲] اس سے معلوم ہوا کہ دلالۃً رضا بھی مثل صریح رضا کے ہے اور درمختار میں ہے وللولی الابعد التزوج بغیبة الاقرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابه[۳] الخ پس صورت موجودہ میں غالباً دونوں وجہ جواز نکاح کی قائم ہیں لہذا زید اب اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط

ماں نے بالغہ کا نکاح کردیا اور وہ شوہر کے پاس رہی بھی نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۶۷ مساۃ ہندہ جس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہے اس کا والد فوت ہوچکا ہے حقیقی تایا اور والدہ

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص۱۴۰ ج۵ و ص۱۵۱ ج۵ ۱۲ ظفر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الاولی ص۴۱۳ ج۲ و ص۴۱۴ ج۲) ظفر

[۳] رد المحتار باب الاولی ص۴۳۳ ج۲ ۱۲ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

موجود ہیں بغیر اس کی رضامندی اور اس کے تایا سے بغیر دریافت کئے محض اس کی ماں کی اجازت سے زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا تین ماہ سے اس کے نکاح میں ہے دو ماہ تک شوہر کے یہاں رہی لیکن اب شوہر کے گھر رہنے پر رضامند نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب علیحدگی کی کیا صورت ہے مہر کی مستحق ہے یا نہ ؟

الجواب ۔ خلوت اور وطی اگر برضا واقع ہو تو وہ بھی اجازت ہے کطلب مہرھا و نفقتھا و تمکینھا من الوطی الخ[1] درمختار پس اگر ایسا ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور مہر اگر موجل ہے تو اس کی وصولی کا وقت طلاق یا موت ہے فی الحال نہیں لے سکتی ۔ فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کو مار پیٹ کر اجازت لی اور نکاح کر دیا یہ درست ہے یا

سوال ۹۶۸ ایک عورت بیوہ کو اس کے والد نے کہا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح کرتے ہیں اس نے انکار کیا مگر اس کے باپ اور بھائی دونوں نے اس بیوہ کو زدوکوب کر کے اجازت نکاح لے لی اور نکاح کر دیا اس صورت میں اس بیوہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں ۔ ؟

الجواب ۔ صورت مسئولہ متذکرہ بالا میں نکاح ہو گیا کما فی الشامی اذ حقیقۃ الرضاء غیر مشروطۃ فی النکاح بصحتہ مع الاکراہ والفضل[2] الخ شامی جلد ثانی فی الدر المختار وقد نظم فی النھر ما یفھم مع الاکراہ فقال طلاق و ایلاظھار و رجعۃ نکاح مع استیلاد عفو عن العمد[3] الخ فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کے نکاح کے بعد پوچھا یہ نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے

سوال ۹۶۹ زید نے اپنی دختر بالغہ کا عقد خالد سے کر دیا نکاح سے ۲ منٹ کے بعد عمر نے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲۷۰ ج ۲ ظفر

[2] رد المحتار کتاب النکاح ص ۲۷۰ ج ۲ (قبیل مطلب الخصاف کبیر)

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تفھم مع الاکراہ ص ۵۷۹ ج ۲ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو لڑکی کا بھائی ہے یہ کہا کہ زینب دختر مذکور انکار کرتی ہے زید نے پھر زینب سے دریافت کیا کہ تو نکاح سے راضی ہے یا نہیں اس پر اس نے سکوت کیا۔ اس صورت میں یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا کمافی الدر المختار فان استاذنها هو اى الولى او وكيله او رسوله اذنت جاز وليها فاخبرها رسوله او فضولى عدل فسكتت عن رد كاذنت فهو اذن[1] فقط

سوال ۹۷۰ ایک فرقہ نے پندرہ برس سے کم عمر کی کسی یتیمہ لڑکی کا ماں اور نانی سے مشورہ لے کر بوقت شب

لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اسکی اجازت سے شادی درست ہو گئی

اقرار بلوغ و حیض کرا کے دکالۃً نکاح پڑھا دیا صبح کو لڑکی کا چچا نکاح کی خبر سنکر لڑکی کو چھین کر لے گیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا اس صورت میں انکار کرنا لڑکی کا بعد اقرار کے معتبر ہو گا یا نہیں اور کون سا نکاح صحیح ہے۔

الجواب ۔ در مختار میں ہے کہ مراہقہ کا اقرار بالبلوغ معتبر ہے اور انکار بعد الاقرار معتبر نہیں فلا یقبل جحودها البلوغ بعد اقرارها مع احتمال حالہ در مختار وادنى مدته لها اثنا عشرة سنة ولها تسع سنين هو المختار كما فى احكام الصغار در مختار[2] لہذا نکاح اول صحیح ہو گیا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے۔ فقط

بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کر دے تو درست ہے

سوال ۹۷۱ عمر خاں فوت ہوئے چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو بیویاں چھوڑیں ایک بیوی حاملہ چھوڑی جس کی عمر خاں کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ اب پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور بعد کی بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پچھلی بیوی کے بڑے

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ۲۷۱ ج ۲ ظفیر

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۹۸ ج ۵ كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام)

Maktaba Tul Ishaat.com

بیٹے مجید خاں نے بعد پندرہ سال کے جو لڑکی عمر کے بعد پیدا ہوئی تھی اپنے قبضہ میں لے کر اس کی جانب سے مقدمہ پہلی بیوی اور پچھلی بیوی کے جو وارث تھی مقدمہ لڑا کر تقریباً پچاس ہزار کی جائداد حاصل کی۔ اب لڑکی کی عمر ۲۵ یا ۲۰ سال ہے باوجود تفاضا کرنیکے مجید خاں برادر لڑکی اپنی نفع کی غرض سے شادی لڑکی کی نہیں کرتا ایسی صورت میں لڑکی کا دوسرا حقیقی بھائی جو مجید خاں سے چھوٹا ہے وہ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں مجید خاں لڑکی سے بات بھی نہیں کرنے دیتا جو اس کا نثار معلوم ہو۔ ایسی حالتیں کیا کیا جاوے

الجواب - مجید خاں کا دوسرا بھائی اگر جوان اور بالغ ہے تو وہ لڑکی کو اطلاع کر کے اس کا نکاح کر سکتا ہے مگر چوں کہ لڑکی بالغہ ہے اس لئے اس سے دریافت کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور ساکت رہنا اس کا کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے اگر نکاح ہونے کے بعد جس وقت خبر اس لڑکی کو پہنچے اور وہ انکار نہ کرے یعنی اپنی رضامندی ظاہر کر دیوے اور سکوت کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاویگا[1]

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے

سوال ۹۷۲ ایک گونگے مرد سے ایک عورت کا نکاح کرنے لگے عورت اول تو رضامند نہ ہوئی بہت دیر جھگڑنے کے بعد عورت بولی کہ اچھا کر دو" نکاح پڑھا دیا۔ اب وہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - جب کہ عورت بالغہ نے کہدیا کہ اچھا نکاح کر دو گونگے سے اور نکاح کر دیا گیا یعنی ایجاب و قبول روبرو دو گواہوں کے ہو گیا وہ نکاح صحیح ہو گیا اور گونگے کا قبول کرنا اشارہ سے ہو سکتا ہے۔ فقط

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے

سوال ۹۷۳ سید محمد صاحب نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اس کے اور اس کی والدہ کے ایک شخص سے

---

[1] لا یجبر البالغة البکر علی النکاح ولو فاسقا او مبتدعا (الی قولہ) فان استاذنها هو او وکیله او رسوله او بعث الیها فسکتت او ضحکت او تبسمت او بکت بلا صوت فهو اذن (درمختار) (ردالمحتار علی هامش درمختار باب الکفو ص ۲۰۰ ج ۲ سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

کردیا۔ لڑکی سخت ناخوش ہوئی اور ناخوش ہے لڑکی یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح ہوتا۔ لڑکی کا نام یوسف زماں عرف "جیا" ہے نکاح اس کے باپ نے صرف جیا کے نام سے کیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہوا یا کیا۔؟

الجواب ۔ لڑکی کے باپ کو اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جبکہ لڑکی بالغہ ہو تو لڑکی کو اطلاع کرنا اور اجازت لینا ضروری ہے اطلاع ہونے پر اگر لڑکی نے سکوت کیا اور نکاح کو رد نہ کیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اگر دل میں لڑکی ناراض رہی لیکن اطلاع ہونے پر خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو گیا اور اب اگر انکار کرے تو نکاح باطل نہ ہوگا باپ نے اگر صرف جیا نام لیا تب بھی نکاح ہو گیا[۱]۔

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والد کی حاضری ضروری نہیں

سوال ۹۷۴ بیوہ ہندہ کے والدین موجود ہیں کیا ان کی غیر حاضری میں نکاح جائز ہے کیا بلا مرضی بیوہ کے اسکا نکاح جائز ہو سکتا ہے

الجواب ۔ والدین کی حاضری بیوہ بالغہ کی نکاح کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بلا رضا بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے[۲]۔ فقط

زبردستی کا نکاح جس کو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں

سوال ۹۷۵ ایک عورت بالغہ کو چند اشخاص نے زبردستی جبراً گھر سے نکالکر ایک شخص کے ساتھ نکاح کر دیا بحضور شاہدان آیا یہ نکاح صحیح ہے یا ناجائز اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ بغیر فسخ کے ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اگر اس بالغہ نے اجازت نکاح کی نہیں دی اور نہ بعد نکاح کے راضی ہوئی اور نہ اجازت دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا قال فی الدر المختار فان استاذنها

---

[۱] فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله او رسوله او زوجها ولیها او اجنبیا هو رسوله او فضولی فسکتت عن رده فمختارة الخ فهو اذنها الخ ولو استاذنها فی معین فزوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز بمطلانه بالرد (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۲۶۱ باب الولی) ظفر [۲] ینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم یعقد علیها ولی

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر الاقرب کاجنبی الخ فلا عبرۃ لسکوتہا بل لابد من القول کالثیب البالغۃ[1] الخ اور اگر مطلب اکراہ کا یہ ہے کہ جبراً فکراً عورت سے ایجاب یا قبول کے الفاظ در پردہ شاہدین کے کہلائے تو اس سے نکاح منعقد ہو جاویگا لانہ یصح النکاح مع الاکراہ ای الایجاب او القبول کما فی الحدیث ثلث جدھن جد وھزلھن جد الحدیث[2]۔ فقط

بیوہ بالغہ خود مختار ہے ولی حقدار نہیں

سوال ۹۷۶ زید کی لڑکی بیوہ ہوگئی تو اس کے شوہر کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکی انکار کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا حقدار اس کا دیور ہے صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کا نکاح جبراً اس سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اب یہ لڑکی خود مختار ہے بعد عدت گذرنے کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے کسی کو رد کنے کا حق نہیں اس کے خاوند کے چھوٹے بھائی کا حق اس پر نہیں۔ لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے اور نہ جبراً وہ نکاح میں لا سکتا ہے[3] فتاویٰ قاضیخاں میں ہے ولا یزوج البکر البالغۃ ابوھا علی کرہ منھا خلافاً للشافعی وفی الثیب لا یزوج بالاجماع

بالغہ نکاح کر سکتی ہے جبراً نکاح حرام اور باطل ہے

سوال ۹۷۷ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا جو عاقلہ بالغہ حرہ۔ عالمہ ہے اور ضروری شرائط مثل مہر وغیرہ دلی جائز الدین سے طے کئے مگر ایجاب وقبول کے وقت صرف دو گواہ موجود تھے عند الحنفیہ نکاح ہوا یا نہیں اگر ہوا اور والدین نے اپنی ناراضی ظاہر کر کے جبراً ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا حالاں کہ ہندہ نے نہ خلع کرایا نہ زید نے طلاق دی۔ بکر سے نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ حرہ عاقلہ بالغہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے اگر وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو نکاح صحیح ہے اور کوئی ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ بس اس

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۶۳ ج۲ نظیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۶۳ ج۲ نظیر [3] قاضی خاں علی ھامش الفتاویٰ الھندیۃ فصل فی الاولیاء ص۳۲۶ ج۱،

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت میں جو نکاح باپ نے جبراً بکر سے کیا وہ باطل و حرام ہے البتہ اگر وہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی ولی کے کرے تو بقول مفتی بہ وہ نکاح فاسد ہے قال فی الدر المختار ھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیرۃ الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ وله الاعتراض فی غیر الکفو الخ وافتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان الخ فی الشامی قولہ وھو المختار للفتوی وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح العلامۃ قاسم الخ ص ۲۹۷ ج ۲ فقط

بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے
باپ نے جو زبردستی کیا وہ جائز نہیں

سوال ۹۷۸ ایک جوان لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی قوم کے لڑکے سے خود دو گواہوں کے سامنے کرالیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد کو خبر ہوئی اس نے بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ لڑکی کے باپ اور معلم نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ اگر عورت اور خاوند کے علاوہ دو گواہ مسلمان اور موجود تھے اور انکے سامنے نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح جو باپ نے کیا بدون طلاق دینے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا[۱]۔ اور باپ اور معلم جس نے باوجود علم نکاح اول کے دوسرا نکاح پڑھا گنہگار ہوئے توبہ کریں اور نکاح اس معلم وغیرہ کا نہیں ٹوٹا۔ فقط

بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کر دیا تو صحیح نہیں ہوا

سوال ۹۷۹ ایک لڑکی بالغہ کا نکاح بلا رضا لڑکی کے اس کی والدہ اور دیگر وارثوں نے کر دیا جس وقت لڑکی کو خبر ملی تو وہ بہت روتی پیٹتی اپنے گھر پر آئی اور کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب ولی ص ۳۰۰ ج ۲ نظیر [۲] ولا یجوز للولی اجبار ابنتہ البالغۃ علی النکاح الخ لانہا حرۃ فلا یکون للغیر ولایۃ الاجبار (ہدایہ باب الاولیاء ص ۲۹۱ ج ۱) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو

سوال ۹۸ ۱؎ قاضی نکاح خواں اور دس میں آدمی گواہی دیتے ہیں کہ لڑکی نے اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تب نکاح پڑھا ہے۔ کی کہتی ہے کہ ہم نے اجازت نہیں دی یہ کام زبردستی ہوا ہے قاضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا۔ یں اور نکاح اس کا رہا یا نہ اور شرکاء نکاح کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۱؎ وہ نکاح باطل ہو گیا[1]

۲؎ اگر لڑکی کی اجازت دینے کے دو گواہ ثقہ و معتبر موجود ہیں تو اجازت لڑکی کی ثابت ہو گی اور انکار اس کا معتبر نہیں ہے نکاح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں

سوال ۹۹ ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی چھوٹی ہمشیرہ کی عمر سات سال ہے ان کے والدین فوت ہو چکے ہیں والدین کے قریب تر رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ماموں و خالہ لڑکیوں مذکورہ کو اپنی ہمراہ لے آئے بڑی لڑکی کی منگنی ایک شخص سے کر دی۔ بعد میں ایک شخص مبلغ تین سو روپے دینے والا ملا ماموں و خالہ نے پہلے منسوب شدہ شخص کو انکار کر دیا اور زیادہ رقم دینے والا شخص سے نکاح کرنا چاہا۔ چنانچہ یہ خبر لڑکی بالغہ کو پہنچی اس نے ماموں و خالہ سے علیحدہ ہو کر پہلے شخص سے عقد شرعی کر لیا۔ کیا لڑکی ایسا کر سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی ماموں و خالہ ہیں یا بڑی ہمشیرہ ولی ہے۔؟

الجواب ۔ جب کہ وہ بڑی لڑکی بالغہ ہے تو اس نے اپنی رضامندی سے جو نکاح اپنا کفو میں کیا ہے وہ صحیح ہو گیا۔ ماموں[2] و خالہ کو کچھ اختیار اور ولایت اس پر نہیں ہے اور چھوٹی لڑکی کی ولی اس کی بڑی بہن ہے ماموں و خالہ اس کے بھی ولی نہیں ہیں[3]۔ فقط

---

[1] لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب و سلطان بغیر اذنھا بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتھا فان اجازت جاز وان ردتہ بطل (عالمگیری باب مصطفائی رابع فی الاولیاء ص۱۳۲ ج۲) ظفر [2] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی (عالمگیری مصطفائی باب الاولیاء ص۱۳۲ ج۲) ظفر [3] الولی فی الا نکاح

(بقیہ ص۹۵ پر)

Maktaba Tul Ishaat.com

دس برس کی لڑکی جب کہ حیض آتا ہے تو مانا جائیگا اس کا نکاح اسکی مرضی سے ہوگا

سوال ۹۸۲ دس برس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کرادیا جب اس کو خبر ملی تو انکار ظاہر کیا کہ میں بالغ ہوں مجھکو حیض آتا ہے۔ کیا ایسے انکار سے نکاح فسخ ہو جاویگا یا نہیں اور اس کے بلوغ کو ثابت کرنے کیلئے اس کا قول معتبر ہے یا اور شہادت کی ضرورت ہے۔

الجواب - درمختار میں ہے وادنی مدتہ لہ اثنتی عشرۃ سنۃً ولها تسع سنین الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکن بهما الظاهر الخ[۱]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول لڑکی مراہقہ کا درباره بلوغ معتبر ہے اگر قرائن سے اس کا کذب ظاہر نہ ہو اور جب اس نے نکاح سے انکار کر دیا تو نکاح صحیح نہیں۔ (ظفیر)

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا

سوال ۹۸۳ ہندہ بالغہ اور مادر ہندہ یہ چاہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح غیر جگہ ہو اور پدر ہندہ راضی نہیں ہوتا اگر ہندہ بوجہ نزاع کے دوسری بستی میں چلی جاوے تو ایسی حالت میں ہندہ کی عدم موجودگی میں باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے اور جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - بالغہ کا نکاح خود اسی کی اجازت سے ہو سکتا ہے جب کہ وہ کفو میں نکاح کرے اور اس کا باپ بلا اس کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا[۲]۔ فقط

بالغ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی والدین نکاح کر سکتے ہیں،

سوال ۹۸۴ ایک لڑکے ۲۴ سالہ کا رشتہ ایک لڑکی ۱۷ سالہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد بغیر مرضی لڑکے کی شادی

(بقیہ ص۱۴) العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للامام الخ ثم للاخت لاب الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاولیاء ص۲۲۷ ج۲ و ص۲۳۰ ج۲) ظفر [۱] ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا (ہدایہ باب الاولیاء ص۲۲۳ ج۲) ظفر

[۲] اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی الانکاح لصحتہ مع الاکراہ والہزل (الی قولہ) فالنکاح جائز (شامی ص۲۲ ج۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسری جگہ کردی چند روز بات سے بوقت نکاح لڑکا انکار نہ کر سکا لیکن پہلی لڑکی سے اس کو محبت رہی اور لڑکے کے فعل ناجائز ہوا اور عشق میں کمی نہیں یہ دونوں عثمانی ہیں اگر دونوں کا خون کر دیا جائے تو بیجا حرکت تو نہیں ہے اگر شادی کی جاوے تو کس کس کی شادی ہونی چاہیئے۔ فقط

الجواب ۔ ماردالنا ان کو جائز نہیں ہے اور نکاح دوسرا اس لڑکے کا لڑکی مذکورہ سے صحیح ہو سکتا ہے نکاح کر دیا جاوے اور جبکہ لڑکی سترہ برس کی ہے تو وہ بالغہ ہے اس کی رضامندی سے اس کا نکاح شوہر مذکور سے ہو سکتا ہے اور چونکہ دونوں لڑکا و لڑکی ہم قوم و ہم کفو ہیں تو اگر لڑکی کے والدین وغیرہ کی اجازت نہ ہو تب بھی نکاح ہو سکتا ہے[1] اور اگر والدین راضی ہوں تو بہت اچھا ہو۔ فقط

زبردستی بالغہ سے اقرار کرایا جائے تو نکاح ہو جائیگا

سوال ۹۸۵ اگر لڑکی بالغ ہے اور اس کی مرضی نہیں ہے۔ اگر کسی طرح اقرار کرا لیا جاوے تو نکاح ہو جاویگا یا نہیں۔ ؟

الجواب ۔ نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا[2] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جدٌ وھزلھن جدٌ النکاح والطلاق والرجعۃ الحدیث[3] کما قال۔

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح اگر دادا کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۸۶ ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکے کے باپ کی عدم موجودگی میں کر دیا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب ۔ صغیرہ کا باپ جبکہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کے انتظار میں کفو خاطب کے فوت ہو جانیکا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کر سکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ کا ہے اسکا

---

[1] ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکرًا کانت او ثیبًا الخ (ہدایہ باب الاولیاء ص۲۶۳ ج۲) نظیر [2] اذ حقیقۃ الرضا غیر مشترطۃ فی النکاح لصحتہ مع الکراھۃ للحرۃ العاقلۃ البالغۃ اذا کرھت علی ان تزوجہ بالف وھو مثلھا عشر الاف فزوجھا اولیاءھا کرھین فالنکاح جائز (رد المحتار ص۲۷۳ ج۲ کتاب النکاح نظیر) ۔ [3] مشکوٰۃ ص۲۸۱

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا ہوا نکاح صحیح ہے[۵۱]۔ فقط

ولی ابعد نے نکاح کردیا ولی اقرب نے انکار کردیا پھر کچھ دنوں بعد اجازت دیدی کیا حکم ہے؟

سوال ۹۸۷ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور حقیقی دادا کے بھائی نے لڑکی کے چچا حقیقی کی پرورش گی میں جو شہر ہی میں تھا اور اس نکاح سے لاعلم تھا کردیا بعد کو جب لڑکی کے چچا کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو اس نے نامنظوری کا اظہار کیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد راضی ہوگیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ۔؟

الجواب - اس صورت میں جب کہ باپ دادا حقیقی موجود نہ تھا تو چچا ولی نابالغہ کا ہے والدہ اور دادا کا بھائی ولی نہیں ہے پس جبکہ چچا نے نکاح کی خبر سن کر انکار کردیا وہ نکاح فسخ ہوگیا۔ بعد میں راضی ہونے سے پھر وہ فسخ شدہ نکاح صحیح نہ ہوگا[۵۲]۔ فقط

ولی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کرسکتا ہے

سوال ۹۸۸ مسماۃ رمضانو نابالغہ کا باپ مولا بخش پردیس تھا اس کی والدہ نے اس کا نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ رمضانو بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب - ولی اقرب رمضانو کا اس صورت میں اس کا باپ مولا بخش ہے اور بصورت موجود نہ ہونے ولی اقرب عصبات کی والدہ بھی ولی نکاح نابالغہ کی ہوسکتی ہے پس اگر مولا بخش بہت دور تھا اور اس سے اجازت منگانے میں کفو حاضر کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا تو والدہ کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے اور اس حالت میں کہ نکاح نابالغہ کا باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی کرے۔ لڑکی کو بعد بلوغ کے فسخ نکاح کا اختیار رہتا ہے

---

۵۱ وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ (رد محتار) فلو کان الغائب ابا عادلها جد وعم فالولایۃ للجد (رد المحتار باب الولی ص ۳۰۳ ج ۲)

۵۲ فلو زوج الابعد حال تمام الاقرب توقف علی اجازتہ (رد المحتار علی ہامش الدر المختار باب الولی ص ۳۰۳ ج ۲) بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضیت نہر بخ ببطلانہ بالرد (ایضاً ص ۳۰۲ ج ۲) ظہیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرعی شرط ہے جو کہ اس زمانہ میں مفقود ہے لہذا حکم کیا جاویگا کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جو کہ بغیبوبتہ معتبرہ والد ہوا صحیح ہے اور بلا قضاء قاضی کے وہ فسخ نہیں ہو سکتا[1]۔ فقط

باپ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۸۹ اگر پدر نابالغہ مفقود الخبر باشد و برادران پدر موجود ولایت نکاح نابالغہ بآن برادران پدر ہست یا نہ؟ و نکاحیکہ اوشان بہ غیبوبتہ پدر کنند اگر پدرش واپس آید آن نکاح را فسخ کردن می تواند یا نہ۔؟

الجواب - ہرگاہ پدر مفقود باشد برادران را ولایت نکاح نابالغہ ہست و نکاحیکہ اوشان کردند پدر بعد واپس آمدن او را فسخ کنی تواند کرد[2]۔

نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کی وجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں

سوال ۹۹۰ اگر باپ اپنی نابالغہ کا نکاح کسی غیر کفو سے بغیر رضامندی برادری و رشتہ داران طمع نفس کی وجہ سے کردے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب - ولی نابالغہ لڑکی کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور اگر باپ غیر کفو میں بھی اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیوے تو صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ باپ معروف بسوء الاختیار نہ ہو یعنی بدخواہی سے لڑکی کا نقصان نہ کرے۔ ہکذا فی الدر المختار[3]۔

---

[1] لها خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (رد محتار حاصله انه اذا کان المزوج للصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲) ظفر

[2] وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب الخ ولا یبطل تزویجه السابق لبعد الاقرب لحصوله بولایة (الدر المختار مع رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ و ص ۴۳۴ ج ۲) ظفر [3] ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او زوجها بغیر کفو ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة و فسقا

(بقیہ صفحہ ۹۹ پر)

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کردے تو یہ درست ہوگا یا نہ

سوال ۹۹ ایک شخص اپنے لڑکے کی رشتہ کی گفتگو ایک شخص سے کررہا تھا اس کی زوجہ اور عزیز واقارب ناراض تھے ایک دن جنگل میں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور لڑکے کو ساتھ لائے اور بیٹی والے کو بلاکر دباؤ دیکر نکاح کرالیا نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں جب کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کردیا تو وہ نکاح ہوگیا۔ اگرچہ باپ نے دوسرے لوگوں کے دباؤ سے نکاح کیا ہو پس اب وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا[۱]۔ فقط

نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہوا درست ہے دوبارہ نکاح کیضرورت نہیں

سوال ۹۹۲ نابالغ لڑکا جس کی عمر چھ سال کی ہے اور نابالغہ لڑکی کی عمر پانچ سال کی ہے انکا نکاح پڑھادیا گیا لیکن لڑکا و لڑکی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور لفظ قبول" اچھی طرح نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ جبکہ وہ دونوں بچے مسلمانوں کی اولاد ہیں تو بوقت نکاح ان کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا ایجاب وقبول معتبر ہے بلکہ ان کے اولیاء کے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوجائیگا اور بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت نہ ہوگی[۲] اور اگر اس وقت دونوں کے ولیوں نے ایجاب وقبول نہیں کیا صرف بچوں سے کہلادیا تو اب تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط (جب خود ولیوں نے کہلوایا تو یہ دلیل ہے کہ انھوں نے

(بقیہ ص۹۸) وان عرف لا (درمختار) وفی شرح المجمع حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او لطمعه لا یجوز عقده اجماعاً (ردالمحتار باب الولی ص۳۰۲ ج۲) ظفر

[۱] فان زوجها الاب او الجد یعنی الصغیر والصغیرة فلاخیار لهما بعد بلوغهما لانهما کاملا الرای وافرا الشفقة (ہدایہ کتاب النکاح باب فی الاولیاء ص۲۰۶ ج۱) ظفر ص۵۲ ج۲ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو تیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۳۰۱ ج۲) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی رضا کے بعد ایسا کیا یا ان کے حکم سے کیا یا اجازت سے اور ولی کا اس قدر کہنا ایجاب و قبول میں کافی ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں رواج یہ ہے کہ بچی کے والد قاضی سے کہتے ہیں میری لڑکی کا ان کے اس لڑکے سے نکاح کر دیجئے۔ لڑکے کا باپ بچے سے کہتا ہے بیٹا کہہ میں نے قبول کیا اور وہ خود مجمع کے سامنے کہتا ہے۔ واللہ اعلم (فقیر)

نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کر سکتی ہے

سوال ۹۹۳ ایک لڑکی کی عمر تیرہ یا چودہ سال ہے اس کا باپ دادا تایا حیات ہیں دادا و تایا نے مشورہ کر کے لڑکی کا نکاح خفیہ کر دیا اور پہلے لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ نسبت کر دی تھی۔ آیا بلا اجازت باپ کے یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔؟

الجواب ۔ اگر لڑکی بالغہ ہے مثلاً اس کو حیض آگیا ہے تو خود لڑکی کی اجازت و رضاء سے اس کا دادا یا تایا وغیرہ نکاح اس کا کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی نابالغہ ہے جیسا کہ اس کی عمر سے ظاہر ہے تو بدون اس کے باپ کی اجازت کے دادا اور تایا نکاح ہو جانے کے باپ کے نہیں کر سکتے اور وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ہو گا اور اگر انکار کرے تو باطل[1] ہو گا۔ اور لڑکی کے بالغہ ہونے کی علامت اول تو حیض وغیرہ علامات کا ظاہر ہونا ہے اگر کوئی ایسی علامت موجود نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر میں بالغہ شمار ہوتی ہے۔ فقط

تایا زاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے نانی ولی نہیں

سوال ۹۹۴ .... کیا نابالغان کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام وصی نابالغان کے پدر متوفی کی ہے۔ یعنی وصیت کر مرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد مرنے میرے کے تم ولی ہو۔ اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کے ہے اس کے مقابلہ میں نابالغان کے

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد ما لم یرض صریحا او دلالۃ (الدر المختار باب ولی الخ ص ۳۲ ج ۲ و ص ۳۳ ج ۲)

فقیر

Maktaba Tul Ishaat.com

تایازاد بھائی کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں تایازاد برادر ولی نابالغان کا ہے۔ نانی ولی نہیں اگرچہ وہ وصی ہو۔[1]

سوال ۹۹۵ زید کی ماں زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہے جس کو زید قرین مصلحت نہیں سمجھتا اگر زید اپنی ماں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں۔؟

لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے

الجواب۔ اس صورت میں ولی نکاح دختر کا زید ہے شریعت میں زید کو ولایت نکاح دختر خود حاصل ہے۔ پس اگر زید اپنی دختر کا نکاح خالد سے کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا اور دختر کے حق میں یہ امر اس کو بہتر معلوم نہیں ہوتا تو مصلحت دختر کو مقدم سمجھیں اور نکاح نہ کریں اور اپنی والدہ کی رائے کے خلاف کرنے میں اس پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور زید اس وجہ سے اپنی والدہ کا نافرمان نہ ہوگا۔ فقط

سوال ۹۹۶ ایک شخص نے اپنی دختر کی منگنی اور وعدہ دوسرے شخص سے کیا تھا اب لڑکی جوان ہو کر اس وعدہ اور منگنی کو نامنظور کرتی ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔؟

منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور اب شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے

الجواب۔ لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے پر بدون رضامندی لڑکی کے اس کا نکاح جائز نہ ہوگا۔ پس جبکہ لڑکی اس شخص سے نکاح ہونے پر راضی نہیں ہے جس سے اسکے باپ نے وعدہ کیا تھا اور منگنی کی تھی تو باپ کو چاہیئے کہ وہاں نکاح نہ کرے اور اگر وہ بلا رضامندی لڑکی کے ایسا کریگا تو وہ نکاح نہ ہوگا۔[2] فقط

---

[1] الولی فی النکاح الابن العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب (درمختار) ثم یقدم الاب ثم الوصی ثم الجد ثم الاخ الشقیق ثم لاب ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنہ (درمختار باب الولی ص۲۰۳ ج۲ و ص۲۰۴ ج۲) نظیر [2] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار باب الولی ص۲۰۳ ج۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے

سوال ۹۹۷ زید نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اس سے ایک چھوٹی لڑکی تھی زید کو چونکہ اپنی بیوی اور لڑکی سے ایک گونہ عداوت ہے اس نے فوراً لڑکی کی شادی لڑکی کی غیبت میں خفیہ طور پر کردی ایسی صورت میں زید اپنی لڑکی کا نکاح بغیر رضا والدہ کے کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہے جبکہ زید کی نیت بد ہو اور طمع نفسانی سے روپیہ وغیرہ بھی لیلیا ہو تو زید لڑکی کا ولی رہ سکتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز ہے۔ کیا زید لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کرسکتا ہے جہاں لڑکی کا دینی و دنیاوی نقصان متصور ہو اور وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے۔؟

الجواب ۔جب کہ وہ لڑکی نابالغہ ہے تو ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں اس کے باپ کو ہے باپ بدون رضامندی والدہ وغیرہ کے نابالغہ کا نکاح کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہوجاویگا اور نیت کا حال چوں کہ معلوم نہیں ہوسکتا اس لئے اس پر مدار ولایت وعدم ولایت کا نہیں ہوسکتا شریعت میں باپ لڑکی کا خیرخواہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی نابالغہ دختر کا نکاح غیر کفو میں بھی کردے اور مہر مثل سے مہر میں کمی کردے تو پھر بھی نکاح صحیح[1] ہے۔ فقط

ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں

سوال ۹۹۸ ایک لڑکی کا نکاح اسکی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کردیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہ۔؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ والام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش[2] اصلاً اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح

---

[1] وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مھر وزیادۃ مھر او زوجھا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار مجانۃ وفسقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۲ ج۲) نظیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۶ ج۲ نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہوا۔ فقط

ولی چچازاد بھائی اگر اپنے ساتھ نکاح کرلے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۹۹ ایک نابالغ لڑکی جس کے والدین اور کوئی وارث اس کے چچا کے پسر کے سوا نہیں جس نے اس کو پرورش کیا ہے لڑکی کی نابالغی کی حالت میں اس چچا کے بیٹے نے اپنی ولایت سے اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - جبکہ ولی اقرب اس نابالغہ کا وہی چچا کا بیٹا ہے تو اپنے سے نکاح کرلینا اس کا صحیح ہے کذا فی کتب الفقہ[1] (ولابن العم ان یزوج بنت عمہ الصغیرۃ من نفسہ فیکون اصیلا من جانب ولیا من آخر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح ص۳۹۳ ج۲) فقط

نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہوسکتا اس کا کیا ہوا نکاح درست نہیں

سوال ۱۰۰۰ ایک یتیم نابالغ لڑکی کے دو چچا حقیقی سفر میں تھے اس کی تیسرے چچا مرحوم کے لڑکے نابالغ نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح غیر خاندان میں کردیا نکاح سے پہلے جب ان کو خبر ہوئی تھی تو بذریعہ خط کے انکار کرچکے تھے اور اب بھی اس نکاح کو منظور نہیں کرتے آیا نابالغ بموجودگی چچا کے ولی ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - نابالغ کسی حال میں ولی نہیں ہوسکتا۔ لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا[2] ولی اس نابالغہ کا اس صورت میں اس کا ہر ایک چچا ہے بموجودگی چچا کے چچا کا بیٹا ولی نہیں ہے

بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہوسکتا

سوال ۱۰۰۱ زید نے اپنے حقیقی چچا کو اپنی دو ہمشیرگان کے نکاح کی اجازت دی چچا نے ان کے نکاح کے بعد دوسری دو ہمشیرگان زید

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا لانہ یحجبہ حجب نقصان (رد المحتار ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الخ ثم العم الشقیق ثم ابنہ الخ کل ہولاء لہم اجبار الصغیرین رد المحتار باب الولی ص۳۲۵ ج۲) فقط [2] بشرط حریۃ وتکلیف (رد المحتار) واحترز بالحریۃ عن العبد الخ وبالتکلیف عن الصغیر الخ علل الزیلعی عدم الولایۃ لمن ذکر بانہم لا ولایۃ لہم علی انفسہم فکیف یلی ان لا یکون لہم ولایۃ علی غیرہم لان الولایۃ علی الغیر فرع الولایۃ علی النفس (رد المحتار باب الولی ص۳۲۵ ج۲) فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

کا نکاح بلا اجازت زید کے اپنے لڑکوں سے کر لیا تو ان دونوں کا نکاح درست ہوا کہ نہیں۔؟

الجواب - نکاح ہر دو ہمشیرہ اخیرہ زید کا زید کی اجازت و رضا پر موقوف ہے اگر زید ان کے نکاح کو جائز رکھے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر انکار کر دیگا تو وہ باطل ہو جاویگا[۱]۔ فقط

عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے

سوال ۱۰۰۲ ایک شخص نے اپنی ربیبہ نابالغہ کا نکاح بولایت خود کسی سے کر دیا۔ اب اس لڑکی کی اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے اس کا دعویٰ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں۔؟

الجواب - عصبات کے بعد ولایت نکاح نابالغہ کا ماں کو ہے۔ پس[۲] اگر شوہر والدہ نے بلا اجازت والدہ کے نابالغہ کا کر دیا تو وہ نکاح والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح مذکور فسخ ہو گیا۔ فقط[۳]

چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۰۳ چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب - جبکہ ان سے اقرب عصبہ نہ ہو تو وہ ولی ہو سکتے ہیں[۴]

برادر شش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے چچا یا پھوپی نہیں ہیں

سوال ۱۰۰۴ ایک شخص کی عورت انتقال کر گئی ۲½ برس کی لڑکی چھوڑی اس لڑکی کی اس شخص کی بہن

---

[۱] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (رد المحتار) فلا یکون مستقلا باجازۃ النکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد ما لم یرض صریحا او دلالۃ (رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲) نظیر

[۲] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (رد المحتار علی ہامش الدر المختار باب الولی ص۴۳۹ ج۲) نظیر

[۳] ونکاح عبدہ وامتہ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی یحیی فی البیوع ویتوقف عقودہ کلہا ان لہا المجیز حالۃ العقد والا تبطل (رد المحتار) العصبۃ من یتصرف لغیرہ بغیر ولایۃ ولا وکالۃ او لنفسہ ولیس اصلا (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۳۹ ج۲) نظیر [۴] الاولی فی نکاح العصبۃ نفسہ علی ترتیب الارث والحجب (رد المحتار علی ہامش الدر المختار باب الولی ص۴۳۹ ج۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لے گئی اور اس کی پرورش کی جب لڑکی کی عمر ۱۱ ½ برس کی ہوگئی تب بلا اجازت لڑکی کے باپ کے لڑکی کی پھوپی اور پھوپا نے اس کا نکاح کردیا باپ اور بھائی کی وہاں مرضی نکاح کرنیکی نہیں ہے۔؟

الجواب ۔ پھوپی اور پھوپا کو اختیار اس نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے۔ پس جو نکاح انھوں نے کیا وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر باپ انکار کردیگا تو نکاح باطل ہوجاویگا اور باپ کی موجودگی میں بھائی کو بھی اختیار نکاح کا نہیں ہے[1]۔ فقط

ماموں کو عصبات وذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے

سوال ۱۰۰۵ ایک نابالغ لڑکے و لڑکی کا نکاح لڑکی کے ماموں کی ولایت سے ہوا اور ایجاب وقبول کرایا جائز ہوا یا نہ؟

الجواب ۔ نابالغوں کا نکاح اگر ان کا ولی شرعی جس کو ولایت نکاح حاصل ہے کرے تو وہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور اگر نابالغوں کی زبان سے ہی ولی ایجاب وقبول کرادے اور ولی اس نکاح کو جائز رکھے تو وہ نکاح بھی صحیح ہے لیکن واضح ہو کہ ماموں حقیقی کی ولایت عصبات اور ذوی الفروض کی ولایت سے موخر ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے[2]۔

باپ کے مرنے کے بعد نکاح کے باب میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں

سوال ۱۰۰۶ ایک شخص نے وصیت کی کہ میری لڑکی کا ناطہ میری برادری میں نہ کیا جاوے باہر غیر قوم میں کردیا جاوے۔ اب اس لڑکی کا وارث اس کا چچا ہے۔ اسکو اس لڑکی کا ناطہ کہاں کرنا چاہیئے۔

الجواب ۔ اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اولیاء کو اختیار ہے کہ ہم قوم میں جہاں

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ الخ فیخرج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۳ ج۲ وص۳۲۴ ج۲) نظیر

[2] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہا الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام (ایضاً ص۳۲۴ ج۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

سمجھیں نکاح کردیں متوفی کی وصیت کا بالکل خیال نہ کیا جاوے کیوں کہ یہ وصیت غیر معتبر ہے۔[1]

باپ نہیں تو دادا ولی ہے پھر اور عصبہ جنسہ کے بعد ماں

سوال ۱۰۰۷ رحیم اللہ نے اپنی بھاوج بیوہ سے نکاح کیا اور اس عورت کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی نابالغہ ہے لڑکی کی والدہ نے اجازت نکاح کی دی۔ لڑکی کے دادا نے ولی بننے سے انکار کیا۔ اس صورت میں والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اگر دادا کفو میں نکاح کرنے سے انکار کرے اور مانع ہو اور کوئی دوسرا عصبہ بھی موجود نہ ہو تو ماں کو اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی ہے[2]۔ اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے اگر دادا مانع نکاح سے نہیں ہے تو بدون دادا کے اجازت کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر لڑکی بالغہ ہے تو خود لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح صحیح ہے۔

نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں

سوال ۱۰۰۸ (۱) نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں۔؟

ہبہ کا حکم صرف نبی کیلئے ہے یا کسی اور کے لئے بھی

(۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کے لئے ہبہ کرے، بے مہر و بے نکاح تو آپ عورت پر تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کیلئے بھی۔؟

الجواب ۔ (۱) نابالغہ کیلئے ولی شرط ہے اور بالغہ کے لئے ولی ہونا سنت اور مستحب ہے[3] اور لا نکاح الا بولی اس صورت میں محمول ہے کمال نکاح پر۔

---

[1] ولیس للوصی من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقا وان اوصی الیه الاب بذلک علی المذهب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) نظیر [2] ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم الزنان لم یکن عصبة فالولایة للام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۸ ج۲) نظیر

[3] وهی ضانوعان ولایة ندب علی المکلفة ای البالغة العاقلة وهو بکل ولایة اجبار علی نصغیر ولو ثیبا وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون ورقیق لا مکلفة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۰۲ ج۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) یہ حکم خاص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

چچازاد بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہوسکتا

سوال ۱۰۰۹ نابالغان کے حقیقی تایا کے پسر بعمر ۲۳ سال کے مقابلہ میں نابالغان کے ولی ہونے میں ان کا چچا بعید یعنی ان کے باپ کا چچازاد بھائی ترجیح دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - نابالغان کا ولی اس صورت میں تایا کا پسر ہے۔ باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہے[۱]۔ فقط

وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کردیا کیا حکم ہے

سوال ۱۰۱۰ اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت ہندہ کے نکاح اس کا پڑھایا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے یا نہیں۔؟ اور یہ سکوت اجازت ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت دئے ہندہ کے نکاح اس کا پڑھ دیا۔ بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کا اجازت ہے۔ زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت الى قوله فهو اذن (درمختار علی ہوامش شامی)[۲]

چچا، ماموں، ماں، موجود ہیں۔ چچا شرکت عقد سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے

سوال ۱۰۱۱ ایک لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہے اس کا باپ انتقال کرگیا۔ لڑکی کا ماموں اور چچا و ماں موجود ہے۔ لیکن چچا اس کے عقد میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے اس حالت میں کس کی ولایت سے نکاح ہوسکتا ہے؟

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۲۷۲ ج۲ ظفر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۳ ج۲ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اگر چچا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور کوئی دوسرا ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نابالغہ کی حاصل ہے درمختار میں ہے وثبت ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نابالغہ کی حاصل ہے درمختار میں ہے وثبت لا بعد الخ التزوج بفضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزوج اجماعاً[1] الخ درمختار

سوال ۱۰۱۲ پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں

خورد ہست یا نہ ؟ و نکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بعمر چند سال شدہ

الجواب - پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خورد ہست و نکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعمر ہفت سال شدہ است کذا فی حدیث رواہ مسلم (عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجہا وھی بنت سبع سنین ودخلت الیہ وھی بنت تسع سنین الحدیث مسلم جلد اول ص۴۵۵)

سوال ۱۰۱۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے یا نہیں

نے بموجودگی اس کے چچیرے چچا اور نابالغ بھائی کے اور بدون رضامندی ان دونوں کے کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح لڑکی کا درست ہے یا نہیں - ؟

الجواب - اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا ولی رشتہ کا چچا ہے بھائی بسبب نابالغ ہونے کے ولی نہیں ہے پس بدون رضامندی چچیرے چچا کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوا - اگر اس نے ماں کے نکاح کئے ہوئے کو باطل کردیا تھا اور انکار کردیا تھا تو دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے[2] -

سوال ۱۰۱۴ زید کا سوتیلا لڑکا اپنے نکاح کے بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے

موقعہ پر راضی نہیں ہے - باہر کسی شہر میں نوکری پر ہے زید چالیس پچاس آدمیوں کا جرگہ لیکر

---

[1] الدر المختار علی حاشیۃ المختار باب الولی ص۲۲۳ ج۲ ۱۲ نظیر

[2] فتح ج لا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ تا الخ الدر المختار علی حاشیۃ المختار باب الولی ص۲۲۳ ج۲ نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بکر کے گھر جاتا ہے تاکہ اپنے سوتیلے بیٹے کا عقد بکر کی لڑکی سے کرے حسب معمول نکاح پڑھا گیا اور زید نے اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف سے جو حاضر نہیں تھا قبول کیا لیکن جب لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی نوبت آئی تو بکر نے یہ کہدیا کہ لڑکی نابالغہ ہے اس پر لڑکی سے اجازت حاصل نہیں کی گئی حالاں کہ لڑکی اس وقت عاقلہ بالغہ تھی۔ ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب ۔ لڑکے کو جس وقت یہ اطلاع اور خبر پہونچے گی کہ میرے سوتیلے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکی سے کردیا ہے تو اگر اس وقت وہ نکاح مذکور کو جائز رکھے بشرطیکہ وہ لڑکا بالغ ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جاویگا۔ کما ہو حکم نکاح الفضولی۔ اسی طرح لڑکی کو اگرچہ وہ بالغہ ہے اور (قبل نکاح اس سے اجازت نہ لی گئی) جس وقت خبر نکاح کی پہونچیگی کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکے سے کردیا ہے اور وہ سکوت کرلے گی تو نکاح صحیح ہو جاویگا الغرض نکاح مذکور موقوف ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی اجازت پر، مگر لڑکی کا سکوت بھی اس صورت میں اجازت شمار ہوتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے اذ زوجها ولیها او اخبرها رسولا او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة الخ فعاذن[1] الخ فقط

رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے بعد کا انکار معتبر نہیں

سوال ۱۰۱۵ تین گواہوں نے جوان بیوہ عورت کی رضامندی حاصل کرکے نکاح خواں سے کہا کہ وہ عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ بعوض دو سو روپیہ مہر کے میرا نکاح کردو۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح کردیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ دو گھنٹہ بعد آپس کی رضامندی سے عورت انکار کرتی ہے۔؟

الجواب ۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط

(بعد کا انکار قابل اعتبار نہیں جبکہ گواہ موجود ہیں۔ ظفیر)

کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے

سوال ۱۰۱۶ (۱) عورت کس عمر کو پہونچکر اپنے نفس کا انتظام رکھتی ہے (۲) عورت کے بالغہ ہونیکی کوئی عمر مقرر ہے یا ایکبار حیض آنا بلوغ کیلئے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۲۶۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - (۱) پندرہ برس کی عمر جس وقت پوری ہو جاوے اس وقت عورت بالغہ شرعاً شمار ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حیض آجاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاویگی[۱]۔

(۲) غرض یہ ہے کہ اگر حیض وغیرہ کوئی علامت بلوغ پائی جاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاویگی اور اگر حیض وغیرہ نہ آوے تو پندرہ برس پورے ہونے پر بالغہ شمار ہوتی ہے۔ کذا فی الدر المختار[۲]۔

بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہیے والدین کی خلاف مرضی کرنے میں کوئی گناہ نہیں

سوال ۱۰۱۷ والدین لڑکے بالغ کی شادی کرنا چاہتے ہیں مگر جہاں والدین شادی کرتے ہیں لڑکا اس کے خلاف دوسری جگہ خواہش مند ہے والدین کو وہاں کرنا چاہیے یا نہیں اگر لڑکا والدین کے خلاف شادی کریگا تو گنہ گار ہے یا نہ - ؟

الجواب - جہاں لڑکا خواہشمند ہے والدین کو وہاں ہی نکاح کرنا چاہیئے کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف کرنے میں زوجین میں موافقت نہ ہو۔ اور لڑکے کو حتی الوسع والدین کی اطاعت کرنی چاہیئے لیکن اپنی خواہش اور رضا کی موافق خلاف والدین کی مرضی کے اگر نکاح کریگا تو گنہ گار نہیں ہے[۳] بعد نکاح کے والدین کو جس طرح ہو راضی کر لیوے۔

بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا ولی باپ ہے نانا۔ ماموں، نہیں

سوال ۱۰۱۸ ایک لڑکی کو اس کے باپ نے لڑکی کے نانا ماموں کو دیدیا تھا کہ تم اس کو پرورش کرو اور تم ہی اسکی شادی بیاہ کرنا۔ اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے اب نکاح میں جھگڑا پیش آرہا ہے۔ نانا ماموں تو

---

[۱] بلوغ الغلام بالاحتلام الخ والجارية بالاحتلام والحيض الخ فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدر المختار ص ۱۹۹ ج ۵ کتاب الحجر) ظفیر

[۲] ایضاً ۱۲ ظفیر

[۳] فانکحوا ما طاب لکم من النساء (النساء)

Maktaba Tul Ishaat.com

چاہتے ہیں کہ اور جگہ کریں اور باپ چاہتا ہے کہ کہیں اور کرے اب یہ فرمائیے کہ ولی کون ہے اور کون نکاح کر سکتا ہے - ؟

الجواب - ولی اس لڑکی کا اس کا باپ ہے مگر جبکہ لڑکی بالغہ ہے تو بلا اجازت اس کے اس کا باپ بھی نکاح نہیں کر سکتا لیکن باپ چوں کہ ولی شرعی ہے[۱] اس وجہ سے اس کی اجازت لینے پر لڑکی کا چپ رہنا رضا اور اجازت سمجھی جاویگی بخلاف نانا اور ماموں کے کہ اگر یہ اجازت لڑکی سے نکاح کی لیویں تو جب تک لڑکی صراحتاً زبان سے اجازت نہ دے نکاح نہ ہوگا[۲] - فقط

ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا -

سوال ۱۰۱۹ ایک عورت حنفیہ جس کی عمر بیس سال کی ہے اس کا نکاح اول بحالت نابالغی عمر تقریباً آٹھ سال میں بولایت پھوپی و دیگر رشتہ داران باجبر و اکراہ ہوا تھا چوں کہ اس کے والدین بھی اس نکاح سے ناراض اور علیحدہ تھے اس وقت تک وہ عورت خاوند اول کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی اور نہ اس سے خلوت کی بدستور اول نکاح سے ناراض ہے مگر اب اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب نکاح ثانی کی خواہش مند ہے تو کیا شرعاً وہ نکاح اول کو فسخ سمجھ کر اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں - ؟

الجواب - باپ دادا کی موجودگی میں دور کے رشتہ داروں پھوپی وغیرہ کو

---

[۱] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب زوج فمعتق ثم عصبتہ کذلک ثم لابن وان نزل ثم لابیہ ثم لاب ابیہ وان علا ثم لابن کل ثم یقدم الاب ثم الوصی الخ (رد المحتار باب الولی ص۲۶۵ ج۲) ظفیر

[۲] فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی الخ فان استاذنها هو ای الولی وهو العصبۃ او وکیله او رسوله او زوجها ودیها واخبرها رسولا او فضولی عدل فسکتت عن رد فحمارۃ الاذن الخ فان استاذنها غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرۃ لسکوتها بل لابد من القول کالشیب البالغۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۶۵ ج۲) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر چچا وغیرہ نے نکاح کر دیا تو باپ دادا وغیرہ ولی اقرب کی رضا مند اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی اقرب راضی ہو تو نکاح قائم رہے گا ورنہ باطل ہو جاویگا[۱]۔ پس اگر باپ وغیرہ نے اپنی حیات میں اس نکاح کو فسخ کر دیا تھا تو اس لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا بغیر طلاق شوہر درست ہے اور اگر فسخ نہ کیا تھا اور بعد بلوغ لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہوئی تب بھی وہ نکاح فسخ ہو گیا۔ دوسرا نکاح لڑکی کو کرنا درست ہے فقط

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں معلوم ہوا وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے

سوال ۱۰۲ زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے اجازت لیکر عمر کے لڑکے بکر سے نکاح کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بکر عمر کا لڑکا نہیں ہے کسی غیر ذات کا ہے جو عمر کی منکوحہ لے کر آئی تھی اب ہندہ بکر کے گھر جانے سے انکاری ہے کہتی ہے کہ مجھے دھوکہ دیا گیا۔ میں نے عمر کے حقیقی لڑکے سے نکاح کی اجازت دی ہے اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اگر ہندہ سے یہ کہہ کر اجازت لی تھی کہ میں تیرا نکاح بکر بن عمر سے کرتا ہوں اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا اور درحقیقت بکر بیٹا عمر کا نہیں ہے تو بکر سے جو نکاح باپ نے کیا وہ ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بعد اطلاع کے ہندہ نے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو گیا[۲]۔ فقط

ولی پر ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کی بات مانے

سوال ۱۰۳ زید کی برادری نے زید کے نام اقرار نامہ لکھدیا ہے کہ یہ برادری کے سرپنچ اور قاضی ہیں۔ بغیر ان کی رضامندی کے دوسرا نکاح نہیں پڑھا جا سکتا۔ مگر بکر لڑکی کا ولی ہو کر زید کو نکاح نہیں پڑھانے دیتا بکر کی اس حرکت سے برادری میں تفرقہ اور فساد ہوتا ہے۔ شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے۔

---

[۱] وان زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب اول ص۲۳۲ ج۲) نظیر [۲] وتعتبر فی الاستئمار تسمیۃ الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفۃ، فتظہر رغبتہا فیہ من رغبتہا عنہ (ھدایہ باب فی الاولیاء، ج۲ ص۳۱۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- بکر جس لڑکی کا ولی ہے وہ اس کا نکاح خود کر سکتا ہے۔ کسی نکاح خواں کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تفرقہ ڈالنا بھی برادری میں اچھا نہیں ہے، بکر کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے تفرقہ برادری میں لازم آوے فقط

(مگر زید کو بھی لازم ہے کہ ولی کی بات مانے، اس کے اختیار میں خواہ مخواہ دخل نہ دے۔ نصیر)

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے نابالغہ کا نکاح باطل ہو جائے گا

سوال (۱۰۲۲) زید نے ایک بیوی سلیمہ ایک لڑکی عقیلہ نابالغہ ایک لڑکا فہیم بالغ چھوڑا۔ سلیمہ نے عقیلہ کا نکاح بلا مشورہ فہیم کے اس کی عدم موجودگی میں اغواء[۵۱] کر دیا۔ اور حال یہ ہے کہ وہ مفاد و مضار سے واقف نہ تھی اب فہیم کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں میں مختار ہوں اور اب سلیمہ بھی مضرات سے فہیم سے متعلق ہے کیا فہیم فسخ نکاح کا مختار ہے۔؟

الجواب - ولی عقیلہ نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں فہیم ہے[۵۲]۔ اور اگر فہیم موجود نہ ہو کہیں دور ہو اور کوئی عصبہ دوسرا بھی موجود نہ ہو تو ولی نکاح کی ماں ہے[۵۳]۔ پس اگر فہیم نے باوجود موجود ہونے اپنے ماں کے کئے ہوئے نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ نکاح جو کہ فہیم کی رضا پر موقوف تھا باطل و فسخ ہو گیا اور اگر فہیم دور تھا اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا تو وہ صحیح ہو گیا۔ اب فہیم اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ کذا فی کتب الفقہ فقط

---

۵۱ قولہ فی الکل۔ لانہ لیس لعصبۃ بنفسہ ولایۃ مع وجود من ذکر من الام والجد وان علا فی ترتیب الولایۃ فتنبہ۔ منہ۔ ان الجدۃ علی نحو ما ذکر تحریر تنقیحہ۔ لانہ لم یوجد ثم الا الاخ المشقیق والاخ لاب ولیس لہما ولایۃ مع وجود الجد۔ منہ عفی عنہ

۵۲ فان لم یکن عصبۃ ذو ولایۃ تلزمہ (ای المختار علی ما مشی علیہ المختار باب الولی ص۳۲۳) منہ عفی عنہ

۵۳ والولی الابعد کالاخ بغیرۃ کالاقرب فلو زوجہ الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (ای المختار علی ما مشی علیہ المختار باب الولی ص۳۲۳) منہ عفی عنہ

۵۱ اغواء یعنی دھوکہ دے کر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح کردیا وہ جائز ہے اور دوسرا باطل

سوال (۱۰۲۳) مسماۃ نعمت جس کی عمر ۱۳ سال ۷ ماہ کی تھی اس کے برادر چچازاد کلاں نے اس کا نکاح اپنی ولایت سے اپنے مجھلے برادرزادہ سے کردیا اسی رات کو اس کے برادر چچازاد خورد نے مسماۃ کا نکاح ایک دوسرے شخص میتا سے کردیا۔ کون سا نکاح صحیح ہوا اور کون سا باطل ہوا۔ اب عمر مسماۃ کی ۱۶ سال اور چند ماہ کی ہے وہ اس نکاح سے بیزار ہے تو مسماۃ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب - درمختار میں ہے ولو زوجا ولیان مستویان قدم السابق فان لم یدر او قعا معاً بطلا[۵۱] الخ پس معلوم ہوا کہ جبکہ ہر دو برادر چچازاد کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی کا نہ تھا اور یہ دونوں برادران چچازاد ولی بدرجہ مساوی ہیں تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہوا اور پچھلا باطل ہوا۔ لہذا برادر چچازاد کلاں نے جو نکاح کچھ پہلے کیا وہ صحیح ہوا اور برادر چچازاد خورد نے جو نکاح کچھ پیچھے کیا وہ ناجائز و باطل ہوا۔ اب باقی رہا خیار فسخ بلوغ سو اس میں قضا رقاضی شرط ہے۔ بدون قضا رقاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ نابالغہ بلوغ عدم رضا اپنی ظاہر کردے[۵۲]۔ فقط

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کرسکتی ہے

سوال (۱۰۲۴) حرمت خاں عرصہ دس سال کا ہوا انتقال کرگیا۔ ایک بیوی اور ایک لڑکی چھ سالہ چھوڑی، ان دونوں کی پرورش لڑکی موجودہ کے ماموں نے کی۔ آٹھ ماہ ہوئے لڑکی موجودہ کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح صدیق پسر مولا بخش کے ساتھ کردیا جائے۔ اب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہے۔ ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح جس جگہ میرا دل چاہیگا کروں گا۔ اور لڑکی کا تایازاد

---

۵۱ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی صـ۲۳۲ ج۲ ۱۲ منہ

۵۲ وان کان الزوج غیرهما ای غیر الاب والجد وان کان من کفو وبهما المثل معجل لکن لها ای صغیر وصغیرة ومعتوه خیار الفسخ وان زوجوا بغبن فاحش او بغیر نقد البلد او من غیر کفو فللعصبة الاعتراض قبل الدخول وبعده ان لم یرض الخ صـ۲۳۲ ج۲ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

بھائی کہتا ہے کہ میں لڑکی کی والدہ کی وصیت کے مطابق کروں گا جبکہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے تو ولی نکاح کون ہے۔؟

الجواب - ولی شرعی اس صورت میں لڑکی کا تایا زاد بھائی ہے لیکن جبکہ لڑکی سولہ برس کی ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اس کی اجازت اور اذن سے اس کا ماموں بھی کفو میں نکاح کرسکتا ہے اور وہ وصیت والدہ کی دربارہ نکاح معتبر نہیں ہے لڑکی کو اختیار ہے جہاں وہ راضی ہو کفو میں اپنا نکاح کرالے۔

عورت کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا ولی اس کا باپ ہے۔

سوال (۱۰۲۵) ایک شخص نے اپنی عورت مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کی، اور جس نے مول لی اس نے تحریر اسٹامپ پر کرالی۔ بعد دو تین ماہ کے اس نے ایک اور شخص کو مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کردی اور اسٹامپ پر تحریر کرادی،

مگر ہر دو کی تحریر میں لفظ تین طلاق کا موجود ہے۔ اب اس عورت نے دوسرے مشتری کے یہاں سے نکل کر نکاح کرلیا ہے اس لئے کہ دوسرے مشتری سے نکاح نہیں ہوا تھا۔ اس عورت کے پاس دس گیارہ سال کی لڑکی ہے جس وقت پہلے مشتری نے عورت لی تھی لڑکی کی بابت یہ وعدہ کیا تھا کہ میں لڑکی کو خوراک وغیرہ دوں گا ورنہ بعد سال کے میرا دعویٰ نہیں ہے، لڑکی کے باپ کو پانچ سال کی قید ہوگئی۔ لڑکی کا چچا موجود ہے آیا یہ عورت لڑکی مذکورہ کا نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب :- ولی اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور باپ کے بعد چچا ولی ہے۔ والدہ کو بدون اجازت ولی کے اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے۔ اور باپ کے اس کہنے سے اس کی ولایت ساقط نہیں ہوتی۔

اور یہ خرید و فروخت عورت کی حرام اور باطل ہے۔ البتہ باپ کے غائب ہونے کی صورت میں اور اس سے رائے و مشورہ نہ لے سکنے کی صورت میں اس کا بھائی

Maktaba Tul Ishaat.com

یعنی نابالغہ کا چچا ولی ہو جاوے گا، کما فی کتب الفقہ والولی الابعد انکاح الصغیر والصغیرۃ لغیبوبۃ الاقرب[۵۱] الخ۔ فقط

باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ولی کون ہے

سوال (۱۰۲۶) زید بوقت شادی صحیح الحواس تھا کچھ عرصہ بعد مخبوط الحواس ہوگیا اور دخترِ خورد سالہ اور زوجہ کو گھر سے نکال دیا طلاق نہیں دی، کیا زید کی رضامندی اس کی دخترِ نابالغہ کے عقد میں ضروری ہے؟

الجواب:- اگر زید صحیح الحواس ہو تو اس کی اجازت و رضامندی اس کی دخترِ نابالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے ضروری ہے، اور اگر زید صحیح الحواس نہیں دیوانہ یا مخبوط الحواس ہے تو اس کی اجازت و رضا کی ضرورت نہیں ہے[۵۲] اور رضا و عدمِ رضا برابر ہے۔ چچا تایا وغیرہ جو اولیاء باپ دادا کے بعد کے ہیں نکاح نابالغہ کا کر سکتے ہیں۔

دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے کون صحیح ہوا؟

سوال (۱۰۲۷) دو برابر کے ولی میں سے ایک چچا نے نابالغہ کی شادی اپنے پوتے سے کر دی، اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، اس میں کون نکاح درست ہوا؟

الجواب:- قال فی الدر المختار ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق[۵۳] الخ پس جواب صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ ہر دو چچا ولی نکاح صغیرہ کے مساوی درجہ میں ہیں۔ جو نکاح ان میں سے پہلے نکاح کر دیوے گا وہی صحیح و نافذ ہو جاتا ہے۔ قانون مقرر کرنے کے خلاف کرنے سے بھی نکاح شرعاً ہو جاتا ہے اور پھر حاکم کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ الحاصل پہلا نکاح قائم رہا اور دوسرا باطل ہے۔

---

[۵۱] والولی الابعد انتزویج بغیبۃ الاقرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲)

[۵۲] ولا ولایۃ لعبد ولا صغیر ولا مجنون لانہ لا ولایۃ لہ علی انفسہم فکذا لا ولایۃ لہ علی غیرہم (ھدایہ باب الاولیاء ص۲۸۶ ج۲)

[۵۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲ غیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ولدالحرام کی ولی ماں ہے

سوال (۱۰۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کے بارے میں جو ایک ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہے جب کہ اس کی والدہ کا نکاح کسی سے نہ تھا۔ نابالغہ کی والدہ کی اجازت سے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا چند ماہ بعد نابالغ لڑکے کے والد نے اپنا خرچہ وغیرہ لے کر دوسرے کے سپرد کر دیا ہے اور بحیثیت ولی طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ تو جس کی سپردگی میں لڑکی ہے وہ شخص اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ولدالحرام کا نسب والدہ سے ثابت ہوتا ہے باپ اس کا کوئی نہیں ہوتا۔ پس ولایتِ نکاح اس دختر کی جو بے نکاح کے ہوئی اس کی والدہ کو ہے اس کی والدہ نے جو نکاح اس کا کیا وہ صحیح ہوگیا[۵۱]۔ شوہر نابالغ کے ولی کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، پس وہ طلاق جو ولی کی طرف سے ہوئی صحیح نہیں ہوئی، اور نہ نابالغ شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی الدر المختار لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہٖ الخ والمجنون الخ والصبی[۵۲]۔ پس جب تک شوہر اول بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دے طلاق واقع نہ ہوگی۔

حکومت کا مقرر کردہ ولی نکاح کا ولی نہیں ہے بلکہ مال کا ہے۔

سوال (۱۰۲۹) ایک یتیمہ نابالغہ کا چچازاد بھائی تھا اور جائداد نابالغہ پر قبض تھا اور سالہا سال سے اس کی کل آمدنی اپنے مصرف میں لاتا تھا نابالغہ کو ایک پیسہ بھی نہ دیتا تھا، اس کی بددیانتی کی وجہ سے حاکم وقت نے نابالغہ کے ماموں کو ولی مقرر کیا اور نابالغہ کے چچازاد بھائی نے مرنے سے سات روز قبل نابالغہ کا عقد اپنے پوتے سے کرایا، یہ عقد درست ہے یا نہیں ؟ باوجود حاکم کے دوسرا ولی مقرر کرنے کے ولی سابق

---

[۵۱] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۹۲ ج۲)

[۵۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۲۵۰ ج۲ وص۲۵۳ ج۲ وغیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کو اختیار نکاح کا رہتا ہے یا نہ ؟

الجواب :- نابالغہ مذکور کا نکاح جو اس کے چچازاد بھائی نے اپنی ولایت سے اپنے پوتہ کے ساتھ کیا وہ صحیح ہے ، اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس کے چچازاد بھائی ہی کو ہے ماموں کو نہیں ہے[1] ، البتہ اس کے مال میں تصرف کا اختیار چچازاد بھائی کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار ماموں کو ہے جس کو حاکم نے مقرر کیا ، یا کسی اور امانت دار کے متعلق کیا جاوے ۔ فقط

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر باپ کفو میں نہ کرے تو بہن کرسکتی ہے یا نہیں ؟

سوال (۱۰۳۰) زید کی ہمشیرہ ہندہ نے زید کی نابالغہ لڑکی مسماۃ زاہدہ کو پرورش کیا اور اپنا جانشین قرار دیا ہے ، اب ہندہ چاہتی ہے کہ زاہدہ کی شادی برادری میں کردے لیکن اس معاملہ میں زید کی زوجہ دوسری حسد کی وجہ سے زید کو ورغلاتی ہے چنانچہ زید خلل انداز اور مانع ہے ، اس صورت میں ہندہ زاہدہ کا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ولی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے بدون باپ کی اجازت کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوسکتا ، لیکن فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر ولی اقرب کفو میں نہ کرے تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہو جاتا ہے ، بنا علیہ ہندہ اس کا نکاح کرسکتی ہے[2] ۔

غیر کفو میں ایک ولی نے نکاح کی اجازت دی اور ایک نے مخالفت کی کیا حکم ہے ؟

سوال (۱۰۳۱) زید نے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح مسمی بشیر سے کردیا جو کہ اس کا قریبی

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۷ ج۲) [2] ویثبت للابعد من اولیاء النسب لو لم یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفوء التزویج لعضل الاقرب ای بغتناعہ عن التزویج (درمختار) ای من کفوء بمہر المثل (درمختار باب ولی ص۳۲۷ ج۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

رشتہ دار تھا اور اپنی دوسری بیٹی زینب کا نکاح مسمی خالدہ سے کر دیا جو کہ دوسری قوم سے تھا۔ اب اس کے بعد زینب کے فرزند مسمی بکر نے اپنی خالہ مریم کی دختر کریمہ سے اسکے اولیاء کی بغیر اجازت کے نکاح کر لیا اور کریمہ کا والد پہلے فوت ہو چکا تھا، اس کے بھائیوں میں سے ایک حقیقی برادر اس نکاح سے راضی تھا باقی سب حقیقی بھائی اور سب اہل قرابت کو یہ نکاح نامنظور تھا بوجہ اس بات کے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا تھا تو بکر کا یہ نکاح جائز ہے یا نہ ؟

الجواب :- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کے ولی کی اجازت کے صحیح نہیں، لیکن اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہے اور قول مختار یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا یعنی جبکہ ولی راضی نہ ہو، لیکن اگر اولیاء میں سے ایک ولی بھی راضی ہو گیا تو وہ نکاح صحیح ہے پھر فسخ نہیں ہو سکتا، درمختار میں ہے :-

فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ ولہذا الاعتراض فی غیر الکفوء الخ وفی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ، وبناءً علی الاول وھو ظاھر الروایۃ فرضا البعض من الاولیاء کالکل الخ[1]

پس روایت اخیرہ درمختار سے واضح ہو گیا کہ صورت مسئول عنہا میں نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ بعد تسلیم اس امر کے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہو ایک ولی کا راضی ہونا بھی صحت نکاح کے لئے کافی ہے۔ فقط

سوال (۱۰۳۲) اگر لڑکا جس کی عمر ۱۲ و ۱۳ سال کے درمیان ہو اور لڑکی بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال کی لڑکی اپنے آپ کو بالغ بتائے تو مانا جائے یا نہیں ؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۵ ج۲ ۔ نعیمیہ

Maktaba Tul Ishaat.com

جس کی عمر ۹ و ۱۰ سال کے درمیان ہو بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں اور صاحب شعور ہونا ان کا بخوبی ثابت ہو تو شرعاً ان کا بیان قابل تسلیم ہے یا نہیں یعنی وہ بالغ متصور ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- بارہ تیرہ برس کی عمر میں لڑکا اگر بالغ ہونا اپنا بیان کرے اور بظاہر حال اس کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہو یعنی اتنی عمر میں لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو تو قول اس کا معتبر ہے اور وہ بالغ شمار ہوگا۔

اور لڑکی کے لئے نو دس برس کی عمر میں یہ ہی حکم ہے یعنی قول اس کا دربارۂ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لامحالہ بلوغ کا حکم شرعاً دے دیا جاوے گا۔

فی الدرالمختار :- وادنی مدتہ لہ اثنا عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبہما الظاھر الخ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لم یقبل قولہ[1] الخ

حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ہوگی۔

سوال (۱۰۳۳) لڑکی حائضہ ہونے پر بالغہ مانی جائے گی یا نہیں، اگر وہ بالغہ مانی جائے گی تو کیا وہ کفو میں شادی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- بالغہ مانی جاوے گی اور کفو میں اس کو نکاح کرنا اپنے اختیار سے درست ہے[2]۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص۱۳۲ ج۵ [2] بلوغ الغلام بالاحتلام الخ الجوہرۃ النیرۃ کتاب الحجر باب الاحتلام والحیض الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص۱۳۲ ج۵ وغیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

نا حشہ ماں کو حق حضانت نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے۔

سوال (۱۰۳۴) ولایت حسین تین بھائی تھے منجملہ ان کے لائق حسین و قدرت حسین فوت ہو گئے۔ مسماۃ رحمانی بیگم بیوہ قدرت حسین حاملہ تھی اس کے ایک لڑکی مصطفائی خانم پیدا ہوئی لڑکی مسماۃ مذکورہ نے عدالت دیوانی میں ایک دعویٰ اپنے حق کا دائر کیا جس میں وہ کامیاب ہو گئی اور بموجب حکم نامہ ڈگری حاصل کی۔ اب چار پانچ سال سے مسماۃ مذکورہ فاحشہ ہو گئی اور اپنی دختر کو رقص کی تعلیم دلواتی ہے، اکثر متقی لوگ میرے اوپر طعنہ زن ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دختر مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لے کر اس کام سے محفوظ رکھو، میرے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے، ولایت حسین جو دختر کا ولی ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی برادر زادی کو اپنی ولایت و اختیار میں لے کر ایسے افعال قبیحہ سے روکے اور حسب مصلحت اچھے موقع پر اس کا نکاح کر دے[1]۔ اس کی ماں کو کچھ ولایت و اختیار دختر مذکورہ پر شرعاً حاصل نہیں ہے، اس کا حق حضانت بھی بسبب اسکے فاحشہ ہونے کے ساقط ہو گیا[2]۔ فقط واللہ اعلم

لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے تو ولی رہتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۰۳۵) لڑکی اور لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں والدین نے کر دیا اور لڑکی کے والد نے

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والمجب الخ فالکم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۶ ج۲ و ص۳۲۹ ج۲)

[2] تثبت (الحضانۃ) للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ او بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ فحتی تسلم او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد لعدم کونہا وغناء وسرقۃ ونیاحۃ (درمختار) ویشترط فی الحاضنۃ ان تکون حرۃ بالغۃ عاقلۃ امینۃ قادرۃ الخ (ردالمحتار باب الحضانۃ ص۸۴۱ ج۲ ص۸۴۲ ج۲) فلیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکے کے باپ سے پچاس سو روپے یا کچھ کم وبیش طمع نفسانی سے لے لئے، ایسی حالت میں یہ دختر کا ولی رہا یا نہیں اور نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟ بغیر طلاق لڑکی بعد بلوغ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے والد نے کیا صحیح ہے اور لڑکی کے باپ نے جو روپیہ شوہر کے والد سے لیا یہ رشوت ہے اور حرام ہے واپس کرنا چاہیئے، مگر اس لینے کی وجہ سے ولایت باطل نہیں ہوئی، اب بدون طلاق کے عورت کا نکاح ثانی نہیں ہوسکتا اور نہ اس صورت میں لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہے۔[1]

حضرت علیؓ سے روپے لیے گئے تھے یا نہیں؟

سوال (۱۰۳۶) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر جہیز وغیرہ کے واسطے روپیہ لیا یا نہیں؟ یہ روایت کیسی ہے ؟

الجواب :- حضرت علیؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روپیہ لینا جہیز وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کوئی روایت اس قسم کی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرام رحمہم اللہ اس کو حرام کیسے کہتے۔ فقط

نابالغہ نے بچپن کے نکاح سے انکار کردیا دوسرا نکاح کرلیا، اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے ؟

سوال (۱۰۳۷) ہندہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، ہندہ کے ایک چچا نے دوسرے چچا کے لڑکے سے ہندہ کا صغر سنی میں نکاح کردیا، ہندہ بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے گھر نہ گئی پھر انکار کردیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، بعد میں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جس کو یہ سب واقعہ معلوم تھا۔ ہندہ کے اس دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور لڑکی کس کی وارث ہوگی اور اس کا وارث کون ہوگا اور ہندہ کس کے نکاح میں سمجھی جائے گی ؟

---

[1] اخذ اصل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۱۷۴)

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر کون تسلیم کیا جائے گا ، دونوں نکاح میں کون صحیح ہوا ؟

الجواب :- ہندہ کا نکاح اول جو بولایت عم ہوا شرعاً صحیح ہے اور ہندہ کا انکار اگر بلوغ سے کچھ عرصہ کے بعد ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو وہ معتبر نہیں اور اس انکار سے نکاح سابق میں کچھ خلل نہیں آیا ، جیسا کہ درمختار باب الولی ص ۲۰۴ میں ہے :

وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد (الی ان) قال وان کان من کفوء و بمھر المثل صح ولکن لھا ای للصغیر والصغیرۃ والحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ (الی قولہ) بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان الخ قال الشامی قولہ للفسخ ای ھذا الشرط انما ھو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا قرع علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ (شامی جلد ۲ ص ۲۰ و ۲۰۱)

چونکہ ہندہ مذکورہ نے بلوغ کے فوراً بعد انکار نہیں کیا اور نہ نکاح فسخ کرایا لہٰذا اس کا خیار بکر جو اس کو حاصل تھا باطل ہوگیا ، قال فی الدر المختار :

و بطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ اصل النکاح (الی ان قال) ولا یمتد الی آخر المجلس[1] .

اگر ہندہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو بھی اس کا خیار بکر سکوت وقت بلوغ سے ساقط ہوگیا ، قال فی الدر المختار :-

وان جھلت بہ الخ لتغیرھا للعلم الخ[2]

پس دوسرا نکاح جو دوسرے شخص نے باوجود نکاح اوّل کا علم ہونے کے کیا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲۵ ج ۲ [2] ایضاً ص ۲۲۶ ج ۲ ، فلیفر

Maktaba Tul Ishaat.com

شرعاً باطل ہے اور کالعدم ہے ، اور اس دوسرے شخص نے نکاح باطل کرکے جو وطی ہندہ سے کی وہ زنا ہے اور اس سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نسب اس شخص سے جو کہ زانی ہے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا نسب ہندہ کے شوہر اوّل سے ثابت ہے کیونکہ نکاح باقی رہنے کی وجہ سے اس کا فراش قائم اور حدیث شریف میں ہے :-

الولد للفراش وللعاهر الحجر

قال الشامی فی البحر :-

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لو يحرم على الزوج وطوءها وبه يفتى لانه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها[1]

وفيه ايضاً من باب العدة : اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً[2] .

وفی الدر المختار فی فصل ثبوت النسب :-

وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كمتزوج المغربي بمشرقية بينهما بستة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصورة كرامة او استخداماً . فتح[3]

وفی الشامی فی شرح قول الدر المختار : الفراش على اربع مراتب وقوى وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي فانه فيه لا ينتفي الا باللعان الخ[4]

---

[1] رد المحتار فصل فی المحرمات صـ ۲۴۲ ج ۲ وصـ ۲۴۳ ج ۲ [2] رد المحتار باب العدة صـ ۵۳۵ ج ۲ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب صـ ۲۶۷ ج ۲ [4] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب صـ ۲۶۷ ج ۲ ؛ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ نکاح منکوحۃ الغیر سے باطل اور کالعدم ہے اور ولی کرنا اس سے زنا ہے اور زنا سے نسب کا ثابت نہ ہونا متفق علیہ ہے کما مرّ فی الحدیث ۔

پس معلوم ہوا کہ ہندہ اسی شخص کی بیوی ہے جس سے اس کا پہلا نکاح ہوا اور اسی کی وارث ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا ۔ لڑکی کا نسب بھی اسی شخص سے ثابت ہوگا جس کی ہندہ بیوی ہے ، دوسرا نکاح ہندہ کا جس شخص سے ہوا نہ ہندہ اس کی زوجہ ہے نہ اس سے وراثت کا کوئی تعلق بر بنائے زوجیت ہوا اور نہ لڑکی کا اس سے نسب ثابت نہ وراثت کا اس سے کوئی تعلق ۔ فقط

ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کردے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا

سوال (۱۰۳۸) ایک لڑکی نوسالہ کا نکاح اسکی والدہ نے بلا اجازت و رضامندی اس کے باپ کے کردیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ و جوان ہے اس کا شوہر اس کو نان نفقہ نہیں دیتا بلکہ ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں نے اس کو دل سے طلاق دے دی ہے اور تحریری طلاق نامہ اس کو کچھ مدت خوار کرکے دوں گا مگر وہ خط گم ہوگیا ہے لیکن ایک اور خط موجود ہے جس میں چند الفاظ طلاق کنایہ کے موجود ہیں مثلاً (۱) وہ میری عورت نہیں (۲) اس کو کہو میرے گھر سے چلی جا جدھر مرضی ہو میں بالکل خرچ نہ دوں گا (۳) چند سال خراب کرکے تحریری طلاق دوں گا وغیرہ وغیرہ ۔

کیا عورت مذکورہ کو نکاح مذکورہ کالعدم سمجھ کر نکاح ثانی کی اجازت ہے ؟

نقل خط جو زوج نے بھیجا ہے

جناب والا مکرم میاں پیر محمد انجناب عبدالقیوم

خط آپ کا پہنچا حال معلوم ہوا ، دل کو خوشی ہوئی ۔ اور مجھ کو آپ اپنے دل کی بات ظاہر کریں کیا بات ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے

Maktaba Tul Ishaat.com

رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ کوئی نہیں۔ آپ جس طرح کہیں وہی بات کروں گا لیکن چند سال خراب کرکے، اگر میری والدہ کو برا سمجھے گی میری سخت دشمن ہے۔

جواب ازجائے دیگر

صورت مذکورہ بالا میں عورت مذکورہ کو شرع محمدی کی رو سے نکاح ثانی کی اجازت ہے کیونکہ ماں ولی ابعد ہے اور باپ ولی اقرب۔ اور ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا والولی نکاح الصغیر والصغیرۃ والولی العصبۃ بترتیب الارث (الی ان قال) وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (کنز الدقائق باب الاولیاء صفحہ ۹۸[1]) اور باب الکنایات میں ہے کہ جو شخص طلاق کے ذکر کے وقت اور عورت کے سوال کرنے کے وقت اپنے خاوند سے طلاق کا۔ اور غضب کی حالت میں اگر مرد اپنی بیوی کو کہے کہ تو چلی جا جدھر تیری مرضی ہو یا تو میری عورت نہیں ہے اور مانند اس کے۔ تو عورت پر طلاق بائن پڑجاتی ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے پس اگر بالفرض والتقدیر پہلے نکاح کو صحیح بھی مانا جاوے تو اس خط اور دوسرے خط کے الفاظ سے نکاح فسخ ہوگیا اور شریعت محمدیہ کی رو سے عورت مذکورہ کو نکاح ثانی کی اجازت ہوگی۔

درمختار باب العنین میں ہے کہ لیکن قہستانی میں ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے اور اسی طرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون ضرر کے اس کے پاس نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے جدائی کا[2] (صفحہ ۲۱۳ جلد ثانی) ؛

---

[1] دیکھئے البحر الرائق باب الاولیاء صفحہ ۳۱۲ [2] وللتخییر لاحد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ ... فی الخمسۃ لو بالزوج والظاھر ان اصلھا وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج (درمختار باب العنین صفحہ ۲۲۲ ج ۲) تفسیر ؛

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب (از حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ) :- اقول وباللہ التوفیق بیشک یہ صحیح ہے کہ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں ہے اور اگر ولی ابعد ایسا کرے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے :

فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ[1] الخ

اور شامی میں ہے :

فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صراحۃ او دلالۃ تامل الخ

(صفحہ ۳۱۵ جلد ثانی شامی)

اور جواب کا جزو ثانی جو کنایات سے بحالت غضب وغیرہ کو طلاق طلاق بائنہ واقع ہونے کے متعلق ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے خط کے مطابق جو کہ موجود ہے کہ والدہ سے پوچھو تمہاری کیا رائے ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ نہیں " اس میں اس کی عورت نہ رہنے کو والدہ کے ساتھ سلوک سے نہ رہنے پر معلق کیا ہے ، ایسی حالت میں اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو اور شرط پائی جائے تو طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ، اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالت حال کافی نہیں ہے نیت شوہر کی ضرورت ہے

وقید بالنیۃ لانہ لا یقع بدونہا اتفاقا لکونہ من الکنایات واشار الی انہ لا یقوم مقامہا دلالۃ الحال لان ذلک فیما یصلح جوابا فقط وھو الفاظ لیس ھذا منہا واشار بقولہ طلاق الی

[1] الدر المختار فی ہامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۳۲ ج ۲ [2] رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۳۳ ج ۲ : تغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ان الواقع بھذہ الکنایۃ رجعی الخ[1] (صفحہ ۳۵۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا)

اور نیز شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیوب شوہر مثل جنون و برص وغیرہ میں مفتیٰ بہ قول شیخین ہے امام محمدؒ کا مذہب مفتیٰ بہ نہیں ہے چنانچہ شامی میں ہے

وقد تکفل فی الفتح بردما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ الخ[2] (صفحہ ۵۹۷ ج ۲ شامی)

الی اصل صرف وجہ اوّل ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے حکم بطلان نکاح مذکور کا کیا جا سکتا ہے اور اجازت نکاح ثانی کی اس عورت کو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ والد نے جو نکاح دختر نابالغہ کا کیا اگر باپ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔

جعلی اجازت نامہ دی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۳۹) سترہ سال ہوئے کہ زید نے اپنے پسر خالد کا رشتہ عمر کی دختر ہندہ سے پیغام دیا، چوں کہ زید رذیل قوم کا تھا اس لئے عمر نے اس درخواست اور پیغام کو ترشی کے ساتھ رد کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد عمر برہما چلا گیا، اس کے پیچھے عمر کی طرف سے ایک جعلی خط بنایا گیا کہ عمر اپنی لڑکی ہندہ کو بخوشی زید کے پسر خالد کے نکاح میں دیتا ہے اور نکاح پڑھوا دیا جائے۔

غرضیکہ ہندہ نوسالہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا۔ جب عمر کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوا، اور یہ لکھا کہ میں ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا اور لڑکی کو مت بھیجو۔

یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟ کچھ عرصہ کے بعد یعنی بالغہ ہونے کے چند

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب العنین صفحہ ۶۲۳ قبیل باب الطلاق غیر المدخول بہا [2] دیکھئے ردالمحتار باب العنین وغیرہ ۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

سال بعد ہندہ نے باسط سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

الجواب :- خلاصۂ جواب یہ ہے کہ چوں کہ عمر اس نکاح سے راضی نہ تھا اور اس کی طرف سے جعلی خط بنایا گیا اور جس وقت عمر کو اطلاع ہوئی اس نے انکار کردیا[1]، لہٰذا وہ نکاح جو خالد سے کیا گیا باطل ہوگیا، لہٰذا ہندہ کا نکاح جو باسط سے کیا گیا وہ صحیح ہے ۔ خالد کو دعویٰ زوجیت اس پر نہیں پہنچتا اور چوں کہ اس صورت میں خالد سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہٰذا اس کے بعد دیگر سوالات کے جواب کی ضرورت نہیں ہے جو کہ نکاح سابق کے صحیح ہونے پر متفرع ہیں ۔ فقط

تیرہ سال لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے، کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۴۰) ہندہ جس کی عمر اس کی والدہ تیرہ سال بتلاتی ہے اور اس کا باپ زندہ نہیں ہے حقیقی چچا موجود ہے ۔ ماں بلا رضا و موجودگی چچا کے نکاح ہندہ کا خفیہ کردیتی ہے اور بلا وقت نکاح باوجود کہنے والدہ کے کہ یہ لڑکی نابالغہ ہے دعویٰ بلوغ کا نہیں کرتی ۔ چچا نکاح سے مطلع ہوکر ناراض ہوا اور انکار کردیا۔ بعد انقضاء چھ ماہ تعلیم و تلقین سے ہندہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں بوقت نکاح بالغہ تھی۔ یہ دعویٰ ہندہ کا صحیح ہوگیا یا نہیں یا نکاح کے وقت دعویٰ کرنا چاہیے تھا ؟

الجواب :- تیرہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اور یہ عمر مراہقت کی ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ مراہق اگر دعویٰ بلوغ کا کرے اور ظاہر حال اُس کا مکذب نہ ہو تو قول اوس کا معتبر ہے۔ ولو بلغ مبلغ الرجال لاثنتی عشرۃ سنۃ و لہا تسع سنین الخ فان راہقا بان بلغا ہذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبہما الظاہر

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عندہ کلہا ان لہا المجیز حالۃ التعلق والا تبطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی حکم نکاح الفضولی ج ۲ ص ۲۷۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ و الا لا یقبل قولہ۔ شرح وھبانیہ درمختار[1]۔

پس معلوم ہوا کہ لڑکی کا دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے اور اس دعویٰ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ نکاح کے وقت دعویٰ بلوغ کا کرے بلکہ بعد میں دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے کیونکہ دعویٰ کی ضرورت اوس وقت ہوتی ہے کہ کوئی شخص مخالف اور منکر ہو۔ فقط۔

چودہ سالہ لڑکی کا نکاح باپ اس کی موجودگی کے بغیر کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴۱) ایک لڑکی چودہ سال کی اندر میں اپنی بہن کے پاس ہے اور اس کا باپ بریلی میں رہتا ہے تو وہ بغیر موجودگی لڑکی کے اپنی اجازت سے اوس کا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- چودہ برس کی عمر میں لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اگر حیض وغیرہ نہ ہو اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اوس کا باپ بدون موجود ہونے لڑکی کے کرسکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اوس کا نکاح دور بیٹھے بدون اطلاع کرنے لڑکی کے کردے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کرسکتا ہے۔ اور سکوت اوس کا (بالغہ کا) اذن شمار ہوتا ہے[2]۔

چچازاد بھائی نے بھی نکاح کیا اور سوتیلے چچازاد بھائی نے بھی، کون سا نافذ ہوگا

سوال (۱۰۴۲) دو لڑکیاں ایک بالغہ دوسری نابالغہ اپنے سوتیلے چچازاد بھائی کی ولایت میں ہیں اور ایک لڑکا جوان لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی ہے وہ کچھ ماہ زاید چودہ سال کی عمر کا ہے۔ اب اس سوتیلے بھائی نے اذن میں سے ایک دختر بالغہ کا نکاح اپنے ساتھ کرلیا اور دوسری نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے سے کہ جو دوسری بیوی سے ہے

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ و ج ۵ ص ۱۲۳ ملخصاً۔ [2] اوھو وجماعۃ لیھا و اخبرھا رسولھا او فضولی تدل فسکتت مردہ شامی ج ۲ ص ۲۷۸ و ھو اذنھا ایضاً بالولی ج ۲ ص ۲۷۸ ملخصاً

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی ولایت سے پڑھوانا چاہتا ہے اور لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور میری ولایت سے میرا نکاح اس لڑکی سے پڑھا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ جب کہ حقیقی چچازاد بھائی جو کہ مراہق ہے یعنی قریب البلوغ ہے دعویٰ اپنے بالغ ہونے کا کرتا ہے اور قرائن سے اوس کا صدق ظاہر ہے تو قول اوس کا دربارہ بلوغ شرعاً معتبر ہوتا ہے۔ کما قال فی الدر المختار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر الخ فبعد اثنتی عشرۃ سنۃ یشترط شرط اٰخر لصحتا قرارہ بالبلوغ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل الخ۔ درمختار[1]۔ پس چونکہ حقیقی چچازاد بھائی بالغ کی ولایت مقدم ہے علاتی چچازاد بھائی سے لہذا جو نکاح حقیقی چچازاد بھائی نے کیا وہ صحیح ہے اور بعد میں جو نکاح علاتی چچازاد بھائی نے کیا وہ باطل ہے۔ پہلے جو یہاں سے جواز نکاح اس صورت میں لکھا گیا ہے وہ اس بنا پر تھا کہ سوال میں حقیقی چچازاد بھائی کو نابالغ ظاہر کیا گیا تھا، لہذا اس صورت میں کہ وہ بالغ ہو وہ جواب صحیح نہیں ہے، اور یہ جواب جو اب لکھا گیا ہے صحیح ہے۔

نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کردیا حکم کیا کرے

سوال (۱۰۴۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کچھ روپیہ لے کر ایک طوائف کے یہاں کردیا۔ وہ خود بھی گروہ طوائف سے تھا اب فوت ہوگیا ہے۔ لڑکی اسوقت سوتیلی والدہ اور سوتیلے والد کے قبضہ میں ہے وہ گروہ طوائف سے نہیں ہے اور سسرال جانا نہیں چاہتی اس لئے اس نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کے ایماء سے ہر دو فریق نے اس دعویٰ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ... بلوغ الغلام ج ۵ ص ۳۲ و ص ۱۲۵ - غفر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میں مجھ پر حصر کیا ہے کہ جو فیصلہ میں کروں مجھکو منظور ہوگا۔ میں اس میں کیا فیصلہ کروں۔؟

الجواب :۔ لڑکی بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے لہذا آپ بوجہ حکم مسلم فریقین ہونے کے اون میں تفریق کرادیں۔ درمختار میں ہے ولزم النکاح الخ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار ردان عرف لایصح النکاح اتفاقا انتہی ملخصا[۱] وفی الشامی ثم اعلم ان ما مر عن النوازل من ان النکاح باطل معناہ سیبطل کما فی الذخیرۃ لان المسئلۃ مفروضۃ فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح بہ فی الخانیۃ والذخیرۃ وغیرہما[۲]۔ فقط۔

ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کردے اور خلوت بھی ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۴) لڑکی نابالغہ کا نکاح اوس کا ماموں بلا اجازت علاتی بھائی اور باپ کے چچا کے کردیوے تو احناف کے نزدیک وہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔ اگر درست نہیں ہوا تو اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیوں کہ لڑکی اس کے مکان پر گئی اور خلوۃ صحیحہ بھی ہوچکی ہے۔ اور مہر لازم ہوگا یا نہیں۔ اور عورت پر عدۃ ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب :۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں اگر ولی ابعد نابالغہ کا نکاح کردے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور ولی اقرب اس صورت میں علاتی بھائی ہے۔ پس اگر اُس نے نکاح کی خبر سن کر اوس نکاح کو جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا ہے اور اگر اوس نے اُس کو رد کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا ہے[۳]۔ پس بصورت اجازت کے بدوں اوس کی طلاق کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۶ ج۲ وص۴۱۹۔ تغیر۔ [۲] رد المحتار باب الولی ص۴۱۹ ج۲ وص۴۲۰ تغیر۔ [۳] فلو زوج الابعد مع وجود الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲) تغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور طلاق کے بعد عدۃ لازم ہوگی اور مہر لازم ہے اور اگر اس نے باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے مگر بوجہ موطوئہ بالشبہ کے تحت میں آنے کے عدت لازم ہوگی اور مہر مثل دینا ہوگا۔ درمختار وغیرہ۔ فقط

بالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے سنکر انکار کر دیا۔

سوال (۱۰۴۵) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ زید مدعی ہے کہ میرا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ باجازت پدر ہندہ ہوا تھا اور ہندہ رخصت ہو کر میرے مکان پر آئی اور چند بار خلوت بھی ہوئی۔ ہندہ مدعا علیہ زید مدعی کے ساتھ اپنی رضامندی و اجازت سے اس نکاح کا بحلف انکار کرتی ہے اور وطی سے بھی بحلف انکار کرتی ہے کہ کبھی اپنے ساتھ وطی و دواعی جماع پر زید کو قدرت نہیں دی۔ اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ جس وقت مجھکو نکاح کی اطلاع ہوئی میں نے اوس سے انکار اور اظہار نارضامندی کر دیا تھا۔ اور بعض قرابت دار ہندہ کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں تو زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب :۔ حاصل جواب یہ ہے کہ درمختار میں ہے و لا تجبر البکر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ[1] الخ پس اس صورت میں جبکہ ہندہ نے وقتِ استیذان و نیز بعد نکاح کے اس سے انکار کر دیا اور اظہار نارضامندی کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ بخلاف مالو بلغہا فودت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد الخ درمختار[2]۔ پس جب کہ رد کے بعد اگر وہ اپنی رضا کا بھی اظہار کرے تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ تو جس صورت میں بالغہ اول سے آخر تک انکار ہی کرتی رہے تو نکاح اوس کا کسی طرح صحیح نہیں ہوا اور چونکہ موافق اقرار بالغہ کے وطی نہیں ہوئی تو مہر بھی لازم نہ ہوا۔ لڑکی کو دوسرے شخص سے اپنی رضامندی کے بعد میں نکاح کرنا درست ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۲۴۱۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ج ۲ ص ۲۴۱۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نومسلم کب نکاح کرے تو دوسرے شخص سے کس وقت نکاح کر سکتی ہے۔؟

سوال (۱۰۴۶) (۱) جب عورت مسلمان ہو کر مرد کافر سے جدا ہو جائے

عورت کہتی ہے دل سے اجازت نہیں دی

(۲) ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ عورت اب سب سے یہی کہتی ہے کہ میں نے دل سے اجازت نہیں دی۔ اگر شوہر کلمات کفر کہے تو شرعاً کیا حکم ہوگا۔؟

الجواب:۔ تین حیض آنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے[۱]۔

(۲) اگر کوئی بالغہ عورت زبان سے اپنے نکاح کی اجازت دیدے اگرچہ دل سے راضی نہ ہو اور ناخوشی کے ساتھ زبان سے اجازت دیدے تو نکاح ہو جاتا ہے، اور جس عورت کا شوہر کلمات کفر کہے تو اوس کی عورت اوس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اور اوس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

شیعہ بالغہ لڑکی سنی ہو کر خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۷) ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے برضا و رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی افغانی سے چار گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں معرفت قاضی کے نکاح کیا۔ منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر سے فسخ کرانا چاہتے ہیں حالانکہ قبل نکاح لڑکی نے روبرو گواہان اقرار کیا ہے کہ میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں اور وکیل نکاح ہونے کا تو اقرار ہے اور میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز میرے کانوں میں نہیں پہنچی۔ اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے۔؟

---

[۱] ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی فی دار الحرب فلم تبین حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۳/۵۲۶ ایچ ایم سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی[1] الخ وھکذا فی العالمگیریہ وغیرہ پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اور سنی ہو چکی ہے جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اور ایجاب وقبول بھی شہادت سے ثابت ہے لہذا اس کا نکاح سنی المذہب سے صحیح ہو گیا ہے۔ والدین دختر جو کہ شیعہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں نکاح مذکورہ فسخ نہیں کر سکتے۔ فقط۔

بدچلن ولی ولی باقی رہتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴۸) اگر دختر کا ولی بدچلن ہو اور خبر گیراں نہ ہو تو اس کی ولایت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب :- کوئی ولی اگر بدچلن ہو یا خبر گیراں خورد و نوش کا نہ ہو تو بوجہ ترک کرنے اپنے فرض منصبی کے وہ عاصی و فاسق ہے لیکن ولایت اوس کی مطلقاً اس سے سلب نہیں ہوتی اور خاص صورت میں اوس کی ولایت بھی سلب ہو جاتی ہے۔ بہر حال بالغہ لڑکی پر ولایت اجبار کسی ولی کو نہیں ہے۔ فقط۔

دادا نے گو خبر نہ لی ہو مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے۔

سوال (۱۰۴۹) زید فوت ہو گیا اُس کی دختر کی پرورش والدہ نے کی دادا چچا نے مطلق خبر گیری نہ کی اب والدہ اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے دادا چچا ہاں اذن دینے سے انکاری ہیں بلکہ قاضی شہر کو کہتے ہیں کہ ہماری بلا اجازت نکاح نہ پڑھایا جاوے ایسی صورت میں والدہ کی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے یا دادا چچا کی اجازت ضروری ہے۔؟

الجواب :- اگر وہ نابالغہ ہے تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ولی اوس کے نکاح کا اوس کا دادا ہے اور دادا کے بعد چچا ولی ہے ان کی موجودگی میں والدہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگرچہ پرورش والدہ نے کی ہے پس جبکہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۰۴ ج۲ - ظفیر - ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

ولی اس نابالغہ کے نکاح کے دادا اور چچا ہیں تو اگر وہ قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی سے روک دیں تو وہ حق بجانب ہیں قاضی کو اس حالت میں بدون ان کی اجازت کے نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے اور وہ نکاح نہ ہوگا۔[1]

نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کردیا مگر ماں نے رد کردیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۵۰) ایک لڑکی ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ساس نے کردیا لڑکی کی والدہ اپنی لڑکی کو لے آئی اور بعد بالغہ ہونے کے اس کی اجازت سے اوس کا نکاح دوسری جگہ کردیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب :۔ نابالغہ کے نکاح کی صحت کے لئے ولی شرط ہے[2]۔ پس لڑکی کی ماں نے جو نکاح اوس کا کیا تھا وہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر موقوف تھا اگر اوس نے اجازت نہیں دی تو یہ نکاح باطل ہوگیا۔ اب لڑکی کی رضا سے اوس کی ماں نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔

قاضی کو جب معلوم ہو کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے

سوال (۱۰۵۱) اگر قاضی کو معلوم ہوجائے کہ جہاں لڑکی بالغہ کے اولیا نکاح کرنا چاہتے ہیں لڑکی وہاں نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے تو اس کو کیا کرنا چاہئے۔؟

الجواب :۔ اس صورت میں قاضی کو احتیاط کرنی چاہئے اور لڑکی سے صاف کہدے کہ بدون اجازت بالغہ کے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوتا تم اس کا خیال رکھو البتہ سکوت بالغہ کا ولی کے نکاح کردینے پر اگرچہ

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ (ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۲۴۲)

[2] وھوای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۲۴۲) طیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ولی اس کا راضی نہ ہو تو نکاح کے لئے کافی ہے[۱] وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

ولی اور وکیل کی اجازت چاہتے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے

سوال (۱۰۵۲) (۱) ولی کے لئے مثل (اب وجد) بنت باکرہ بالغہ سے وقت اجازتِ نکاح برائے اجازت یہ امور کافی ہیں۔ ضحک۔ بکاء بلا صوت وغیرہا یا تکلم ضروری ہے (۲) ولی اگر وکیل بنائے طلب اجازت بالنکاح میں تو اس وکیل من الولی کے لئے بھی وہ امور کافی ہوں گے جو ولی کے لئے کافی تھے یا اس وکیل کے لئے تکلم ہی ضروری ہوگا۔ (۳) وکیل من الولی اگر اجنبی غیر محرم ہے تو اس کے واسطے درصورت کفایت ان امور کے جو ولی کے لئے کافی ہیں ان کا خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا ایک عورت کا اس کے متعلق خبر دینا کافی ہوگا۔ ؟

الجواب (۱ و ۲ و ۳)۔ بکر بالغہ کا سکوت اور ضحک اور بکاء بلا صوت اذن ہے جب کہ اجازت چاہنے والا ولی ہو یا اوس کا وکیل یا قاصد اور اگرچہ وہ وکیل اجنبی غیر محرم ہو جب کہ اسکو یہ امور بذریعہ خبر معلوم ہو جاویں اگرچہ بذریعہ عورت معتبر کے ہوں لیکن اس حالت میں بصورت انکار بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا۔ قال

---

[۱] او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة اخ فهو اذن (درمختار) قوله عن رده قيد به اذ ليس بالرد المطلق السكوت لانها لو بلغها الخبر فتكلمت باجنبي فهو سكوت هنا فيكون اجازة فلو قالت الحمد لله اخترت نفسي او قالت هو دباغ لا ارىده فهذا كلام واحد فهو رد قوله مختارة اما لو اخذها عطاس او سعال حين اخبرت فلما ذهب قالت لا ارضى او اخذ فمها ثم تركه فقالت ذالك صح ردها لان سكوتها كان عن اضطرار (ردالمحتار باب الولی ص۴۱۰ ج۲ و ص۴۱۲ ج۲) تغیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی الخ او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت او ضحکت او بکت بلا صوت[1] الخ انتهی ملخصاً۔

زبان سے جب ولی نے کہدیا تو دل کا اعتبار نہیں

سوال (۱۰۵۲) مختار فاطمہ لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اوس کی ماں نے بہ وکالت عزیز احمد جو لڑکی کا چچا دوری سلسلہ سے ہوتا ہے اپنے ایک عزیز مسمی لائق علی سے کردیا اب یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکی کا نکاح ماں کی ولایت اور اجازت سے جو ہوا یہ جائز نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی ولایت اور اجازت سے ہونا چاہئے تھا۔ عزیز احمد کا یہ خیال عرصہ سے تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو اسی وجہ سے عزیز احمد یہ مشہور کر رہے ہیں کہ نکاح میری اجازت سے نہیں ہوا اور میں نے یہ وکالت دل سے نہیں کی تھی بلکہ بظاہر مروتاً کردی ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ نکاح جائز طور پر ہے یا نہیں۔؟

الجواب :۔ جب کہ نکاح مذکورہ بوکالت عزیز احمد کے ہوا ہے جو کہ ولی نابالغہ کا ہے تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہوگیا عزیز احمد کا کوئی عذر اب مسموع نہ ہوگا۔ فقط۔

دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں رہا تو چچا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۵۳) ایک لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کا باپ انتقال کرگیا ہے دادا موجود ہے اور چچا حقیقی موجود ہے۔ اور دادا کی یہ حالت ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ ہوتا ہے اور اپنے اولاد کے نفع و نقصان کو نہیں سمجھتا۔ اب لڑکی کا حقیقی چچا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی ولایت سے لڑکی کا عقد کردوں تو شرعاً یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب :۔ اس صورت میں دادا کی ولایت ساقط ہے۔ چچا کی ولایت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے، درمختار باب الولی میں ہے هو البالغ العاقل الخ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۰۱ ج ۲۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

و لو فاسقا علی المذهب مالم یکن متهتکا[۵۱] الخ وفیه لزوم و لو بغبن فاحش او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج ابا او جدا مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا[۵۲] الخ فقط.

نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر میں کیا۔ کیا حکم ہے

سوال (۱۰۵۴) ایک شخص چنڈو باز نشہ خوار نے محض اپنی نفسانی طمع کے لئے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاندان کے کم درجہ کے لوگوں میں ایک ایسے صغیر السن لڑکے سے کر دیا جس کے بالغ ہونے میں ۷-۸ سال کا عرصہ ہے اور لڑکی اس وقت بالغ ہے اور مہر بہت کم مقرر کیا گیا ہے اس صورت میں ایسے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق تحقیق صاحب فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باپ پہلے سے معروف بسوء الاختیار نہ ہو تو وہ نکاح جو اس نے قبل از معروف ہونے کے کیا صحیح ہے جیسا کہ عبارت مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح سے ظاہر ہوتا ہے اور مہر کا حال یہ ہے کہ بعض اقوام میں مہر اس درجہ کثیر رائج ہے کہ کوئی عاقل اس کو پسند نہیں کر سکتا اور مغالاۃ مہر سے نہی صراحۃً موجود ہے تو اگر باپ نے موافق طریق سنت کی فرض کیجئے کہ اپنی دختر کا مہر مقرر کر دیا اور نابالغ شوہر سے نکاح کرنا مصلحت آئندہ دختر کی موافق سمجھا تو اسکو سیٔ الاختیار نہ کہا جاویگا اور اس وصف کے ساتھ معروف ہونا اس کا تو اس سے کسی طرح محقق نہ ہوگا البتہ اگر بحالت نشہ اس نے یہ نکاح کیا ہے تو صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار وکذا لو کان سکران وفی الشامی وهذا مفقود فی السکران وسیٔ الاختیار[۵۳] اذا خالف الخ فقط۔

---

۵۱ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۶ ظفیر ۵۲ ایضاً ج ۲ ص ۳۱۷ ظفیر

۵۳ رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۱۹۔ وکذا اذا لا یصح النکاح) لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفة دنیئة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۱۸) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہوسکتا سوال (۱۰۵۵) ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ نے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح اپنی برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہوگیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی دویت سے ہوا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیساکہ درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر[1] لا مکلفۃ فتنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی[1] الخ اور ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جاوے جیساکہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اُسکا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہوجانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہوگئی[2] پس دادا نے جو نکاح اُس بالغہ کا اُس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہوگیا باپ کو اُس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہوگیا وہ صحیح ہے۔ قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۳۰۰ ج۲۔ نفیر۔ [2] مرزائی مرتد کافر ہوتا ہے اس لئے وہ ولی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ولی کے لئے اسلام کی شرط ضروری ہے۔ بشرط حریۃ و تکلیف و اسلام فی حق مسلمۃ تزید النزوج و ولو مسلم لعدم الولایۃ (درمختار) یعنی ان الکافر لا ولی علی المسلمۃ ولا المسلم لقولہ تعالیٰ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا (ردالمحتار باب الولی ص۴۲۶ و ۴۲۹ ج۲) نفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں دلی نہیں۔

سوال (۱۰۵۶) اگر کسی نابالغہ کا کوئی عصبہ پانچویں پشت کا موجود ہو تو والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور وہ نابالغہ بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب: جب کہ نابالغہ کا کوئی عصبہ کسی پشت کا موجود ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نہیں ہے۔ پس اگر ایسی حالت میں والدہ نابالغہ کا نکاح کرے گی تو وہ نکاح اُس عصبہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ اجازت دیگا تو وہ نکاح صحیح ہوگا اور اگر وہ انکار کر دے گا تو وہ نکاح باطل[1] ہوگا اور اگر ولی عصبہ اس نکاح کو جائز رکھے تو نابالغہ کو بعد بالغ ہونے کے اختیار ہوگا کہ اس نکاح کو فسخ کرا دے مگر بذریعہ قاضی و حاکم کے فسخ کرا سکتی ہے خود فسخ نہیں کر سکتی۔ کذا فی الشامی۔

پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے

سوال (۱۰۵۷) زید کے والد نے زید کے بدون اُس کی دختر کا نکاح گواہوں کی موجودگی میں عمر کے بیٹے سے کر دیا۔ زید ساکت صامت رہا اب سہ ماہ کے بعد غصہ کی حالت میں ناراض ہو کر کہدیا کہ اگر میں عمر کے لڑکے کو ناطہ دوں تو مجھ پر میری عورت بہ سہ طلاق حرام ہے اب اگر کوئی شخص خواندہ معتمد علیہ زید کو تسلی دیوے کہ تیری لڑکی کا شرعی نکاح عمر کے لڑکے سے ہو چکا ہے یہ تمہاری تعلیق لغو ہے تم کو بغرض تشہیر دوبارہ جدید نکاح کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ زید نے اس پر اعتماد کر کے دوبارہ نکاح اپنی لڑکی کا عمر کے لڑکے سے کر دیا۔ کیا زید کی

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ فلو زوجا الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ تکملۃ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۰ ج۲ ظفیر۔ [2] ولہما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط العلم بالفسخ ایضاً ص۴۲۰ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سنکوحہ زید پر حرام ہو جائے گی۔ ؟

الجواب :۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ درمختار[1] قال فی الشامی فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالۃ شامی[2] ص۳۱۵ جلد(۲) پس اگر زید نے صراحتہ یا دلالتہ اپنی رضا کا اظہار کر دیا مثلاً اپنی دختر کو اوس کے شوہر کے گھر بخوشی بھیجدیا یا مہر طلب کیا وغیرہ تو نکاح زید کے باپ کا کیا ہوا صحیح ہو گیا اور دوبارہ زید کا نکاح کرنا لغو اور فضول اور کالعدم ہے لہذا اُس کی زوجہ اس پر بہ سہ طلاق حرام نہ ہو گی لعدم تحقق الشرط اور اگر زید نے محض سکوت کیا تھا اور اجازت صراحتہ نہ دی تھی اور نہ دلالتہ اظہار رضا کیا تھا تو نکاح سابق منعقد نہ ہوا تھا پس زید نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہو گیا اور شرط سہ طلاق پائی گئی لہذا اوس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی۔ فقط۔

باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا، ہوا یا نہیں

سوال (۱۰۵۸) ایک عورت کا نکاح صغر سنی میں ہوا تھا لڑکی کا والد اُس روز نشہ میں تھا۔ تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ بعد بلوغ لڑکی خاوند کے یہاں نہیں رہی۔ مقدمہ عدالت میں چلا لڑکی کے باپ نے یہ ثابت کیا کہ نکاح نہیں ہوا تھا۔ مگر ہوا ضرور تھا۔ عدالت نے نکاح کو فسخ کر دیا خاوند نے طلاق نہیں دی۔ اب عورت نے نکاح ثانی کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب :۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نکاح ضرور ہوا تھا اور باپ جو نکاح کرنے والا تھا وہ نشہ میں تھا لیکن نکاح کفو میں ہوا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۳۲ ج۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الولی ص۴۳۳ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اس صورت میں بدوں طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا جیسا کہ شامی میں ہے و مقتضی التعلیل ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو تزوجا من کفوء بمہر المثل صح لعدم الضرر المحض[1] ص ۳۰۵ جلد (۲) شامی۔ پس جو فتویٰ دوسرے فریق نے عدم جواز نکاح ثانی بدوں طلاق دینے شوہر اول اور بدوں گذرے عدت کے دیا۔ اور یہ نکاح اول بسبب کفو میں ہونے کے صحیح ہو گیا۔ یہ فتویٰ صحیح ہے اور موافق ہے روایات کتب فقہ کے اور جو لوگ نکاح ثانی میں شریک ہوتے اُن کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر باوجود علم اس امر کے کہ اس عورت کو شوہر اول نے طلاق نہیں دی شریک نکاح ثانی ہوئے تو گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط۔

دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے

سوال (۱۰۵۹) ایک نابالغہ لڑکی کو اسکی دادی نے اپنے ہم قوم لڑکے کو دینے کا اقرار کیا اب دادی مر گئی ہے اور لڑکی کا باپ زندہ ہے اُس نے لڑکی کے ماموں کو وکیل نکاح کا بنا دیا ہے اور لڑکی جوان ہے اور دادی کے کئے ہوئے رشتہ کو قبول نہیں کرتی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ۔ ؟

الجواب:۔ جب کہ لڑکی بالغہ ہو کر دادی کے رشتہ کو یعنی خطبہ منگنی کو منظور نہیں کرتی تو وہاں نکاح کرنا جائز نہیں ہے جہاں لڑکی کی مرضی ہے کفو میں نکاح کرے اور پہلے جو منگنی ہوئی تھی وہ نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ بظاہر وعدہ نکاح تھا اور دادی کو بموجودگی باپ کے نابالغہ کے نکاح کی ولایت بھی نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۳۱۹ ج ۲ ۔ ظفیر ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ نے نکاح کردیا پھر لڑکی نے بالغ ہونیکا دعویٰ کیا اور نکاح کرلیا کونسا نکاح جائز ہوگا

سوال (۱۰۶۰) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو خالد کے لڑکے بکر سے منسوب کر رکھا تھا اور لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی زید سخت بیمار ہوا اس لئے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمر کے بیٹے ولید سے بولایت خود کردیا اور لڑکی کو بھی خبر بھیجدی کہ ہندہ کا عقد عمرو کے لڑکے ولید سے کردیا بولایت خود۔ نانی نے چند وجہوں سے ناخوش ہوکر عقد اسی لڑکے بکر بالغ سے کردیا جس سے باپ نے پہلے سے نسبت کر رکھی تھی اور باپ کو خبر کردی کہ لڑکی نے اپنا عقد آپ ہی بکر مذکور سے کرلیا اور بوجہ بالغہ ہونے کے اس کو کسی کی ولایت کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت لڑکی کا سن قریب گیارہ برس کے تھا بعد چند روز کے بکر ہندہ کو رخصت کرا کر اپنے گھر لایا اور اڑھائی تین برس کے بعد انتقال کیا جب لڑکی ہندہ کے دوسری عقد کی تیاری اور تجویز ہوئی تو نہ معلوم لڑکی نے کس مصلحت سے یہ بیان کیا کہ نانی نے جو ہمارا عقد بکر کے ساتھ کیا تھا اس وقت میں بالغ نہ تھی لوگوں کے بہکانے سے میں نے اپنے کو بالغ قرار دیدیا تھا بالغ تو میں بعد نکاح بکر کے ہوئی ہوں آیا ایسی حالت میں باپ نے جو ولید سے نکاح کیا تھا وہ صحیح سمجھا جاوے یا نانی کے عقد کو اگر نکاح ولید سے صحیح ہوگیا تھا تو اب دوسری جگہ نکاح کے لئے ولید کی طلاق کی ضرورت ہے یا فسخ نکاح کی کیونکہ ولید اوس کو اب اپنے نکاح میں رکھنا نہیں چاہتا اور ولید اس وقت مراہق ہے۔

الجواب :۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہندہ بوقت نکاح کے جو کہ اس کے باپ نے ولید سے کیا نابالغہ تھی تو باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگیا اور وہ فسخ نہیں ہوسکتا اور اگر درحقیقت ہندہ بالغہ تھی اور باپ نے جو نکاح اسکا ولید سے کیا اس کو سن کر وہ ناخوش نہ ہوئی تب بھی ولید سے نکاح اوس کا صحیح ہوگیا

Maktaba Tul Ishaat.com

البتہ اگر اُس کو باپ کے نکاح کر دینے کی خبر نہ ہوئی یا خبر ہونے پر اُس نے انکار کر دیا اور اسی حالت میں اپنی رضامندی سے بکر سے نکاح کیا تو بکر سے نکاح صحیح ہو گیا بعد انتقال بکر کے دوسرا نکاح جہاں وہ راضی ہو ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ اگر ہندہ بوقت نکاح از بکر مراہقہ تھی اور اس نے اقرار اپنے بالغ ہونے کا کر لیا تھا تو وہ بالغہ سمجھی جاوے گی پھر انکار کرنا اس کا بلوغ سے معتبر نہ ہوگا تو اس حالت میں جب کہ اُس نے باپ کے نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا یا خبر سے پہلے بکر سے نکاح باجازت خود کر لیا تھا تو بکر سے نکاح صحیح تھا ولید کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور نہ کسی قاضی وغیرہ سے فسخ کرانے کی ضرورت ہے اور نہ طلاق مراہق کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور نابالغ اگرچہ مراہق ہو طلاق اس کی واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

اب اگر ولید سے نکاح کرنا مناسب و مصلحت ہو کیا جاوے ورنہ کسی دوسرے شخص سے نکاح ہندہ کا کر دیا جائے در مختار میں ہے فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر[1] الخ

نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا وہ درست اور بعد والا باطل ہے

سوال: (۱۰۶۱) ایک لڑکی نابالغہ کے دو ولی مساوی ہیں اور اس لڑکی سے دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے اپنی سند ایک ایک ولی کی طرف سے پہونچائی اور اولیاء نے بھی اقرار کیا اور درحقیقت جس شخص کا نکاح بعد میں ہوا تھا اس نے کسی طرح سے عدالت میں اپنے نکاح کو پہلے ہونا ثابت کر دیا اور لڑکی بھی بعد بلوغ اسی کے ساتھ رضامند ہے تو اب وہ لڑکی زوج اول کو ملنی چاہئے یا زوج ثانی کو۔؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵۔ منہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :۔ درمختار میں ہے ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق[1] پس جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہوا اور وہ لڑکی زوجہ شوہر اول کی ہے اسی کو ملنی چاہیے اور جس نے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے جب تک شوہر اول بالغ ہو کر طلاق نہ دیوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط (غلط طور پر پہل ثابت کرنے سے حکم نہیں بدلتا۔ ظفیر۔)

فصل دوم مسائل و احکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۲) امیر شریعت اور اس کے قضاۃ کو جو بہار میں مقرر ہیں حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ امیر شریعت مذکور اور اس کے قضاۃ کو حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے جیسا کہ شامی کی اس عبارت سے واضح ہے۔ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین[2] الخ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۲۳۲ ج۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب القضا مطلب فی حکم تولیة القضاة فی بلاد تغلب علیها الکفار ص۴۲۷ ج۴۔ فیجب علیهم ان یلتمسوا دانیا مسلما منهم الخ آگے یہ بھی ہے وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منه کما هو فی بعض بلادنا المسلمین غلب علیهم الکفار یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم (ایضا) ۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلمانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۳) ریاست اسلامیہ کا قاضی خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔ (۲) اور کوئی عالم بموجب روایت فتاویٰ تنقیح حامدیہ لان فتوی الفقیہ للجاہل بمنزلۃ حکم القاضی الخ ہر حکومت گورنمنٹ میں خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ خیار بلوغ وغیرہ میں قاضی ریاست اسلامیہ فسخ نکاح کا حکم کرسکتا ہے۔ قاضی ریاست اسلامیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اسی قاضی سے فسخ کرانا چاہئے کیونکہ بے شبہہ یہی امر حق ہے[۱]۔

(۲) اور روایت فتاویٰ تنقیح حامدیہ کو اوس پر محمول کرنا چاہئے کہ اگر اس عالم کو فریقین حکم تسلیم کرلیں تو اُس کا حکم نافذ ہوجائے گا[۲]۔ فقط۔

مسلمان حاکم قاضی کے قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۴) حاکم جو گورنمنٹ کی

---

[۱] مسلمانی ریاست اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوتی تھی اور اس کا مقرر کردہ قاضی شرعی کے حکم میں ہوتا تھا۔ نظیر۔ ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (درمختار) فی التتارخانیۃ الاسلام لیس بشرط فیہ ای فی السلطان الذی یقلد وبلاد الاسلام التی فی ایدی الکفرۃ لاشک انہا بلاد الاسلام وبلاد الحرب لانہم لم یظہروا فیہا حکم الکفر والقضاۃ مسلمون والملوک الذین یطیعونہم عن ضرورۃ مسلمون الخ (ردالمحتار کتاب القضاء ص۲۷۴ ج۴) نظیر

[۲] تولیۃ الخصمین حاکما بینہما الخ وشرطہ من جہۃ المحکم بالغ صلاحیتہ للقضاء کما مر (درمختار) ای فی الباب السابق قولہ والمحکم کالقاضی (ردالمحتار باب التحکیم ص۴۸۳ ج۴) نظیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

طرف سے ہے اگر وہ مسلمان ہو تو قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ حاکم جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے اگر وہ مسلمان ہے تو قائم مقام قاضی ہو جاتا ہے کما صرح بہ فی الدر المختار وتجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا وذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ من القضاء بالحق[1] الخ

موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے

سوال (۱۰۶۵) اگر زمانہ موجودہ میں کسی مسئلہ کے لئے قاضی کی ضرورت ہو تو کیا کیا جائے یعنی فسخ نکاح وغیرہ میں کیا حاکم زمانہ موجودہ یا کوئی عالم قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ فقہاء کے لکھنے کے موافق حکم مسلم فریقین قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حاکم عدالت جو کہ مسلمان ذی اختیار ہو جیسے جج وغیرہ ان کو بھی حکم قضاۃ کا اس بارے میں دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ معتبر ہو[2] فقط۔

مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعوی کر کے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں ہے

سوال (۱۰۶۶) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا عام مجمع میں۔ زید پردیس چلا گیا عورت نے مسلمان جج کے یہاں درخواست دی کہ میرا نکاح زید سے نہیں ہے اس پر جج نے نکاح فسخ کر دیا۔ یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ عورت بدستور

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاۃ مطلب لسلطان ان یقضی بین الخصمین ج ۴ ص ۴۲۲۔ فلیر۔ [2] تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر الخ وشرطہ من جہۃ المحکم صلاحیتہ لافتاء کما مر (درمختار) ای ولحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ج ۴ ص ۴۰۲) فلیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زید کے نکاح میں ہے بدون طلاق دینے زید کے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی[1]۔ فقط

مسلم حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۷) یتیمہ زوجها عمها فی الکفؤ فلما بلغت مبلغ النساء قالت علی الفور انی غیر راضیة بنکاح العم وفسخها بحضر اختین لها فرفعت تلك الحادثة فی اجلاس حاکم الوقت المسلم (بیع صاحب) وبرهنت بشاهدین کاذبین احیاءً لحقها وبرهن العم انها اظهرت انکار التفسیخ بعد سنة اشهر تقریبا من وقت البلوغ فحکم ذالك الحاکم بفسخ النکاح تعویلا علی انکارها هل یعد ذالك الحکم قضاءً شرعیا ام لابد للفسخ الشرعی من نصب قاض یحکم بالقسط. بیوا توجروا

الجواب:- حکم الحاکم بفسخ النکاح فی هذه الصورة صحیح نافذ والروایات الفقهیة منقولة فی جواب مولانا قطب الدین فعندنا ذالك الجواب وما کتب مولانا محمد اشرف علی مسلم صحیح حق۔ فقط۔

عالم کو حکم بنائے قضائے قاضی کی شرط پوری کی جاسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۸) خیار بلوغ میں جب قضاء قاضی شرط ہے اور اس زمانہ میں قاضی موجود نہیں تو کیا کرنا چاہئے۔ آیا احد الفریقین کسی عالم کو اپنا حکم بنالیں تو کام چل سکے گا یا نہیں۔ ؟

الجواب:- جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو تو حکم مسلم فریقین

---

[1] ایک ثابت شدہ نکاح جھوٹا دعویٰ اور فیصلہ سے ختم نہیں ہوتا ہے، اس کا نکاح جب ہوچکا ہے تو یہ دعویٰ دائر کرنا کہ نکاح نہیں ہوا ہے۔ کذب بیانی ہے۔ ظفیر "

Maktaba Tul Ishaat.com

فسخ نکاح کرسکتا ہے مگر حکم کے لئے دونوں فریقین کا تسلیم کرلینا ضروری ہے[۱]۔

لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۹) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا تھا تو لڑکی بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں اگر حاکم مسلمان حکم فسخ نکاح کا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جس کا نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا اس کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح کا ہے لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی یعنی حکم حاکم شرعی مسلم ضروری ہے کافر کے حکم سے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا اور جو حاکم مسلمان کفار کا مقرر کردہ ہے اس کا حکم بھی اس بارہ میں کافی ہے نکاح فسخ ہوجائے گا[۲] فقط

اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کیجائے

سوال (۱۰۷۰) صغیر وصغیرہ کا نکاح ان کے ولی نے کیا تھا صغیر کا نکاح بولایت باپ اور صغیرہ کا نکاح تایا کی ولایت سے ہوا تھا لڑکی بالغ ہوگئی اور لڑکا نابالغ ہے اور حین البلوغ عدم رضاء ظاہر کردی ہے۔ شرح وقایہ میں ہے

---

[۱] ھو تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینھما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر ذالک وشرطہ من جھۃ المحکم بالکسر العقل لا الحریۃ والاسلام فخ ومن جھۃ المحکم بالفتح صلاحیتہ للقضاء کما مر (درمختار) ای فی قولہ والمحکم کالقاضی (ردالمحتار باب التحکیم ص۴۸۲ ج۴) واما المحکم فشرطہ اھلیۃ القضاء ویقضی فیما سوی الحدود والقصاص (ایضاً ص۴۱۳ ج۴) ظفر۔ [۲] ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (درمختار) فی التتار خانیۃ الاسلام لیس بشرط فیہ ای فی السلطان الذی یعقد (ردالمحتار کتاب القضاء ص۴۲۱ ج۴) ظفر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وفی غیرھا فسخ الصغیر ان حین بلغا الخ وشرط القضاء بفسخ من بلغا[۱] اگر لڑکی کی طرف سے فسخ ہو سکتا ہے تو قضائے قاضی آجکل کیسے ممکن ہے کیا جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹی یا عدالت فسخ کر سکتے ہیں۔ ؟

الجواب :۔ اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ شرح وقایہ کی عبارت منقولہ اور دیگر کتب فقہ کی عبارات اس پر دال ہیں اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم فسخ نہیں کر سکتا ہے اور اگر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے محکمۂ قضاء مقرر ہو جاوے اور قاضی مقرر کر لیا جاوے تو اس کا حکم بھی نافذ ہو سکتا ہے اور فسخ کر سکتا ہے[۲]۔ فقط

فسخ نکاح بذریعہ عدالت حکومت یا قومی پنچایت ۔

سوال (۱۰۷۱) درصورت فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط ہے مگر ہندوستان میں قضائے قاضی میسر نہیں ہے لہذا ضرورتاً حاکم وقت کا حکم در بارہ فسخ نکاح معتبر ہوگا یا نہیں۔ یا قومی عدالتوں میں کسی مسلمان عالم پنچ کا حکم اس بارہ میں شرعاً درست ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ حاکم وقت کافر کا حکم اور قضاء در بارہ فسخ نکاح معتبر نہیں ہے[۳]۔ اور قومی عدالتوں میں جس کو قاضی مقرر کر دیا گیا ہے

---

[۱] دیکھئے شرح وقایہ۔ [۲] وبصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ص۴۲۷ ج۴) ظفر۔ [۳] واھلہ اھل الشھادۃ ای ادائھم علی المسلمین (درمختار) الضمیر فی اھلہ راجع الی القضاء بمعنی من یصح منہ حاصلہ ان شروط الشھادۃ من الاسلام والعقل والبلوغ ھی شروط لصحۃ تولیہ ولصحۃ حکمہ بعدھا ومقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح (رد المحتار کتاب القضاء ص۴۱۴ ج۴) ظفر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کا حکم صحیح ہے[1]۔ فقط (اسی طرح مسلمان حاکم کے ذریعہ بھی فسخ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ ظفیر)

افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷۲) اس علاقہ میں گورنمنٹ کی طرف سے قاضی افسر نکاح خواں مقرر ہیں کہ وہ نکاح خوانوں کے رجسٹر کی پڑتال کریں اور کوئی نکاح ناجائز نہ ہو۔ اگر کوئی نکاح ناجائز ہو تو اس کو فسخ کر کے دوسرا نکاح باختیار خود پڑھا سکتے ہیں یا نہیں۔ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا اسکے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ یہ لوگ محض انتظام کے لئے ہیں ان کو شرعاً کوئی اختیار متعلق قضا کے نہیں ہیں فسخ نکاح وغیرہ جس میں قضا شرط ہے اوس میں ان کا فسخ معتبر نہیں ہے البتہ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا وہ چونکہ باطل و ناجائز ہوا اس لئے ایسی صورت میں ولی دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا یہ لوگ باجازت ولی دوسرا نکاح کر دیویں۔ فقط۔

انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں ہے

سوال (۱۰۷۳) خاوند نے عورت کو خلاف کرنے پر مارا عورت والدین کے یہاں چلی گئی۔ والدین نے مقدمہ کیا اور جھوٹے گواہ پیش کر کے سرکار سے طلاق کا حکم لے لیا مگر خاوند نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ عورت مذکورہ کو شرعاً دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور سرکار کے کسی ملازم کا حکم قضائے قاضی نہیں کہا جا سکتا اس لئے اگر سرکاری جج کافر ہیں تو وہ دار الاسلام میں بھی قاضی نہیں ہو سکتا ہے اور اگر بعض اقوال کے موافق ہو بھی جاوے تو بھی اس کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں

[1] ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ص۴۲۶ ج۴) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کما فی الشامی ومقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم[1] وفیہ ایضاً عن البحر وبہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ[2] اور اگر سرکاری جج مسلمان بھی ہو تو بھی وہ قاضی شرعی نہیں. فی الدر المختار تحت قولہ ولو کافرا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم[3] پس ثابت ہوا کہ عورت مذکورہ دوسری جگہ پر نکاح کرے گی تو زانیہ کے حکم میں ہوگی۔ فقط۔

فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا حل کیا ہے

سوال (۱۰۷۴) مولوی عبدالحی صاحب نے مجموعۃ الفتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا ہو تو اس دیار میں اس کی کوئی صورت فسخ نہیں ہے۔ البتہ اگر قضاۃ دارالاسلام سے مثل بہوپال وجھاز وغیرہ سے طلب فسخ کرلیں تو فسخ ہوجائیگا اور نیز مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی حاکم مسلم کے پاس مرافعہ کرلیں بذریعہ کسی مولوی کے. وہ حاکم ہے فسخ کرسکتا ہے اگرچہ انگریز کی طرف سے ہو ان دونوں صاحبوں کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

نابالغ کا وکیل بنانا۔

سوال (۱۰۷۵) زید نابالغ نے عمر سے کہا کہ تم ہمارے چچا بکر کے پاس خطبہ کے واسطے جاؤ کہ وہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کردے۔ پس زید نابالغ اور عمر دونوں زید کے چچا کے پاس خطبہ کے واسطے گئے. عمر نے بکر سے کہا کہ زید تمہارا بھتیجہ ہے تم ضرور اپنی فلاں لڑکی کا نکاح اس سے کردو۔ بکر نے کہا ہم نے دیا ہم نے دیا۔ زید نابالغ نے کہا ہم نے قبول کیا۔ زید نے جو الفاظ عمر سے کہے ہیں ان الفاظ سے عمر اس کا وکیل ہوجاتے گا یا نہیں۔ نابالغ اگر کسی کو

---

[1] رد المحتار کتاب القضاء ج۴ ص۴۱۴۔ نظیر۔ [2] ایضاً ج۴ ص۴۱۴۔)

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء ج۴ ص۴۲۶۔ نظیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

وکیل بالنکاح بنادے تو صحیح ہے یا نہیں اور زید نابالغ کا قبول کرنا صحیح ہے یا نہ ۔ ؟

الجواب:- (۱) اس باب میں جو کچھ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم اور مولانا اشرف علی صاحب سلمہ نے لکھا ہے دونوں صحیح ہیں۔ اگر حاکم مسلمان جیسے جج وغیرہ جو مسلمان ہوں اگرچہ کفار کی طرف سے مقرر ہوں ان کی تفریق بھی معتبر ہے اور بلاد اسلام میں جاکر تفریق وفیصلہ کرا یا جادے یہ بھی صحیح ہے۔ کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ جو قضاۃ کفار کی طرف سے مقرر ہوں وہ بھی فیصلہ کر سکتے ہیں[۱]

(۲) نابالغ کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ پس اس صورت میں اگر چچا ولی اقرب ہے تو اپنی ولایت سے وہ نکاح صغیر کا کر سکتا ہے اور قبول نابالغ کا بالاستقلال صحیح نہیں ہے لیکن اگر ولی اُسکے قبول کو جائز رکھے تو وہ قبول معتبر ہے جبکہ نابالغ ممیز ہو[۲]۔

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرنے کے لئے جج کے یہاں دعویٰ درست ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷۵) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے بھائی نے بکر سے کر دیا بوقت بلوغ ہندہ نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے قضائے قاضی شرط ہے۔ جبکہ قاضی ہمارے ملک میں زیر حکومت انگریزوں کی ہے قاضی ہے یا نہیں۔ اور مولیان بھی حکم قاضی میں ہوتے ہیں یا نہ اور فریقین حکم بھی نہیں بناتے تو کیا ہندہ جج صاحب کے یہاں دعویٰ فسخ نکاح کا کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب:- ایسی صورت میں شرعاً حسب تصریح فقہاء نکاح فسخ نہ ہوگا۔ لان من شرائط القضاء ولا یکون الکافر قاضیاً۔ البتہ اگر حاکم مسلم ایسا فیصلہ کرے تو معتبر ہوگا[۳]

---

[۱] ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب القضاء ص۳۲۰ ج۴۔ ممیز) [۲] ومن علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ الخ (ردالمحتار کتاب القضاء ص۳۲۲ ج۴ ممیز)

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح فسخ کرنے کا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو حاصل ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۷۶) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے ایک لڑکے کیساتھ کردیا لڑکی ہمیشہ اس نکاح کا انکار کرتی رہی جس وقت بالغ ہوئی حیض اوس کو آیا اُس وقت میں اُسنے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا۔ چار مرد گواہ اس امر کے اُس لے بناتے کہ میرا نکاح میرے چچا نے پڑھایا ہے فلاں کے ساتھ وہ مجھے منظور نہیں۔ اس صورت میں یہ نکاح فسخ تو ہونگے لیکن فسخ کرنے کا اختیار لڑکی کو نہیں ہے قاضی اس میں شرط ہے اس زمانہ میں حاکم مسلمان نہیں ہے اور نہ حاکم کی طرف سے قاضی جو اس امر میں فسخ کردے کہیں مقرر ہے اب اس امر میں کیا کیا جاوے۔ ؟

(۲) گاؤں کا پٹواری قاضی کا کام دے سکتا ہے یا نہیں ؟ یعنی ہذا گاؤں کا معتبر عالم اس امر میں قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے ؟ ریاست اسلام مثلاً گجرات میں سچین ہے وہاں حاکم زیر حکومت انگریز مسلمان اس کی طرف سے جو قاضی مسلمان ہے وہ اس امر میں فیصلہ دے سکتا ہے یا نہیں ؟ یا خود نواب صاحب اس امر میں فیصلہ کر سکتے ہیں یا نہیں ! یا مثل جوپال حیدرآباد رام پور ٹونک وہاں کے قاضی اس امر میں فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اس صورت میں اگر لڑکی مع گواہ کے ایسے قاضی ریاست کے پاس جاوے اور لڑکا یا لڑکے کا ولی وہاں حاضر نہ ہو کیونکہ دوسری ریاست ہے بالجبر اس کو حاضر نہیں کر سکتے تو فقط لڑکی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟ غرض اس امر میں سہولت کے ساتھ نکاح فسخ ہو سکے ایسی صورت تحریر فرمائیں۔ لڑکا ابھی چھوٹا ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے اس لئے مفصل تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔

الجواب :- گاؤں کا مسلمان پٹواری یا معتبر عالم نکاح فسخ نہیں کر سکتا مگر جب کہ وہ حکم ہو فریقین کی طرف سے ریاست اسلامیہ کا حاکم

Maktaba Tul Ishaat.com

وقاضی فسخ کرسکتا ہے مگر حاضر ہونا شوہر بالغ یا نابالغ کے ولی و وصی کا ضروری ہے۔ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1]۔ شامی۔ ولو بلغت وھو صغیر فرق بحضرۃ ابیہ او وصیہ بشرط القضاء۔ درمختار[2] فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کرسکتی

سوال (۱۰۷۷) ایک شخص حنفی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا نابالغہ ہفتہ عشرہ میں شوہر کے مکان پر واپس آگئی جب بالغہ ہوئی تو اپنے والد سے کہدیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ کتب فقہ حنفیہ میں تصریح ہے کہ باپ نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کردیا ہو اُس کو وہ لڑکی بالغہ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتی[3]۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت بحالت موجودہ نہیں ہے۔ کذا فی الدرالمختار۔ فقط۔

باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہوسکتا

سوال (۱۰۷۸) دو نابالغ بچوں کا نکاح اُن کے والدین کی اجازت سے پڑھایا گیا اب چونکہ لڑکے کے وارثان والدین فوت ہوگئے اور وہ سقیم الحال ہوگیا اس لئے وارثان لڑکی اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں جب ان سے اس مسئلہ کے اندر زور دیا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا چونکہ دونوں نابالغ تھے۔ آیا نکاح ثانی ہوسکتا ہے یا نہیں نیز نکاح پڑھانے والا کس جرم کا مرتکب ہے۔ ؟

---

[1] ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ نظیر

[3] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لایکون لنصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ وان فعل غیرھما فلھما ان یفسخا بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- نابالغوں کا نکاح ان کے باپ دادا وغیرہ اگر کریں صحیح ہوتا ہے[1] اور باپ دادا کے نکاح کو نابالغ بچی بعد بلوغ کے بھی فسخ نہیں کرسکتی پس نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہے اگر کردیا تو باطل ہے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا سخت گنہ ہے۔ توبہ کرے[2]۔ فقط۔

حکم کو فسخ کا اختیار ہے جبکہ شوہر موجود ہو۔

سوال (۱۰۷۹) ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کردیا۔ جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کردیا اور خالد سے نکاح ثانی کرلیا۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں۔ ہوسکتا ہے اور حکم بھی نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا کیا۔ اور زوج اول ہندہ کا حاکم کے روبرو نہیں آتا۔ نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے۔ اور اس وقت کے مولیان قاضی کے قائم مقام ہوسکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہوسکتا ہے یا نہ۔ ؟

الجواب :- قال فی الدر المختار ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ (قولہ بشرط القضاء) لان فی اصلہ ضعفا فیتوقف علیہ کالرجوع فی الھبۃ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نھر .. شامی ص۳۵۳ ج۲۔ اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہوگیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے

---

[1] وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ جبرا ولو ثیبا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۴۱ ج۲)

[2] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ عند البلوغ (رد المحتار باب الولی ص۳۴۲ ج۲) ظفر۔ [3] رد المحتار باب الولی ص۳۴۱ ج۲۔ ظفر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کرسکتا ہے اور ولیان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں اور نہ بدوں تسلیم فریقین حکم مقرر ہوسکتا ہے اور نہ اسکا حکم نافذ ہوسکتا ہے۔ اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہوسکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح باطل ہے۔

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے

سوال (۱۰۸۰) زینب نومسلمہ بطیب خاطر زید کے نکاح میں آئی۔ چھ سات سال بعد زید کسی غرض سے دوسرے مقام کو چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اپنی منکوحہ مسماۃ کو اپنے مکان پر نہ پایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں میں ہے۔ زید کے بلانے پر مسماۃ نہیں آئی۔ زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی جواب دعویٰ میں زینب نے بیان کیا کہ میں اپنے عزیزوں میں چلی گئی ہوں۔ میں نے خنزیر کھایا ہے اور پوجا کی ہے۔ کیا اس بیان سے وہ مرتد ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا یا کیا۔ ۹

الجواب:۔ اس حالت میں فتویٰ اس پر ہے کہ بعد تسلیم ارتداد زوجہ اس عورت کو بجبر شوہر اول کو واپس دیجاتے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی جاوے اور مشائخ بلخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ زوجہ اگر حیلہ کرکے مرتدہ ہو تو شوہر اول کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ بجبر اس کو مسلمان کیا جاوے اور نکاح شوہر اول کا قائم ہے۔ درمختار میں ہے۔ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرًا لها بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتویٰ ولو الجیة۔ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرًا وتیسیرًا[1] (ترجمہ) اور مجبور کیجاویگی عورت اسلام پر اور شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر ازراہ توبیخ و زجر کے تھوڑے سے مہر پر جیسے ایک دینار مثلاً اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور مشائخ بلخ نے اسپر

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۲ ج ۲ ۔ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

فتویٰ دیا ہے کہ ایسی حالت میں زوجہ کے مرتدہ ہونے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہ ہوگا زجراً اور دشواری سے بچنے کے لئے۔

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیار بلوغ حاصل ہے۔

سوال (۱۰۸۱) ہندہ کا عقد نکاح ہمراہ زید بعد وفات پدر ہندہ اس کی ماں نے بایام نابالغی ہندہ کر دیا تھا اور مجامعت نابالغی جبکہ ہندہ کے آثار بلوغ نمایاں نہیں ہوئے تھے اگر زید جبراً یا بہ رضامندی ہندہ مباشرت کی تو کیا ہندہ بعد بلوغ نکاح مذکور کو فسخ کر سکتی ہے۔ اور مباشرت مذکور اوس کے اختیار خیار بلوغ کے مانع ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ دخول و مباشرت قبل بلوغ مقطع خیار فسخ نہیں ہے بلوغ کے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ بفور بلوغ اپنی عدم رضامندی ظاہر کر دے اور فسخ نکاح کی طالب ہو مگر اس فسخ کے لئے فضلاتے قاضی شرط ہے۔ درمختار میں ہے۔ وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا محرر رضا[۱]۔ ردالمحتار معروف بشامی میں ہے۔ قولہ والثیب شمل مالو کانت ثیبا فی الاصل او کانت بکرا ثم دخل بھا ثم بلغت قولہ دفعھم حملہ فی الفتح علی ما اذا کان قبل الدخول اما لو دخل بھا قبل بلوغہ ینبغی ان لا یکون دفع المھر بعد بلوغہ رضا[۲] وفیہ ایضا قبیلہ وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[۳]۔ فقط۔

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲۔ ظفر۔ [۲] ردالمحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲
[۳] ردالمحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲۔ ظفر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرے تو بعد میں وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۸۲) ہندوستان میں بہت سے ایسے شرفاء ہیں جن کے یہاں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اگر کوئی غیر شخص دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کفو ظاہر کر کے کسی کی لڑکی سے شادی کرلے اور درحقیقت وہ اُس کا کفو نہ ہو تو ایسا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب:- ایسی صورت میں اختیار فسخ کا رہتا ہے۔ درمختار میں ہے۔ لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه او علی ان فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار[1] اھ وفی الشامی لو انتسب الزوج لها نسبا غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل[2] الخ۔

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ ہو سکتا ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے

سوال (۱۰۸۳) ہندہ نابالغہ کا نکاح ہندہ کے چچا نے زید کے ساتھ پڑھا دیا تھا ہندہ جس وقت بالغ ہوئی اُس نے چند آدمیوں کے روبرو فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ یہ نکاح مجھکو منظور نہیں ہے۔ کیا نکاح ہندہ کے نامنظور کرنے سے فسخ ہو گیا یا فسخ نہیں ہوا۔ ؟

الجواب:- کتب فقہ درمختار و شامی میں ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ کو بعد بالغہ ہونے کے فوراً اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرا دے لیکن بدوں حکم قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا چنانچہ درمختار میں ہے بشرط القضاء للفسخ[3] اور شامی میں ہے فان اختار الفسخ فلا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[4] الخ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ - [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ نظیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۰ ج۲ - نظیر - [4] رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲ - نظیر - ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

پس اس زمانہ میں چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا کیونکہ ہندہ خود اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی اور دوسرا نکاح بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کرسکتی۔

ایک غیر شخص نے نکاح کردیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کرسکتی ہے یا نہیں ۔

سوال (۱۰۸۴) ہندہ کے والدین اور دادا و بھائی نے انتقال کیا۔ ہندہ کے دادا کے ہزلف نے جو غیر شخص ہے آٹھ سال کی عمر میں ہندہ کا نکاح زید سے کردیا ہندہ نے بالغ ہوتے ہی چند گواہوں کے روبرو اس نکاح کو فسخ کردیا تو یہ نکاح فسخ ہوا اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ نکاح مذکور فسخ ہوگیا۔ ہندہ کو اختیار ہے کہ دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلیوے[1]۔ فقط (یہ دراصل فضولی کا کیا ہوا نکاح تھا۔ وہ لڑکی کی بعد بلوغ منظوری پر موقوف تھا۔ اس نے اسے نامنظور کردیا۔ لہذا وہ ختم ہوگیا۔ اس لئے یہاں قضائے قاضی کی بحث نہیں چھیڑی گئی۔ ظفیر)

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۸۵) ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی بالغہ سے ہوا۔ اب لڑکی نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے۔ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ جب کہ لڑکی بالغہ تھی اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا تھا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا۔ اب اگر لڑکی علیحدگی چاہتی ہے تو جس وقت لڑکا بالغ ہوجاوے اس سے طلاق لے لیجاوے یا خلع کرلیا جاوے یعنی لڑکی مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے۔ بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیزا حالۃ العقد والا تبطل (درمختار) قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیرہ بغیر ولایۃ ولا وکالۃ (ردالمحتار باب الکفارۃ ص۴۴۹ ج۲) ظفیر ۔۔۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے[۱]۔ جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دیدے اُس وقت تک کوئی صورت فسخ نکاح اور کوئی جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے۔

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کرنیکا اور لڑکی کو بلا قضاء قاضی فسخ کا اختیار نہیں

سوال (۱۰۸۶) زید دیوانہ ہو گیا اور اس کی ایک لڑکی صغیرہ ہندہ کا نکاح زید کے بھائی یعنی ہندہ کے چچا بکر نے کر دیا اور اب لڑکی کا باپ اچھا ہو گیا اور اپنی لڑکی کے نکاح سے انکار کرتا ہے اور چار پانچ ماہ سے ہندہ بھی بالغ ہے وہ بھی بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کرتی ہے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اب ہندہ یا زید اسکو فسخ کر سکتے ہیں اور ہندہ کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہ۔ ؟

الجواب:- وہ نکاح جو ہندہ صغیرہ کا اسکے چچا بکر نے بحالت مذکورہ کیا وہ صحیح ہو گیا اور ہندہ کو بالغہ ہونے پر اگرچہ اختیار نکاح کے فسخ کرنیکا ہے لیکن قضائے قاضی اس فسخ کے لئے ضروری ہے اور اس زمانہ میں قاضی نہیں ہے لہذا بدون قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا[۲] اور ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور زید کو فسخ کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ کذا فی کتب[۳] الفقہ۔

---

[۱] اس میں خیار بلوغ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلوغ کے بعد ہی لڑکی کی اجازت سے نکاح ہوا ہے بالغہ کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ حق نابالغہ کے لئے ہے۔ لھما ای لصغیر وصغیرۃ وملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۲۳۲)

[۲] وان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۲۳۲) غیر

[۳] وللولی الابعد التزویج بعبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) حال قیام الاقرب ای حضورہ وھو من اھل الولایۃ اما لو کان صغیرا او مجنونا جاز نکاح الابعد (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۲۳۲) لغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

سوال (۱۰۸۷) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا لڑکی بعد بلوغ کے دو سال تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی اب بعد دو سال کے نکاح سے انکاری ہے تو اس صورت میں اب لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ نکاح نافذ ہے اور اب بعد اجازت بالغہ یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔[1] فقط

چچا کے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے۔

سوال (۱۰۸۸) عائشہ صغیرہ کا نکاح اُسکے چچا نے کر دیا جبکہ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا بعد چند سال کے جب عائشہ کو حیض آیا اور بالغہ ہوئی تو فوراً اسی وقت اُس نے اپنے نکاح سے انکار کیا اور دو معتبر شخص کے سامنے اپنے نکاح کو فسخ کیا بعد چند سال کے عائشہ نے اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لیا۔ اب ایک شخص نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عائشہ کا نکاح اول کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا۔ اور جو بعد میں دوسرا نکاح کیا وہ فاسد ہے اور جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے۔ آیا عائشہ کا اول نکاح فسخ ہو کر دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور جس مولوی نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح اول فسخ نہیں ہوا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب و ابیہ الی ان قال ان کان من کفوہ و بمھر المثل صح

---

[1] وخیار الصغیر والنیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا او دلالۃ علیہ کقبلۃ ولمس و دفع مھر (درمختار) ومن الرضا دلالۃ فی جانبھا تمکینہ من الوطء (ردالمحتار باب الولی ص۳۲۰ ج۲) طبع۔

Maktaba Tul Ishaat.com

و لکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ قال فی رد المحتار المعروف بالشامی قوله للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصله انه اذا کان الزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه بقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت فسخه (شامی جلد (۲) ص۳۷۰ - پس اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بوجہ نہ ہونے قضاء قاضی کے نکاح اول فسخ نہ ہوا اور دوسرا نکاح جو قبل از فسخ نکاح اول ہوا باطل و حرام ہے۔ پس جس عالم نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ فتویٰ صحیح ہے اور مطابق ہے کتب معتبرہ حنفیہ کے۔ اور جب کہ نکاح ثانی باطل ہوا تو جو تفریعات نکاح باطل پر ہوں گی وہ ظاہر ہیں۔ اور واضح ہو کہ کسی عالم ایک یا زیادہ کا یہ کہہ دینا کہ نکاح فسخ ہو گیا۔ قضاء نہیں ہے۔ اور نہ قضائے قاضی کے قائم مقام ہے۔ البتہ اگر کسی کو دونوں فریق یعنی زوجین پنچ حکم بنا دیتے کہ جو کچھ وہ فیصلہ کرے گا ہم کو تسلیم ہے تو البتہ حکم اس حکم کا قائم مقام قضائے قاضی کے ہوتا۔ واذلیس فلیس۔

ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا۔ کیا حکم ہے —

سوال (۱۰۸۹) ہندہ نابالغہ کا نکاح اسکی ماں نے اپنی برادری میں بہر رشتہ کر دیا کیونکہ لڑکی کے باپ دادا انتقال کر چکے تھے۔ لڑکی نے حیض جاری ہوتے ہی کہدیا کہ میں نکاح رکھنا نہیں چاہتی تو کیا نکاح فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ ؟

الجواب:۔ ایسی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

اور قاضی چونکہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہے اس لئے بدون طلاق دینے شوہر بالغ کے کوئی صورت فسخ نکاح کی اور جواز نکاح ثانی کی نہیں ہے۔ فقط۔ (یوں اسکو خیار بلوغ حاصل[1] ہے۔ ظفیر)

ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے

سوال (۱۰۹۰) ایک لڑکی جس کا والد فوت ہوگیا اوس وقت لڑکی کی عمر تخمیناً چھ یا سات سال کی تھی اوس کی والدہ نے اُس کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی۔ اب لڑکی اٹھارہ سال کی اور لڑکا تیرہ سال کا ہے لیکن دونوں میں اس قدر منافرت ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا۔ لڑکی کی علیحدگی کی کوئی صورت بتلائی جائے۔

الجواب:- اگر ماں اس وقت ولی تھی اور کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا تو والدہ نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ صحیح ہوگیا۔ اب صورت علیحدگی کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ لڑکا جب بالغ ہوجاوے یا پندرہ برس کا ہوجاوے وہ طلاق دیدیوے۔

دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۹۱) زید کا بڑا بیٹا مرگیا اُس نے ایک لڑکی چھوڑی اور بیوہ چھوڑی زید نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے نواسہ سے بغیر رضامندی لڑکی کی والدہ کے کردیا کچھ دنوں تو لڑکی اپنے شوہر کے یہاں رہی مگر بیوہ کے خاوند نے اس لڑکی کو سکھلا دیا کہ تو کہدے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھوایا اور میں راضی نہیں ہوں

---

[1] حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد ولهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص۲۲۱ ج۲) یعنی صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے قضاۃ کے ذریعہ بہت آسانی سے یہ صورت نکل سکتی ہے۔ ظفیر۔ " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

چنانچہ لڑکی برابر انکار کرتی ہے کہ میں چونکہ اب بالغ ہوں میرا نکاح نہیں پڑھایا گیا اور دادا نے نابالغی میں جو پڑھوایا اس پر میں رضامند نہیں ہوں۔ آیا شرعاً زید کا کیا ہوا نکاح ٹوٹ گیا یا بدستور رہا کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے ایک مولوی کے فتوے پر زید کی پوتی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:۔ دادا نے جو نکاح اپنی پوتی نابالغہ کا کیا تھا وہ فسخ نہیں ہو سکتا دوسرا نکاح جو لڑکی نے کر لیا وہ شرعاً باطل اور غیر صحیح ہے لہٰذا وہ لڑکی شرعاً شوہر سابق کو ملنی چاہئے۔ هكذا في كتب الفقه الحنفية كالدر المختار والشامي والعالمگيرية والهدايه وغيره فقط

خیار بلوغ و فسخ نکاح

سوال (۱۰۹۲) ہندہ مراہقہ یا بالغہ کا نکاح اس کے ولیوں نے زید سے کر دیا جب وہ رخصت ہو کر زید کے گھر آئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زید سے راضی نہیں اور اس نے صراحۃً بھی یہ کہدیا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں۔ بعد ازیں زید کے ولیوں نے ہندہ کے ولیوں کو بلا کر ہندہ کو ان کے سپرد کر دیا۔ چند مہینہ کے بعد ہندہ کے ولیوں نے آکر یہ کہا کہ ہندہ کہتی ہے کہ اب میں زید سے راضی ہوں اور اس کے یہاں جاؤنگی۔ لیکن اب زید کے ولی انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور زید طلاق دیدے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان ایام کا نفقہ جب سے زید کے یہاں آنے کا اقرار کیا زید پر واجب ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ ہندہ اگر بالغہ تھی اور موافق رواج کے اسکے استیذان کے بعد اس کے ولیوں نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور ہندہ کو

لہ لیفعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یملکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ بالجد الخ

Maktaba Tul Ishaat.com

اس صورت میں فسخ نکاح کا کچھ اختیار نہیں اور اگر ہندہ بوقت نکاح نابالغ تھی اور نکاح اوس کا باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا ہے تو اس صورت میں اگر ہندہ کو بعد بلوغ نکاح فسخ کرانے کا اختیار تھا مگر چونکہ شرائط فسخ نکاح نہیں پائے گئے لہذا وہ نکاح صحیح رہا۔ اب جبکہ زوجین میں توافق ہے اور ہندہ زید کے پاس رہنے میں راضی ہے اور زید بھی راضی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے تو زید کے اولیا کو ان میں مفارقت کرانا نہ چاہئے کہ یہ امر عند الشرع مذموم ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں زید کے ذمہ واجب ہے۔

فتجب للزوجۃ بنکاح صحیح علی الزوج لہ ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمنع او امتنعت للمھر۔[1] درمختار۔ قولہ ولو ھی فی بیت ابیھا تعمیم لقولہ فتجب للزوجۃ وھذا ظاھر الروایۃ فتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا[2] شامی ص ۶۶۴ ج ۲

خیار بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو ناجز مضر نہیں

سوال (۱۰۹۳) صغیرہ مسکوحہ بغیر الاب والجد نے خیار البلوغ میں شہادت قائم کردی ہو اور بعد شہادت ساکت رہنا قاضی موجود ہونے تک یا فتویٰ منگانا قبل خلوۃ صحیحہ یہ موجب رضا مانع فسخ ہے یا نہ؟ اور فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے یا نہ۔؟

خیار بلوغ کے لئے قضائے قاضی

(۲) اگر ناکح غائب ہو تو قاضی کیونکر نکاح فسخ کرے گا اس میں قضائے قاضی شرط ہے۔؟

خیار بلوغ

(۳) خیار بلوغ کے بعد عورت کو جب نکاح کا علم ہو جاوے اور وہ مہر کی مقدار میں مخاصمہ کرے تو پھر بھی عورت کو خیار فسخ ہے یا نہ۔؟

---

[1] ردالمحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۶۶۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۶۶۴۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- (۱) قضائے قاضی فسخ کے لئے شرط ہے اگر بغور بلوغ منکوحہ مذکورہ نے فسخ نکاح پر شہادت قائم کردی تو پھر ساکت رہنا وجود وحضور قاضی تک خیار فسخ کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما فی الدرالمختار. بشرط القضاء الخ اور اگر زوج غائب ہو تو اس کے حاضر ہونے تک قاضی فسخ کا حکم نہ کرے گا۔ قال فی الشامی وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1]۔ نہر الخ

(۳) علم اصل نکاح کے بعد سکوت منکوحہ صغیرہ بعد بلوغ مبطل خیار ہے پس منازعت کرنا مہر میں اور فسخ نہ کرنا نکاح کو بغور بلوغ مسقط خیار ہے۔ کما فی الدرالمختار وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ اصل النکاح[2]۔ فقط

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہو جاتا ہے

سوال (۱۰۹۴) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد کا بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر یہ کہنا کہ مجھکو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کو اس صورت میں اختیار فسخ نکاح ہے یا نہ؟ اور قاضی بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب:- درمختار میں ہے وبطل خیار البکر بالسکوت ولا یمتد الی آخر المجلس الخ وفی الشامی قولہ وبطل خیار البکر ای من بلغت وھی بکر[3] الخ پس معلوم ہوا کہ بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر منکوحہ مذکورہ کو خیار فسخ نہیں ہے۔ اور کوئی قاضی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۹۵) فسخ نکاح خیار بلوغ میں قضاء قاضی یا حکم کی ضرورت ہے یا نہیں اور زوجین کا حاضر رہنا وقت قاضی کی قضاء کے

---

[1] دیکھئے ردالمحتار۔ باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ [2] ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵۔ [3] ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵۔ غیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ضروری ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ قضائے قاضی یا حکم محکم کی ضرورت اور حضور زوجین یا ولی یا وصی نابالغ میں شرط ہے۔ ولو بلغت وھو صغیر فرق بحضرۃ ابیہ او وصیہ بشرط القضاء للفسخ[1] فح۔ الدر المختار۔

ماں نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ ماں پر الزام بھی لگاتی ہے

سوال (۱۰۹۶) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں عورت بیوہ مذکورہ کا انتقال ہو گیا۔ دختر نابالغہ سن بلوغ کو پہونچکر دو سال کامل اپنے شوہر کے گھر رہی۔ اب یہ عذر کرتی ہے کہ میرا نکاح جو والدہ نے بحالت نابالغی کر دیا تھا وہ فسخ کر دیا جاوے۔ اور سماۃ مذکورہ یہ بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر کا ناجائز تعلق میری والدہ کے ساتھ تھا اس لئے میرا نکاح اس کے ساتھ حرام ہے۔ دختر کا یہ قول معتبر ہے یا نہیں اور حرمت ثابت ہوگی یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ نابالغ کے نکاح کی ولایت اور اختیار دراصل عصبات کو ہے۔ اول باپ پھر دادا پھر بھائی۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تایا دلی میں الی آخر الترتیب۔ اگر عصبات ذکور میں سے کوئی نہ ہو تو اس وقت والدہ کو اختیار نابالغ اور نابالغہ کے نکاح کا ہے۔ پس اگر باوجود موجود ہونے ولی عصبہ کے والدہ نے نکاح کیا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ البتہ اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو پھر والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے[2]۔ لہذا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۰ ج۲ و ص۴۲۱۔ و فی البناء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما سالم بحضر لزوم القضاء علی الغائب (رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲) لغیر۔ [2] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۹ ج۲) لغیر۔ " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت مسئولہ میں اگر باوجود ولی عصبہ کی موجودگی کے والدہ نے خود نکاح کر دیا اور ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہوا ورنہ باطل ہوا[۱]۔ اور اگر ولی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں والدہ نے نکاح کیا تو وہ صحیح ہے۔ اب فسخ نہیں ہو سکتا[۲]۔ اور مسماۃ مذکورہ کا یہ قول کہ اوس کے شوہر کا ناجائز تعلق اس کی والدہ سے تھا اس لئے نکاح ناجائز ہوا صحیح اور معتبر نہیں ہو سکتا اور محض اُسکے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی[۳]۔

باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے۔

سوال (۱۰۹۷) یہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۹۴ ازدواج ناجائز من جانب مستغیث عدالت راجپورہ میں دائر ہوا تھا مجسٹریٹ صاحب راجپورہ نے اس استغاثہ کو اس بنا پر خارج کر دیا ہے کہ مسماۃ کا نکاح جب عبدالکریم نابالغ سے ہوا تھا تو وہ نابالغ تھی اور اس کا نکاح ولی کی ولایت سے نہیں ہوا تھا اسلئے مسماۃ کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی وہ اپنے پہلے نکاح کو فسخ کر دے اور دوسرے شخص سے نکاح کر لے۔ سنی عبدالکریم مستغیث کا جب نکاح ہوا تھا اُس وقت اسکی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور مسماۃ مریم کی عمر تقریباً نو سال کی تھی اور اب بوقت نکاح ثانی مسماۃ مریم ۱۶ سال کی تھی اور اس وقت تقریباً ۱۸ سال کی عمر ہے وکیل مستغیث کی اس کی نسبت یہ بحث ہے کہ بیشک ایسا نکاح جو ولی کی ولایت میں نہ ہوا ہو بالغ ہونے پر عورت ایسا نکاح فسخ کر سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ

---

[۱] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۲ ج۲) تنویر۔ [۲] لصغیر او صغیرۃ ولو ثیبا او مجنونا او معتوہا او مجنونۃ او معتوہۃ ثبت بہا خیار الفسخ ولو بعد البلوغ دخل بالثیب او علم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ الخ شرط الفصل لنفسخ ایضا ص۳۲۲ ج۲ ہو۔ [۳] تزوجت بزوجین ولم تعلم بالثانی فقال ابوک نصی ان صدقتہا ساعۃ ملاعنہا ولا حد ولا یمین ولا عدۃ ولا یرثہا ولا ترثہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص۲۹۲ ج۲) ہو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بالغ ہونے پر عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسب قاعدہ حاکم عدالت یا قاضی سے وہ اجازت نکاح .... حاصل کرے اور جب تک بحکم عدالت نکاح منسوخ نہ ہو نکاح قائم رہتا ہے عورت حسب مرضی خود بخود نکاح شرعی کو منسوخ نہیں کر سکتی دکیل..... نے دفعہ ۵۰ قانون شرع محمدی فیصلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹ پیش کر کے یہ بحث کی ہے کہ صورت متذکرہ میں عورت کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا اختیار ہو جاتا ہے عدالت سے ایسا حکم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور قانون شرع محمدی کی رو سے جب کسی نابالغ بچہ کی شادی سوائے باپ اور دادا کے کوئی اور شخص کرائے تو بالغ ہونے کے وقت لڑکا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا نہ رکھیں اور ثبوت میں حوالہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۵۰ مطبوعہ مصر اور شرائع الاسلام صفحہ ۳۰۹ کا دیا گیا ہے اور اس امر کے متعلق کہ فسخ نکاح کے لئے حکم عدالت ضروری ہے حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیا گیا ہے اور درج کیا گیا ہے کہ کتاب رد المحتار کے صفحہ ۵۰۲ جلد ۲ پر یہ تشریح کی گئی ہے کہ ایسے فعل کے انفساخ کے لئے جس کے کرنے کے فریقین مجاز ہیں کسی عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہے البتہ تصفیہ متنازعہ کے لئے ایک عدالتی شہادت کی ضرورت ہے۔ واقعات و حالات مقدمہ یہ ہیں۔ غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا نکاح جو بوقت نابالغی باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت سے ہوا ہو اور حقیقی چچا اس کا نکاح کرنے والا ہو تو متعاقدین میں کے ایسے شخص کے بالغ ہو جانے پر وہ فسخ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں اور ایسے انفساخ کیلئے عدالت یا کسی شرعی شخص کی اجازت ضروری ہے یا نہیں۔ اور عورت مجاز ہے کہ بلا اجازت عدالت یا شرعی فتویٰ کے انفساخ موجودگی شوہر اول نکاح ثانی کرے۔ پس مقدمہ ہذا میں حسب الحکم جناب مجسٹریٹ صاحبان، کلف خدمت ہوں کہ جناب واقعات مقدمہ اور امور تنقیح طلب عدالت ہذا پر غور فرما کر بروئے مستند کتب شرعی

Maktaba Tul Ishaat.com

مذہب اہل سنت والجماعت جواب بحوالہ مفصل عنایت فرمادیں۔

الجواب:۔ جس صورت میں کہ نابالغہ کا نکاح سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کرے تو نابالغہ کو بعد بالغہ ہونے کے یہ اختیار ہے کہ اپنے نکاح سابق سے انکار کردیوے اور اسکو بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے کیونکہ بدوں قضاء قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا جیساکہ ردالمحتار المعروف بالشامی میں صراحتہً مذکور ہے کہ بدوں قضاء قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ عبارت اس کی یہ ہے۔ فی الدر المختار قولہ بشرط القضاء للفسخ ای قولہ للفسخ ای ھذا الشرط ای ھو للفسخ لا للثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختارا الفسخ فلا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[۱] الخ ص ۳۰۶ جلد ثانی شامی باب الولی

پس یہ عبارت صریح ہے اس بارہ میں کہ لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے لیکن وہ خود فسخ نہیں کرسکتی بلکہ قاضی شرعی فسخ کرے گا اور بلا قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور لڑکی کو یہ درست نہ ہوگا کہ بدون فسخ کرنے قاضی کے اور بدوں گذرنے عدت[۲] کے وہ نکاح ثانی کرسکے۔ فقط۔

جب بلوغ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو حق فسخ حاصل نہیں ہے

سوال (۱۰۹۸) سماۃ زیتون کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی تو اس کے ولی اقرب چچا نے اس کا نکاح ابراہیم سے کردیا۔ اسی روز سے سماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں رہنے لگی۔ نکاح کے چار پانچ ماہ بعد حائضہ ہوئی اور اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک شوہر کے ساتھ رہی بعد ازاں باہم کچھ ناچاقی ہوگئی اور شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے لگا۔ اب سماۃ مذکورہ دعویٰ کرتی ہے کہ جب

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار باب اولی ص ۳۰۲ ج ۲۔ [۲] ضمیمہ دیکھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میرا نکاح ہوا تو میں نابالغہ تھی۔ اب مجھے یہ نکاح منظور نہیں۔ اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا یعنی صورت موجودہ میں عورت کو خیار فسخ نکاح باقی نہیں رہا۔ قال فی الدر المختار ولا یمتد الی آخر المجلس (درمختار) ای مجلس بلوغها او علمها بالنکاح ای فلو سکتت ولو قلیلا بطل خیارها۔ شامی[1]۔

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے

سوال (۱۰۹۹) زید نے اپنی دختر کا عقد اپنی بیماری میں اپنے چچازاد بھائی کو ولی قرار دیکر اور بکر نے اپنے لڑکے کی طرف سے ولی بنکر پڑھوالیا تو لڑکی کو بوقت بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت لڑکی بالغہ ہو اسی وقت یہ کہدے کہ میں نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہوں اور قاضی شرعی نکاح فسخ کر سکتا ہے بدون قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الدر المختار وشرط للکل القضاء وفیہ ایضا وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیہ ولو الامراء والقاضی او وکیل الاب فلهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء[2]۔

نابالغ و نابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہو سکتا ہے

سوال (۱۱۰۰) زید نے اپنے نابالغ لڑکے کی سنگنی عمر کی نابالغہ دختر سے کردی لڑکے لڑکی کے باپ نے ایجاب وقبول کیا اور نکاح بھی پڑھا گیا۔ اب دونوں بالغ ہو گئے ہیں

---

[1] رد المحتار باب الولی ج۲ ص۳۲۵ ۔ قبیل ۔ ۱۲

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۳۱۹ ۔ قبیل ۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

تو وہ نکاح جائز ہے یا اب پھر نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے اگر اب لڑکا یا لڑکی مع رضامندی والدین اس نکاح سے انکار کریں تو قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو علیحدگی کی کیا صورت ہے۔؟

الجواب :۔ اگر باقاعدہ نکاح پڑھایا گیا اور ایجاب وقبول نکاح کا ہو گیا تو انعقاد نکاح میں کچھ شبہ نہیں رہا اب فسخ نہیں ہو سکتا اور والد کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ کے فسخ نہیں کر سکتی اور اگر ایجاب وقبول حسب قاعدہ نکاح نہ ہوا تھا محض منگنی تھی اور لفظ نکاح کے ساتھ ایجاب وقبول نہ ہوا تھا بلکہ محض ایسا ہوا کہ لڑکی کے ولی نے کہا کہ میں نے لڑکی تمہیں دیدی اور لڑکے کے ولی نے کہا کہ میں نے لے لی یا مجھے منظور ہے تو یہ وعدہ نکاح ہے نکاح اس سے مجلس منگنی میں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں نکاح دوبارہ ہونا چاہیے لیکن اگر زوجین میں سے کوئی اس تعلق کو پسند نہ کرے تو وہ نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔

بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

سوال (۱۱۰۱) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ولی عصبہ نے کر دیا بعد بلوغ یعنی حیض آنے پر ہندہ نے اس نکاح سے انکار کر دیا بعد انکار کے ہندہ کے ماموں نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح اول ہی قائم ہے تو قاضی اور جو لوگ دوسرے نکاح میں شریک ہوتے ان کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب :۔ نکاح اول جو نابالغہ کے ولی جائز نے کیا وہ صحیح ہو گیا بعد بلوغ ہندہ کے محض ہندہ کے انکار کر دینے سے بدون قضائے قاضی منسوخ اور فسخ نہیں ہوا

Maktaba Tul Ishaat.com

پس دوسرا نکاح جو ہندہ کے ماموں نے کیا وہ ناجائز ہوا[1]۔ باوجود علم کے جو لوگ شریک نکاح ثانی ہوئے اور جس نے نکاح پڑھایا وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں اور اعلان کردیں کہ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۰۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح والدہ کی ولایت سے ہوا تھا۔ اب ہندہ کی عمر پندرہ سال ہے اور ہنوز ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم ہے۔ اس صورت میں ہندہ والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں اور بعد بلوغ ہندہ کو اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں۔ اور ولی ہندہ کا کون ہے۔؟

الجواب: والدہ کی ولایت نکاح نابالغہ میں عصبات سے مؤخر ہے پس اگر کوئی ولی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا مثل چچا وغیرہ کے تو والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگیا۔ ہندہ کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح حاصل تھا مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور یہ خیار بعد بلوغ ہوتا ہے اگر بعد بلوغ اس نے اس نکاح کا انکار نہیں کیا اور اس کو رد نہیں کیا اور قاضی سے فسخ نہیں کرایا تو پھر فسخ نہیں ہوسکتا۔ درمختار میں ہے ولایمتد الی اخر المجلس فی مجلس بلوغها خلافا للشافعی[2] وفی الدر المختار ایضا بشرط القضاء[3] الخ

ولدالزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کردیا تو کیا اس کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار ہے

سوال (۱۱۰۳) ایک لڑکی سکندہ کا نکاح اس کی نابالغی میں اسکی ماں ولی عصبہ

---

[1] بشرط القضاء للفسخ (درمختار) حاصله انه اذا کان المزوج للصغار والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲) تغیر۔

[2] ردالمحتار باب الولی ص۴۲۵۔ [3] الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲۔ تغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

نے کیا اور سکندر ولد الزنا ہے اوس نے بالغ ہوتے ہی ولی عصبہ کا نکاح کیا ہوا فسخ کیا۔ یہ فسخ کرنا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ سکندر کی والدہ نے اگر نکاح سکندر مذکور ولد الزنا کا کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور بعد بلوغ سکندر کو فسخ کا اختیار ہے لیکن یہ فسخ بدوں قاضی کے فسخ کرنے کے صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار وغیرہ ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء اور شامی میں ہے وحاصله اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فخ جلد ثانی شامی[1]۔

الغرض جب کہ اس فسخ کے لئے قاضی شرعی کا فسخ کرنا شرط ہے تو اس زمانہ میں فسخ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط۔

چچا نے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد لڑکی نے ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے

سوال (۱۱۰۴) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکے عم حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اوس نے اپنی ناراضی ظاہر کرنے کے لئے اپنے چچا کو نوٹس دیدیا کہ مجھکو آپ کا کیا ہوا نکاح قبول و منظور نہیں ہے۔ اوس کے بعد قریبًا تین سال تک سکوت کر کے اب عدالت مجاز سے فسخ نکاح کے واسطے چارہ جوئی کرتی ہے۔ اس صورت میں نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا۔؟

الجواب:۔ اگر بفور بلوغ اوسنے فسخ نکاح کا اظہار کر دیا تو پھر تاخیر سے اوسکا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا وینبغی ان تقول فی فور البلوغ اخترت نفسی وفسخت النکاح فهذه لا یبطل حقها بالتاخیر حتی یوجد التمکین فخ شامی[2] ص ۳۰۹ جلد (۲) فقط

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲۔ تغیر۔ [2] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲۔ تغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیعہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا تو وہ فسخ ہوگا۔

سوال (۱۱۰۵) زید نو وارد شیعۃ المذہب نے خالد سنی المذہب کو یہ یقین دلفاد لاکر خالد کی دختر نابالغہ ہندہ سے عقد کیا کہ دو سنی بعد عقد کے زید سے افعال شیعہ تعزیہ داری وغیرہ ظاہر ہوئے اس صورت میں دختر خالد ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے لوتزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه الخ کان لها الخیار[1] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

چچا کے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہو جاتا ہے

سوال (۱۱۰۶) ایک شخص نے مرنے سے قبل اپنے بھائیوں کو بلاکر یہ وصیت کی کہ میری فلاں لڑکی کا میرے بھتیجہ سے نکاح کر دینا۔ بھائیوں نے حسب وصیت نکاح کر دیا۔ بوقت نکاح وہ لڑکی نابالغہ تھی۔ اب وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں یا وصی جو وکیل میت ہے اور وکیل کا نکاح کیا ہوا ہے موکل کا نکاح سمجھا جاویگا اور لڑکی کو اس اعتبار سے حق فسخ نہ ہوگا اور بلوغ سے کچھ دیر بعد فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس وصیت کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور نہ بحیثیت وصی ہونے کے وصی کو نکاح یتیمہ کا اختیار ہوتا ہے بلکہ میت کے بھائیوں نے جو نکاح یتیمہ نابالغہ کا کیا ہے وہ بحیثیت ولی ہونے کے صحیح ہوا ہے نہ نیابۃً عن المیت۔ کما قال فی الدر المختار ولیس للوصی من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیه الاب بذلک علی المذهب نعم لو کان قریباً او حاکماً بملکه بالولایة[2] الخ اور وکالت بعد موت موکل کی باطل ہو جاتی ہے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۲۲۲ ج۲ ۔ منہ۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۳۴۲ ج۲ قبیل الفروع۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لہذا برادران میت بعد اس کے مرنے کے وکیل نہ رہے پس یہ نکاح برادران میت کا بوجہ ان کی ولایت کے ہوا نہ بوجہ وکالت کے اور اس میں نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہوتا ہے اور تاخیر کرنے سے خیار باطل ہو جاتا ہے۔ ولا یمتد الی اخر المجلس لانہ کالشفعۃ۔ درمختار[1]۔ اور نیز اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے یعنی اگر نابالغہ نے بعد بلوغ اس نکاح کو نامنظور کیا اور فسخ کرانا چاہا تو بدوں قضاء قاضی کے فسخ نہ ہوگا۔ کما فی الشامی وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[2] الخ ص۳۰۶ جلد ثانی شامی۔

بلوغ میں سن ہجری کا اعتبار

سوال (۱۱۰۷) مسماۃ اقبال بیگم نے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح مرزا عظیم کے ہمراہ کیا جبکہ مسماۃ کی عمر بحساب سن عیسوی ۳ دن کم پندرہ برس کی تھی اور بحساب سنہ ہجری کچھ دن آگے پندرہ سال کی۔ تو اس حالت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ؟ اور بلا طلاق یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- شرعاً پندرہ سال ہجری پورے ہونے سے عورت بالغہ شمار ہوتی ہے[3] پس صورت مذکورہ میں نکاح مسماۃ کا مرزا عظیم بیگ سے صحیح ہو گیا بشرطیکہ مرزا عظیم کفو مسماۃ اقبال بیگم کا ہو، پس بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۲۵۔ [2] رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۲۱۔ تلخیص۔ [3] اجل سنۃ قمریۃ بالاھلۃ علی المذھب (درمختار) وجہہ ان الثابت عن الصحابۃ کعمر وغیرہ اسم السنۃ واھل الشرع انما یتعارفون الاشہر والسنین بالاھلۃ فاذا اطلقوا السنۃ انصرف الی ذالک (رد المحتار باب العنین ج۲ ص۸۱۸)۔ تلخیص۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغہ کے باپ کے ماموں نے شادی کردی تو یہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔

سوال (۱۱۰۸) ایک لڑکی کی شادی اسکے باپ کے ماموں نے اپنی ولایت سے بحالت کم سنی و نابالغی (جب کہ لڑکی کا باپ شریک شادی تھا مگر نکاح اس کی ولایت سے نہیں ہوا) کی۔ چونکہ لڑکا بداطواری کرتا ہے لہذا لڑکی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ سن بلوغ کو پہونچکر نکاح سے انکار کردے آیا لڑکی کو بالغہ ہوکر نکاح فسخ کرنیکا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں ماموں کو قطعاً ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے۔ البتہ اگر باپ اس کو اجازت دیدے تو ماموں نکاح کرسکتا ہے اور وہ نکاح باپ کا کیا ہوا سمجھا جاتا ہے اور باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغہ ہونے کے فسخ نہیں کرسکتی کما فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابا او جدا الخ وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لکن فی النھر بحثا لو عین لوکیلہ القدر الصحیح فخ (درمختار) وکذا لو عین لہ رجلا غیر کفوکہ ابحثہ الامام الشافعی فخ شامی[1]۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ نے شوہر کو متعین کرکے وکیل سے کہدیا کہ اس سے نکاح کردو تو وہ نکاح بھی فسخ نہیں ہوسکتا۔

نابالغہ کے چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نکاح کردیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے۔

سوال (۱۱۰۹) عبدالرحمن خان نے اپنی وفات پر ایک زوجہ سکینہ ایک دختر نابالغہ مسماۃ ظریفہ ایک بھتیجہ فیض اللہ خان وارث چھوڑے ہیں۔ فیض اللہ خان نے ظریفہ کا نکاح اپنے لڑکے نصر اللہ خان سے بلا رضامندی سکینہ کے کردیا

[1] دیکھئے درالمختار والدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۶۸ ج ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

تھوڑے دنوں کے بعد سکینہ نے نکاح ثانی کرلیا اس کے بعد فیض اللہ خان نے دعوی استقرار حق کا سب جج سہانپور میں اس امر کا کیا کہ میں نے ظریفہ نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے نصراللہ خان سے کردیا کسی دوسری جگہ ظریفہ نابالغہ کا نکاح نہ کیا جاوے۔ عدالت نے یہ حکم دیا کہ یہ نکاح بوجہ طمع جائداد کے ہوا ہے۔ اس واسطے کہ لڑکا لڑکی سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے ظریفہ نابالغہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اس نکاح کو عدالت سے منسوخ کراکر دوسرا نکاح کرلے چنانچہ اوس نے اول حیض آتے ہی اپنے پہلے نکاح کو نامنظور کردیا تھا اور عدالت سب جج سہارنپور سے بھی نکاح منسوخ کرالیا تھا لیکن سب جج صاحب مسلمان نہیں تھے۔ اس کے بعد ظریفہ نے خود اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرلیا تھا۔ یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں ولایت نکاح مسماۃ ظریفہ نابالغہ کی اس کے نایا زاد بھائی مسمی فیض اللہ خان کو حاصل تھی کیونکہ وہ عصبہ ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ[1] الخ بنا علیہ جو نکاح ظریفہ نابالغہ کا اس کے نایا زاد برادر فیض اللہ خان نے اپنے لڑکے نصراللہ خان کے ساتھ کیا تھا وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا تھا اور مسماۃ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا حاصل تھا لیکن قضاء قاضی شرعی اس فسخ کے لئے شرط ہے۔ بدون حکم قاضی کے یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ اور حکم حاکم غیر مسلم کا اس بارہ میں شرعاً معتبر نہیں ہے[2]۔ اس سے صورت مستولہ میں نکاح ظریفہ کا جو نصراللہ خان کے ساتھ ہوا تھا فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح مسماۃ ظریفہ کا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۲۲ ج۲ [2] وھو علی ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ درمختار تنویر القضاء ص۲۲۲ ج۲

Maktaba Tul Ishaat.com

صحیح نہیں ہوا بلکہ نصر اللہ خان سے طلاق لے کر اور عدۃ گذار کر دوسرا نکاح کرنا چاہیے۔ اگر سب جج صاحب شوہر کو حکم دے کر طلاق دلا دیں تو بھی طلاق واقع ہو جاوے گی یا کسی مسلمان ریاست سے جو با اختیار ہو نکاح فسخ کرایا جاوے۔ شامی میں ہے اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء۔ انتھی۔ اور جامع الفصولین میں ہے لو اختار احدھما الفرقۃ دون النکاح بخیار البلوغ لم یکن ردا ولا یبطل بہ العقد ما لم یحکم القاضی بہ الخ۔ مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم در فسخ نکاح بخیار بلوغ۔ میں استفتاء بعینہ اسی قسم کا نقل فرمایا ہے۔ فقط۔

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۱۰) ایک یتیمہ نابالغہ آٹھ سالہ کا نکاح بولایت ماں اور بھائی کے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا گیا۔ اب لڑکا بالغ ہے اور لڑکی تیرہ سالہ قریب البلوغ ہے مگر حیض نہیں آیا۔ اور لڑکے کی بدچلنی کی وجہ سے شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ تو کیا ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنا نکاح جو بولایت ماں اور بھائی ہوا ہے۔ فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور لڑکے نے دعویٰ کر دیا ہے کہ میری عورت پر مجھ کو قبضہ دلایا جاوے۔ جبکہ لڑکی اور ولی دونوں شوہر سے ناراض ہیں تو لڑکے کو لڑکی پر قبضہ دلایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں وہ لڑکی قبل البلوغ اپنا نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔ اور بالغہ ہونا اس کا بعمر تمامی پندرہ سال ہے یا حیض وغیرہ علامات

لہ ردالمحتار باب الولی ص۲۲۱ ج۲۔ ۵۲ جامع الفصولین ص۳۴۱ ج۱ الفصل الخامس والعشرون فی الخیارات۔ ۵۳ ضمیمہ دیکھیں ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

بلوغ سے ہے اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قضاء قاضی اس فسخ کیلئے شرط ہے درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب و ابیہ الخ لھما خیار الفسخ بالبلوغ الی ان قال بشرط القضاء[1] الخ اور بحالت موجودہ جب کہ عمر لڑکی کی تیرہ سال کی ہے اور وہ قریب البلوغ ہے اور طاقت جماع رکھتی ہے تو شوہر کے سپرد کیا جا سکتی ہے۔ شامی میں ہے وقد صرحوا عنہ بان الزوجۃ اذا کانت صغیرۃ لا تطیق الوطی لا تسلم الی الزوج حتی تطیقہ والصحیح انہ غیر مقدر بالسن بل یفوض الی القاضی بالنظر الیھا من سمن او ھزال[2] الخ ص ۳۹۹ جلد ثانی باب القسم۔ و فی باب المھر من الدر المختار وللزوج المطالبۃ بتسلیمھا ان تحملت الرجل[3] الخ۔

باپ نے اپنی نابالغہ لڑکی کی شادی کر دی وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۱۱) ایک شخص عورت پر عاشق ہو گیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا عورت کے باپ نے عاشق کو کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح پہلے میرے لڑکے سے کر دو پھر میں تم سے بیاہ کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح اس کے لڑکے سے کر دیا۔ بعد کو آپس میں نااتفاقی ہو گئی تو دختر مذکورہ بعد بلوغ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ چونکہ باپ نے عشق کی وجہ سے دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا تو سوء اختیار ثابت ہوا یا نہیں۔ درمختار میں ہے وان عرف من الاب والجد سوء الاختیار مجانۃ وفسقا لا یصح النکاح اتفاقا الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۹ ج ۲ ۔ ۔ نظیر۔

[2] رد المحتار باب القسم ص ۵۲۹ ج ۲ ۔ نظیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر مطلب لابی الصغیرۃ المطالبۃ بالمھر ص ۵۰۸ ج ۲ ۔ ۔ نظیر۔ ۔ ۔ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :- اس صورت میں باپ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور صغیرہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا بھی نہیں ہے اور اس عبارت منقولہ درمختار میں شامی نے یہ بحث کی ہے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ عدم صحت نکاح بصورت معروف ہونے باپ کے ہے ساتھ سوء الاختیار کے، اور یہ امر اول نکاح صغیرہ خود میں صادق نہ آویگا والحاصل ان المانع ھو کون الاب مشھورا بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشھورا بذلک ثم زوج بنتہ من فاسق صح (الی ان قال) فلو زوج بنتا اخری من فاسق لم یصح الثانی لانہ کان مشھورا بسوء الاختیار قبلہ بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبلہ[1] الخ

فرقت کے لئے عورت عیسائی ہو جائے تو بھی فسخ نہیں ہوتا —

سوال (۱۱۱۲) ایک عورت اس غرض سے عیسائی ہوئی ہے کہ نکاح فسخ ہو جاوے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہو جاوے گا یا نہ - ؟

الجواب :- قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ ثم قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بھر بسیر کدینار وعلیہ المفتوی[2] وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا[2] الخ - پس معلوم ہوا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ بصورت مسئولہ عدم فرقت کا ہے -

سوال (۱۱۱۳) زینت زوجہ بکر نکاح فسخ کرانیکی وجہ سے فریب کیا کہ مذہب نصرانی قبول کیا اور پھر مسلمان ہو گئی اور نکاح خالد سے کر لیا، یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں اور بکر مستحق نکاح کا اس سے ہے یا نہیں - ؟

الجواب :- قال فی الدر المختار و تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح وفی الشامی وتمنع من التزوج بغیرہ بعد

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۲۱۵ ج۲ لغیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ص۲۲۴ ج۲ لغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسلامها و لا یخفی ان محله ما اذا طلب ذلک اما لو سکت او ترکه صریحا فانها لا تجبر و تزوج من غیره لانه ترک حقه فخ بحرونہر اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اول اگر نکاح کرنا چاہے بجبر نکاح کر سکتا ہے۔ فقط۔

فصل سوم نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کر دیا اور عورت نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے۔

سوال (۱۱۱۴) ایک شخص نے مجمع میں یہ کہا کہ تم گواہ رہو میں نے فلاں عورت غائب کا اس مرد حاضر سے نکاح کر دیا۔ اور یہ شخص نکاح کرنے والا اس عورت کا ولی شرعی نہیں ہے لیکن جب عورت کو خبر پہونچی تو اس نے اس نکاح کو قبول کر لیا تو کیا یہ نکاح جائز و مکمل ہو جائے گا۔ اور اگر مہر کی تعداد بیان نہ کی ہو تو کسقدر مہر واجب ہوگا۔؟

الجواب:۔ جب کہ شوہر نے اس نکاح کو قبول کر لیا تھا اور پھر جس وقت عورت کو خبر پہونچی تو اس نے بھی اس نکاح فضولی کو قبول کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا۔ کذا فی الدر المختار[۱]۔ فقط

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۱۵) ایک سماۃ کے والدین

---

[۱] و نکاح عبد و امة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا بطل (درمختار) قوله کنکاح الفضولی ای الذی باشره مع آخر اصیل او ولی او وکیل فخ قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایة اوکالة (ردالمحتار باب الکفاءة ص۳۴۹ ج۲) نیز ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اور دادا و بھائی فوت ہو گئے اور اس کے دادا کے ہمزلف نے جو غیر شخص ہے سماۃ مذکورہ آٹھ سالہ کا نکاح کر دیا۔ سماۃ نے بالغ ہوتے ہی اسی وقت روبرو گواہان شرعی کے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ سماۃ کے دادا کا ہمزلف ظاہر ہے کہ ولی اس نابالغہ کا نہیں ہے بلکہ اجنبی اور فضولی ہے۔ لہٰذا وہ موقوف ہے کسی ولی کی اجازت پر اور اگر ولی کوئی نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہے یا خود نابالغہ کی اجازت پر بعد بلوغ کے موقوف تھا اور جب سماۃ مذکورہ نے بعد بلوغ کے اُس نکاح کو فسخ کر دیا اور اُس سے انکار کر دیا تو وہ باطل ہو گیا۔ درمختار میں ہے۔ ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عفودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل[1] الخ وتفصیلہ فی الشامی[2]۔

سوال (۱۱۱۶) اگر بندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کرے کہ بلا اجازت و اطلاع ہندہ کے عمرو بکر سے کہے کہ تم دونوں گواہ رہو میں نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور خالد دوسرا فضولی فی المجلس کہے کہ میں نے ہندہ کی طرف سے قبول کیا تو یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرے فضولی کا قبول بالاتفاق غائب کے اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر اس قول مفتی بہ کے بموجب کہ جس چیز میں جد وہزل برابر ہے اس میں لفظ کے معنی کی حقیقت بلکہ مضمون کا بھی علم شرط نہیں اس صورت میں ہندہ غائبہ من المجلس سے کسی دوسرے وقت میں عربی زبان میں مثلاً یہ کہلا لیا جائے رضیت بالتزویج

عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے کیا حکم ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۴۹۔ تغیر۔ ۱۲

[2] دیکھئے شامی باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۴۹۔ تغیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الذی قبلہ عنی خالد تو یہ شرعاً اجازت ہو جائے گی اور نکاح مذکور منعقد ہو جائے گا یا نہ۔؟

الجواب:۔ وکیل بنانے یا فضولی کے عقد کی اجازت دینے کے لئے رضاء موکلہ مجیزہ کی ضرورت ہے اور رضاء کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کو سمجھے ورنہ بلا علم رضا بالعقد الوقوف کیسے حاصل ہو سکتی ہے[1]۔

سوال (۱۱۱۷) امیر خان ملازم فوجی کے نکاح کی قبولیت ایک فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہو گئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہو چکا ہے

نے کی اور امیر خان کو بذریعہ خط کے خبر دی کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت کے ساتھ کر دیا ہے امیر خان نے اس عقد کی منظوری و عدم منظوری کا کوئی جواب نہیں دیا یعنی ساکت رہا۔ اس حالت سکوت میں فضولی کا انتقال ہو گیا۔ اور والدہ دختر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب امیر خان باوجود عدم قبولیت نکاح فضولی مدعی نکاح ہے۔ کیا یہ عورت امیر خان کی منکوحہ کہی جائے گی یا زوج ثانی کی زوجہ متصور ہو گی۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر امیر خان اب بھی نکاح فضولی کو قبول کرے تو نکاح اُسکا صحیح و نافذ ہوگا اور دوسرا نکاح باطل و حرام ہے۔ درمختار میں ہے ولو اجاز من لہ الاجازۃ نکاح فضولی بعد موتہ صح لان الشرط قیام المعقود لہ واحد العاقدین لنفسہ الخ قولہ واحد العاقدین) ھو العاقد لنفسہ کما فی البحر ای سواء کان اصیلاً او ولیاً او وکیلاً فانہ عاقد لنفسہ بمعنی انہ غیر فضولی تامل وانظر ما لو کان فضولیاً بان کان کل من العاقدین فضولیین والظاھر ان الشرط قیام المعقود لھما[2] فقط

---

[1] العبرۃ فی العقود للمعانی دون الالفاظ۔ قواعد الفقہ قاعدہ ۱۸۳ صلاء [2] رد المحتار باب الکفالۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۳۵۱

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت ذیل میں نکاح درست نہیں ہوا

سوال (۱۱۱۸) زید نے ایک معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اُس پر طلاق مغلظ ہے۔ اب اگر زید اپنا نکاح بذریعہ وکیل فضولی بصورت ذیل کرے کہ زید اپنے کسی خاص محب سے یہ کہے کہ جب میرے نکاح ہونیکا وقت قریب آجائے اور ہندہ منسوبہ کی جانب سے اذن آجائے مجھ سے ایجاب قبول کرانے کے قبل تم دو گواہوں کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے زید کی جانب سے ہندہ کو بعوض اس قدر مہر نکاح میں قبول کیا۔ اس کے بعد ناکح ہندہ کا نکاح زید سے پڑھا دے اور یہ کہے کہ ہندہ تمہارے نکاح میں دی گئی اور زید زبان سے کہے کہ میں نے قبول کی تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اور زید نے شخص مذکور کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔

الجواب:۔ اس طریق سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک شخص فضولی جو ولی اور وکیل جانبین کا نہ ہو وہ متولی ایجاب وقبول طرفین کا نہیں ہو سکتا درمختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور بأن کان ولیا او وکیلا من الجانبین او اصیلا من جانب و وکیلا او ولیا من اٰخر او ولیا من جانب و وکیلا من اٰخر کزوجت بنتی من موکلی لیس ذٰلک الواحد بفضولی ولو من جانب[1] پس صورت مذکورہ میں بذریعہ فضولی زید کا نکاح موافق طریق مذکور کے سبب عدم حنث ہو سکتا تھا بشرطیکہ عورت کی طرف سے ایجاب کرنے والا دوسرا شخص ہو خواہ اُس کا ولی یا وکیل یا فضولی۔ قال فی الدر المختار تنکح الفضولی ای الذی باشرہ مع اٰخر اصیل او ولی او وکیل او فضولی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ۳۳۰/۲

Maktaba Tul Ishaat.com

امالو تولی طرفی العقد وھو فضولی من الجانبین او احدھما فانہ لایتوقف الخ ای بل یبطل[1] و فی کتاب الایمان منہ حلف لایتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنہ الکتابۃ خلافا لابن سماعۃ لایحنث بہ یفتی خانیۃ قولہ ومنہ الکتابۃ ای من الفعل مالو اجاز بالکتابۃ[2] الخ شامی۔

صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں

سوال (۱۱۱۹) زید نے ہندہ کیساتھ اس طرح پر نکاح کیا کہ بلا اطلاع و اجازت ہندہ کے خالد اور ولید دو شخصوں سے ہندہ کو اُن کو اچھی طرح بتلا کر کہا کہ میں نے تم دونوں کے سامنے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اس کی بعد یہ عبارت فبلت تزویج من ارسل ھذا القرطاس الیّ نفسی من نفسہ لکھکر ایک لڑکے کے ہاتھ ہندہ کے پاس بھیجدی اور اس لڑکے سے کہدیا کہ ہندہ سے کہدینا کہ یہ ایک دعا ہے زید نے لکھکر بھیجی ہے اس کو تین مرتبہ پڑھو تو اس کا فائدہ بعد میں بتایا جائے گا۔ پس اُس لڑکے نے ایسا ہی کیا اور وہ عبارۃ تین مرتبہ ہندہ سے کہلوادی مگر ہندہ کو اس کا گمان بھی نہیں کہ اسکی کہہ لینے سے نکاح ہو جائے گا۔ ہاں یہ یقیناً جانتی ہے کہ یہ کاغذ زید ہی کا بھیجا ہوا ہے پس یہ تو ظاہر ہے کہ فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور علی ما فی الدر المختار وغیرہ یہ بھی مفتی بہ ہے کہ جس میں جد و ہزل برابر ہو اس میں لفظ کی معنی کی حقیقت یا اس کے مضمون کا علم شرط نہیں پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ بطور مذکور شرعاً ہندہ کی اجازت ہوئی یا نہیں۔ بر تقدیر ثانی کیا اجازت کا بھی کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس وجہ سے نہیں ہوئے

---

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۳۶۹ ۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیرہ مطلب لایتزوج فزوجہ فضولی ج ۳ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ ۔ لفر ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یا اور کسی وجہ سے غرضیکہ جس وجہ سے نہیں ہوتے اُس وجہ کو مفصل ومدلل ارقام فرمادیں اور اجر جزیل اللہ تعالیٰ سے پاویں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولایتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح وبیع وغیرھما بل یبطل الایجاب ولاتلحقہ الاجازۃ اتفاقاً الخ ثم قال ویتولی طرفی النکاح واحد الخ لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح لان قبولہ غیر معتبر شرعاً لما تقرر ان الایجاب لایتوقف علی قبول غائب الخ وفی رد المحتار قولہ لما تقرر حاصلہ ان الایجاب لما صدر من الفضولی ولیس لہ قابل فی المجلس ولو فضولیاً آخر صدر باطلاً غیر متوقف علی قبول غائب فلایفید قبول العاقد بعدہ[۱] الخ صـ ۳۲۶۔ وفیہ ایضاً قولہ ولو من جانب ای سواء کان فضولیاً من جانب واحد او من جانبین الخ او کان فضولیاً من احدھما وکان من الآخر اصیلاً او وکیلاً او ولیاً ففی ھذہ الاربع لایتوقف بل یبطل[۲] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح فضولی کا موقوف اجازت پر نہیں رہا بلکہ باطل ہوگیا علاوہ بریں ایجاب قبول کا دوگواہوں کو معاً سننا ضروری ہے کما فی الدر المختار وشرط حضور شاھدین حرین الخ مکلفین سامعین قولھما معاً[۳] الخ الغرض صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۳۳۰ و ص ۳۳۱۔ [۲] رد المحتار باب مطلب الخ ج ۲ ص ۳۳۰ [۳] رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ۳۳۰ [۴] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۰۲۔ [۵] " " " " " " " " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۰) زید کی لڑکی زینب نابالغہ کا نکاح خالد فضولی نے کر دیا ولید کے ساتھ۔ زید نے اپنے محلہ کے آدمیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میری لڑکی زینب کا عقد میرے بھتیجے نذیر سے کر دو اون حضرات نے زید سے یہ کہا کہ اگر تو اجازت عقد کی دوسری جگہ دے آیا ہے تو نکاح وہاں ہو گیا۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی۔ تب نکاح زینب کا نذیر کے ساتھ باجازت زید کر دیا۔ اس صورت میں کون سا عقد صحیح ہوا۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں خالد فضولی کا کیا ہوا نکاح زید کی اجازت پر موقوف تھا پس جب کہ زید نے اوس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ باطل ہو گیا[1] اور خود زید نے اپنی ولایت سے جو نکاح زینب کا نذیر سے کرا دیا یہی نکاح جو نذیر سے ہوا صحیح ہوا خالد کا کیا ہوا نکاح صحیح نہ ہوا۔ فقط۔

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کر دی کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۱) ہندہ ایک بارہ برس کی لڑکی ہے اور اس کا ولی بجز اس کی ماں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ زید کے گھر رہتی ہے جو کہ بہت دور کا عزیز ہے زید نے اس کی ماں کو بذریعہ ڈاک خط بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں جہاں مناسب سمجھوں ہندہ کا نکاح کر دوں ہندہ کی ماں نے بذریعہ کارڈ اس کی اجازت دے دی زید نے اس کا... نکاح خود اپنے ساتھ بموجودگی ایک مرد اور دو عورت کے کر لیا۔ ایک زید کی بہن اور ایک زوجہ اولی ہے کیا ایسا نکاح جائز ہے۔ ؟

---

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۲۹۲ ج۲ تبر۔ " " " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب :۔ جائز ہے[1]

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اپنے شوہر کے ساتھ اسکی شادی کردی

سوال (۱۱۲۲) فاطمہ نے ایک عورت زینب سے یہ کہا کہ میں تم کو اپنی لڑکی کی شادی کا وکالۃً اختیار دیتی ہوں کہ تم اپنی پسند سے جہاں چاہو اس کی شادی کردو زینب نے بموجودگی دو مرد کے اس لڑکی کا نکاح خود اپنے شوہر خالد کے ساتھ کردیا درآں حالیکہ اس لڑکی کو وکالت اور نکاح کی خبر نہیں ہے بعد کو معلوم ہوا اور وہ یہ سن کر خاموش ہوگئی لڑکی بالغ نہیں قریب بہ بلوغ ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ اور کیا جواز و عدم جواز لڑکی کی اطلاع غیر اطلاع کو بھی صورت مذکورہ میں دخل ہے یا نہیں۔ یعنی کن کن صورتوں میں جائز ہوسکتا ہے اور کن کن صورتوں میں نہیں۔ ؟

الجواب :۔ اول اس میں یہ بحث ہے کہ والدہ کی ولایت نابالغہ کے نکاح کے لئے عصبات سے موخر ہے اصل ولی نابالغہ کے نکاح کا عصبہ ہے علی ترتیب الارث والحجب یعنی مثلاً باپ ولی مقدم ہے اس کے بعد دادا وان علا پھر بھائی پھر چچا تایا الخ پس اگر عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے پس ماں نے اگر اپنی ولایت شرعیہ کے حاصل ہونے کے وقت مثلاً زینب کو وکیل اپنی نابالغہ دختر کا بنا دیا اور اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے میری دختر کا نکاح کردے تو اگر زینب نے بموجودگی شاہدین اپنے شوہر سے نکاح کردیا تو وہ صحیح ہے بشرطیکہ اسکا شوہر

---

[1] وکلمہ ان یتصرف فی امرھا او قالت لہ زوج نفسی ممن شئت لو یصح تزویجھا من نفسہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص۲۵۱ ج۲ نجز۔ " "

Maktaba Tul Ishaat.com

کفو ہو اس منکوحہ کا[1] فقط

ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۳) بھائی کی موجودگی میں اور کسی رشتہ دار مثلاً ماموں وغیرہ کو دلہن کا مقرر وارث بن کر منکوحہ ہونے کے لئے وکالت کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب:- ولی جائز اگر کسی دوسرے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو وکیل بنادیوے تو جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے[2] فقط

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہ کے سامنے کرلیا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۴) اگر ہندہ اس امر کی تحریر بذریعہ ڈاک زید کے پاس بھیجدے کہ تم اپنا نکاح میرے ساتھ کرلو اور زید اس تحریر کے موافق اپنا نکاح بطریقہ شرع شریف قاضی و وکیل و شاہد کے روبرو نکاح پڑھ لے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب:- اس طرح نکاح صحیح ہے مگر شامی میں منقول ہے کہ زید کو مجلس نکاح میں روبرو شاہدین عورت کی تحریر کو سنانا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ فلانہ عورت بنت فلاں نے مجھکو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا ہے لہذا میں اپنا نکاح اس سے کرتا ہوں تم اس کے گواہ رہو۔ پس اگر اس طریق پر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہوجاوے گا[3] فقط

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للامام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۷۹) امر بتزویج امرأۃ فزوجہ جاز (درمختار) لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۳۲۰) ما فیہ۔ [2] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل والفضولی ج۲ ص۳۲۶) ما فیہ۔ [3] ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورتہ ان یکتب الیہا یخطبہا فاذا بلغہا الکتاب احضرت الشہود وقرأتہ علیہم وقالت زوجت نفسی منہ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بالغ اپنے نکاح کا باپ کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۵) ایک شخص بالغ سفر میں ہے اُس کا والد مکان پر اس کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب وقبول کرتا ہے اس شخص نے جو سفر میں ہے بذریعہ خط اپنے والد کو لکھ بھیجا کہ تم کو میری جانب سے ایجاب وقبول کی اجازت ہے اس طرح نکاح جائز ہے یا نہیں یا پھر نکاح دایجاب وقبول کی ضرورت ہے۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں نکاح صحیح ہے وکیل نکاح اپنے موکل کی طرف سے ایجاب وقبول کرسکتا ہے قال فی الدر المختار کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك ویقول الآخر تزوجت الخ وفی الشامی قولہ کزوجت نفسی الخ) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلا او ولیا او وکیلا الخ ومثل بنتی ابنی ومثل موکلتی موکلی الخ شامی[1] پس دوبارہ اُس شخص کو جو سفر میں ہے ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

عورت نے پانچ ہزار مہر پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کردیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۶) زید وہندہ دونوں بالغ ہیں ان کا نکاح ہوا ہندہ نے اپنا مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج تعین کرکے وکیل کو ہدایت کی لیکن وکیل بھول گیا یا کسی اور وجہ سے اس نے قاضی کے سامنے ہندہ کی رضامندی شرع محمدی مہر پر ظاہر کی یعنی دو دینار سرخ اور ۳۳ تنکہ چنانچہ اس تعین مہر سے نکاح ہوگیا فریقین کے ملنے پر اختلاف مہر کا حال معلوم ہوا۔ ہندہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہے اور زید اس بڑی رقم کو متحمل نہیں کرتا کیا نکاح ہوگیا۔ زید نے ہندہ کو چھوا بھی نہیں ہے صرف صورت دیکھی ہے کیا کوئی تعداد مہر کی واجب ہوئی۔ ؟

الجواب:- یہ نکاح موقوف ہے اگر زید اس مقدار پر راضی ہو

---

[1] ردالمحتار کتاب النکاح ص۲۶۱ ج۲ نیر " " " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

جو منکوحہ کہتی ہے تو نکاح نافذ ہوگا اور اگر راضی نہ ہو تو باطل ہوگا کما فی نکاح الفضولی درمختار میں زیادتی کی طرف خلاف کرنے کی مثال موجود ہے کمی کی نہیں ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بصورت خلاف وکیل کو اختیار باقی نہیں رہتا پس وہ بحکم فضولی ہوگا قال فی الدر المختار وکلہ بان یزوجہ فلانۃ فعکذا فزاد الوکیل فی المھر لم ینفذ[1] الخ۔ فقط

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۷) ایک عورت بیوہ نے بوجہ اندیشہ فساد خفیہ نکاح اس طرح کیا کہ جس شخص سے نکاح کیا اس کو اس عورت نے یہ کہا کہ میں نے تجھکو اجازت دی میرا نکاح اپنی ساتھ کرلو دو گواہوں کے سامنے پانچ روپیہ مہر پر چونکہ گواہ اس موقعہ پر نہیں آسکتے تھے نہ عورت کسی دوسرے موقعہ پر جاسکتی تھی اس لئے اس شخص نے علیحدہ مسجد میں دو آدمیوں کے سامنے یہ کہدیا کہ فلاں عورت نے مجھے اجازت دی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو اس لئے میں تم دونوں گواہوں کے سامنے اس عورت کو پانچ روپیہ مہر پر قبول و منظور کرلیا اور تم دونوں کے سامنے نکاح اس عورت کا اپنے ساتھ کرلیا۔ شرعاً نکاح درست ہوا یا نہ ۔ ؟

الجواب :۔ یہ نکاح منعقد ہو گیا[2]۔

مندرجہ طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۲۸) یہاں نکاح کا یہ طریق ہے کہ پہلے نسبت ہوتی ہے جس میں تمام امور طے ہو جاتے ہیں حتی کہ وقت نکاح سے چند گھنٹہ پہلے قاضی صاحب کو دلی کی طرف سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں کا نکاح فلانہ کے ساتھ اتنے مہر میں ہوگا فلاں فلاں وکیل دگواہ ہوں گے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۰۹ ج ۲ ۔ تغیر ۔

[2] اما الوکالۃ فنوع من الولایۃ کما فی تصرف فی المؤکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ص ۳۲۶ ج ۳) تغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

پھر ولی یا اوس کی اجازت سے تین قریبی رشتہ دار لڑکی کے پاس اجازت نکاح کی لینے جاتے ہیں لڑکی سکوت وغیرہ سے اجازت دیدیتی ہے پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لیکر خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب وقبول نکاح کا کرا دیتا ہے تو اس صورت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں درمیان ائمہ کے کچھ اختلاف تو نہیں ہے بعض دفعہ زوج حنفی اور زوجہ شافعی ہوتی ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق تو نہ ہوگا۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں موافق تفصیل سوال کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور جب کہ ولی یا اس کے وکیل نے قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح کرنے اور ایجاب وقبول کرنے کی دیدی تو قاضی اس کا وکیل ہو گیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ان بلاد میں بھی قریب قریب اسی صورت سے ایجاب وقبول ہوتا ہے کہ ولی یا اس کا وکیل قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح خوانی کی دیتا ہے اور وہ خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب وقبول کراتا ہے اور اس میں حنفی وشافعی ہونے سے کچھ اختلاف نہیں ہوتا سب کے نزدیک باتفاق اس طرح ایجاب وقبول صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ من کتب الفقہ۔ فقط۔

---

[1] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل ردالمحتار مطلب فی الوکیل ص۴۴۴ ج۴ ۔۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل چہارم متفرق مسائل واحکام نکاح

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے

سوال (۱۱۲۹) زید اپنی پھوپھی زاد بہن یا چچازاد بہن سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا بعض مصالح کیوجہ سے کیا حدیث کی رو سے غیر خاندان میں شادی کرنا پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ ؟

الجواب:۔ شریعت میں اس بارہ میں توسیع ہے جہاں مناسب سمجھے شادی رشتہ کرے خواہ غیروں میں یا رشتہ داروں میں شریعت میں نہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح شادی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ غیروں میں ہی کرے جہاں اپنی مصلحت مقتضی ہو وہاں کرے[۱] فقط۔

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق کا بارہ سال میں۔

سوال (۱۱۳۰) لڑکا کتنے سال کا بالغ سمجھا جاتا ہے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ عورت کو قوی کس عمر کے لڑکے پر دیا گیا ہے اور مراہق کتنے برس کا ہو جاتا ہے۔ ؟

الجواب:۔ اگر اور کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا گیا ہے اور بارہ برس کی عمر کا لڑکا مراہق ہو جاتا ہے اور بالغ سے پردہ کرنا ضروری ہے[۲]

---

[۱] قال اللہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (سورۃ النساء۔۱) الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزوم مسا ولصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۵ ج ۲) [۲] لابد فی کل منہما من سن المراھقۃ واقلہ الا ثنی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام (رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۲۸۵ ج ۲) فقیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے

سوال (۱۱۳۱) احمد کا رشتہ یوسف کی لڑکی سے ہو کر تاریخ نکاح مقرر ہو گئی اور لڑکی والوں کی فرمائش کے موافق کپڑا زیور وغیرہ تیار کرا کر دیا گیا غرض کل سامان تیار ہو چکا اور چار روز میں نکاح ہونے کو تھا کہ اسماعیل نے یوسف کی اسی لڑکی سے پیغام بھیجا کہ احمد سے نہ کرو وہ غریب ہے ہم بیس ہزار کا زیور دیتے ہیں ہماری ساتھ نکاح کر دو غرض احمد کا زیور کپڑے وغیرہ واپس کر کے اسماعیل نے اپنا نکاح اس سے کر لیا یہ فعل اسماعیل کا جائز ہے یا حرام لڑکی والوں نے احمد کا پیغام توڑ کر اسماعیل سے زیادہ پیسے کے لالچ میں نکاح کر دیا ان کے لئے کیا حکم ہے فاسق فاجر ہیں یا کیا۔ ؟

الجواب:۔ اولیاء دختر کو مصلحت دختر کی رعایت کرنا مقدم ہے اور خلاف وعدہ کرنا اگرچہ بے وجہ ممنوع ہے لیکن بہتری دختر کی اگر دوسری جگہ کرنے میں ہو تو اولیاء دختر کو اس کی اجازت ہے بلکہ ضروری ہے کہ مصلحت دختر کی رعایت کیجاوے البتہ اسماعیل کو نہ چاہئے تھا کہ یوسف کی دختر سے خطبہ اپنے نکاح کا بھیجتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ[1]۔ فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرتا ہے عورت منکر ہے کیا کیا جائے

سوال (۱۱۳۲) زید دعویٰ کرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے باجازت ہندہ ہو گیا تھا لیکن ہندہ انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی مجھے اس نے بجبر اپنے یہاں روک رکھا ہے۔ شاہد بن کا بیان ہے کہ ہم نے ہندہ سے تو اجازت کا کوئی لفظ نہیں سنا البتہ زید کو جب کہ وہ بروقت نکاح ہندہ کے پاس سے آیا یہ کہتے سنا کہ ہندہ میری ساتھ نکاح کر لینے کے لئے راضی ہے اور اجازت دیتی ہے

---

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح والخطبۃ عن البخاری ومسلم ص۲۷۰ ۔ طیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

چنانچہ اسی بنا پر قاضی نے نکاح پڑھا دیا تو کیا یہ نکاح درست ہے۔ ؟

الجواب :۔ اس صورت میں جب تک دو گواہ عادل ایجاب قبول کے سننے والے موجود نہ ہوں نکاح ثابت نہ ہوگا اور زید کے اس کہنے سے کہ ہندہ نکاح کرنے پر راضی ہے اجازت و رضاء ہندہ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ نکاح کے گواہ نہیں ہیں کذا فی عامۃ کتب الفقہ[1]۔

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۳) زید قوم کنجن نے ثالث پر عدالت دیوانی میں دخل زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہے کہ میری عورت منکوحہ ہے اور ثالث نے اغوا کیا ہے اور اب وہ میرے خلاف ثالث ہی کی طرفدار ہے۔ ثالث کہتا ہے کہ یہ ایک طوائف تھی مجھ سے ملاقات ہوئی اور میرے گھر آگئی۔ عورت بھی اس کے بیان کی تائید کرتی ہے۔ عدالت نے یہ مقدمہ پنچایت میں بھیجکر دریافت کیا کہ عورت منکوحہ زید ہے یا نہ۔ پنچایت نے زید سے گواہ طلب کئے زید نے گواہ قوم کے کنجن پیش کئے۔ پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ گواہ عادل نہیں اس لئے نکاح زید کا ثابت نہیں ہے اور عورت بھی منکر ہے"۔ اس صورت میں فیصلہ پنچایت کا صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ ایسے گواہوں کی موجودگی بوقت ایجاب وقبول سے جن کا ذکر سوال میں ہے یعنی کنجن وغیرہ نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار زوجہ از نکاح مثلاً ایسے فاسق گواہوں سے عند الحاکم والقاضی نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ پس فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے۔ فاسق گواہوں سے نکاح کا ثبوت

---

[1] وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر لیتحقق رضاھما وشرط حضور شاھدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولھما معا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۰۳) تفیہ

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ بوقت انعقاد نکاح دو مرد عادل پرہیزگار موجود ہوا کریں جو ایجاب و قبول کو سنیں تاکہ بوقت ضرورت ان کی شہادت سے نکاح ثابت ہو جائے یا اگر فساق ہی موجود ہوں تو ان سے توبہ کرالیجاوے کہ بعد توبہ کے وہ بھی عادل و ثقہ ہو جاتے ہیں اگرچہ پہلے زنا وغیرہ افعال محرمہ کے مرتکب ہوں[1]۔

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۴) مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا ہے اور ہر دو یعنی مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا امان خان اثبات نکاح کے دو گواہ بھی پیش کرتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کا ان کے باہم ہونیکا کر رکھا ہے باوجود مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف کے انکار کے ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور باوجود انکار نکاح ان ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے۔ ؟

الجواب:۔ بدوں دعویٰ کے نکاح میں شہادت مسموع نہ ہوگی اور نکاح ثابت نہ ہوگا کیونکہ حقوق عباد میں بلا دعویٰ کے شہادت مسموع نہیں ہوتی

---

[1] وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح الخ او فاسقين الخ وان لم يثبت النكاح بهما (درمختار) اعلم ان النكاح له حكمان حكما لانعقاد وحكم الاظهار فالاول ما ذكره والثاني انما يكون عند الجاحد فلا يقبل في الاظهار الا شهادة من تقبل شهادته في سائر الاحكام (ردالمحتار كتاب النكاح ص ۲۷۵ ج ۲ و ص ۲۷۶ ج ۲ تلخيص)

Maktaba Tul Ishaat.com

کما فی الشامی فی بیان شرائط الشہادۃ وتقدم الدعوی فیما کان من حقوق العباد[1] صفحہ ۳ جلد (۴) اور وہ امور جن میں دعویٰ شرط نہیں ہے ان میں نکاح داخل نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الشامی۔ (لہذا نکاح ثابت نہیں ہوا۔ ظفیر)

تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے کے ساتھ رہی اور دعویٰ نکاح کیا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۵) ہندہ ایک آوارہ عورت ہے اُس کا پہلا نکاح ایک معمولی شخص سے ہوا تھا اُس نے بعض وجہ سے ہندہ کو تحریری طلاق نارغلطی لکھکر ادس سے کنارہ کشی اختیار کرلی یہ طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ بصورت وقوع طلاق اندردن میعادِ عدت ہندہ نے زید کے ساتھ جو ایک دولت مند آدمی تھا رہنا شروع کیا کچھ دنوں بعد زید نے لاولد انتقال کیا۔ زید کے انتقال کے بعد ہندہ نے بطمع جائداد متروکہ زید اپنے آپ کو زوجہ منکوحہ زید کی ہونے کا دعویٰ باعلان کیا اور بیان کیا کہ میرا نکاح زید سے بالکل خفیہ طور پر ہوا تھا اس طرح پر کہ سوائے قاضی ناکح و دکیل و دو گواہان خالد و بکر عام طور پر وقوع نکاح نامعلوم ہے۔ لیکن ثبوت نکاح کے لئے اول تو دکیل مطلق کو پیش نہیں کیا ہے اور دو گواہان خالد و بکر مسلمہ ہندہ و ناکح کو وقوع و تسلیم نکاح سے قطعاً انکار ہے صرف ناکح قاضی ہندہ کے موافق نکاح تسلیم کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں۔ اور قاضی شرعاً کیا فیصلہ کرے گا۔ ؟

الجواب :— ہندہ پر شوہر اول کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی کیونکہ تحریری طلاق اور فارغلطی سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

[1] ردالمحتار کتاب الشہادات صفحہ ۴۱۳ ج ۴ ۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کما حققہ فی الدر المختار[1] ورد المحتار۔ باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہان عادل کے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو ثابت نہ ہوگا۔ کما فی الدر المختار قولہ ولو فاسقین الخ اعلم ان النکاح لہ حکمان حکم الانعقاد وحکم الاظہار فالاول ما ذکرہ والثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظہار الا شہادۃ من تقبل شہادتہ فی سائر الاحکام کما فی شرح الحاوی فلذا انعقد بحضور الفاسقین والاعمیین والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا وابی العاقدین وان لم یقبل اداء ہم عند القاضی[2] الخ اس عبارت سے اور نیز عبارت درمختار سے واضح ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب وقبول سننے سے منعقد ہوجاتا ہے اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادۃ ہوں۔ لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ثبوت عند القاضی بحق کافۃ الناس بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔ فقط۔

مرد نکاح کا دعویٰ کرے عورت انکار تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۶) ایک عورت ایک شخص کے پاس عرصہ چھ سال سے رہتی تھی اب وہ عورت اس کے پاس سے نکل گئی شخص مذکور نے بذریعہ عدالت اُس کو گرفتار کرادیا عورت کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس دوستانہ طریقہ سے رہتی تھی اب رہنا

---

[1] کتب الطلاق فان مستبنا علی خلوۃ وقد ان نوی وقبل مطلقا ولو علی نحو الماء فلا مطلقا یکتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان یکتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ھذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ص ۵۸۹ ج ۲) فقط

[2] رد المحتار کتاب النکاح ص ۲۶۶ ج ۲ ۔ فقط ۱۲ ۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں چاہتی شخص مذکور کا بیان ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ دہلی میں ہوا ہے اور ایک فقیر نے نکاح پڑھایا تھا اب وہ فقیر مر گیا کسی قسم کی دستاویز وغیرہ بھی نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب:۔ اگر مرد کے پاس دو گواہ عادل نکاح کے نہیں اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے تو دعویٰ مرد کا شرعاً ثابت نہ ہوگا۔ کذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعویٰ کرے اور مرد انکار کرے کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۷) اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ میرا خاوند عنین ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطی کی ہے تو ملاحظہ عورت کا کیا جائیگا یا مرد کا اگر ملاحظہ کرنے والا غیر مسلم ہو تو اس کی شہادت معتبر ہے یا نہ۔ اور ایک شخص کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ اگر مرد کا عنین ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کو مہلت دیجاویگی یا نہیں اور مہلت دیجاوے گی تو کس وقت سے۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولو ادعی الوطی وانکرته فان قالت امرأة ثقة واثنتان احوط الخ هی بکر الخ خیرت فی مجلسها وان قالت هی ثیب او کانت ثیبا صدق بحلفه[2] الخ وفیه قبیله ویؤجل من وقت الخصومة[3] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ملاحظہ عورت کا کیا جاوے گا اور غیر مسلم کا اعتبار نہیں ہے اور ایک عورت مسلمہ ثقہ کا قول معتبر ہے اور شوہر کے عنین ہونے کے ثبوت پر شوہر کو مہلت ایک برس کی دیجاوے گی اور مہلت وقت خصومت سے دیجاوے گی۔ فقط

---

[1] نصابها الغير حامل الحقوق الخ کما فی الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجوع عن الشهادة ج ۴ ص ۴۶۸ ط سعید

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۳ ص ۲۲۰ ۔ [3] ولو وجدت عنینا اجل سنة الخ ویؤجل من وقت الخصومة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ج ۳ ص ۲۲۰)

Maktaba Tul Ishaat.com

کلکٹر سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرنے سے حکومہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳۸) عبدالستار کا نکاح سکینہ بی بی سے ہوا تقریباً سات برس ہوئے سکینہ کا باپ محمد صدیق سکینہ کو عبدالستار کے گھر سے لطائف الحیل سے اپنے گھر لے گیا بعد چند روز کے عبدالستار نے رخصتی کو کہا مگر والدین نے رخصت نہ کیا مجبوراً عبدالستار نے دعویٰ رخصتی دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ میں محمد صدیق نے یہ کارروائی کی کہ ایک جھوٹا دعویٰ اس مضمون کا کلکٹر صاحب کے یہاں دائر کیا کہ عبدالستار نان ونفقہ سے خبر گیری سکینہ کی نہیں کرتا سکینہ کو اجازت عقد ثانی کی دی جاوے کلکٹر نے اجازت دیدی محمد صدیق نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا صورت مذکورہ میں نکاح ثانی سکینہ کا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں سکینہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہوا اور مرتکب فعل مذکور کا عاصی وظالم وفاسق ہے مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی بھی شوہر نان ونفقہ اپنی زوجہ کو نہ دے تو اس وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا الخ ولا بعدم ایفاء حقھا الخ[1] پس جب کہ واقعی نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہو سکتی تو جھوٹا دعویٰ کر کے کیسے تفریق ہو سکتی ہے۔ فقط۔

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں

سوال (۱۱۳۹) لطیف نے دعویٰ حقوق ازدواج دائر عدالت دیوانی کیا جس کے اوپر گواہ اثبات نکاح کے دیدئے اور لطیف نے روبرو مصنف صاحب کے یہ بیان کیا کہ امیر مدعا علیہ سے قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر حلفیہ بیان دے دیوے کہ اس کی بہن مسماۃ فتح خاتون کی شادی مظہر کے ساتھ نہیں ہوئی تو

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ج ۲ ص ۱۰۳ طبع ۔ ۔ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میرا دعویٰ خارج کیا جاوے منصف صاحب نے اس کے حلف اٹھانے پر امیر مدعا علیہ سے دعوی مدعی لطیف کا خارج کر دیا یہ جائز ہے یا نہ اور فتح خاتون کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ مسئلہ شریعت کا یہ ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر[1]۔ پس مدعی مسمی لطیف نے اگر دو گواہ عادل و ثقہ ثبوت نکاح کے پیش کر دیئے ہیں تو حاکم کو حکم انعقاد نکاح کا دینا چاہیئے تھا اور اگر وہ ہر دو گواہ عادل و ثقہ نہیں ہیں یا ان کی شہادت میں سقم ہے تو مدعا علیہا یعنی مسماۃ فتح خاتون کے انکار حلفیہ پر مدعی کا دعوی خارج ہو سکتا ہے اور اگر مسماۃ نابالغہ ہے تو ولی کا حلف کافی ہے پس بصورت بالغہ ہونے مسماۃ مذکورہ کے خود اس کے حلف کی ضرورت ہے اس کے بھائی کے حلف سے مدعی کا دعوی شرعاً خارج نہ ہوگا اور نکاح ثانی مسماۃ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

منگنی کا دعویٰ کیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۱۴۰) زید دعویٰ کرتا ہے کہ عمر نے اپنی ہمشیرہ ہندہ کی نسبت میری ساتھ کر دی۔ عمر کہتا ہے کہ میں نے نسبت نہیں کی زید غلط دعوی کرتا ہے شرعاً نسبت مانی جائے گی یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ زید کے پاس اگر اپنے دعوی کے موافق دو گواہ شرعی موجود نہیں ہیں تو قول عمر کا معتبر ہے اور بعد ثبوت منگنی کے بھی عمر اگر مصلحت نہ سمجھے اس سے نکاح کرنے کی اور لڑکی کے لئے وہ موقع اچھا نہ ہو تو اس سے نکاح کر دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[2]۔ فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف باب الاقضیۃ والشہادات ص ۳۲۶ ۔ تخریج ۲ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواہم لادعی رجال اموال قوم ودماءہم ولکن البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر رواہ البیہقی وروی الدارقطنی نحوہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷ تخریج ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

چھٹا باب
مسائل و احکام کفارت

فاسق سے نکاح بلا اجازت ولی درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۴۱) ایک طوائف ایک شخص سے نکاح کرنے کو مستعد ہوئی۔ اس کے باپ نے یہ کہا کہ یہ شخص علانیہ افعال فسق میں مبتلا ہے لہذا میں اس سے نکاح کرنے پر مستعد نہیں۔ کسی صالح شخص سے نکاح کرلے۔ بعدازاں اُس شخص نے گناہوں سے تائب ہوکر اس عورت سے بلا اذن اس کے والد کے نکاح کر لیا ہے۔ اگر پہلی حالت میں یعنی بلا تائب ہونے کے نکاح ہو جاتا تو صحیح ہوتا یا نہیں۔ اور اب جو پچھلی صورت میں نکاح ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور ولی اگر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ عبارت درمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ املاً وھو المختار للفتویٰ[1] الخ کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب:۔ اگر عدم کفاءت اس بنا پر ہے کہ وہ شخص افعال فسق میں مبتلا تھا تو بعد تائب ہونے کے نکاح کی صحت میں کلام نہیں[2] اگرچہ ولی راضی نہ ہو۔ البتہ پہلی صورت میں بلا رضا ولی کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۸ و ص۳۰۹۔ ط

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ رمشکوٰۃ باب التوبۃ والاستغفار ص۲۰۶) ط

Maktaba Tul Ishaat.com

کما ہو مفاد عبارۃ الدر المختار[1] ۔ فقط

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلا اجازت ولی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۲) ایک طوائف اپنے والدین کی رضامندی اور تعلیم سے ناچنے گانے اور زنا کاری میں مبتلا تھی بامداد سرکار ان سے جدا ہو کر ایک آشنا قدیم ملازم ریلوے سے کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے نکاح کرنا چاہتی تھی اور والدین کا ابتداء سے یہ اصرار تھا کہ اس شخص سے نکاح نہ کرے۔ پردیسی فاسق ہے۔ ہماری برادری کا ایک صالح شخص ہے اس سے یا کسی اور باشندہ شہر نیک آدمی سے نکاح کرے وہ عورت کسی دوسرے سے رضامند نہیں تھی۔ ناچار اس مرد سے مسلمانوں کی جماعت کثیر نے توبہ کرا کر اس عورت سے نکاح کرا دیا۔ یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا بسبب عدم کفارت و عدم رضاء والدین منعقد نہیں ہوا۔ ؟

الجواب :۔ جب کہ زوج شریف ہے اور عورت دنیہ ہے تو عدم کفارت کی وجہ سے بطلان نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا اس لئے کہ کفائت میں جانب زوج کا اعتبار ہے کہ وہ عورت سے کم درجہ کا نہ ہو اگرچہ عورت کمتر ہو[2]۔ اور زوجین جب کہ دونوں تائب ہو گئے تو اس حیثیت سے کفارت بھی ثابت ہو گئی

---

[1] وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوا الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا (الدر المختار) علی هامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۲۴۴ ج۲ نمبر۔ [2] الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ ولصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریعۃ ابت ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش بلا تفنیلہ دنائۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح والکفاءۃ وھی حق الولی لاحقہا (الدر المختار) علی هامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۲۴۳ ج۲

Maktaba Tul Ishaat.com

بہر حال نکاح مذکور صحیح ہے فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ الزمن جانبہ الخ لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح و فی الشامی قولہ من جانبہ ای یعتبران یکون الرجل مکافئا لہا فی الاوصاف الآتیۃ بان لا یکون دونہا فیہا ولا تعتبر من جانبہا بان تکون مکافئۃ لہ فیہا بل یجوز ان تکون دونہ فیہا الخ[1]. الحاصل نکاح مذکور جو برضا بالغہ ہوا صحیح ہے کیونکہ شوہر بعد توبہ کے فاسق نہ رہا اور نسبا اعلیٰ ہونا شوہر کا ظاہر ہے۔

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۳) ایک ہندیہ سیدہ بالغہ نے ایک ہندی نعمانی ابنا را بو حنیفہؒ سے نکاح کیا۔ آیا اولیاء سیدہ کو فسخ نکاح کا حق ہے۔ کیا ابناء ابو حنیفہؒ حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیقؓ وغیرہما کے کفو ہیں بعض نے کہا کہ کفو ہیں کیونکہ غیر قریش قریش کے کفو ہیں اور نعمانی تو عجمی ہیں — ؟

الجواب — قال فی الدر المختار العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وھو الاصح فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاہر الروایۃ واقرہ المصنف ثم ذکر عن النہر ان العالم العجمی کفو للعربیۃ ورجحہ الشامی وقال وکیف یصح لاحد ان یقول ان مثل ابی حنیفۃ او الحسن البصری وغیرہما ممن لیس بعربی انہ لا یکون کفوا لبنت قرشی جاہل اولبنت عربی بوال علی عقبیہ[2] الخ لیکن ظاہر ہے کہ

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۲۵ و ج ۲ ص ۳۲۶ . نظر۔

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۲۳ و ج ۲ ص ۳۲۴ . نظر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ اختلاف و ترجیح بصورت عالم ہونے عجمی کے ہے کہ نص ابن ہمام ہوئی ہے جس سے عجمی کی کفارت عربیہ قرشیہ کے ساتھ ثابت نہ ہوئی ۔

فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلا ولی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۴) ایک شخص نیم ملا گداگر فاسق معلن چور بدچلن زکوٰۃ خوار سوال کا پیشہ رکھنے والا ایک صالح مالدار مرد کی بیٹی بندہ کو در غلوا کر باپ کے گھر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکاح کرلے گیا جس کی عمر ۱۳ سال ہے حیض مل وغیرہ کا نشان نہیں رکھتی وہاں جاکر اس کے ساتھ بلا اذن ولی سار قانہ نکاح پڑھالیا۔ جب ولی کو علم ہوا تو اپنی دختر کو گھر لے آیا اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح پڑھا دیا۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا سماۃ ہندہ بالغہ ہے یا نابالغہ اور کیا نکاح زنی کا پڑھایا ہوا درست ہے یا اس گداگر کا۔ اور کیا گداگر فاسق وغیرہ صالح بنات کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ سماۃ ہندہ ۱۳ سالہ اس صورت میں نابالغہ ہے اور نابالغہ کا نکاح بدوں ولی کے صحیح نہیں ہے پس وہ نکاح جو اس اجنبی شخص نے کیا شرعاً صحیح نہیں ہوا اور ولی نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوا کما فی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیرۃ[1] درمختار اور فاسق کفو صالحہ بنت صالح کا نہیں ہے کما فی الثانی فالفاسق لا یکون کفوا الصالحۃ بنت صالح[2] شامی ص ۳۳۱ ج ۲ ۔

گاڑیبان رودگر کا کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۵) جو گاڑیبان بیل گاڑی چلاتا ہے رودگر کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ ہو سکتا ہے ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۲ ج ۲ ۔ مصر

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۳۱ ج ۲ ۔ مصر

Maktaba Tul Ishaat.com

صالحہ کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۶) مسماۃ ہندہ بالغہ با عصمت صالحہ نے زید سے کہ جو بحیثیت قومیت تو برابر ہے مگر لیاقت علم۔ تہذیب۔ عزت۔ دولت صلاحیت میں بمقابلہ ہندہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور ان تمام افعال ناشائستہ میں جو باعث عار ہوتے ہیں مبتلا اور بالکل خلاف شرع ہے بغیر رضامندی ولی کے نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اگر صحیح نہیں ہوا تو اگر چند عرصہ کے بعد عیوب سے زید درست ہو جائے تو نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید سے کسی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے یا نہیں اور زید کی موجودہ حالت دیکھکر تفریق نہ کرانا کیا حکم رکھتا ہے۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان وفی الشامی ان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو[1] الخ پس جب کہ روایت مفتی بہ کے موافق وہ نکاح ہی نہیں ہوا کہ جو ہندہ نے بلا رضاء ولی غیر کفو میں کیا۔ تو بوقت درستی حال شوہر پھر وہ صحیح نہیں ہو سکتا اور ہر حال میں تفریق باہمی زید و ہندہ ضروری و لازمی ہے اور کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور تفریق نہ کرانا ایسی حالت میں کہ عدم کفاءت بوقت نکاح ثابت تھی۔ معصیت و اعانت علی المعصیت ہے۔ فقط۔

غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں ——

سوال (۱۱۴۷) زید غیر کفو غیر صحیح النسب نے اپنے کو شریف النسب جتلا کر بکر شریف سید کی بالغہ لڑکی ہندہ سے بوکالت غیر ولی اپنا نکاح کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار لفساد الزمان[2] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عیوب یا خود اپنا نکاح

[1] دیکھئے رد المحتار اور الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۔ [2] ایضاً نظر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر کفو میں کرے بلا اجازت و رضا ولی کے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا پس جبکہ وہ نکاح صحیح ہی نہ ہوا تو فسخ کی ضرورت نہیں ہے۔

صالح اور کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۸) ایک شخص حجام زادہ نے قدرے روپیہ جمع کر کے پیشہ بزازی اختیار کر لیا ہے اور اب وہ بزازوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بالغہ بیٹی نے بغیر اجازت والدین کے ایک خاندانی بزاز سے نکاح کر لیا۔ نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ایک خط لڑکی کے باپ کو تحریر کیا کہ یہ فعل میں نے نادانی سے کیا ہے آپ مجھے معاف کریں۔ اور میں نے نکاح کی درخواست اس لئے آپ سے نہ کی کہ شاید میرے ماموں ناراض ہوں گے کیونکہ اس کے رشتہ داروں کے نزدیک لڑکی کا باپ رذیل ہے۔ چند روز بعد لڑکی کی والدہ لڑکی کو لے آئی تھوڑے روز بعد لڑکے نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ لڑکی کو میرے گھر بھیجدو۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ ایک گھر تلاش کر کے سامان خانہ داری اس میں رکھدو تو ہم لڑکی کو روانہ کر دیں گے۔ اس نے گھر کرایہ پر لیکر قدرے سامان بھی اس میں جمع کر دیا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور مفتی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے شخص مذکور فاسق ہو گیا اور مرد فاسق اس عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اس لئے نکاح اول منعقد نہیں ہوا اور وہ وطی مثل زنا کے ہے اسکی عدت بھی نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکا اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں بباعث اغوا کرنے لڑکی کے اگر وہ شخص فاسق ہو گیا تو وہ لڑکی بباعث فرار فاسقہ ہوئی یا نہیں۔ لڑکی کی والدہ کا اس کے گھر پہنچا دینا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے آنا اور لڑکے کا خط تحریر کرنا اور لڑکی کے والد کا لکھنا کہ ایک گھر تیار کر دو ہمارا دل ہے کہ نہیں ان دونوں میں بغیر ولی کے نکاح منعقد ہوتا ہے کہ نہیں کیا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا لڑکی کے باپ کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ ؟

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح[1] الخ وفیہ ایضا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا[2] الخ

عبارت اولیٰ سے یہ معلوم ہوا کہ فاسق کفو صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کا نہیں ہے[3] اور عبارت ثانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح باطل ہے موقوف اجازت ولی پر نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں شوہر بسبب اغوا کرنے اور بھگا لیجانے عورت کے فاسق ہو گیا لہذا بموجب روایت ثانیہ درمختار جو کہ مفتی بہا ہے نکاح اس کا اس عورت سے صحیح نہیں ہوا اگرچہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو بوجہ فرار مع الرجل الاجنبی کے جب کہ باپ اس کا صالح ہو۔ پس اگرچہ پیشہ بنازی کی وجہ سے وہ دونوں ہم کفو ہیں لیکن فسق کی وجہ سے مرد اس عورت کا کفو نہیں رہا اگرچہ وہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو جب کہ باپ اس کا صالح ہو کما مر۔ یہ امور دلالت رضا رہیں لیکن جب کہ نکاح پہلے منعقد ہی نہیں ہوا تو یہ رضا اس نکاح کو صحیح نہیں کر سکتی اور منعقد نہیں ہوتا موافق قول مفتی بہ کے۔

سوال (۱۱۴۹) ایک لڑکے و لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں ہوا لڑکی کی والدہ کی اجازت سے۔ اب وہ دونوں بالغ ہیں۔ لڑکی کو بالغہ ہو کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میرا شوہر اور اس کا باپ دونوں بے نکاحی عورت سے ہیں اسی وجہ سے لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں۔ تو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ باپ دادا لڑکی کے مر چکے تھے۔

لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں

الجواب: یہ نکاح منعقد نہیں ہوا درمختار میں ہے واذا کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام الخ لا یصح النکاح من غیر الکفو[4] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۴۰ ج۲ و ص۴۴۱ ج۲ ۔ ظفر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۰۹ ج۲ ۔ [3] ایضا ص۴۱۹ ج۲ ۔ ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۰) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی کر سکتی ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضاء ولی کے نہیں کر سکتی ۔ اگر کریگی تو موافق روایت مفتی بہا کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی[۱] ۔ (لیکن یہ واضح رہے کہ غیر کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ لڑکا نیچ خاندان ہو ۔ اور اگر لڑکا عورت سے اونچے خاندان کا ہے تو جائز ہے ۔ ظفیر ۔)

سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۱) اگر سید اپنی دختر دوشیزہ برضامندی خویش غیر کفو میں دینا چاہے تو شرعاً مانع ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ باپ دادا اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کریں تو صحیح ہے[۲] اور بالغہ کا نکاح برضاء دختر صحیح ہے ۔

بالغہ نے کفو میں شادی کی ۔ اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۲) ایک بالغہ نے اپنے قوی شخص سے بلا اجازت والد یا باقی اولیا جلا وطن ہو کر نکاح کر لیا ۔ کچھ دنوں کے بعد وطن واپس آئی ۔ اب بالغہ بوجہ فسق اس شخص کے ناراض ہے کیا بنت صالحہ فاسق کی کفو ہے یا نہیں ۔ اور ولی کو دفعاً للعار فسخ نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ شامی میں ہے قلت والحاصل ان المفہوم من

---

[۱] درمختار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۰ ۔ [۲] وللولی اذا زوج الصغیر والصغیرۃ الخ ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او زوجہا بغیر کفو ان کان الولی المزوج نفسہ بغبن او بغیر کفو او کان الاب المزوج احدہما یعرف منہ سوء الاختیار ۔ درمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۰ ۔ ظفیر ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

کلامہم اعتبار صلاح النکل (الی ان قال) فعلی ھذا فالفاسق لایکون کفوًا لصالحۃ بنت صالح بل یکون کفوًا لفاسقۃ بنت فاسق وکذا الفاسقۃ بنت صالح کما نقلہ فی الیعقوبیۃ فلیس لابیہا حق الاعتراض[1] انتہٰی اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت خود فاسقہ ہو وہ اگرچہ بنت صالح ہو وہ کفو ہے فاسق کی لہٰذا نکاح مذکور اگر فاسقہ بنت صالح کا فاسق کے ساتھ ہوا تو وہ صحیح ہے۔

بالغہ سیدزادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۵۳) سیدزادی بالغہ صحیحۃ النسب کا نکاح کسی دوسرے شخص غیر عالم وغیر سید سے بلا رضائے ولی درست ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ سیدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے تو بیشک موافق روایت مفتی بہا کے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے[2] اور اگر بہ رضائے ولی کیا ہے یا اس کا ولی نہیں ہے یا کفو میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشامی واما اذا لم یکن لہا ولی فہو صحیح نافذ مطلقا انفاقا کما یاتی[3] انتہٰی اور واضح ہو کہ فقہاء باب الکفاءت میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ قریش بعض بعض کے اکفاء ہیں پس شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وغیرہ جس قدر قریشی ہیں سب سادات کے ہم کفو ہیں[4]۔ فقط

---

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۴ ج۲ مصر۔ [2] ویفتی فی غیر الکفو بعد وجوازہ املا وہو المختار للفتوی لفساد الزمان (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲) مصر [3] ردالمحتار باب الولی تحت قولہ بعدہ وجوازہ ص۳۰۹ ج۲ اگے اگلے درج ہے لان وجہ عدم الصحۃ علی ہذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء اما ہی فقد رضیت باسقاط حقہا فتح (ردالمحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲ مصر۔

[4] تعتبر الکفاءۃ للرجل والنکاح نسبا فقریش بعضہم اکفاء بعض (درمختار) والخلفاء الاربعۃ کلہم من قریش (ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۶ ج۲ مصر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سید کی لڑکی نے ایک لڑکے سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا وہ کپڑا بننے والا ہے۔ کیا حکم ہے۔

سوال (۱۱۵۴) ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا عورت مذکورہ سید کی لڑکی ہے اور مرد نے پہلے اپنے کو شیخ ظاہر کیا مگر نکاح ہو جانے اور خلوۃ صحیحہ کے بعد معلوم ہوا کہ ذات کا جولاہا ہے اور یہ نکاح عورت کے والد کی غیبت میں ہوا۔ آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں بصورت صحت عورت یا اسکے والد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ نکاح مذکور جو کہ غیر کفو سے ہوا موافق روایۃ مفتی بہا کے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل اور ناجائز ہوا۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[1]۔ فقط۔

سید و شیخ کی لڑکی کا نکاح نومسلم کائستھ سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۵) ایک شخص قوم کا کائستھ ہندو تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہے وہ کفو شیخ و سید کی دختران کا ہے یا نہیں اور جو لوگ بے نماز ہیں ان کو نومسلم پسند نہیں کرتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ ؟

الجواب:۔ شیخ سید کی لڑکی کفو اس نومسلم کی نہیں ہے[2]۔ البتہ کوئی نومسلم یا دیگر اقوام کی دختر سے نکاح ہو سکتا ہے اگر بے نمازی ہو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جائے نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ فقط۔

عجمی کی تعریف اور عربی اصل عورت کا نکاح لوہار نجار اور حداد سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۶) زید کہتا ہے کہ اگر سید زادی یا ادنائی یا اور کسی اعلیٰ قوم کی عورت کسی ادنیٰ قوم کی مسلمان باشندہ لوہار۔ نجار۔ حداد سے مثلاً نکاح کرے بلا رضائے ولی کے تو بلا کراہیت درست ہے کیونکہ عجمیوں نے ذات کو ضایع کر دیا ہے یہ کہنا درست ہے یا نہ؟ اور

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۹ و ج ۲ ص ۳۰۹ تغیر۔ ۱۲

[2] من اسلم بنفسہ ولیس لہ اب فی الاسلام لا یکون کفوا لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری باب خامس فی الکفاءۃ ج ۱ ص ۱۵) تغیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

کفو کتنی چیزوں میں پنجاب ہند و سندھ و بنگالہ وغیرہ میں معتبر ہوگی۔ عجمی کس کو کہتے ہیں زید یہ سند پکڑ لایا ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر قوم سے منع کرنا یہ مذہب شیعہ کا ہے عینی ۱۰۲/۲ کی عبارت پیش کرتا ہے وفی البسیط ذھب الشیعۃ الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرھم مع التراضی قال السروجی وھی قولاں باطلان ۔ الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور کیا جواب ہے۔ ؟

الجواب :۔ عجمی کی تعریف ردالمحتار میں یہ کی ہے قولہ واما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب[1] الخ پس جو شخص منسوب الی قبائل العرب نہیں ہے وہ عجمی ہے اور درمختار میں ہے العجمی لایکون کفوا للعربیۃ[2] الخ اور جواب عینی کا یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ نکاح سادات علویات کا غیر علویات کے لئے بالکل ممنوع ہے اور مذہب اہل السنت و جماعۃ کا یہ ہے کہ اولاً علویات کا غیر علویات سے وہ مطلقاً منع نہیں کرتے بلکہ قریش غیر علویات کا سیدہ علویہ سے نکاح صحیح ہے کما فی الدرالمختار فقریش بعضھم اکفاء بعض[3] اور ثانیاً عجمیوں سے بھی علویات کا نکاح حرام نہیں ہے بلکہ اگر ولی اور وہ عورت راضی ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے فاین ھذا من ذالک۔ فقط۔

غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے

سوال (۱۱۵۷) ایک مسلمان کسی قوم میں سے ہو وہ دوسری قوم میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ بالغ کا باپ ایسا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور وہ راضی ہو غیر کفو میں شادی کرنے سے تو اس کا باپ اور دادا بھی راضی ہو

---

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ ۲/۳۲۶ ۔ [2] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ۲/۳۲۵ ۔ [3] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ۲/۳۲۵ ۔ وغیرہ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تب بھی درست ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ[۱]۔ فقط۔

ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے

سوال (۱۱۵۸) زید ولد الزنا ہے اس کے اقارب اس کے نکاح کرنے سے عار کرتے ہیں زید مذکور کفو ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ ولد الزنا کفو ولد الحلال اور ثابت النسب کا نہیں ہو سکتا لیکن اگر باپ اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو نکاح صحیح ہوگا یا خود دختر بالغہ ولی کی اجازت سے اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کر لیوے تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے[۲]۔

نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو جائز ہے

سوال (۱۱۵۹) زید نے (جو کہ شیخ فاروقی ہے) اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمرے (جس کا تین پشت سے اسلام ہے) کر دیا ہے یہ لڑکا اس لڑکی منکوحہ کا کفو ہے یا نہیں اس لڑکی کو نکاح کے فسخ کا اختیار بالغہ ہونے پر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کی دختر کا کفو نہیں ہے لیکن باپ اگر اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو صحیح ہے[۳] اور نابالغہ بعد بالغہ ہونے کے

---

[۱] واذا زوجت نفسها من غیر کفوء ورضی به احد الاولیاء لم یکن لهذا الولی ولا لمن مثله ولایة ردّه فی الولایة حتی الفسخ الخ وکذا اذا زوجها احد الاولیاء برضاها کذا فی المحیط (عالمگیری باب خامس عشر فی الاکفاء والکفاءة ص۱۵۰ ج۲) اذا زوجها من رجل عرف انه غیر کفوء فعند ابی حنیفة یجوز لان الاب کامل الشفقة وافر الرای فالظاهر انه ناظر غایة التامل ووجد غیر الکفوا صلح من الکفوء کذا فی المحیط (ایضاً ص۱۵۲ ج۲) غیر

[۲] قوله بعد مرجوازه الخ وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا (ردالمحتار باب الولی ص۴۰۹ ج۲) غیر

[۳] ویفتی فی غیر الکفو بعد مرجوازه اصلاً (درمختار) هذه روایة الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد الخ فلابد حینئذ لصحة العقد من رضاه صریحا (ردالمحتار باب الولی ص۴۰۹ ج۲) غیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اُس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی۔ کذا فی الدر المختار والشامی[۱]۔ فقط

سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں

سوال (۱۱۶۰) غیر کفو مرد اور عورت میں نکاح بغیر اجازت عورت کے باپ کے ہو سکتا ہے یا نہیں خواہ عورت بیوہ ہو یا کنواری۔ عورت سیدانی ہو اور مرد شیخ ہو یہ غیر کفو ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ سید اور شیخ ہم کفو ہیں غیر کفو نہیں ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریش ہیں[۲] پس اگر عورت سیدانی بالغہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ شوہر شیخ سے نکاح اپنا برضا خود کرے تو وہ نکاح صحیح ہے باپ اس کو توڑ نہیں سکتا۔ کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی[۳] اھ فقط

رد نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو درست ہے

سوال (۱۱۶۱) زید نے غیر کفو میں سو برس ہوئے نکاح کر لیا تھا اس کی اولاد، اولاد الاولاد ہوتی رہی اور آپس میں نکاح شادی ہوتے رہے کوئی غیر اولاد میں نہیں رہی اب سو برس بعد ایک شخص زید کی قوم کا زید کے خاندان میں جو اس عورت سے ہے جس کا نکاح سو برس ہوئے ہوا تھا اور وہ عورت غیر کفو تھی نکاح کرتا ہے جائز ہے یا نہیں اور والدین یا کسی ولی کو حق فسخ نکاح بوجہ غیر کفو ہونے کے ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ زید کا غیر کفو میں نکاح کر لینے سے زید کی اولاد کے نسب میں کچھ فرق نہیں ہوا کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے پس اگر زید کی اولاد

---

[۱] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لایکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ص۲۴۲ ج۲) ظفر۔ [۲] فقریش بعضھم اکفاء بعض اھ والعرب بعضھم اکفاء لبعض الانصاری والمھاجری فیہ سواء کذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری مصطفائی الباب الخامس فی الاکفاء ص۱۵ ج۲) ظفر

[۳] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۴۰ ج۲۔ ظفر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

میں سے کوئی لڑکی بالغہ اپنا نکاح بدوں رضائے اولیاء غیر کفو میں کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[1] الخ اور اگر کوئی لڑکا بالغ زید کی اولاد میں سے بلا رضاء ولی کے اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے تو وہ صحیح ہے اور ولی اس کو فسخ نہیں کرسکتا کیونکہ کفاءت کا اعتبار اس میں نہیں ہے کہ کوئی مرد شریف کسی کم نسب والی عورت سے نکاح کرے کہ اس میں عورت پر کچھ عار نہیں ہے[2] اور مرد کی اولاد جو اُس عورت سے ہوگی وہ باپ کے نسب پر ہوگی۔ فقط

بیوہ سیدانی غیر قریشی سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۲) ایک سیدانی بیوہ اگر کسی غیر قریشی سے کہ وہ نہ تو عالم ہے اور نہ پٹھان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہوگیا ہو تو ایسے نکاح کو شرعاً توڑ دینا لازمی ہے یا نہ۔ اور کیا یہ نکاح قابل فسخ ہے اور وہ شخص قابل تعزیر ہے یا نہیں اگر تعزیر ہے تو کیا۔ ؟

الجواب:۔ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو وہ مطلقاً صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں کرے تو اگر اس کا ولی موجود ہے اور وہ راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب مذہب مفتی بہ غیر صحیح ہے اور اگر اس کا کوئی ولی نہیں ہے یا ہے لیکن وہ راضی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہے اور مرد غیر قریشی عورت سیدانی کا کفو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[3] الخ قال فی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحر وا ما اذا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۰ ج۲ ۱۲ منہ

[2] الکفاءۃ معتبرۃ الخ من حانبہ الخ لا نعتبر من جانبھما لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۵ ج۲) منہ ۱۲

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۰ ج۲ ۱۲ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا[۱] الخ صفحہ ۲۹۷ جلد (۲) شامی
اور جس صورت میں عدم جواز نکاح کا فتویٰ ہے اُس میں مابین زوجین تفریق کرادی جاویگی
اور کوئی تعزیر شرعًا اس میں نہیں ہے۔ فقط

بٹھان نے دھوکہ دیکر سیدزادی سے نکاح کرلیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۳) ایک پٹھان نے اپنی قومیت کو چھپاکر ایک سید کے یہاں پیغام نکاح دیا نکاح اس بنا پر قرار پایا کہ اگر تم شیخ ہو تو نکاح کیا جائیگا اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہ۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح ہو گیا تھا مگر بوجہ دھوکا دہی کے عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار[۲] ہے۔ فقط

ولی کی بلا رضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کرلیا درست ہوا یا نہیں

سوال (۱۱۶۴) ایک عورت بالغہ ثیبہ نے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہا اس کے اولیاء میں سے اس ملک میں سوائے اس کی پھوپھی کے کوئی نہیں وہ مزاحم ہوئی حاکم وقت نصاریٰ کے حکم سے وہ نکاح ہو گیا پھوپھی نے بحیثیت ولی فسخ نکاح کا دعویٰ کیا پھوپھی کے دعویٰ پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو وہ کونسا ولی ہے جسے اس دعوے کا حق ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے یا عصبات میں سے۔ امام طحاوی رح نے باب النکاح بغیر ولی عصبہ کا جو باب باندھا ہے اس میں عصبہ کی قید سے کیا فائدہ ہے کیا اس میں اخیر تک ولی عصبہ ہی سے بحث ہے یا عام اولیاء سے فتاویٰ سراجیہ میں ہے امراۃ تزوجت من غیر کفو فللولی ان یعترض ویرفع الی القاضی حتی یفسخ وان لم یکن الولی ذا رحم محرم کابن العم۔ اس کے کیا معنی ہیں اور ابن عم بنفسہ نہیں۔ ؟

---

[۱] رد المحتار باب الولی ص ۳۰۹ ج ۲ ۔ [۲] ولو انسب الزوج لها نسبا غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوا فحق الفسخ لها دعالمگیری باب خامس فی الاکفاء ص ۱۷۰ ج ۱ بر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:۔ کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ولی نکاح کا عصبہ ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ذوی بالفروض وذوی الارحام کو ولایت حاصل ہے پس جبکہ سوائے پھوپھی کے اور کوئی ولی اس عورت کا وہاں موجود نہ تھا تو ولی اس حالت میں پھوپھی تھی جو کہ ذوی الارحام میں سے ہے[1] اور یہ بھی تصریح کتب فقہ میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بدوں اجازت ورضا ولی صحیح نہیں ہوتا پس جب کہ پھوپھی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب فتویٰ متاخرین فقہاء صحیح نہیں ہوا اور امام طحاوی رح کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی دراصل عصبہ ہے اگر عصبہ نہ ہو تو پھر حسب تصریح دیگر فقہاء ذوی الفروض وذوی الارحام ولی ہوتے ہیں جس کی تفصیل وترتیب کتب فقہ میں موجود ہے اور فتاویٰ سراجیہ میں جو اعتراض ولی کا حکم لکھا ہے یہ اصل مذہب حنفیہ کا ہے لیکن متاخرین حنفیہ کا فتویٰ بطلان نکاح مذکور کا ہے۔ یعنی غیر کفو میں نکاح بالغہ بلا اجازت ولی کی باطل ہوتا ہے ولی کو فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب تفصیل درمختار و ردالمحتار میں ہے[2]۔ فقط۔

بٹھانی عورت کا نکاح شیخ زادہ سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۵) ایک عورت مسماۃ ہندہ بیوہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یعنی عورت بٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے مسماۃ کے علاقی چچا اور بیس بیس حارج ہیں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ بیوہ اپنا نکاح غیر کفو سے بلا رضامندی ولی کے کرے اور ولی اس کا اس نکاح سے راضی نہ ہو تو وہ نکاح نہیں ہوتا فتویٰ اسی پر ہے اور پہلے یہ مسئلہ لکھا جا چکا ہے لیکن اب توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت بٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے یعنی قریش میں سے ہے جو کہ افضل ہے عورت کی قوم سے لہذا اگر

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للامام الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص۲۹۲ ج۲ نمبر۔ [2] وہذا فی غیر الکفو بعد مرجوعہ اصلا وہو المختار للفتوی لفساد الزمان (ایضاً ص۳۰۰ ج۲ نمبر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت واقعی یہی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ کفارت شوہر کی طرف سے معتبر ہے کہ شوہر عورت سے کمتر نہ ہو اور عورت کی طرف سے معتبر نہیں ہے یعنی اگر عورت کم درجہ کی ہو اور شوہر باعتبار نسب کے اعلیٰ درجہ کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں شرعاً و عرفاً عار نہیں ہے قال فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ الزمن جانبہ ای الرجل لا ان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح[1] الخ۔ فقط

خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نومسلم سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۶) ایک لڑکی خوردسالہ جس کے باپ دادا مسلمان تھے اس کا نکاح اس کے ماموں نے حالانکہ باپ زندہ باہر فاصلہ پر رہتا ہے ایک شخص نومسلم سے جس کے باپ دادا غیر مسلم تھے کر دیا اگر اسکا باپ اس عقد پر اعتراض کرے تو شرعاً اس عقد پر مؤثر ہو سکتا ہے۔؟

الجواب:۔ چونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اس لئے بلا اجازت ولی اقرب یعنی باپ کے صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط۔ (اور اس لئے بھی نابالغہ کا ولی جب باپ موجود ہے تو ماموں کو حق ولایت حاصل نہیں ہے باپ کے رد کر دینے سے وہ نکاح درست نہیں رہا۔ منہ)

کفو میں نکاح درست ہے

سوال (۱۱۶۷) زید نے ہندہ ثیبہ بالغہ بیوہ سے بلا اذن و رضامندی تن بخشی کرائی اور دس درہم مہر مقرر ہوا زید نے وطی بھی کی زید خود مقر ہے نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور ولی کو فسخ کرنیکا حکم ہے یا نہیں۔ زید اتمام مہر مثل سے انکار نہیں کرتا نہ فسخ ہوا ہے نکاح کفو میں ہوا ہے مہر مثل زیادہ ہے۔؟

مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا

الجواب:۔ جب کہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو ولی کو بصورت اتمام مہر مثل فسخ کا اختیار نہیں ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور ولی اتمام مہر مثل کرا سکتا ہے۔ کما فی الشامی

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۲۷ و ج ۲ ص ۳۲۸۔ بحر۔ [2] من اسلم معسر ولیس لہ ابن فی الاسلام لا یکون کفوا لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاوی قاضی خان (الفتاوی التاتارخانیۃ باب خامس فی الاکفاء ج ۵ ص ۳۱۰) بحر

Maktaba Tul Ishaat.com

قولہ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قید بذالک لئلا یتوھم عودہ الی قولہ فنفذ نکاح حرۃ الخ وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مہر المثل فقد علمت ان للولی الاعتراض ایضا والظاھر انہ لاخلاف فی صحۃ العقد وان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو[1] الخ فقط

ولد الزنا کا اور صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہیں یا نہیں۔

سوال (۱۱۶۸) ایک لڑکا ولد الزنا ہے اور لڑکی حلال نطفہ سے پیدا ہے۔ یہ دونوں کفو ہیں یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ وہ باہم کفو نہیں ہیں[2]۔

معمار کی شادی نجار سے جائز ہے

سوال (۱۱۶۹) زید معماری کا پیشہ کرتا ہے اور عمر کی خاندانی حالت یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اور بڑے نجاری کا پیشہ کرتے تھے لیکن عمر عطاری کی دوکان اور پارچہ دوزی کا کام کرتا ہے۔ زید نے عمر کی سب حالت دیکھکر اپنی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے کر دیا زید کی ہمشیرہ بعد نکاح ایک ماہ تک عمر کے گھر رہی۔ بعد ایک ماہ کے زید ہمشیرہ کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور عمر نے جو بہت ایام تک زید کی ہمشیرہ سے ہم بستری کی وہ جائز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ عمر کا نکاح زید کی ہمشیرہ سے صحیح ہو گیا اور ہم بستری وغیرہ سب جائز ہوئی زید کا انکار اب شرعاً معتبر نہیں ہے[3]۔ فقط

مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہو گیا

سوال (۱۱۷۰) ایک مسلمان لڑکی نابالغہ کا

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص۳۰۸ ج۲۔ غیر۔ [2] وتعتبر الکفاءۃ نسبا وحریۃ واسلاما ودیانۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۷ ج۲) غیر [3] وافاد کما فی البحر انہ لایلزم اتحادھما فی الحرفۃ بل التقارب کاف فالحائک کفو لحجام والدباغ کفو للکناس والصفار کفو لحداد والعطار کفو لبزاز قال الطوانی وعلیہ الفتوی (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۳ ج۲) غیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح ایک نہنگ قوم غیر یا بنداحکام اسلام سے غلطی سے دارنان نے کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کو اسلام سے مس نہیں ہے۔ لہذا لڑکی اُن کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی نہ وارث بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ ۔ ؟

الجواب :۔ اگر وہ شخص جس سے نکاح ہوا مسلمان کلمہ گو تھا اگرچہ فاسق تھا دیندار نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا اور[1] بدوں طلاق دینے شوہر کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر کافر تھا اور دعوئی اسلام کا نہ کرتا تھا اور کلمہ توحید سے منکر تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۱) ایک شخص نے اپنا نسب غلط بیان کر کے ایک شریف خاندان لڑکی سے باجازت اس کے باپ کے نکاح کر لیا حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت طلب نہیں کی گئی اب قبل رخصت اس شخص کا مجہول النسب ہونا ظاہر ہو گیا تو اس صورت میں ابطال یا فسخ نکاح کا حق ولی اور لڑکی کو ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ ولی اور عورت کو نکاح باقی رکھنے اور فسخ کرانیکا اختیار ہے۔ کما فی الشامی نقلا عن البحر عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوء فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفوا فحق الفسخ لها دون الاولياء[2] ص۲۴۴ جلد(۲) اور باب العنین کے آخر میں

---

[1] لو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا الاخيار لاحد۔ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ص۲۴۳ ج۲) ظفر۔ ۱۲

[2] رد المحتار باب الكفاءة ص۲۴۶ ج۲ الا اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذالك ثم ظهر انه غير كفوء كان لهم الخيار (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ص۲۴۳ ج۲) ظفر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

صاحب شامی نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص نے دھوکہ دیکر اور اپنا نسب غلط بتا کر نکاح کر لیا بعد میں اگر غیر کفو ظاہر ہوا تو ولی اور زوجہ دونوں کو فسخ کا اختیار ہے بناء بر حق کفارت کی[1] اور اگر کفو ہے مگر جو نسب بیان کیا تھا وہ غلط نکلا تو اس صورت میں صرف عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اس وجہ سے دھوکہ کا اثر اس پر پڑے گا۔ کما قال لکن ظهر لی الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزیر لا لعدم الکفاءة بدلیل انه لو ظهر کفوا یثبت لها حق الفسخ لانه غرها الخ[2] فقط۔

ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں

سوال (۱۱۷۲) قریشی ہاشمی اور سادات بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں اور دیگر قریش عرب پس ان کے مابین نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ قریشی ہاشمی و سادات بنی فاطمہ باہم کفو ہیں اور قریش بقیہ عرب غیر قریش کے کفو نہیں ہیں درمختار میں ہے فقریش بعضهم اکفاء لبعض قال فی الشامی اشار به الی انه لا تفاضل فیما بینهم من الهاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرهم ولهذا زوج علی وهو هاشمی ام کلثوم بنت فاطمة وعمر وهو عدوی تمیمانی فلو تزوجت هاشمیة قریشیا غیر هاشمی لم یرد عقدها وان تزوجت عربیا غیر قریشی لها مهر مثلها کتزویج العربیة عجمیا الخ[3] فقط

اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۷۳) ایک عورت قوم آدان کی اگر حجام سے نکاح کر لیوے تو ولی عورت کا جو کہ اعلیٰ کفو کا ہے

---

[1] لو تزوجته علی انه حرا وسنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا لها الخیار (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۳۲۳) ملخصا۔ [2] رد المحتار باب الجنایة وغیرہ قبیل باب العدة ج ۲ ص ۵۲۳ ۔ ملخصا۔ [3] رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۳۲۳ ۔ ملخصا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بہ نسبت حجام کے شرعاً نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں عرب و عجم میں نسب کا لحاظ ہے یا نہیں

الجواب: ۔ کفارت میں نسب کا اعتبار عرب میں ہے اور عجم میں پیشہ وغیرہ کا اعتبار ہے پس اگر عورت اعلیٰ ہے باعتبار کفارت کے اور مرد کم درجہ کا ہے اور کفو عورت کا نہیں ہے اور وہ عورت اس مرد سے نکاح کر لیوے تو ولی کو اختیار نکاح کے فسخ کرانیکا ہے کذا فی الدر المختار[1] فقط۔

چچا نے غیر کفو میں شادی کر دی تو جائز ہے یا نہیں

السوال (۱۱۷۴) مشرف خان نے اپنی برادری والی نور النساء بی بی کا نکاح بحالت نابالغی ایک شخص کے ساتھ کر دیا لیکن نور النساء بی بی مذکورہ نے ہنگام بلوغ اپنے اظہار کر دیا کہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کرتی میرے چچا نے میرا نکاح غیر کفو میں کر دیا تھا جس سے میں راضی نہیں ہوں ایسی صورت میں اس نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب: ۔ در مختار میں ہے کہ باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی مثل تایا چچا وغیرہ کے اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر نابالغہ کو بعد بلوغ کے اس کے فسخ کرانیکا اختیار ہوتا ہے یعنی یہ کہ بذریعہ قاضی کے فسخ کرا لے پس اس صورت میں اگر نابالغہ مذکورہ کا نکاح اسکے چچا نے غیر کفو میں کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا لڑکی کو اختیار ہے کہ بعد بالغہ ہونیکے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے ولو کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب وابیہ الخ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلا[2] الخ فقط۔

---

[1] والکفاءۃ حق الولی لا حقھا فلو تحت رجلا ولم تعلم حالہ فاذا ھو عبد لا خیار لھا بل للاولیاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۶ ج۲) وان زوجت من غیر کفو لا بلزام ولا یصح (رد المحتار باب کفاءت ص۳۲۶ ج۲) ولہ ای للولی اذا کان عصبۃ الخ الاعتراض فی غیر الکفو فیفسخہ القاضی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۵ ج۲) نغیر۔ [2] تقدم ان غیر الاب والجد لو زوج الصغیرۃ او الصغیر فی غیر کفو لا یصح (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۶ ج۲) نغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں ــــ

سوال (۱۱۷۵) ہندہ بالغہ نے بغیر اجازت اپنے اولیاء کے زید سے نکاح کر لیا زید و ہندہ دونوں ہم قوم ہیں لیکن ہندہ کا کنبہ تیل نکالنے کا کام کرتا ہے اور زید کا کنبہ زنا کاری کرتا ہے ہندہ کے اولیا اس نکاح کی اجازت نہیں دیتے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب:۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی الخ قال فی رد المحتار للشامی و قال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی احتیاط الخ[1] ص ۲۹۷ جلد ثانی شامی وفیہ ایضاً من الکفاءۃ فلیس فاسق کفوا لصالحۃ الخ[2] درمختار۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط ۔

ادنی قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرے تو درست ہے

سوال (۱۱۷۶) ایک عورت بالغہ قوم بافندہ رذیل قوم عمر ۱۸ سال نے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے ایسے مرد سے جو شریف قوم کا ہے بدون اجازت و رضا دلی کے کر لیا اور دو گواہوں کے روبرو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا جو کہ اس نے اپنی رضامندی سے شریف قوم کے مرد کے ساتھ کر لیا ہے بدون اجازت ولی کے روبرو دو گواہوں کے وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا ہے شامی میں ہے وان کان ما ظہر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد الخ ص ۵۹۸ وفی ص ۳۱۷ باب الکفاءۃ وفیہ اشعار بان نکاح الشریف الوضیعۃ لازم فلا اعتراض للولی بخلاف العکس[3]

---

[1] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۳۰۸ ۔ ص ۳۰۶ ۔ ۱۲ طبع

[2] ایضاً باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۲۱ و ص ۳۲۲ ۔ ۱۲ طبع ۱۲

[3] رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۲۶ ۔ ۱۲ طبع ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

جاہل کسان عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۷۷) الزراع الجاهل هل يكون كفوا صغيرة العالم وهي غير عالمة اما لا واذا زوج غير الاب والجد الصغيرة من رجل زراع هل يصح النكاح ام لا والحرفة في الكفوء معتبرا ام لا۔ ؟

الجواب:۔ اقول وبالله التوفيق۔ قول صاحب درمختار ولا هما العالم وقاض[1] وتحقیق علامہ شامی ولا هما لبنت عالم وقاض الخ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس صورت میں زراع جاہل کفو بنت عالم کا نہیں ہے اور غیر اب وجد نے یہ نکاح کیا تو بہ قول مفتی بہ نکاح صحیح نہ ہوگا ان كان الزوج غيرهما اى غير الاب أبيها لا يصح النكاح من غير كفوء[2] الخ درمختار۔ البتہ اگر اب یا جد ایسا نکاح کریں تو صحیح ہے[3] درمختار۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے

سوال (۱۱۷۸) نجدی وہابی غیر مقلد کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ ہے جیسے مرزائی اور شیعہ غالی ان سے مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح حرام ہے نکاح نہ ہوگا اور جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ نہیں ہے جیسے غیر مقلد اور نجدی ان سے نکاح سنیہ عورت کا صحیح ہے۔ فقط۔

شریف عورت نومسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۹) عورت مسلمہ شریف خاندان نومسلم کی کفو ہو کر نکاح دونوں میں ہو جاوے گا یا نہ۔ ؟

الجواب:۔ شریف عورت جس کے آباء و اجداد مسلمان چلے آرہے ہیں

---

[1] دیکھئے الدر المختار مع رد المحتار باب الكفاءة ص۲۰۳ ج۲ ولا الخياط لبنت البزاز والتاجر ولا هما لبنت عالم وقاض (رد المحتار ص۲۴۳ ج۲ غیر ۱۲

[2][3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ص۲۱۹ ج۲۔ غیر ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

تو مسلم کی کفو نہیں ہے لہذا اگر ولی اس عورت کا راضی نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور اگر ولی اور وہ عورت راضی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے۔ وبفتی فی غیر الکفو بعد مرجوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ درمختار وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ[1] شامی جلد (۲)

افغان اور اہیر ہم کفو ہیں یا نہیں اور ان کا باہم نکاح درست ہے یا نہیں۔؟

سوال (۱۱۸۰) زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیرا اور اس کے درثار زراعت پیشہ ہیں۔ زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے درثار کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال یکساں ہے لہذا زید مذکور اس عورت ہندہ کا کفو ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کرا سکتے۔ قال فی الدرالمختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب الخ[2] شامی نقط

پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے۔

سوال (۱۱۸۱) مسماۃ بندی بیوہ قوم پٹھان نے اپنا نکاح شمشاد علی خان راجپوت سے کر لیا ہے اس پر مسماۃ بندی کی ماں اور بھائی ناخوش ہیں کہتے ہیں کہ اس نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح ناجائز ہے اور قابل فسخ ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ جو قومیں عجمی ہیں ان میں کفارت معتبر نہیں ہے لہذا صورت مسئولہ میں نکاح مسماۃ بندی بیوہ کا جو شمشاد علی خان کے ساتھ ہوا ہے وہ صحیح اور نافذ ہے[3] اور بھائی

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص۲۰۸ ج۲ و ص۲۰۹ ج۲۔ [2] ردالمحتار باب [illegible]

[3] وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (درمختار) [illegible] فی العرب قولہ واما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب الا من کان لھم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ (ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۴۳۵ و ۴۳۶ ج۲) ظفر

Maktaba Tul Ishaat.com

ادس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط۔

نومسلم مرد عورت کا نکاح درست ہے ان میں کفارت کا اعتبار نہیں۔

سوال (۱۱۸۲) ایک بھنگی نے اسلام قبول کیا اور ایک ہندوانی عورت نے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا کفو کا لحاظ ہوگا۔ ؟

الجواب:- ان کا نکاح باہم جائز ہے اس میں کفارت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دونوں نومسلم ہونیکے وجہ سے ایک درجہ میں ہو گئے[1] فقط۔

پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۸۳) میری ساتھ لیک عورت بیوہ نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے لیکن عورت پڑھی ہوئی ہے اور میں جاہل ہوں مدعی کا دعویٰ ہے کہ ہماری لڑکی پڑھی ہوئی کا نکاح تجھ جاہل کے ساتھ جائز نہیں ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب:- عورت بالغہ اگر اپنی مرضی سے اپنا نکاح کفو میں کرے تو صحیح ہے اور عورت کا پڑھی ہوئی ہونا اور شوہر کا جاہل ہونا مانع صحت نکاح سے نہیں ہے جب کہ شوہر عورت سے باعتبار پیشہ وغیرہ کے کم درجہ کا نہ ہو[2] فقط۔

قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا کیا طریقہ ہوگا

سوال (۱۱۸۴) قوم افغان عربی ہیں یا عجمی اگر عربی ہیں تو عرب کے کس قبیلہ کیطرف منسوب ہیں اگر عجمی ہیں تو کیا عجم میں کفو نسبی معتبر ہے یا نہیں۔ ملک افغانستان میں بعض جگہ رواج ہے کہ اپنی لڑکیوں کو فروخت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے لوگ تیلی۔ جولاہا۔ درزی۔ موچی۔ حجام۔ میراسی وغیرہم قبیلا کر ان سے نکاح کرتے ہیں شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ؟

---

[1] وامافی الدعوی فغیر حرمیۃ اسلاما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۶ ج۲ طبع

[2] کفارت میں علم کا اعتبار نہیں، نسب وغیرہ کا اعتبار ہے فتعتبر الکفاءۃ فی الحرمیۃ والاسلام فقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۵ ج۲ طبع

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- اس امر کی تحقیق ان کے نسب نامہ سے ہو سکتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کہاں پہونچتا ہے اور اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے نہیں ہے[۱] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے ہے اور لڑکیوں پر قیمت لینے کا رواج اور رسم قبیح اور بد ہے مگر نکاح ہو جاتا ہے۔

سوال (۱۱۸۵) افغان کا نکاح کمبوہ سے درست ہے یا نہیں۔ ہندہ نے اپنا عقد بغیر اجازت و رضا اپنے حقیقی چچا زید سے کر لیا۔ ہندہ ایک دولت مند شریف خاندان قوم افغان سے ہے اور زید ایک غریب آدمی قوم کمبوہ سے ہے جن کو قوم شریف نہیں جانتے تو ولی ہندہ کا نکاح شرعاً فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔؟ اخرجہ دارقطنی ثم البیہقی فی سننہما عن جابر عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء۔ ولا یزوجن الا الاولیاء اور نیز یہ بھی موطا امام محمدؒ میں ہے ولو زوجت المرءۃ لنفسہا من غیر کفوء فلولیہا الفسخ حاشیہ موطا امام محمد رحمہ اللہ ص۲۴۵ باب نکاح بغیر ولی۔

الجواب:- پٹھان اور کمبوہ باہم کفو ہیں اور عورت بالغہ خود بلا اجازت ولی کے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے اور نکاح بالغہ کا کفو میں بلا اجازت ولی کے صحیح اور نافذ ہو جاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے صحیح اور منعقد ہو گیا۔ اور چونکہ نکاح کفو میں ہوا ہے لہذا ولی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی[۲] الخ۔ فقط۔

سوال (۱۱۸۶) توسیت اور ولدیت تبدیل کر کے نکاح جائز ہے یا نہیں توسیت اور ولدیت تبدیل کر کے نکاح ہوتا ہے یا نہیں۔؟

---

[۱] وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (ردالمحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۳۳۰) نظیر

[۲] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۳۰۷-۱۲- نظیر ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا ہے[۱]۔

نابالغہ کا انکار

سوال (۱۱۸۷) ۱؎ ہندہ نابالغہ کو جب فریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔ ؟

نابالغہ کی اجازت

سوال (۱۱۸۷) ۲؎ ہندہ نے بحالت عدم بلوغ نکاح کرنا منظور کیا پھر جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت نکاح کو نامنظور کیا اور فوراً ہی انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب:- ۱؎ نابالغہ کا انکار و عدم انکار برابر ہے (اگر صرف اسکی اجازت سے نکاح کیا گیا ہے تو درست ہی نہیں ہوا[۲]۔ ظفیر)

۲؎ بعد بلوغ کے انکار معتبر ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[۳]۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط۔ (صرف نابالغہ کی منظوری سے نکاح درست نہیں اس لئے اگر ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو وہ نکاح نہیں ہوا کہ فسخ کی ضرورت ہو۔ ظفیر)

شیعہ دھوکہ سے نکاح کرے تو وہ جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۸۸) اگر مرد شیعہ کسی عورت کو یہ دھوکہ دے کہ میں سنی ہوں تو اس نکاح کی بابت علماء دین کیا فتویٰ فرماتے ہیں۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح نہیں ہوتا اور عورت اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ فقط۔

۱؎ لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافهما او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لغیط او ابن زنا لها الخیار الخ (رد المحتار باب الاکفاء ۳ ج ۲ ص ۳۳۶) ظفیر۔ ۱۲

۲؎ وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق ای شخص صغیر و یشمل الذکر و الانثی (رد المحتار باب الولی ص ۳۰۴) ظفیر۔ ۱۲

۳؎ لهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ الخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۲ ج ۲ ص ۳۲۱) ظفیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ۔

سوال (۱۱۸۹) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ہندہ کے پسر سے کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا لڑکا حرامی ہے تو ایسے لڑکے سے جس کے نسب میں فرق ہو اور برادری میں بدنامی ہو زید قبل بلوغ دختر اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ اس صورت میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے لڑکی بعد بلوغ کے اس کو فسخ کر سکتی ہے اور ولی بھی فسخ کر سکتا ہے[1] فقط

نسب میں دھوکہ دے کر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۰) ایک شخص نے اپنے کو افغان ظاہر کر کے ایک نومسلم صالح شخص کی لڑکی سے نکاح کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ افغان نہیں ہے لڑکی اور ولی نے اسی وقت سے اظہار ناراضی کر دیا ہے آیا لڑکی اور اس کے ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ اگر وہ شخص کفو نہ نکلا تو لڑکی اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے کیونکہ اس نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے کی صورت میں فقہاء نے یہی حکم لکھا ہے کہ عورت اور اس کا ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں کذا فی الدر المختار[2] ۔ فقط ۔

شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوتی وہ حلال ہے یا حرامی ۔

سوال (۱۱۹۱) عورت سنی اور مرد شیعہ کا نکاح درست ہے یا نہیں اور جو اولاد ہوگی وہ حلال ہے یا حرامی اور اس مرد اور عورت کا جماع شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ عورت سنیہ کا مرد شیعہ سے نکاح درست نہیں ہے ان میں

---

[1] و [2] لو تزوجته علی انه حر او سنی او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لغیط او ابن زنا لها الخیار (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۳۲۶) الا اذا شرطوا الکفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها علی ذالك ثم ظهر انه غیر کفو فلا کان لهم الخیار (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۳۲۶) نظر ۱۲ ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

باہم تفریق کرادینی ضروری ہے اور مجامعت ومقاربت درست نہیں ہے باقی یہ کہ اولاد جو ہو چکی وہ ثابت النسب اور ولد الحلال ہے یا نہیں۔ اس میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ ردافض کے کفر وارتداد میں کچھ تفصیل ہے اور نسب کے بارے میں احتیاط ہے اس لئے جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور وارث ہوگی[1] لیکن آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئے۔

قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے نقیر نے دھوکہ دیکر شادی کی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۲) زینب بیوہ قوم راجپوت سے ہے اس کی ایک لڑکی ہندہ نابالغہ ہے زینب نے دھوکہ زید میں آکر (جو کہ قوم کا نقیر تھا اور اس نے اپنے کو راجپوت بتلایا) اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح زید سے کردیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ کنبہ والے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے معتبر نہیں[2] ہے بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے پر مدار ہے بناء علیہ ظاہر صورت سوال میں نکاح منعقد ہوگیا اور بدوں طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح ہندہ نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد نکاح معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۳) زید نے بکر سے یہ کہا کہ میں قوم کا مردہ ہوں تم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دیدو۔ بکر نے یہ قول زید کا سنکر اپنی لڑکی نابالغہ زید کے نکاح میں دیدی اب یہ معلوم ہوا کہ زید نومسلم کسی اور قوم کا ہے مردہ نہیں ہے بلکہ نٹ ہے۔ ا۔ لڑکی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں اور نکاح جائز رہا یا نہیں اور وہ لڑکی والدین کے یہاں رہ سکتی ہے

---

[1] ویحتاط فی اثبات النسب ما امکن (رد المحتار فصل فی المحرمات ص۲۰۱ ج۲) وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب العدة وثبوت النسب (ایضاً باب العدة ص۸۳۵ ج۲) فلیر

[2] وهذا فی العرب واما فی العجم فنعتبر حریة واسلاما (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءة ص۴۳۵ ج۲) فلیر

Maktaba Tul Ishaat.com

یا نہ۔ یا شوہر کے یہاں رہے۔ ؟

الجواب: تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار الخ (در مختار[1]) وفی الشامی لو انتسب الزوج لها نسبا غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل[2] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور بعد فسخ کرنے نکاح کے بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھے شوہر کے گھر نہ بھیجے کیونکہ نکاح فسخ ہو گیا۔ فقط

سیدہ کا نکاح نومسلم حجام سے ہو گیا اور قبول دوسرے نے کیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۴) ۱۔ ہندہ بالغہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ایک شخص کو دی کہ خالد سے کر دے۔ بجز ماں کے ہندہ کا کوئی ولی نہیں ہے۔ وکیل بالنکاح نے ہندہ کا عقد یوں کیا کہ خالد خاموش رہا اور کسی دوسرے نے قبول کیا اور کسی تیسرے نے مہر کی تعیین کی اور مجلس مناکحت ختم ہوئی اور وکیل بالنکاح وغیرہ بھی اٹھ گئے پھر بعد عقد خالد و ہندہ یکجا ہوئے اور دو ماہ تک ساتھ رہے اتفاقاً ہندہ کو معلوم ہوا کہ میرا خاوند نومسلم حجام ہے اس کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ نطفہ سادات سے تھی ہندہ اپنے گھر چلی آئی اور اس سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ بھی طلاق دینا نہیں چاہتا۔ اس میں کیا حکم ہے۔ ؟

مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۴) ۲۔ کیا مرد کی خاموشی ایجاب قبول سے ثبوت نکاح کے لئے کافی ہے۔ ؟

غیر کفو سے علیحدگی کی صورت

سوال (۱۱۹۴) ۳۔ کیا تفریق کفو میں افتراق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔ ؟

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدة ۲/۵۳۴ رد المحتار باب الکفاءة ۲/۳۲۶ ۔ غیر۔ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدة ۲/۵۳۴ ۔ غیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

دو ماہ ساتھ رہنے کے بعد **سوال** (۱۱۹۴) ۱؎ اگر دو ماہ یا زائد غلطی سے زن وشو میں ناجائز طریقہ سے باہم صحبت رہے تو کیا حکم ہے۔ ؟

الجواب:۔ ۱؎ و ۲؎ مرد کی خاموشی ایجاب وقبول سے کافی نہیں ہے۔ اس صورت میں نکاح نہ ہوگا قال فی البزازیۃ اجاب صاحب الہدایۃ فی امرأۃ زوجت نفسہا بالف من رجل عند الشہود فلم یقل الزوج شیئا لکن اعطاہا المہر فی المجلس انہ یکون قبولا وانکرہ صاحب المحیط وقال لا ما لم یقل بلسانہ قبلت ۱؎۔ لیکن جب کہ خالد کی طرف سے کسی دوسرے شخص نے قبول کیا تو یہ قبول کرنا فضولی کا ہوا الہدایہ موقوف ہے خالد کی اجازت پر اگر خالد نے اس کے قبول کرنے کو جائز رکھا اور زبان سے کہدیا کہ میں نے اس کے قبول کو تسلیم کیا تو نکاح صحیح ہوجائے گا کما ہو حکم نکاح الفضولی۔

۳؎۔ اگر بوقت نکاح ہندہ کو اور اس کی ماں کو جو اس کی ولی ہے خالد کے غیر کفو ہونیکا علم نہ تھا تو موافق روایت درمختار ان کا نکاح نہیں ہوا۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا ۲؎ الخ اور اگر خالد نے اپنا نسب خلاف ظاہر کیا اور بعد میں ہندہ کو معلوم ہوا تو بعد علم کے اس کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی الخ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار ۳؎ الخ۔

۴؎۔ جو فعل غلطی سے ہوا وہ معاف ہے آئندہ عورت کو اختیار علیحدہ ہوجانیکا ہے۔ فقط۔

سوال (۱۱۹۵) بالغہ عورت کا نکاح غیر کفو میں بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے

ہوسکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکی متقی شخص کی ہو اور لڑکا عموماً پیشہ چوہڑی وغیرہ کرتا ہو مگر مسلم ہو نیز ولی غیراب وجد ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر دینے سے ولایت اسکی ساقط ہوتی ہے یا نہیں۔ ؟

۱؎ ردالمحتار کتاب النکاح ص۲۶۷ ج۲ نیز ۲؎ الدرالمختار علی حاشیہ ردالمحتار باب الولی ص۳۰۱ ج۲

۳؎ ردالمحتار باب الکفاءۃ ص۳۳۶ ج۲ ۔ نیز ۴؎ ۱۲ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب:- عورت اگر خود غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو اور اس کا ولی بھی اس پر راضی ہو تو جائز ہے البتہ رضائے ولی کے بغیر بالغہ عورت کو بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ وفی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر۔ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا الخ شامی[1] صفحہ ۲۹۶ جلد (۲) اور ایک دفعہ نکاح کر دینے سے ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم۔

باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۶) اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم کے مرد سے باجازت اولیاء جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- عورت بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرے اور اولیاء اس کے راضی ہوں تو وہ نکاح صحیح ہے البتہ اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو مفتی بہ یہ ہے کہ وہ نکاح غیر صحیح ہے۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذا روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد[2] الخ شامی صفحہ ۲۹۶ جلد (۲) فقط۔

سید زادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۷) سید زادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ[3] اگر سید زادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضا و اجازت سے غیر کفو میں کرے بدون اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۲۹۶ ج۲ ۔ نظیر ۔ [2] ایضاً ۔ نظیر ۔

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۲۹۶ ج۲ ۔ نظیر ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تو وہ نکاح صحیح ہے کذا فی الشامی[1] جلد (۲) نقط (یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی فاروقی، عثمانی ہے تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ یہ سید کے ہم کفو ہیں، ہاں عدم الفصل ہو تو جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

بالغہ سید زادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے۔

سوال (۱۱۹۸) ایک شخص نے حسب احکام شریعت ایک عورت سے نکاح کیا اس وقت تک کچھ علم اس بات کا نہ تھا کہ یہ عورت سید زادی ہے بعد میں شبہہ گذرا کہ یہ شاید منکوحہ سید زادی ہو اگر وہ سید زادی ہو تو اس نکاح میں کوئی نقص تو نہیں ہے درآنحالیکہ مرد غیر سید ہے۔ ؟

الجواب:- اگر اس سید زادی کا کوئی عصبہ نہ تھا یا اگر تھا تو اس کی رضا سے نکاح ہوا اور وہ سید زادی بالغہ تھی اور اس نے اپنی رضا سے غیر کفو سے نکاح کیا ہے تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے البتہ اگر اس سید زادی کا کوئی ولی عصبہ موجود ہے اور وہ اس نکاح سے جو کہ غیر کفو میں ہوا راضی نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا وبقی فی غیر الکفو بعد مرجوازہ اصلا وھو المختار للفتوی الخ درمختار۔ اور شامی میں ہے۔ وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا انفاقا الخ[2] شامی جلد ثانی صفحہ ۲۹۰۔ فقط

غیر کفو سے شادی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۹) زید نے اپنا نکاح بالغ لڑکی سے کیا جو غیر کفو کی تھی یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:- بالغہ لڑکی اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے خلاف راستدلی

---

[1] ھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا انفاقا الخ (رد المحتار ص۳۰۹ ج۲) او زوجھا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا او یصح النکاح اتفاقا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲) ظفیر

[2] رد المحتار باب الولی ص۳۰۹ ج۲ ظفیر۔ " " " " " "

Maktaba Tul Ishaat.com

وبدون اجازت ولی غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح مفتی بہ مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار اور اگر اس بالغہ کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو اور اس نے اجازت دیدی ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے[1]۔ (منشاء یہ ہے کہ لڑکی اونچے خاندان کی ہو تب یہ جواب ہے اور نکاح جائز ہے اس لئے کہ کفو کا اعتبار اسی صورت میں ہوا کرتا ہے[2]۔ تفسیر۔)

دھوکہ سے جو نکاح ہوا اس میں اختیار فسخ ہے یا نہیں۔

سوال (۱۲۰۰) زید نے ہندو سے مسلمان ہو کر ایک عورت مسلمان سے نکاح کیا اس کی دختر پیدا ہوئی بعد بلوغ دختر کا نکاح خاندان کشمیریوں میں کر دیا یہ خاندان عرصہ دراز سے مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں چونکہ ان کے ناموں میں آخر میں خان ہوتا ہے اور دستاویزات میں بھی افغان لکھواتے ہیں جس سے عموماً ان کو پٹھان سمجھتے ہیں زید نے بھی پٹھان کشمیری خیال کر کے اپنی دختر کا نکاح اس قوم میں کیا۔ دختر زید کا صرف دو دفعہ دو دو تین تین روز کے واسطے اپنے شوہر کے یہاں جانا ہوا۔ دختر زید کو شکایت ہے کہ مجھکو توہینی کلمات شوہر نے کہے میری ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا گیا مجھکو یہ کہا گیا تھا کہ کشمیری پٹھان ہیں۔ یہ پٹھان نہیں لہذا میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ مجھکو اوس سے علیحدہ کر دیا جاوے

---

[1] وینبغی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی الا ان لم یکن لھا ولی فھو ای العقد صحیح نافذ مطلقا انفاقا (درمختار) وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بخلاف ما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا لان وجود الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء الخ وقول البحر لم یرض بہ یشمل ما اذا لم یعلم اصلا فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لا یکون رضا کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحۃ العقد من رضا صریح (ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۲۷۰ و ج۲ ص۲۷۱) تفسیر۔

[2] فان حاصلہ ان المرأۃ اذا زوجت نفسھا من کفو لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفو لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانہ اذا تزوج بنفسہ کفؤا لھا او لا فانہ صحیح لازم (ردالمحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۳۲۶) تفسیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین دختر بھی چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جاوے۔ شرعاً یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ شامی میں اس باب میں تفصیل کی ہے اس قول درمختار پر۔

لو تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه الخ کان لها الخیار (قوله کان لها الخیار) ای لعدم الکفاءة واعترضه بعض مشائخنا بان الخیار للعصبة قلت وهو موافق لما ذکره الشارح اول باب الکفاءة من انها حق الولی لا حق المرءة لکن حققنا هناك ان الکفاءة حقهما ونقلنا عن الظهیریة لو انتسب الزوج لها نسبا غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوا فحق الفسخ لها دون الاولیاء وان کان ما ظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد وعن الثانی وان لها الفسخ لانها عسی تعجز عن المقام معه وتمامه هناك لکن ظهر لی الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزیر لا لعدم الکفاءة بدلیل انه لو ظهر کفوا ایضا ثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولا یثبت للاولیاء لان التعزیر لم یحصل لهم وحقهم فی الکفاءة وهی موجودة وعلیه فلا یلزم من ثبوت الخیار لها فی هذه المسائل ظهوره غیر کفوء شامی[1] جلد ثانی ص۵۹۵ آخر باب العنین قبیل باب العدة۔ اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ امام ابو یوسفؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جس صورت میں شوہر نے جو نسب اپنا بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ظاہر ہو اگرچہ وہ نسب اعلیٰ ہو زوجہ کے نسب سے اور موجب عار نہ ہو تب بھی زوجہ کو اختیار فسخ کا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لانها عسی تعجز عن المقام معه اور علامہ شامی کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی عبارت سے واضح ہے جس کو لکن ظهر لی الآن سے بیان فرمایا ہے اور خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ کی وجہ سے عورت کو اختیار فسخ ہے نہ بوجہ عدم کفاءت کے اور دھوکہ صرف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہور خلاف

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ و ص۸۲۳ ۔ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسرا بیان کرے جو واقع میں اس کا نسب نہ ہو اگرچہ غرض شوہر کی دھوکہ دہی نہ ہو جیسا کہ عبارت لو انتسب الزوج الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

بجواب سوال مکرر متعلقہ ۱۲ مندرجہ ص ۲۳۸ از بندہ احقر بخدمت بابرکت حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا صدیق احمد صاحب مدظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ پہونچا روایات فقہیہ سے دونوں باتوں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لہذا معاملات حاضرہ کو دیکھکر مفتی جس جانب کو راجح و انسب جانے فتویٰ دے سکتا ہے علم نسخ کے لئے قول طرفین فلا نسخ لاحد دلیل کافی ہے اور اگر مفتی کی رائے میں قرائن و حالات سے یہ راجح معلوم ہو کہ بحالت موجودہ زوجین میں موافقت نہ ہوگی اور نسخ کا حکم نہ کرنا دیگر فتن کا باعث ہوگا جیسا کہ مظنون ہے اور دلیل عسی ان نعجز عن المقام معہ کا چسپاں ہونا یہاں زیادہ قریب الوقوع معلوم ہوتا ہے تو قول امام ابو یوسفؒ کو اختیار کرنا بھی موید بالروایات ہے کیونکہ جیسا کہ فقہاء نے فتوے کے لئے یہ ترتیب قائم کی ہے انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث[1] الخ اسی طرح بعض نے اس کو بھی صحیح فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ اور صاحبین میں سے جس کی دلیل قوی ہوگی اس کو اختیار کیا جاوے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک الخ[2] اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ قوۃ دلیل کا معلوم کرنا ہمارا کام نہیں ہے اس کے سوا ایک اور قاعدہ کی فقہاء نے تصحیح فرمائی ہے جس کو بندہ نے پرچہ مشتملہ پر نقل کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسائل تقصار و معاملات میں علی الاطلاق قول امام ابو یوسفؒ کا مفتی بہ ہوتا ہے جیسا کہ مسائل وقف میں بھی اس کی تصریح فقہاء نے فرمائی ہے درمختار کتاب الوقف میں ہے۔ واختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط واسہل بحر وفی الدر صدر الشریعۃ وبہ یفتی واقرہ المصنف[3] الخ درمختار اور شامی میں ہے قولہ واختلف الترجیح

---

[1] ردالمحتار مقدمہ ص ۶۵۔ [2] مقدمہ ردالمحتار ص ۶۵۔ [3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الوقف ص ۵۶۶۔ ظہر

Maktaba Tul Ishaat.com

مع التصریح فی کل منہما بان الفتوی علیہ لکن فی الفتح ان قول ابی یوسف رح اوجہ عند المحققین[1] الخ شامی صـ۳۶۶ جلد ۳ الحاصل قول امام ابو یوسف رح کا ان معاملات میں راجح ہونا مصرح ہے لیکن مفتی اور قاضی بصورت اختلاف روایات جس جانب کو حسب ضرورت و قرائن اختیار کرے گنجائش ہے ولکل وجہۃ ہو مولیہا ۔ فقط ۔

درمختار میں ہے واختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصححہ فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک[2] ای قوۃ الدین وفی الشامی تتمہ قد جعل العلماء الفتوی علی قول الامام الاعظم فی العبادات مطلقا الخ وقد صرحوا بان الفتوی علی قول محمد رح ..... فی جمیع مسائل ذوی الارحام وفی قضاء الاشباہ والنظائر الفتوی علی قول ابی یوسف رح فیما یتعلق بالقضاء کما فی السقنیۃ والبزازیۃ الخ ای حصول زیادۃ العلم لہ بہ بالتجربۃ الخ وفی شرح البیری ان الفتوی علی قول ابی یوسف رح ایضا فی الشہادات الخ شامی جلد[3] اول صـ۴۹ ۔ فقط ۔

تقیہ کا کیا معنی ہے اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اسکا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۰۱) رافضی شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بیان کرکے اہل اسلام کی لڑکیوں سے نکاح کرلیا کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور ان کا تقیہ کرنے سے اہل سنت والجماعت کی کا نکاح ان سے قائم رہتا ہے یا نہیں اور ان کے تقیہ کا کیا حکم ہے اور تقیہ کے معنی شرعاً کیا ہیں ۔ ؟

الجواب :۔ شیعہ اور رافضی اگر دھوکہ دیکر اور اپنے کو سنی ظاہر کرکے کسی

---

[1] درمختار کتاب الوقف صـ۵۶۲ میں ۔ [2] الدر المختار علی حاشیہ ردالمحتار صـ۶۵ ج ۴

[3] ردالمحتار صـ۶۶ ۔ ج ۴ ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سنیہ سے نکاح کریں تو بعد علم کے اس عورت سنیہ اور اس کے ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اور غالباً روافض جو اولویت حضرت علی رضؓ کے معتقد ہیں یا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتے ہیں ان کو فقہاء نے قطعاً کافر کہا ہے کما فی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضؓ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الاولویۃ فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذالک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ[1] ص ۲۹۴ جلد ثالث ستامی پس ایسے غالی رافضی کا نکاح مسلمہ سنیہ سے منعقد نہیں ہوتا۔ اور تقیہ جو کہ روافض کا معمول ہے اور وہ درحقیقت نفاق ہے اور کذب ہے حرام ہے کیونکہ روافض بھی مثل منافقین کے اہل سنت والجماعت کے دھوکہ دینے کو ان کے سامنے اپنی اغراض عاجلہ کی وجہ سے اپنی کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ کو چھپاتے ہیں جیسا کہ منافقین اپنے عقائد باطلہ کو اہل اسلام کے سامنے چھپایا کرتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتے تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ الآیہ۔ اور اس تقیہ کو فرض کہنا یہ بھی منافقین کی سی خصلت ہے کہ وہ اس کو بڑی ہوشیاری سمجھتے تھے کہ جھوٹ بول کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کو دھوکہ دیتے تھے پس فرض کہنا روافض کا ایسے مذموم اور قبیح امر کو یہ بھی منجملہ روافض کی خباثت کے ہیں اور دلیل ہے ان کے مذہب کے بطلان کی۔ فقط

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۰۲) کسی فاسق کے فاسق لڑکے سے کسی متشرع آدمی کی لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہ اگر درصورت عدم واقفیت فسق کے عقد کر دیا جائے تو صحیح ہوگا یا نہ لڑکی قبل از بلوغ اپنے شوہر کے گھر گئی اور وہیں بالغہ ہوئی وہاں سے میکہ آئی اور اب بوجہ فسق و فجور و تعدی شوہر وغیرہ دوبارہ سسرال

---

[1] ردالمحتار باب المرتد ص ۳۰۹ ج ۴ و ص ۴۰۶ ج ۴ ۔ تغیر۔ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶

Maktaba Tul Ishaat.com

جانے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے لڑکی بالغہ ہے اور ولی اقرب (اب) نے اس کی بلا رضامندی اس کا عقد کر دیا قبل از عقد اس کی ناراضگی اس درجہ تھی کہ سونا کھانا حرام کر دیا بعد از عقد بزرگوں کے جبر و اکراہ سے سسرال گئی اور پھر وہاں سے میکہ آئی اور اب عدم طلاق یا عدم خلع پر خودکشی کو ترجیح دیتی ہے اور سسرال جانا گوارا نہیں کرتی اور شوہر نہ طلاق پر راضی ہے نہ خلع پر لڑکی ارتداد و خودکشی پر آمادہ ہے تو بجز طلاق و خلع کے کوئی صورت لڑکی کی علیحدگی کی ہے یا نہ ۔ ؟

الجواب :۔ قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا الصالحۃ الخ وفی رد المحتار من الخانیۃ لا یکون الفاسق کفوا للصالحۃ بنت الصالحین الخ ص ۳۲۰ جلد (۲) شامی وایضا فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسہ ابا او جدا الخ ایضا فیہ کذا اذا زوجہا الولی عندھا بحضرتہا فسکتت صح فی الاصح ان علمتہ کما مر والسکوت کالنطق فی سبع وثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی الاشباہ الخ ۔ ان عبارات و امثالہا سے جملہ شقوق سوال کا جواب یہ معلوم ہوا کہ فاسق عورت صالحہ دختر صالحین کا کفو نہیں ہے اور اگر باپ دادا کے سوا دوسرا کوئی ولی غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ صحیح نہیں ہوتا لیکن اگر باپ دادا غیر کفو مثلاً فاسق سے اپنی دختر کا نکاح کر دے تو وہ صحیح ہے اور لڑکی بالغہ پر ولایت اجبار کسی کو نہیں ہے اس کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے لیکن ولی نے اگر اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی اور اس نے نکاح کی خبر سنکر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور کہدیا کہ مجھکو منظور نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہو گیا پس اگر یہ دوسری شکل واقع ہوئی ہے یعنی بالغہ نے نکاح کی خبر پاکر انکار کر دیا اور اپنی ناراضی ظاہر کر دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے اور اگر

Maktaba Tul Ishaat.com

پہلی صورت واقع ہوئی ہے یعنی اُس لڑکی بالغہ نے نکاح کی اطلاع پاکر باپ کے کئے ہوئے نکاح پر سکوت کیا اور اس کو رد نہ کیا اور صراحتہً انکار نہ کیا تو وہ نکاح باپ کا کیا ہوا صحیح ہوگیا اس صورت میں بدون طلاق دینے یا خلع کرنے کے وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح کرنا اُس کا جائز نہ ہوگا۔ فقط۔

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ امۃ الرحمٰن بالغہ بنت مولانا سلیمان مرحوم بن مولانا محمد یوسف مرحوم بن مولوی عبدالقیوم مرحوم بن مولوی عبدالحی صاحب مرحوم جو کہ خود صالحہ اور بنت الصلحاء ہے اوس کے ماموں یہ کہتے ہیں کہ اسکا نکاح میرے لڑکے سے ہوگیا ہے۔ اور وہ لڑکا صوم وصلوٰۃ وضروریات شرعیہ کا پابند نہیں ہے انٹریس میں انگریزی پڑھتا ہے اور جدید روشنی کے روشن دماغوں کا ہم خیال ہے اور مسماۃ کا چچا مولوی محمد اسمٰعیل نبیرہ مولوی عبدالقیوم مرحوم یہ چاہتا ہے کہ مسماۃ کا نکاح کسی مرد صالح کے ساتھ اس کی رضامندی سے ہوجائے۔ چونکہ کفائۃ دیانۃ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عبارات فقہیہ کی رو سے معتبر سمجھی گئی ہے۔

قال وتعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانۃ وھذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف رحمہما اللہ ھو الصحیح لانہ من اعلی المفاخر والمرأۃ تعیر بفسق الزوج فوق ما تعیر بضعۃ نسبہ ھدایہ اولین فصل فی الکفاءۃ ۲ روی الحسن عن ابی حنیفۃ رح انہ یجوز النکاح ان کان کفوًا وان لم یکن کفوًا لا یجوز اصلاً واختلفت الروایات عن ابی یوسف رح والمختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن رح قال الشیخ الامام شمس الائمۃ سرخسی رح روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط قاضی خاں جلد اول فی شروط النکاح ص ۱۵۲۔ وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوًا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا علی الظاھر۔ درمختار علی حاشیۃ الطحطاوی

Maktaba Tul Ishaat.com

قولہ (معلنا کان اولا) اما اذا کان معلنا فظاھر واما غیر المعلن فھو بان یشھد علیہ بانہ فعل کذا من الفسقیات وھو لا یجاھر بہ فیفرق بینھما بطلب الاولیاء۔ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار، صفحہ ۴۳ جلد (۲) .....

پس حسب قوانین مندرجہ بالا عبارات چچا مذکور نکاح سابق کو قاضی سے فسخ کرا کر کسی مرد صالح کے ساتھ اس لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مستفتی ریاست اسلامیہ کا باشندہ ہے قاضی و مفتی موجود ہیں فسخ نکاح کا کام ممکن ہے لڑکی سے بارہا دیافت کیا گیا حسب عادت بنات صلحار و شرفاء شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتی ہے اور اجازت صریحہ کا ثبوت بھی لڑکی کی طرف سے نہیں معلوم ہوتا حالانکہ عبارت مندرجہ ذیل سے اجازت صریحہ ضروری معلوم ہوتی ہے قال ان فعل ھذا غیر الولی یعنی اسنا مو غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لو یکن رضا حتی تتکلم بہ لان ھذا السکوت لقلۃ الالتفات الی کلامہ فلم یقع دلالۃ علی الرضاء ولو وقع فھو محتمل والاکتفاء بمثلہ للحاجۃ ولا حاجۃ فی حق غیر الاولیاء ھدایہ اولین باب الاولیاء والاکفاء۔

الجواب:۔ یہ صحیح ہے کہ کفائۃ فی الدین معتبر ہے فاسق آدمی صالحہ بنت صالحین کا کفو نہیں ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ولی مزوج اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ہے تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہوتا فسخ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور صورت مسئولہ میں تو مزوج ولی بھی نہیں ہے کیونکہ عصبات کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نہیں ہے بلکہ ماموں اس صورت میں اجنبی ہے۔ اس حالت میں تو اگر کفو میں بھی نکاح ہوتا تو بالغہ لڑکی کی صریح اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوتا اور صورت مذکورہ میں لڑکی کی صریح اجازت ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان دونوں وجہوں سے نکاح مذکور غیر صحیح اور ناجائز ہے کما ذکرتی السوال۔

چچا جو کہ ولی شرعی ہے بالغہ کی اجازت سے کسی صالح شخص کے ساتھ اس کا نکاح

Maktaba Tul Ishaat.com

کردے یہ نکاح جائز ہوجائے گا اور ولی کے نکاح کرنے کی صورت میں بالغہ کا سکوت بھی دلیل رضامندی کی ہے کما فی الدرالمختار وکذا اذا زوجہا الولی عندھا فسکتت صح وفیہ ایضا قبلہ فان استاذنہا ھو ای الولی (الی ان قال) فسکتت عن ردہ (الی قولہ) فھو اذن الخ فقط واللہ اعلم۔

بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰۴) بہن یا بیٹی کی اولاد کفو ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ بہن بیٹی کی اولاد کفو ہے بشرطیکہ ان کی شادی کفو میں ہوئی ہو فقط کتبہ احقر الطلبہ رشید احمد غفرلہ۔ الاجوبۃ صحیحۃ۔ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ الکفاءۃ معتبرۃ من جانبہ لا من جانبہا (تنویر) درمختار علی الشامی جلد (۲) صفحہ ۴۳۶ ..... جمیل الرحمٰن۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

ساتواں باب

فصل اوّل مسائل و احکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے۔

سوال (۱۲۰۵) زید کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے لئے تھے وہ بیوی مر گئی۔ اب زید چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں۔ بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی صرف ماں باپ ہیں اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کر دے اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے۔؟

الجواب: جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اس میں نصف شوہر کو پہنچیگا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا[1] زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کر دے۔ والدین کا حصہ ان کو دینا چاہئے یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے۔ عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو اس میں صرف کرنے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہوتے ہیں۔ فقط۔

مہر کے بدلے میں مکان دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۰۶) زید کی زوجہ ہندہ کے مہر پچاس روپیہ کے تھے۔ زید جب مرنے کے قریب ہو گیا تو اس وقت محلہ والوں کو اور قاضی کے رجسٹر میں قاضی سے یہ لکھوا دیا کہ بعوض مہر اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مکان خاص دیتا ہوں۔ روبرو گواہان کے یہ کام کیا گیا۔ اس صورت میں مہر ادا ہو گئے یا نہیں اور کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہوا

الجواب: اس صورت میں مہر ادا ہو گئے اور کچھ خلاف شریعت نہیں ہوا۔ فقط

[1] واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر معجل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں۔

سوال (۱۲۰۷) ایک عورت کا نکاح مہر معجل کیساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہو گیا۔ لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا۔ عدالت تک نوبت پہونچی ڈگری بھی مہروں کی ہو گئی لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں۔ آیا ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں جبکہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا۔ ؟

الجواب:۔ مہر معجل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اس کی زوجیت سے اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ لیکن عورت دخلی وغیرہ سے انکار کر سکتی ہے اور ساتھ جانے سے بھی انکار کر سکتی ہے ولہا منعہ من الوطی ودواعیہ والسفر بہ الخ لاخذ مابین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ[1] الخ ۳۵۵ شامی باب المہر

مہر لینے کے لئے عورت اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰۸) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔ اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دولہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں۔ اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کس قدر ہونگے۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولہا منعہ من الوطی ودواعیہ والسفر بہ ولو بعد وطی وخلوۃ لاخذ مابین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ[2] الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجل ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطی وغیرہ سے شوہر کو منع کر سکتی ہے۔ اور طلاق قبل وطی وخلوت سے نصف مہر لازم آتا ہے فقط (اور اگر مہر معجل (فوری ادائیگی والا) نہ ہو تو شوہر کو وطی سے منع نہیں کر سکتی۔ فقیر)

جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے۔

سوال (۱۲۰۹) جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے یا نہیں جس حال میں کہ خلع نہ ہوا ہو اگر خاوند مہر دینے سے انکار کرے تو اسکا قیامت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ ؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۲ ج۲ وص۲۹۳ ج۲۔ [2] ایضاً۔ فقیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب: مہر اس عورت کا لازم ہے اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف اور نہ دینے سے شوہر حقوق العباد میں ماخوذ ہوگا[1] فقط

مہر معجل و مؤجل کسے کہتے ہیں

سوال (۱۲۱۰) [1] مہر معجل اور مؤجل کس کو کہتے ہیں آیا معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے۔؟

مہر نصف معجل ہو اور نصف مؤجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۱۰) [2] کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں مہر نصف معجل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد بیس برس نکاح عورت قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین مطالبہ مہر کا کیا یہ مطالبہ کرنا عورت کا صحیح ہے یا نہ۔؟

جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۱۰) [3] کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بعد طلاق اور بعد موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب: مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اس کا قرار پایا وہ معجل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لئے مقرر کی گئی یا الاعلی التعیین چھوڑا گیا ہو وہ مؤجل ہے اور غیر معین مدت کے لئے موت یا طلاق ہے پس اگر نصف مہر معجل اور نصف مؤجل ہے تو معجل کا مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے[2]

---

[1] ویجب العشر ان سماھا او دونھا ویجب الاکثر منھا ان سمی الا تنقص ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ (درمختار باب المہر ص۲۰۴ ج۲) غیر۔ [2] وانما یتاکد لزوم تمامہا بالوطئ ونحوہ (درمختار باب المہر ص۲۰۴ ج۲) غیر۔ [3] ولہا منعہ من الوطئ ودواعیہ الی ان یقبضہ بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ تقسط یحل لتنہا عرفا بدیتی لان المعروف کالمشروط لہا ان لم یحل او یحل کلہ الی آخرہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ص۲۰۴ ج۲) وبہا قال غیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا۔ اور تیسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریۃ۔ لاخلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح و ھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت الخ عالمگیریۃ[1]۔ فقط

مہر مؤجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو بھیجا سکتا ہے اور بیوی کی تکلیف بیان کرنا جرم نہیں

سوال (۱۲۱۱) زید نے اپنی دختر کی شادی بکر کے ساتھ کر دی بکر کی سوتیلی خوشدامن بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہے اور زوجہ بکر کو اس کے گھر جانے نہیں دیتی اور زید کو بھی بہکا رکھا ہے۔ نکاح بکر کا بہ تقرر مہر مبلغ پانچ صد روپیہ ایج الوقت پر معین ہوا ہے جو غیر معجل ہے دختر زید وقت نزدیکی کے چین بجبیں ہوتی ہے لیکن بعد نزدیکی کے تکلیف ہونا بتلاتی ہے کہ جس کا اظہار حال علاج ہونے پر زید کو ہوا اب زید اس بات پر پردہ فاش کرنیکا جرم بکر پر عائد کر کے زوجیت سے قطع تعلق کرانیکا خواہشمند ہے۔ آیا اس صورت میں بکر اپنی زوجہ کو بھیجا سکتا ہے۔ اور بکر نے اگر علاج کی غرض سے عورت کا جسمانی حال کہا تو بکر پر کوئی مواخذہ یا جرم عائد ہو سکتا ہے۔ اور زید اپنی دختر کا مہر فی الحال لے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ بکر اس صورت میں اپنی زوجہ کو بھیجا سکتا ہے اور اس کو حق ہے کہ اپنی زوجہ کو بھیجا دے۔ اور مہر جس کی کوئی میعاد بیان نہیں کی گئی اس کا وقت حلول کا طلاق یا موت ہوتی ہے فی الحال اس مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا[2]۔ اور بغرض علاج تکلیف جسمانی

---

[1] التقدیر فی معتبری کتاب النکاح باب سادس فصل حادی عشر ص۲۹۹ ج۱۔ تغیر۔

[2] ولہذا کان الوقت للموجل الخ فتح ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بانہ موت او طلاق وروی عن ابی یوسف مایوید ہذا القول کذا فی البدائع انتہی۔ تقریر۔ معتبری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص۳۱۹ ج۱ تغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زوجہ کا بیان کرنا جرم نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مجرم نہیں ہے۔ فقط۔

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے جائداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے

سوال (۱۲۱۲) زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کمسن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے بعدہ زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائداد سے اپنا مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تمادی لاوعوی کر دیا اور جائداد زید پر اپنا قبضہ جما کر حصہ وراثت سے بھی محروم کر دیا ہے۔ آیا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرا لینے سے دین مہر ساقط ہو جاتا ہے۔ اور کیا تمادی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور موثر ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے۔ اس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہے زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائداد و ترکہ شوہری پر شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی اولاد کا اس میں حق ہے اور تمادی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے کتب فقہ میں ہے ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان شامی[۱]۔ وفی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وھبتہ الخ کل ذالک حکمہ کحکم وصیتہ الخ[۲] وفیہ ایضاً الاوصیۃ لوارث[۳]۔ فقط۔

بیوی کے ولی کا مہر بیکر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے

سوال (۱۲۱۳) اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر بیکر اس میں تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت

---

[۱] باب اللعان ج ۲ ص ۶۳۷ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العتق فی المرض ج ۵ ص ۶۹۵ - طبع۔

[۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ۵ ص ۶۵۵ - طبع ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لیکر اس میں تصرف بیجا کرنا جیسا کہ مذکور ہے یعنی اس کو دعوت اتر ہار وغیرہم میں صرف کرنا اور ضائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض اولیاء کو اگرچہ مہر کا لینا بعض احوال میں درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے لئے اس مہر کو لیوے نہ یہ کہ تصرف بیجا اس میں کرے کہ اضافت مال صغیر وصغیرہ باپ دادا کو بھی درست نہیں ہے اور غیر مہر سے کچھ لینا زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر فرمایا ہے اور عبارات مذکورہ فی السوال سے اس کی اجازت نہیں نکلتی کہ مہر لیکر اس کو بے موقع رسومات نکاح میں صرف کرے[1] ۔ فقط

شوہر بعد نکاح مہر بڑھادے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زوجین وقت نکاح نابالغ تھے اب دونوں بالغ ہیں اور زوجہ اب تک رخصت نہیں ہوئی ۔ اگر زوج حسب منشاء زوجہ کی کچھ زیادہ مہر مقرر کر دیوے اور پھر کبھی زوجہ کے رخصت ہونے کے[2] اگر مہر کے وصول کرنے کی ضرورت پڑے یا زوج طلاق دیدے تو زوجہ کل مہر یا نئی شئی مستحق ہوگی یا نہیں ؟

الجواب :۔ قال فی الدر المختار قولہ فانہا تلزمہ ای الزیادۃ ان دخلی او مات عنہا[3] شامی ۔ پس معلوم ہوا کہ دخلی کے بعد پورا مہر مع زیادتی کے لازم ہوتا ہے ۔ فقط ۔

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد صورت مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے

سوال (۱۲۱۵) ہندہ کا نکاح جو زید سے ہوا اس میں نہ تو قاضی صاحب نے نہ ناکح نے بھی مہر کی تفصیل بیان کی

---

[1] وھو الصحیح ما یاخذ المھر الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ ... رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص۲۷۴ ج۵) نیز ۔ " " " ۱۲

[2] رد المحتار باب المہر ص۲۶۳ ج۲ ۔ درمختار کی پوری عبارت یہ ہے او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس او قبول ولی الصغیر الخ (رد المحتار باب المہر ص۲۶۳ ج۲) نیز

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ معجل کہا نہ مؤجل۔ ناکح نے کہا کہ میں نے ہندہ کو بعوض دین مہر ۵ ہزار کے اپنی زوجیت میں قبول کیا آیا یہ مہر معجل ہوا یا مؤجل یا کچھ معجل اور کچھ مؤجل۔ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی کیا ہندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے۔ کیا بوقت نکاح مہر معجل و مؤجل کی تفصیل نہ ہونے سے اب ہندہ کے مہر کی وصولی میں کوئی جھگڑا پڑیگا۔ مہر معجل و مؤجل کی تعریف جامع مانع ارقام فرمادیں۔ ؟

الجواب:۔ مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں یعنی مہر معجل وہ ہے جو فی الحال دیا جاوے یا فی الحال دیا جانا اس کا مقرر کیا جاوے۔ اور مؤجل وہ ہے کہ اس کی کچھ مدت معین ہو۔ اور جس مہر میں معجل اور مؤجل کا کچھ ذکر نہ ہو اس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جس قدر عرفاً ادا دلایا جانا ہوا اس قدر معجل ہوگا اور باقی مؤجل — عالمگیریہ میں ذکر کیا ہے کہ معجل کے لئے اگر کوئی وقت ذکر نہ کیا جائے تو وقت اس کی ادا کا طلاق ہے یا موت پس صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے تو ہندہ مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے[1]۔ فقط۔

سوال (۱۲۱۶) حلیمہ نے تین نکاح کئے اب تیسرے خاوند کی بھی موجودگی میں دو سابقہ خاوند فوت شدہ سے مہر لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

تیسرے خاوند کرنے کے بعد بھی پہلے دونوں شوہروں سے مہر پانیکی مستحق ہے

الجواب:۔ وہ عورت مستحق مہر لینے کی ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم ھو الصحیح و ھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت (عالمگیری، مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص۲۹۳ ج۱) فقیر۔

[2] فما زاد فعلیہ المستحق ان دخل بھا او مات عنھا لانہ بالدخول یتحقق تسلیم المبدل و بہ یتاکد (بالموت) بنتھی النکاح بنھایتہ والشیٔ بانتھائہ یتقرر و یتاکد (ھدایہ باب فی المھر ص۲۰۴ ج۱) فقیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہوگا

سوال (۱۲۱۷) ہندہ کا مہر پانصد دینار سرخ قرار پایا تھا اور دینار سرخ کا وزن اور قیمت مختلف فیہ ہے۔ اقل درجہ دینار سرخ کتنے ماشہ کا اور سکہ کلدار مروجہ سے کتنے روپیہ کا ہوتا ہے اور اکثر درجہ کیا ہے اور قول مفتی بہ اس بارہ میں کیا ہے اور دینار کس چیز کا ہوتا ہے۔ ؟

الجواب:- دینار اور مثقال ایک چیز ہے اور وزن مثقال اور دینار کا ساڑھے چار ماشہ ہے اور یہ سونے کا ہوتا ہے۔ پس سونا اگر اٹھائیس روپیہ کا ایک تولہ آتا ہو جیسا کہ اسوقت نرخ ہے تو ایک دینار ۱۰/۱۱ کا ہوگا۔ غیاث اللغات میں ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے[1]۔ فقط (اس وقت ۱۳۵۰ھ ہجری میں سونا پونے دو سو روپیہ تولہ بکتا ہے اس لئے اس زمانہ میں دینار کی قیمت بہت بڑھ جائیگی ہر زمانہ میں سونے کی جو قیمت ہوگی اسی نرخ سے قیمت لگے گی۔ ظفیر)

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد دے سکتی ہے

سوال (۱۲۱۸) شخصے متوفی سہ عورت داشت واں ہر سہ عورت قبل از وے متوفی شدند و اخیرا مہرا ادا ساخت۔ الحال اولاد کبار باقی ہر دو زوجہ می خواہند کہ مہر امہات خود استخراج کردہ شود۔ آیا مہر آں دو زوجہ ادا کردہ شود یا نہ۔ ؟

الجواب:- دریں صورت مہر ہر دو زوجہ متوفیہ ادا کردہ شود و ہر چہ حصہ اولادِ شان باشد باو شان دادہ شود[2]۔ فقط۔

---

[1] والمثقال ھو الدینار عشرون قیراطا والدرھم اربعۃ عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات کذا فی التبیین (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ الباب الثالث ص ۱۶۷ ج ۱)

[2] والمھر یتاکد باحد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین الخ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل ثانی ص ۲۸۴ ج ۱)

ظفیر۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

شوہر کی جائداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۱۹) زید نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک دختر فاطمہ کو چھوڑا۔ اور زید پر اس کی زوجہ ہندہ کا دین مہر بھی تھا لیکن اتنا مال نقد و زیور و جائداد صحرائی و سکناتی کی قسم سے ترکہ میں چھوڑ گیا جو ہندہ کے دین مہر سے بدرجہا زائد تھا۔ ہندہ اپنی حیات میں تمام مالیت پر قابض و متصرف رہی اور بیع و ہبہ ہر قسم کا تصرف کرتی رہی اور مقدار مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی۔ بالآخر اس نے بقیہ جائداد کو اپنی دختر فاطمہ کے نام کر دیا اور آٹھواں حصہ جو اس کا شرعی حصہ تھا اپنے نام رہنے دیا قضاء الٰہی سے دختر فاطمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر اور اپنی خالہ خدیجہ کو چھوڑا۔ اب ہندہ مذکورہ کی ہمشیرہ یعنی خدیجہ اپنی ہمشیرہ ہندہ کے دین مہر کا دعویٰ کرتی ہے۔ فریق اول کہتا ہے کہ جب وہ اپنی حیات میں زید کی جملہ مالیت پر منفرداً مالک رہ کر دین مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی اور جو باقی رہی اسکو باستثناء آٹھواں حصہ اپنی دختر فاطمہ کے نام کر چکی اس لئے دین مہر میں سے جو خدیجہ نصف سہام اپنا چاہتی ہے نہیں مل سکتا۔ ہاں آٹھویں حصہ میں نصف بحیثیت ہمشیرہ ہونیکے مل سکتا ہے اس صورت میں دعویٰ خدیجہ کا ہندہ کے دین مہر کی بابت صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ تصرف ہندہ کا ترکہ مشترکہ میں چونکہ بحیثیت وصول دین مہر نہیں ہوا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ تصرف اس نے اپنی دختر کے اور اپنے حصہ شرعی کی حیثیت سے کئے ہوں اس لئے دعویٰ خدیجہ کا نصف دین مہر کا اور نصف حصہ شرعیہ ہندہ میں صحیح ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ہندہ نے دین مہر وصول کر کے تصرفات مذکورہ اسی مقدار دین مہر میں کئے ہیں اس وقت تک یہ متعین نہ ہوگا کہ ہندہ نے اپنا دین مہر وصول پالیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مہر معاف کرانے کے لئے حیلے کیا کیا ہو سکتے ہیں۔

سوال (۱۲۲۰) (۱) جو دین مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ مقرر ہوا ہو ایسے دین مہر سے خلاصی کے لئے کیا کوئی حیلہ ہے؟

Maktaba Tul Ishaat.com

(۲) اگر بیوی سے اس مہر کے معاف کے کلمات کسی حیلے سے کسی اجنبی زبان میں کہلائے جسے وہ نہیں سمجھتی اور شوہر نے زوجہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟ (۳) اگر بیوی کو اس بات پر راضی کرے کہ وہ کہدے کہ میں نے اپنا حق مہر اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ سے بخش دیا یعنی میں اللہ کے یہاں نہیں لوں گی باقی تا زیست دنیا میں میرا حق رہا جب کبھی مجھے ضرورت ہوگی یا میں تم سے کبیدہ ہوں گی تو حاکم عدالت سے نالش کر کے لے سکوں گی۔ غرض معاف کرنے کا عنوان یہ ہوا کہ اگر تا زیست میں نے تم سے مہر نہ لیا اور تم سے خوش رہی تو بعد مرنے کے اپنا حق معاف کیا۔ تو ایسے معاف کرنے کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں اور اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہ؟ (۴) کوئی حیلہ ایسا بھی ہے کہ زید کو اس سے نجات ہو۔؟ (۵) کیا بیوی کے معاف کرنے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا بھی عدم مواخذہ اخروی کے لئے شرط ہے۔؟

الجواب (۱) مہر زوجہ کا دین ہے شوہر کے ذمہ پر اس بارے سبکدوشی کی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ شوہر اس دین کو ادا کرے یا زوجہ سے معاف کرا دے اور کوئی حیلہ معافی کا نہیں ہے[1] (۲) اس طریقہ سے مہر ساقط (معاف) نہ ہوگا۔ (۳) درمختار میں ہے کما لا یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض کقولہ لمدیونہ اذا جاء غد او ان مت فانت بری من الدین او ان مت من مرضک ھذا او ان مت فی ھذا فانت فی حل من مہری فھو باطل لانہ مخالطرۃ و تعلیق الھبۃ فی الشای وذکر شمس الاسلام خوفھا بضرب حتی تھب مھرھا فاکراہ ان کان قادرا علی الضرب و ذکر بکر سقوط المھر لا یقبل التعلیق بالشرط الا تری انھا لو قالت لزوجھا ان فعلت کذا فانت بری من المھر لا یصح قال لمدیونہ

---

[1] ومن سمی مھرا لعشرۃ فعاتا وعلیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا (درمختار باب نکاح الرقیق ص ۲۰۴ ج ۲) فان حلت ھذہ الحالۃ لزمہ المھر حتما والحط بلا بدلہ حالتنا البقاء (ایضاً ص ۲۰۵ ج ۲) فلیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ان لم اقتض مالی علیك حتی تموت فانت فی حل فھو باطل لانہ تعلیق والبراۃ لاتحتملہ بزازیۃ شامی[1] جلد ۴ مسائل متفرقہ کتاب الہبہ ان عبارات سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ سے مہر معاف اور ساقط نہ ہوگا (۴) کوئی حیلہ ایسا معلوم نہیں (۵) مواخذہ اخروی سے بچنے کے لئے اور دیانۃً معاف ہونے کے لئے گواہوں کا موجود ہونا بوقت معافی ضروری نہیں ہے

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہوجاتی ہے، البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے

سوال (۱۲۲۱)۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا اور مہر مبلغ پانسو روپیہ مقرر کیا، اب لڑکی کا والد اور لڑکی خود یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص طلاق دیدے، لیکن وہ طلاق نہیں دیتا اس وجہ سے کہ لڑکی مہر مبلغ پانسو روپیہ مجھ سے وصول کرے گی جو کہ غیر معجل ہے، اور نہ اس شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ مہر ادا کرسکے۔ اب وہ لڑکی اپنے مہر کی مستحق ہے یا نہیں

الجواب۔ یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے کے بعد عورت مطالبہ مہر مؤجل کا فوراً کرسکتی ہے[2]، باقی طلاق دینے یا نہ دینے کے بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی وجہ طلاق دینے کی موجود نہیں ہے یعنی شوہر کی طرف سے کچھ کوتاہی نان، نفقہ اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے میں نہیں ہے تو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زوجہ کے حقوق ادا نہیں ہوسکتے اور اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کو طلاق دیدینا چاہئے[3]

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۲)۔ ایک شخص کی زوجہ فوت ہوئی۔ اور مہر نہ دیا گیا اور نہ معاف ہوا تھا، اب مہر کی ادائگی کس صورت سے ہوسکتی ہے، مسجد وغیرہ کے کام میں یہ روپیہ صرف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الہبہ مسائل متفرقہ ج ۴ ص ۵۱۶ ۱۲ ظفیر [2] وان کان لالی غایۃ معلومۃ او فی بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا ان الفرقۃ معلومۃ فی نفسہ وھو ان طلاق او الموت او بالطلاق الرجعی یتعجل المؤجل ۱۲ ظفیر عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل خامس ج ۱ ص ۳۱۲ ظفیر [3] الاولیٰ حظر ای منعہ الا لحاجۃ الزوج بوفات او التمسک بالمعروف الخ ردالمحتار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۱ ج ۲ و ص ۵۷۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ زوجہ کا مہر اگر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد وہ مہر اس کے ورثہ کو پہنچتا ہے، ان وارثوں میں شوہر بھی ہے، اگر کچھ اولاد متوفیہ کے نہ تھی تو نصف شوہر کو پہنچا اور نصف باقی ورثہ ذوی الفروض یا عصبات یا ذوی الارحام کو جو بھی کوئی ان میں دور نزدیک کا قرابت دار موجود ہو اس کو دیا جاوے، اگر کوئی بھی نہ ہو تو پھر تمام مہر شوہر کو ملے گا، اس کو اختیار ہے وہ جہاں چاہے صرف کرے خواہ اپنے صرف میں لاوے یا مسجد وغیرہ میں صرف کرے، لیکن بموجود گی دیگر ورثہ کے شوہر کو ان کے حصہ میں کچھ تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ان کا حصہ انہی کو دینا چاہیے[1]

خوشی سے مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۲۳) ۔ ایک عورت مر گئی، اور وقت مرگ بیہوش تھی، مہر معاف نہیں کیا مگر حیات میں خفیہ طور سے اپنی رضامندی سے شوہر کو معاف کر دیئے تھے، اور لوگوں کو معاف کرنا معلوم نہیں ہے تو وہ مہر معاف ہوا یا نہیں۔ (۲) ایک عورت نے خفیہ طور سے مہر معاف کیا اور پھر ایک موقعہ پر اس نے بند عورتوں کے سامنے بلا حجاب ظاہر کر دیا کہ میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر چکی ہوں ایسی صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب ۔ عند اللہ وہ مہر معاف ہو گیا[2] (۲) اس صورت میں بھی عند اللہ مہر معاف ہو گیا[3]

طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور ہبہ کر چکا ہے وہ بیوی کا ہے

سوال (۱۲۲۴) ۔ زید بوجہ نااتفاقی و نافرمانی کے زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے، عورت کو چونکہ یہ معلوم ہو گیا ہے بدیں وجہ تمام زیورات جو کہ زید نے بعد نکاح کے بنوائے تھے کسی غیر جگہ پوشیدہ کر دیئے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے سراجی باب ذوی الفروض ، ظفیر ۔ [2] وان حطت عنہ من مہرہا صح الحط (ہدایہ باب فی المہر ۲/۳۰۵) [3] وصح حطہا کلہ او بعضہ عنہ قبل اولا ۔ (الدر المختار علی ہامش الدر المختار باب المہر مطلب فی حط المہر والابراء منہ ۲/۴۲۴ و ۴۲۵) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ بعد طلاق یہ تمام زیورات جو میرے تصرف میں ہیں اور مہر زید سے لوں گی۔ آیا شرعاً بعد طلاق زید کے ذمہ اس عورت کا حق کس قدر ہے۔

الجواب - طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر ہے، اور قبل طلاق جو کچھ شوہر نے کپڑا و زیور اس کو ہبہ کیا وہ اس کی مالک ہوگئی، اور جو زیور و کپڑا عاریۃً دیا وہ شوہر کو واپس ملے گا یا مہر میں شمار ہوگا۔

غیر مطلقہ نے دھوکہ دے کر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں۔

سوال (۱۲۲۵۱) - بندہ غیر مطلقہ اگر زید سے نکاح پڑھوالے اور زید سے ہم بستری وغیرہ کرے تو زید کو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، بندہ واقع میں غیر مطلقہ ہے مگر گواہ مسلمان پیش کرکے کہ میں مطلقہ ہوں نکاح پڑھوا لیتی ہے۔

الجواب - اس صورت میں مہر لازم ہے۔

عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۲۶۱) - بندہ کا بحالت عدت اگر نکاح پڑھ دیا جاوے تو منعقد ہوگا یا نہیں اور بحالت عدت اگر نکاح ہوگیا اور ہم بستری کی نوبت آئی تو مہر واجب ہوگا یا نہیں۔

ہ وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ الخ النفقۃ والسکنی والکسوۃ ان طالت المدۃ (درمختار) وفی المعتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن ثلاث او اقل (ردالمحتار) باب النفقۃ مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص۹۲ ج۲ ہ ولو بعث الی امراتہ شیئا ولم یذکر جھۃ عند الدفع غیر جھۃ المھر الخ فقالت ھو ای المبعوث ھدیۃ وقال ھو من المھر الخ فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لھا فان حلف والمبعوث قائم فلھا ان تردہ وان ھلک فی غیر المیاثۃ لا فلہ القول لھا بیمینھا فی المھیاۃ (ردالمحتار علی ہامش الدرالمختار باب المھر ص۱۰۳ ج۲ ظفیر۔ ہ ویجب مھر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطئ فی القبل لا بغیرہ کالخلوۃ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المھر ص۱۰۳ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ عدت میں نکاح نہیں ہوتا، لیکن اگر عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور عدت گزر گئی تو اس کے بیان پر اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور بعد دخول وصحبت شوہر ثانی تمام مہر مثل لازم ہے درمختار میں ہے وکذا لو قالت امرأۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحہا اٰخر الوطی فی دار الاسلام لا یخلوا عن حد او مہر[1] الخ درمختار والموطوءۃ بشبہۃ ومنہ تزوج امرأۃ الغیر غیر عالم بحالہا[2] الخ

مہر دینے کے بعد عورت خنثی مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۲۲۷) ۔ زید نے ہندہ کے ساتھ عقد کیا۔ اور ہندہ کے والیان کو مہر وغیرہ ادا کردیا بعد بوقت خلوت صحیحہ ہندہ خنثی مشکل ثابت ہوئی، آیا زید ہندہ کے والیان سے مہر وغیرہ خرچ شدہ لے سکتا ہے یا نہیں،

الجواب ۔ خنثی مشکل سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، درمختار میں اس کی تصریح ہے پس جبکہ نکاح صحیح نہ ہوا تو مہر وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا، اور شوہر نے جو کچھ دیا وہ واپس لے سکتا ہے[3]۔

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائداد لکھوادی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۲۸) ۔ ایک شخص نے اپنی حیات میں بحیثیت طول عمر کے حواس ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں اپنی عورت کو کچھ جائداد منقول وغیر منقول دین مہر میں مہر کی مقدار سے زیادہ عورت کی ترغیب سے لکھا کر رجسٹری کرادی اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص۲۴۲ ج۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۶ ج۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص۲۳۲ ج۲ ظفیر

[4] عقد یفید ملک المتعۃ ای حل استمتاع الرجل من امرأۃ لدیمنع من نکاحہا مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل [5] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح ص۳۲۵ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - مہر کی مقدار سے زیادہ جو ایسی حالت میں دی وہ بحکم وصیت ہے لہٰذا ناجائز ہے بحکم لا وصیۃ لوارث[1]

مہر کا دعوی کس پر کیا جائے

سوال (۱۲۲۹) ہندہ کا نکاح زید سے بتعین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا، اور اس نکاح کے ٹھہرانے والے اور اس کے متعلق تمام مراسم کے انجام دینے والے زید کا بھائی خالد اور زید کی والدہ سعیدہ تھے، زید نے بعد اس کے لاولد وفات کی، اور زید کے باپ نے بحالت حیات خود جائداد زرعی کل اپنی زوجہ کے نام جو کہ مسماۃ ہندہ کی ساس ہے ہبہ کر دی تھی، صرف مکان مسکونہ ہبہ سے مستثنیٰ تھا جس کے مالک وراثۃً زید اور خالد اور ایک بہن حمیدہ اور مسماۃ سعیدہ ہوئے، حالت علالت میں زید سے خالد نے ایک بیع نامہ حصہ مکان کا بالعوض سات سو روپیہ کے لکھا لیا، حالانکہ وہ حصہ بہت زیادہ قیمت کا ہے، اور سعیدہ نے قبل نکاح ہندہ کے دستاویز کے ذریعہ چار روپیہ ماہوار تاحیات ہندہ کا کفاف مقرر کر کے اس کے ادا کے لئے ایک جائداد زرعی مکفول کر دی تھی، اب اس حالت میں اول دعوی مہر کا ہندہ کو کس پر کرنا چاہئے، آیا خالد اور سعیدہ بذات خود بھی ذمہ دار ادائے مہر کے ہیں یا نہیں، دوم آیا زر مہر اس حصہ مکان سے وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں جو کہ زید کا تھا اور اس حالت میں وہ بیع جو بحالت مرض الموت زید نے بنام خالد کی تھی جائز تھی یا نہیں، یا اسی خریداری کے ذریعہ سے خالد ادائے دین مہر ذمہ زید متوفی کا ہو گیا یا نہیں۔

الجواب - خالد اور سعیدہ پر جبکہ وہ متکفل اور ضامن مہر کے نہیں ہوئے دعوی مہر کا نہیں ہو سکتا اور مکان کا حصہ جو زید نے بحالت مرض موت خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہے بیع اس کی صحیح ہو گئی، لیکن جس قدر قیمت زید نے خالد سے کم لی ہے وہ خالد سے لی جاوے گی، اور ہندہ مہر میں اسی کو لے سکتی ہے اعتاقا ومحاباۃ لا بحکم تحکم وصیۃ لوارث[2]۔

---

[1] دیکھئے ہدایہ کتاب الوصایا ص۶۴۱ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ص۵۹۲ ج۵ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ ضروری ہے یا بوجہ خفیہ طور پر رجسٹری نہ ہوا دی

سوال (۱۲۳۰) - کابین نامہ میں بالفرض مہر کی مقدار ایک لاکھ روپیہ تحریر ہے اور وقت نکاح پدر وکیل نے جس کو پدر دختر اور خود دختر نے نکاح کرنے کا کل اختیار دیا ہو، صرف ایک ہزار روپیہ مہر کا حکم دیا اور نکاح خواں نے بھی بوقت نکاح ایک ہزار روپیہ مہر کا مقرر کر دیا اور اظہار کیا اور سب حاضرین مجلس نے سنا اور تعداد رقم مہر مندرجہ کابین نامہ بالکل موقوف رکھی گئی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہر کو نسا واجب الادا ہے آیا وہ جو کابین نامہ میں درج ہے یا وہ جس کا اظہار مجلس میں کیا گیا۔

الجواب - مہر کی مقدار وہ معتبر ہے جس کو نکاح خواں نے بوقت نکاح ظاہر کیا اور جس مہر کو سن کر شوہر نے قبول کیا اور حاضرین مجلس نے سنا، کیونکہ مہر وہی واجب ہوتا ہے جو عقد کے وقت نامزد کیا جاوے اور جس پر عقد نکاح کیا جاوے۔ قال فی الدر المختار ویجب العشرۃ ان سماھا او دونہ ویجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر ولو بیتا لذ عند وطئ او خلوۃ صحت الخ درمختار قولہ ولو بیتا کذا فی الولوالجیۃ من العشرۃ او الاکثر واطلاقہ یفید ان المھر یجب بنفس العقد مع احتمال سقوطہ بردتھا الخ شامی[1]

مہر معجل طلب شدہ اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۳۱) - زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور مہر معجل قرار پایا، باوجود قرار پانے مہر معجل کے زید مہر ادا نہیں کرتا اور طرح طرح کے بہانے کرتا ہے، اس صورت میں جب تک زید مہر نہ دے قید ہو سکتا ہے یا نہیں، اور اگر ہندہ والدین کے گھر چلی جاوے تو کچھ قباحت تو نہیں۔

الجواب - مہر معجل ہونے کی صورت میں اگر شوہر باوجود غنا کے مہر دینے میں تاخیر کرے بطلب زوجہ حبس ہو سکتا ہے اور درمختار میں فرمایا ہے کہ اگر زوجہ مہر معجل کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی جاوے تو نفقہ ساقط نہ ہوگا اور ناشزہ نہیں ہے

[1] درالمختار باب المہر ص۲۵۴ ج۲ ظفیہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

او امتنعت للمهر الحال اى لانفقة الخارجة من بيته بغير حق الزوج فى الشامى قوله بغير حق ذكر محترزا بقوله بخلاف مالو خرجت الا وكذا هو احتراز عما لو خرجت حتى يدفع لها المهر او۔

بیوی نے مہر معاف کر دیا اس کی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۳۲)۔ ہندہ بالغہ پندرہ سالہ نے گواہوں کے سامنے اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا، اب بعد انتقال ہندہ کے اس کے والدین مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندہ نابالغہ تھی اس کا معاف کرنا معتبر نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ہندہ جبکہ پندرہ سال کی بالغہ تھی تو معاف کرنا اس کا صحیح ہے اور والدین کا مطالبہ مہر کا شوہر سے درست نہیں ہے[۲]

مہر معاف کر دینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۳۳)۔ اگر عورت مہر معاف کر دے اور پھر انکار کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب۔ عورت اگر مہر معاف کر دے تو پھر انکار کرنا مسموع نہ ہوگا مہر معاف ہو جاوے گا[۳]

پندرہ ہزار میں پانچ ہزار معجل اور بقیہ مؤجل ہے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۳۴)۔ ایک نکاح نامہ ایسا گیا جس میں مقدار مہر پندرہ ہزار بہ عبارت ذیل مرقوم ہے۔ زر مذکور مہر معجل مبلغ پندرہ ہزار روپیہ قرار پاتے ہیں، منجملہ اس کے پانچ ہزار روپیہ اس وقت بحق مسماۃ از قسم اثاث البیت و زیورات ادا کر دیا گیا اور باقی ماندہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنی حیات میں مسماۃ موصوفہ کو ادا کر دوں گا، مبلغ دس ہزار روپیہ مذکور شرعاً معجل کی تعریف میں آئیگا

---

[۱] رد المحتار باب النفقة ۲/۶۶۹ ظفیر۔ [۲] ان حقات عدم سقوط المهر والنفقة حقها والحط يلاقي حالة البقاء هداية باب المهر ۲/۳۰۵ ظفیر۔ [۳] وكذا الحط الكل لو صدر عنه قبل اولاد الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ۲/۳۳۵ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یا مؤجل ٹھہرے گا۔ اگر مؤجل قرار دیا جائے تو ارشاد ہو کہ مؤجل کے کتنے اقسام ہیں اور یہ صورت کونسی قسم میں داخل ہے، اور اپنی حیات میں ادا کر دینے کا جو وعدہ ہے اس کی رُو سے عورت اپنے شوہر سے کس وقت زر مہر مذکور یعنی دس ہزار روپیہ کے وصول کرنے کی مستحق ہو سکتی ہے۔

الجواب۔ شروط عبارت کابین نامہ میں اگرچہ کل مہر کو معجل قرار دیا تھا مگر بعد میں تفصیل کرنے میں پانچ ہزار کو معجل اور دس ہزار کو مؤجل قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا دس ہزار مؤجل ہو گیا۔ اور مؤجل الی الطلاق یا الی الموت صحیح ہے درمختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح[1] اھ اور شامی میں ہے کہ طلاق سے مؤجل بھی معجل ہو جاتا ہے۔ وبالطلاق یتعجل المؤجل[2]۔

لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے

سوال (۱۲۳۵)۔ بوقت نکاح علاوہ تعیین دین مہر کے لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ لے لیتا ہے، یہ لینا جائز ہے یا نہ۔ اور دین مہر میں شمار ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ایسی رقم کو فقہاء نے رشوت قرار دیا ہے اور واجب الرد لکھا ہے۔ کما فی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة[3]۔ اور جبکہ مہر کا نام نہیں لیا تو وہ مہر میں شمار نہ ہوگا۔

بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے

سوال (۱۲۳۶)۔ زید اپنی منکوحہ ہندہ سے بعد نکاح خلوت صحیحہ سے مستفیض ہوا، بعد چندے ہندہ ناشزہ و نافرمان ہو کر مباشرت سے مانع ہوئی، باوجودیکہ زید مباشرت و جماع پر علی وجہ التمام قادر ہے، لیکن ہندہ اطاعت زید سے برگشتہ ہے، اگر زید ہندہ کو طلاق دیدے تو زید پر کل مہر واجب الادا ہے یا بعض: ہندہ نے صلب عقد میں زید سے یہ شرط کی تھی کہ میری بلا اجازت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۳ ج۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ص۲۹۳ ج۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۳ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر دوسری عورت سے نکاح کروگے تو میری طلاق میرے اختیار میں، اگر اختیار کروں گی تو کل مہر دینا پڑے گا۔ زید اگر دوسرا نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جاوے گا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - جبکہ خلوت صحیحہ ہوگئی تو زید کے ذمہ کل مہر واجب الادا ہوگیا، زید اگر ہندہ کو طلاق دے گا تو پورا مہر زید کو ادا کرنا ہوگا، ہندہ یہ شرط کرتی یا نہ کرتی، زید کو مہر دینا ہی ہوگا لیکن دوسرے نکاح سے یہ شرط خارج نہیں ہے، دوسرا نکاح کرے۔ جس وقت مہر دینے کی طاقت ہو، مہر ادا کر دیوے۔ کذا فی الدر المختار۔

عورت کے انتقال کے بعد اسکا مہر کیسے ادا کیا جائے

سوال (۱۲۳۷) جس عورت کا خاوند سفر میں ہو اور وہ عورت انتقال کر جاوے اور مہر ادا نہ ہوا ہو تو مہر کیونکر ادا ہو۔

الجواب - بقدر حصہ دیگر ورثاء عورت کے وارثوں کو مہر ادا کر دیا جاوے[1]۔

مہر شرعی کی مقدار کیا ہے

سوال (۱۲۳۸) مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔

الجواب - دس درہم ہے، اور ایک درہم تقریباً ۳ ماشہ کا ہوتا ہے، پس دس درہم قریب پونے تین روپیہ کے ہوئے[2]۔

---

[1] والخلوۃ الخ کالوطئ فی ثبوت النسب الخ وفی تاکید المہر المسمی الدر المختار علی حاشیہ ردالمحتار باب المہر مطلب فی احکام الخلوۃ ج۲ ص۳۲۹ ظفیر۔ اگر بچے نہیں ہیں تو عورت کے نصف مہر کا مقدار خود شوہر ہوگا۔ اور بقیہ نصف کے عورت کے بقیہ ورثاء ہوں گے۔ اور اگر بچے ہیں تو شوہر کو اس بیوی کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا، اور بقیہ تین چوتھائی اس کے بچے اور اس کے والدین کو واللہ اعلم۔ ظفیر۔

[2] واقل المہر عشرۃ دراھم الخ قولہ علیہ السلام ولا مہر اقل من عشرۃ ہدایہ باب المہر ج۲ ص۳۲۴ وص۳۲۵ تخریج زیلعی میں الفاظ یہ لکھتے ہیں ولا مہر دون عشرۃ دراھم حاشیہ ہدایہ ایضاً۔ ایک درہم ۳ ماشہ کا ہوتا تھا اب ہمارے اس زمانہ ۱۳۳۸ھ میں چاندی کا نقد ۱۲ ماشہ کا ہے پونے تین روپے تولہ کم نہیں ملتی اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے اس حساب سے اس کی قیمت ساڑھے چودہ روپے کے قریب ہوتی ہے، چاندی کی قیمت کے حساب سے دس درہم کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہے گی۔ واللہ اعلم ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱۲۳۹) - تجدید نکاح میں تعین مہر ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب - ضروری ہے[1]۔

بیوی جب مہر معاف کردے تو معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۴۰) - میرا حقیقی بائع بھائی عبدالوہاب فوت ہوگیا میں نے مرحوم کی بیوہ کو کہا کہ تیرا حق مہر اس کے ذمہ ہے اگر تو لینا چاہتی ہے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں، ورنہ معاف کردے، بیوہ مذکورہ نے برادری کے دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں معاف کرتی ہوں، اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں مہر معاف ہوگیا، عند اللہ کچھ مواخذہ مہر کا عبدالوہاب متوفی کے ذمہ نہیں رہا[2]۔

مہر معاف کرنے کے بعد لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۴۱) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور زوجہ نے مہر معاف کردیا اور عدت کے اندر ہی عورت نے عقد ثانی کرلیا، اور اپنے چند رفقاء کے ورغلانے سے شوہر پر عدالت میں مہر کا دعوی کرکے جھوٹا ثبوت بہم پہنچا کر مہر کی ڈگری حاصل کرلی اور اپنی تحریر معافی مہر سے منکر ہوگئی، اور طلاق بھی اس شرط پر تھی کہ حق مہر معاف، تو اس صورت میں معافی مہر سے انکار کرنا طلاق کے بارے میں موثر ہوگا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق ہوگئی اور عورت کی طرف سے مہر معاف ہوگیا، پھر عورت کا معافی مہر سے منکر ہوکر اور جھوٹی شہادت عدالت میں پیش کرکے مہر کی ڈگری کرالینا ظلم ہے، طلاق پر کچھ اثر اس کا نہ ہوگا، طلاق واقع ہوگئی اور مہر بھی عند اللہ

---

[1] ثم المهر واجب شرعا ابانة شرف المحل (هدایه باب المهر صـ۲۲۴ ظفیر)

[2] وان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط يلاقيه حالة البقاء (هدایه باب المهر صـ۲۲۴ ظفیر) وصح حطه بكله او بعضه عنه قبل او الا الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر صـ۲۲۴ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

معاف ہوگیا ظلماً عورت کا مہر وصول کرنا فعل ناجائز اور حرام ہے۔ اور عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی حرام اور باطل ہے نکاح نہیں ہوا[1]، اور جو لوگ اس نکاح میں ساعی ہوئے مرتکب فعل حرام کے اور فاسق ہوئے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ[2] الآیۃ۔

مہر معجل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے قبل اسے وصول کر سکتا ہے

سوال (۱۲۴۲)۔ زید کی لڑکی سے عمر کے لڑکے کا سب نفع دو ہزار روپیہ مہر معجل پر عقد ہوا، زید کی لڑکی نابالغہ ہے عمر گیارہ سال ہے، عرصہ سوا برس کا گذر گیا۔ اب عمر کا لڑکا زید کی لڑکی کو رخصت کرانا چاہتا ہے، زید کہتا ہے تاوقتیکہ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجل ادا نہ کردو گے تب تک لڑکی رخصت نہ کروں گا آیا زید کو اپنی لڑکی کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور رخصت کے قبل کس قدر مہر معجل زید کو لینا چاہئے اور بعد رخصت کے کس قدر، اور بلا ادائیگی مہر معجل نکاح درست ہے یا نہ

الجواب۔ زید کو اپنی دختر نابالغہ کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے درمختار میں ہے ولها منعه من الوطی ودواعیه والسفر لا لاخذ ما بین تعجیله وفی الشامی قوله ولها منعه الخ وكذا الولی الصغيرة المنع المذكور قوله والسفر الاولی التعبير بالاخراج كما عبر فی الكنز ليعم الاخراج من بيتها[3] الخ اور جبکہ کل مہر معجل قرار پایا ہے تو زید کل مہر کا مطالبہ قبل رخصت کرنے لڑکی کے کر سکتا ہے اور نکاح صحیح ہو گیا۔

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو، کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے

سوال (۱۲۴۳)۔ زید نے بندہ سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا۔ اس کی بہت مدت کے بعد دوسری عورت زینب سے پانچ سو روپیہ مہر پر نکاح کیا اور دونوں کو ان کا مہر ادا بھی کر دیا، زینب نے ایک روز ارمان کیا کہ تم نے میرا مہر بہت کم مقرر کیا، زید نے اس کی دلجوئی کے لئے یہ قصد کیا کہ

---

[1] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص۲۹۵ ج۲ الغیر)۔ [2] سورۃ البقرہ ۳۰۔ [3] دیکھئے رد المحتار باب المہر ص۲۹۲ و ص۲۹۳ ج۲ الغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

تین چار سو روپیہ اس کے مہر میں اور زیادہ کر دئے۔ کیونکہ زیادۃ بعد العقد بھی اصل کے ساتھ بتصریح فقہا ملحق ہو جاتے ہیں، تین سو چار سو اس کو اور دیدوں، خواہ نقد یا کسی مکان کا ایک حصہ کہ زینب کو فی الحال اس حصہ مکان کی ضرورت بھی ہے، لیکن زید کو اس میں تردد یہ ہے کہ جس طرح تمام حقوق میں زوجتین کے درمیان تساوی ضروری ہے کہیں یہ زیادۃ فی مہر احدہما خلاف عدل نہ ہو جائے، یہ زیادۃ فی مہر احدہما جائز ہے یا نہ، اگر کوئی دلیل صریح نہ ہو تو کوئی کلیہ ہی شافی ہو کافی ہے، اور تصریح فقہی اگر مل جاوے تو اقرب الی الاقناع ہے۔

الجواب ۔ موافق اس قاعدہ فقہیہ کے کہ زیادۃ فی المہر بعد العقد ملحق باصل المہر ہے اور ہبہ مبتدہ نہیں ہے کما یقول بہ الامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ زیادۃ فی مہر احدی الزوجات درست ہے خصوصاً اس زوجہ کے مہر میں زیادتی کرنا جس کا مہر اصل سے کم ہو اور اضرار زوجہ ثانیہ اس سے مقصود نہ ہو اور اس کو حیلہ ترک عدل و تسویہ بین الزوجات جو کہ واجب ہے نہ بنایا جاوے خلاف عدل نہیں ہوتا فتح القدیر کے جزئیہ ذیل سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ زیادۃ فی المہر اگر بطریق رشوت نہ ہو تو درست ہے، عبارت اس کی یہ ہے۔ قولہ وان رضیت احدی الزوجات بترک قسمہا لصاحبتہا جاز ھذا اذا لم یکن برشوۃ من الزوج بان زادھا فی مہرھا لتفعل او یتزوجھا بشرط ان یتزوج اخری فیقیم عندھا یومین وعند المخاطبۃ یوماً فان الشرط باطل ولا یحل لھا المال فی الصورۃ الاولی فلہ ان یرجع فیہ[1] الخ اور عنایہ کی یہ عبارت بھی جواز کی طرف مشیر ہے قولہ خلافاً لزفر فانہ یقول الزیادۃ ھبۃ مبتدۃ لا تلحق باصل العقد ان قبضت ملکت والا فلا[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ زیادۃ کو ہبہ مبتدہ قرار نہیں دیتے کہ اس کو خلاف عدل کہا جاوے کیونکہ یہ تصریح ہے کہ ہبات میں بھی تسویہ بین الزوجات ضروری ہے کما فی العینی علی البخاری وتمام العدل ایضاً

---

[1] فتح القدیر باب القسم صفحہ ۳۳۴ ظفیر [2] عنایہ علی ہامش فتح القدیر باب المہر صفحہ ۲۱۴ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بین تسویتھن فی النفقۃ والکسوۃ والھبۃ ونحوھا[1]۔

عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۴۴)۔ منکوحہ اپنے شوہر سے مہر مقررہ جس وقت چاہے طلب کرسکتی اور وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر اگر معجل ہو تو عورت کو ہر وقت اس کے وصول کرنے کا حق ہے اور اگر موجل ہو تو طلاق کے بعد مطالبہ کرسکتی ہے، کذا فی کتب الفقہ[2]۔

نابالغہ لڑکی کا ولی مہر کم کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۴۵)۔ ولی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کے کردیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے منظور کرلیا، کیا لڑکی کا ولی مہر کو کم کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ درمختار میں ہے وصح حطھا کلہ او بعضہ عند قبل او لا الخ قال فی الشامی وقید بحطھا لان حطا بیعا غیر صحیح لو صغیرۃ[3] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ولی نابالغہ کو مہر کے کم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو کیا پھر بھی وہ مہر پائے گی

سوال (۱۲۴۵)۔ اول عشرۂ جمادی الثانی میں مساۃ ہندہ کا عقد مسمی بکر کے ساتھ ہوا، تقریباً دو ماہ تک مساۃ مذکورہ اپنے شوہر کے پاس رہی، عشرہ سوم ماہ ذیقعدہ میں مساۃ مذکورہ کے لڑکا پیدا ہوا مگر ضعیف القویٰ جو زندہ ہے، ایسی حالت میں مساۃ مذکورہ مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں، اور بچہ کی پرورش شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جب کہ ہندہ سے بکر نے خلوت وصحبت کی ہے تو مہر پورا ہندہ بکر لازم ہوگیا کیونکہ نکاح اس صورت میں تیج ہوگیا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ مہر مجرد نکاح سے لازم ہوجاتا ہے

---

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری ص۲۰۵ ج۱۲ ظفیر۔ [2] ولھا منعہ من الوطی ودواعیہ الا لاخذ مایعین تعجیلہ من المھر لہ او بعضہ او اخذ قدر ما یعجل لمثلھا عرفا بہ یفتی الا الآتا التاجیل لطلاق او موت عند محمد وفی الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل الموجل ولو اجمعا لا یتأجل ردالمحتار باب المہر ص۲۶۲ ج۲ ظفیر

[3] ردالمحتار باب المہر ص۲۶۳ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لیکن احتمال سقوط رہتا ہے، جب شوہر نے وطی کرلی یا خلوت صحیحہ پائی گئی تو کل مہر واجب الادا ہوجاتا ہے، ردالمحتار میں ہے وافاد ان المهر انما یتاکد لزوم تمامه بالوطی ونحوه[1] اور بچہ چونکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے۔ اس لئے بکر سے نسب اس کا ثابت نہیں ہے اور نہ بکر کے ذمہ اس کی پرورش وغیرہ کا حق ہے۔ درمختار میں ہے واقلها ستة اشهر اجماعا[2] الخ۔

بیوی مرجائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا

سوال (۱۲۴۷)۔ ہندہ زوجہ زید اچانک بغیر دین مہر معاف کئے فوت ہوگئی تو اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ہندہ کے مذکورہ بالا صورت پر فوت ہوجانے سے زید دین مہر ہندہ سے سبکدوش ہوجاتا ہے یا نہیں، اور دین مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں (۲) اگر زید بلا ادا کرنے دین مہر کے سبکدوش نہ ہوسکتا ہو تو دین مہر ہندہ کے ورثار کو دیوے یا فقرار پر تقسیم کردے۔ (۳) از روئے شریعت ہندہ کے ورثار اس کے میکہ والے ہیں یا سسرال والے یا اس کی اولاد۔ (۴) اگر ہندہ کے دین مہر پانے کی مستحق اس کی اولاد ہی ہے تو زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے۔

الجواب۔ (۱) سبکدوش نہیں ہوتا، اور دین مہر اس کے ذمہ مثل تمام دیون کے باقی رہتا ہے کوئی وجہ ساقط ہونے کی نہیں[3] (۲) ہندہ کے ورثہ کو ملنا چاہئے[4]۔ (۳) جب کہ

---

[1] رد المحتار باب المهر ص۲۵۴ ج۲ ظفیر۔ فلولاقل من ستة اشهر من وقت النكاح لم يثبت النسب ولا يرث منه رد المحتار كتاب النكاح ص۲۵۴ ج۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۵۵۴ ج۲ ظفیر۔ [3] شوہر مہر ادا کردیتا یا بیوی معاف کردیتی یہاں ان دونوں صورتوں میں کوئی صورت پائی نہیں گئی، باقی موت تو اس سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے تجب العشرة ان سماها ودخل بها وجب لاكثر منها ان سمى الا كثر وتاكد بموت او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المهر ص۲۵۴ ج۲ ظفیر۔ [4] اگر بال بچہ ہے تو ایک چوتھائی ورنہ نصف شوہر کا ہوگا، بقیہ دوسرے ورثہ کو پہنچے گا وہ ادا کردے یا ان سے معاف کرالے ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہندہ کے اولاد ہے تو ایک ربع تو اس کے شوہر کا ہے اور باقی اس کی اولاد وغیرہ کا (۴) پھر اگر ہے تو یہ دلیل اولاد کے نہ وارث ہونے کی کیوں ہوئی، علاوہ ازیں یہ کہنا کہ زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے درست نہیں، بیشک اولاد بھی زید کے مال کی وارث ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوا اولاد کے اور کسی کا کوئی حق اس میں نہ ہو، اگر دوسرے ورثہ ہوں گے، ان کا حق بھی اس میں نکلے گا، اور یہ سب کچھ زید کی موت کے بعد ہے۔

عورت کا یہ کہنا کہ مجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو طلاق نہیں ہے، طلاق دے تا تو بھی مہر ضروری ہے،

سوال (۱۲۴۸)۔ ایک عورت نے کسی بات پر اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ ہم بستر ہو تو گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ ہم بستر ہو، شوہر نے ہم بستر ہونا چھوڑ دیا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے، اگر طلاق دیوے تو مہر دینا ہوگا یا نہ۔

الجواب۔ اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر اس عورت کو رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دیدے، اگر طلاق دیدے گا تو مہر ادا کرنا لازم[1] ہوگا۔

رخصتی سے پہلے شوہر مرجائے تو مہر کتنا دینا ہوگا

سوال (۱۲۴۹)۔ ہندوستان میں دستور ہے کہ بعض مرتبہ نکاح بالغ و بالغہ کا ہوجاتا ہے اور رخصت کی دوسری تاریخ مقرر ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر قبل رخصت خاوند فوت ہوجاوے تو بیوی کو کتنا دین مہر دیا جاوے گا۔

الجواب۔ اس صورت میں مہر پورا واجب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت الا او موت احدھما[2]

---

[1] ویتاکد ای المھر عند وطی او خلوۃ صحت۔ الدر المختار علی ھامش رد المحتار ۳/۱۰۳ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ۳/۱۰۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت کہتی ہے کہ شوہر نے مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵۰)۔ زید و عمر دو بھائی حقیقی ہیں، یہ علیحدہ علیحدہ شہروں میں مقیم ہیں، عمر اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہے، زید کا اس سے کچھ سروکار نہیں ہے، زید نے اپنا ذاتی مکان دوسرے شہر میں بنا لیا ہے۔ زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا جس سے ایک لڑکی شادی شدہ موجود ہے، زید نے اپنا نکاح ثانی کیا، کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہو گیا۔ زوجہ زید کو دو سال بعد بکر نے نکاح کا پیام دیا، زوجہ زید نے بکر سے نکاح سے انکار کیا اور عظیم کے ساتھ نکاح کر لیا، عظیم و بکر کی پہلے سے مخالفت تھی اس نکاح سے اور زیادہ ہو گئی، جب زوجہ زید کے نکاح ثانی کی اطلاع عمر و اماد زید کو ہوئی تو وہ دونوں زید کے مکان پر آئے اور اس کی زوجہ سے کہا کہ مکان خالی کر دو کیونکہ تم نے اپنا نکاح کر لیا ہے۔ اب تمہارا اس مکان میں کوئی حق نہیں رہا۔ سابقہ زوجہ زید نے کہا کہ یہ مکان میرا شوہر میرے مہروں میں دے گیا ہے۔ میں اس پر قابض ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ شرعاً شہادت کافی کسی طرف بھی نہیں ہے، نہ ادائے مہر کی اور نہ مکان کے مہر میں دئے جانے کی اس لئے کہ ادائے مہر کا گواہ صرف بکر ہے اور ایک شخص اگرچہ ثقہ بھی ہو، اس کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ اور اس پر کوئی حکم شرعاً نہیں ہو سکتا۔ اور اس صورت میں تو وہ اس وجہ سے بھی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے کہ عداوت اس کی ظاہر ہے، اور مکان کا مہر میں ملنے کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صرف عورت کا بیان ہے لیکن چونکہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ترکہ میت سے اول دیون وغیرہ ادا کر کے جو کچھ باقی رہے وہ ورثاء کو ملتا ہے اور مہر بھی ایک دین بذمہ شوہر ہے اور مہر کا ادا ہونا ثابت نہیں ہے اور عورت مدعی مہر کی ہے۔ لہذا اس کا مہر اول دلوایا جاوے گا۔ پس اگر میت نے یعنی زید نے کچھ اور ترکہ سوائے مکان کے چھوڑا ہو تو

لعدم وفاء بما للغیر ما من العقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنذر وطلاق وقد اوصیٰ او لم یوص اھ وجلان ۱۲ او جل واما قولہ: الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۴۴۰ ج ۴ وص ۵۱۶ ج ۴ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں سے مہر ادا کیا جاوے گا، اور اگر سوائے مکان کے اور کچھ نہ چھوڑا ہو تو پھر مکان سے مہر دیا جاوے گا[1]۔ اور وارثوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور مکان بقدر حصہ خود رکھ لیں اور علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ عورت کا میراث کے طبق سے ہے اور نکاح ثانی کرنے سے اس کا مہر اور حصہ میراث ساقط نہیں ہوتا۔

مہر کی معافی کے دو گواہ ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵۱) - ہندہ نے اپنے شوہر خالد کو اس کی بیماری میں اللہ کے واسطے اپنا مہر معاف کر دیا۔ اس واقعہ کے دو عینی گواہ یہ شہادت دیتے ہیں، قادر بخش کہتا ہے کہ میں مہر بخشنے کا گواہ ہوں۔ خالد نے کہا کہ مہر بخش دو، ہندہ نے کہا کہ اللہ کیواسطے معاف کیا۔ فاضل کہتا ہے کہ ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا مہر معاف کیا، آیا یہ شہادت کامل ہے یا ناقص۔

الجواب - یہ شہادت تو کافی ہے اگر دونوں گواہ عادل ہوں[2]۔ لیکن مرض الموت میں ہبہ کرنا یا دین معاف کرنا بحکم وصیت ہے[3]، اور وصیت وارث کیلئے درست نہیں ہے اس لئے مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا معتبر نہ ہوگا، لیکن اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے لئے وصیت درست ہو سکتی ہے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اس میں بھی اگر ورثاء راضی ہوں تو ثلث سے زیادہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے[4]۔

---

[1] تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ الاول یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقی بعد الدین ثم یقسم الباقی بین ورثتہ (سراجی ص ۳ وصلہ ظفیر) وینبغی ان یلحق بالمفروض من فوق سواء کان الحق للہ او لغیرہ وہم رجلان الاب والجد وامرأتان الام والمختار علی ہامش الدر المختار کتاب الشہادات ص ۳۵ ج ۳ ظفیر) اعتاقہ وعتابتہ وہبتہ ووقفہ وضمانہ بمال بتات حکم تبرعیۃ فیعتبر من الثلث کما فی السراجیۃ ومختار) قولہ محاباتہ ای فی البیع والاستیجار والمہر الشراء وفی الدر المختار کتاب الوصایا باب المرض فی المرض ص ۴۵۱ ج ۵ ظفیر) کما لا یخفی وقولہ الا بإجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزہا الورثۃ یعنی عند وجود وارث آخر (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الوصایا ص ۴۵۱ ج ۵ ظفیر)

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر معجل اور مؤجل وصول میں ایک ہیں یا الگ الگ

سوال (۱۲۵۲) - کیا مہر معجل اور مؤجل بعد ہم بستری کے ادائیگی کی صورت میں ایک حکم رکھتے ہیں یا نہیں، یعنی زوجہ دونوں قسم کے مہر کل لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - درمختار میں ہے ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او من احدھما[1] شامی میں ہے افاد ان المھر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتھا او تقبیلھا ابنہ او تنصف بطلاقھا قبل الدخول وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[2] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دخول اور وطی سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے احتمال سقوط اور تنصیف کا نہیں رہتا بلکہ پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتا ہے لیکن مہر معجل تو عورت فوراً وصول کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فوراً لازم ہے اور مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اس سے پہلے عورت مہر مؤجل وصول نہیں کر سکتی کما مر۔

مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا

سوال (۱۲۵۳) - زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس عورت کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد پھر زید نے اس کی دوسری بہن سے شادی کی اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں، زید کی پہلی بیوی کی پہلی لڑکی سے عمر نے نکاح کیا۔ اس کا انتقال ہو گیا، اس کے نکاح سے ۲۵ سال بعد عمر نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے مہر مثل پر نکاح کیا، عمر کو اپنی پہلی بیوی (زید زوجہ اولیٰ کی بنت اولیٰ) کا مہر یاد نہیں رہا، اور نہ رجسٹر قاضی میں درج ہے اور نہ کوئی گواہ باقی ہے، زید کی زوجہ ثانیہ سے جو چار لڑکیاں ہوئیں ان کا مہر ۱۲۵ روپیہ سو روپیہ ہے، عمر کی زوجہ ثانیہ کا مہر مثل کیا ہوگا۔

الجواب - عمر کی دوسری زوجہ جو کہ حقیقی بہن ہے زوجہ اولیٰ متوفیہ کی تو مہر اس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب ۲ ص ۱۰۳ ج ۳ ظفیر [2] رد المحتار باب المہر مطلب ۲ ص ۱۰۳ ج ۳ ظفیر وکان الاولی ان یقول موجلا لیس لہا المنع قبل حلول الاجل ولا بعدہ در رد المحتار باب المہر مطلب ۲ ص ۱۰۳ ج ۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

زوجہ کا ہے وہی پہلی زوجہ کا مہر مثل ہے۔ پس جب کہ گواہوں سے کوئی مقدار مہر کی ثابت نہیں ہے جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی زوجہ سابقہ کا ہوگا اور اگر اس میں بھی جھگڑا ہو تو علاتی بہنوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ وفی الخلاصۃ ویعتبر باخواتہا وعماتہا الزرقانی[1]۔ اور جب یاد نہیں تو اس کی زوجہ ثانیہ کی دوسری بہنوں کا جو مہر ہے وہی مہر مثل قرار پائے گا کیونکہ باپ کے خاندان کا مہر، مہر مثل کیا جاتا ہے۔ ظفیر،

مطلق مہر رواج کے مطابق مؤجل قرار پائیگا اور عورت کیلئے نان نفقہ کا دعوی جائز ہے

سوال (۱۲۵۴) - بندہ بالغہ کا نکاح بھراہ زید بتقرر زر مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا۔ کوئی اظہار مؤجل یا معجل کا نہیں ہوا، عام رواج خاندانی بندہ کا مہر مؤجل ہے اب بندہ بوجہ ناموافقت شوہر خود جس میں زیادتی شوہر کی ہے مطالبہ مہر کرتی ہے آیا ناموافقت وعلیحدگی فاوند بلا اظہار طلاق جو بندہ کے نکاح سے پانچ سات ماہ کے بعد سے بدستور ہے جس کو عرصہ پانچ سال گزر گیا ہے حکم اجل رکھتی ہے یا نہیں اور بصورت نہ رکھنے حکم اجل کے صورت موجودہ میں بندہ مطالبہ مہر کر سکتی ہے یا نہیں، اور بندہ حسب حیثیت اپنے فاوند کے نان نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے یا نہیں۔

اور بندہ اگر عدالت مجاز میں دعوی اور چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ یا طلاق دیدے یا حقوق زوجیت ادا کرے تو شرعاً اختیار عامل ہے یا نہیں اور گناہ گار تو نہ ہوگی۔

الجواب۔ ایسی حالت میں مہر مؤجل سمجھا جاتا ہے اور اجل اس کی ادائیگی کی موت شوہر ہے یا طلاق[2]، اور جبکہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو عورت اپنے حقوق و نفقہ کا دعوی

---

[1] والحرۃ مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا الزمن قومہا بہا لا امہا ان لم تکن من قومہا کنت عمہ و فی الخلاصۃ ویعتبر باخواتہا وعماتہا الزرقانی الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص۳۰۳ ظفیر

[2] وان بینوا قدر العجل یعجل ذالک وان لم یبینوا شیئا ینظر الی المرأۃ والی المہر المذکور فی العقد انہ ہل یکون المعجل لمثل ہذہ المرأۃ من مثل ہذا المہر فیعجل ذالک معلوما ولا یقدر بالمہر بعد ولا بالخمس وانما ینظر الی المتعارف الزرعالمگیری کتاب الدعوی باب المہر ص۳۳۳ ج۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرسکتی ہے شوہر کو چاہئے اور اس پر واجب ہے کہ یا وہ حقوق زوجہ نان نفقہ وغیرہ ادا کرے، ورنہ طلاق دیدے کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ یا اچھی طرح عورت کو رکھے ورنہ طلاق دیدے اور بعد طلاق کے مہر کے وصول کرنے کا دعویٰ عورت کرسکتی ہے اور نفقہ بقدرحالہما یعنی بین بین شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کو وہ بذریعہ عدالت بھی لے سکتی ہے اور عورت کی طرف سے یہ چارہ جوئی کہ یا شوہر نان نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے موافق حکم شریعت کے ہے اس میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور نفقہ اوسط درجہ کا بذمہ شوہر لازم ہوتا ہے یعنی عورت اور مرد دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے، مثلاً اگر عورت غریب ہے اور شوہر غنی تو متوسط درجہ کا نفقہ لازم ہوگا[2]۔

مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون اشرفی مراد ہوگی

سوال (۱۲۵۵)۔ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور ایک سو ایک روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی سکہ رائج الوقت مہر قرار پایا۔ اشرفی کی قیمت مختلف رہتی ہے تو اب ہندہ کو مہر کس حساب سے دیا جائے گا۔

الجواب۔ بحکم المعروف کالمشروط مہر میں وہ اشرفی مراد ہوگی جو اس وقت یعنی بوقت نکاح مروج تھی اور اگر مختلف وزن اور مختلف قیمت کی اشرفیاں اس وقت مروج تھیں تو جس اشرفی کا زیادہ رواج ہو وہ مراد ہوگی اور اگر یہ معلوم نہیں کہ اس وقت اشرفی کس قیمت کی زیادہ مروج تھی تو جو کچھ عورت کہتی ہے اور اس کا مکذب کوئی نہیں ہے تو اسی کے قول کے موافق اسی اشرفی سے حساب مہر کا کیا جاوے گا۔

شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر معجل کرسکتی ہے

سوال (۱۲۵۶)۔ زید کا نکاح بتقدر مہر پانصد روپیہ بمراد مسماۃ مریم بوکر کابین نامہ میں باضابطہ پانصد روپیہ بوقت نکاح تحریر ہوا کچھ عرصے

---

[1] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۵ پ ۲ تفسیر [2] فتجب النفقۃ للزوجۃ بنکاح صحیح الخ علی زوجہا او قدر حالہما بمایہ یفتی (درمختار) کذا فی الہدایۃ وہو قول الخصاف وفی الولوالجیہ وہو اختیار الفقیہ وعلیہ الفتوی (ردالمحتار باب النفقۃ ج ۳ ص ۳۲۶) تفسیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بعد فریقین میں تنازعہ ہوکر مسماۃ مریم کی طرف سے دعویٰ پانصد روپیہ زر مہر عدالت میں دائر کیا گیا، عدالت ابتدائی سے باعتبار تحریر کابین نامہ دعویٰ ڈگری ہوا لیکن عدالت سیشن وچیف کورٹ سے بلا رضامندی مسماۃ مریم مدعیہ بجائے پانصد روپیہ مہر کے بتیس روپیہ چھ آنے زر مہر کو بوجہ مفلسی وناداری مدعا علیہ کے قائم رکھ کر باقی رقم مہر کو خارج کردیا گیا شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب ۔ شرعاً وطی کے بعد پورا مہر لازم ہوجاتا ہے، شامی میں ہے فاذا ان المهر وجب بنفس العقد لكن مع احتمال سقوطه برد تمام المؤنة وانما يتأكد لزوم تمامه بالوطي ونحوه[۱] اور اگر شوہر مفلس بھی ہو تو مہر ساقط نہیں ہوتا بلکہ مؤخر ہوجاتا ہے۔ پس بالکل ساقط کردینا مہر کا یا کم کردینا خلاف حکم شرع[۲] ہے۔

آنحضرت صلعم کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا

سوال (۱۲۵۷) ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اکثر بنات وازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر کیا تھا، اور اس وقت سکہ رائج الوقت انگریزی سے تخمینہ کتنا ہوتا ہے۔

الجواب ۔ پانسو درہم تھا جو تقریباً سوا سو روپیہ ہوتا ہے[۳]۔

---

[۱] رد المحتار باب المهر ص۲۵۴ ج۲، ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب المهر ص۲۵۴ ج۲ ظفیر۔ [۳] قال فی البدائع واذا تاکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذالک الا بالابراء (ایضاً) ظفیر [۴] عن ابی سلمة قال سألت عائشة کم کان صداق النبی صلی اللہ علیه وسلم قالت کان صداقه لازواجه ثنتی عشرة اوقیة ونشّ قالت أتدری ما النشّ قلت لا قالت نصف اوقیة فتلك خمس مائة درهم رواه مسلم وعن عمر بن الخطاب قال ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولکم بها نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نکح شیئاً من نسائه ولا انکح شیئاً من بناته علی اکثر من اثنتی عشرة اوقیة رواه احمد والترمذی وابوداؤد (مشکوۃ المصابیح باب الصداق ص۲۷۸) پانچ سو درہم ایک سو سوا اکتیس تولے چاندی ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ کے زمانہ میں اس کی قیمت سوا سو روپے ہوتی تھی، ہمارے اس زمانہ میں ساڑھے چھ سو روپے سے زیادہ ہوتی ہے، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر میں آنحضرت صلعم کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت

سوال (۱۲۵۸)۔ امیر کبیر اگر مہر میں مطابقت کرے حضرات بنات وازواج مطہرات کی تو یہ افضل اور موجب خیر و برکت ہے یا حسب حیثیت امراء کے لئے مہر افضل اور موجب خیر و برکت ہے۔

الجواب۔ زیادہ مہر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا کہ وارد ہے لا تغالوا اصدقۃ النساء الحدیث لہذا متابعت بنات مکرمات وازواج مطہرات کی اس بارے میں افضل ہے اگرچہ جائز زیادتی بھی ہے[1]

فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے مہر پائے گی یا نہیں

سوال (۱۲۵۹)۔ ایک عورت بعمر ۲۰ سال جس کے ماں باپ کو بخوبی علم تھا کہ یہ بدچلن ہوگئی۔ اسی بدچلنی کی وجہ سے وہ دو ایک مرتبہ گھر سے بھی بھاگی۔ اس بدنامی کے مٹانے کی غرض سے اس کا نکاح ایک ناواقف شخص سے بمہر پانسو روپیہ کے کر دیا۔ وہ عورت خاوند کے گھر آئی وہاں دو چند ماہ رہی چونکہ اس کے ماموں کے ساتھ اس کا کچھ تعلق مشاہد ہوا خاوند کے گھر آنے پر بھی اس کا ماموں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ خاوند نے اس وجہ سے اس کی روک ٹوک نہیں کی کہ یہ اس کا ماموں ہے۔ حالانکہ یہ اس کا سوتیلا ماموں تھا مگر کسی کو بھی اس بات کا گمان نہ ہو سکا لہذا اس کا آنا جانا نہیں روکا گیا۔ اس عرصہ میں اس کی نوکری کسی دوسری جگہ کی ہوگئی، تب اس عورت نے اپنا تمام زیور اور گھر میں جس قدر زیور اور متاع کپڑے وغیرہ تھے لے کر آدھی رات کو وہاں سے بھاگی اور اپنے ماموں کے پاس چلی گئی، راستہ میں اس کا ایک چچا بھی ملازم تھا وہاں نہیں اتری اور نہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی بعد تجسس بسیار کے پتہ ملنے پر چند آدمی وہاں گئے تو دیکھا۔ دراصل وہ ماموں کے پاس تھی وہاں سوائے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح باب الصداق ص۲۷۸ ۲ تغیر۔ ۳ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے نقل کی جا چکی ہے دیکھ لیں۔ ۱۲ تغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کے ماموں کے اور کوئی نہ تھا تو، چنانچہ اس کا باپ اس کو اپنے گھر لے آیا، کیا ایسی عورت مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں وہ مہر پانے کی مستحق[1] ہے۔

مہر مؤجل جب چاہے وصول نہیں کر سکتی

سوال (۱۲۶۰) - کیا مہر مؤجل سے یہی مراد ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے بعد خلوت صحیحہ جب چاہے زر مہر وصول کر سکتی ہے اور جب تک یہ دین مہر زوجہ اپنے شوہر سے وصول نہ کرلے کیا شوہر سے علیحدہ رہ سکتی ہے۔

الجواب - یہ حکم مہر معجل کا ہے کہ عورت جب چاہے وصول کر سکتی ہے مہر مؤجل کا یہ حکم نہیں ہے اس کے وصول کرنے کا وقت موت یا طلاق[2] ہے۔

شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے

سوال (۱۲۶۱) - شوہر بلا ادائے دین مہر مؤجل اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - مہر مؤجل میں بیشک شوہر بدون ادائے مہر رخصت کرا سکتا ہے[3]۔

لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کیلئے مہر سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۶۲) - لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ حصہ مہر معینہ سے بطور مہر معجل قبل از نکاح لے سکتا ہے یا نہیں، اس وجہ سے کہ لڑکی کی شادی کے کاروبار میں یعنی ضروری اشیاء میں صرف کرے۔

الجواب - لڑکی کے سامان کے لئے باپ کو مہر کا کچھ حصہ لے کر اس میں صرف کرنا

---

[1] زنا و بال اور گناہ اس عورت پر ہے، کیونکہ وہ شوہر کے پاس رہ چکی ہے اس لئے اس کا پورا مہر شوہر پر واجب الادا ہے و المهر يتأكد باحد معان ثلثة الدخول و الخلوة الصحيحة و موت احد الزوجين (عالمگیری باب المهر ص۳۱۴ ظفیر۔ [2] لاختلاف العادات فان بعض المهر في غاية معلومة تأجيله و ان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصير كله حالا و هو الصحيح و هذا اذا كان في الكتاب الى الموت او الطلاق او الموت او الفرقة (عالمگیری باب المهر ص۳۱۴ ظفیر۔ [3] و اذا كان المهر مؤجلا او بعضه الى اجل معلوم او الى الاجل ليس لها ان تمنع نفسها لتستوفي المهر (ایضاً ص۳۳۱ ظفیر)

Maktaba Tul Ishaat.com

جائز ہے کما فی رد المحتار وفیہا قبض، الاب مہرھا وھی بالغۃ اولا وجہزھا او قبض مکان المہر عینا لیس لہا ان لا تجیز لان ولایۃ قبض المہر الی الآباء وکذا التصرف فیہ[1] الخ

طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور حمل دینا کیسا ہے

سوال (۱۲۶۳)۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک جلسہ میں تین طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور بعوض مہر مقررہ کے اپنی ایک دختر تین سالہ اور ایک حمل سات ماہ کا دیا، دختر اور حمل کا مہر میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ دختر اور حمل کو مہر میں دینا ناجائز اور لغو ہے مہر پورا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور مہر مال سے ہوتا ہے لڑکی اور حمل مہر نہیں ہوسکتا، قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ[2] الآیۃ

تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا جو رقم خرچ سے بچ جاوے وہ مہر میں محسوب ہوگی کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۴)۔ زید اپنی زوجہ کو بارہ سال سے اپنی پوری تنخواہ دیتا ہے جو گھر کے خرچ سے بہت زائد ہے اور زوجہ زید نے اس میں سے ایک معتد بہ رقم پس انداز کرلی ہے، پانچ سال تک زید نے باقیماندہ رقم کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن پانچ سال بعد زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہدیا کہ جو رقم تمہارے نفقہ اور ایک بچہ کے نفقہ اور میرے خرچ سے زاید ہو وہ مہر میں شمار ہوگی۔ اس صورت میں باقیماندہ رقم مہر میں شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں باقی رقم مہر میں محسوب ہوگی لتصریح الزوج بہ اور رقم نفقہ حسب عرف متعین ہوجاوے گی۔

مہر شوہر کی جائداد سے وصول ہوگا یا شادی کرنے والے کی

سوال (۱۲۶۵)۔ زید بالغ ہے مگر اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے، ایک غیر شخص نے اس کا نکاح ایک بالغ العمر سے

---

[1] رد المحتار باب المہر قبیل باب نکاح الرقیق ص۵۰۸ ج۲ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء۔ ۴

Maktaba Tul Ishaat.com

ایسی حالت میں کرایا زید بالکل بے حس تھا اور اس کا مرض بتدریج بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ زید کا انتقال ہو گیا، زید کو خلوت صحیحہ کا موقع تک نہیں ملا۔ زید کے انتقال کے ایک ہفتہ بعد غالباً اس کی بیوی بھی فوت ہو گئی، بیوی کے وارث مہر کے مدعی ہیں، کیا شرعاً یہ مہر واجب الادا ہے، اور ہندوستان میں اس کا کیا دستور ہے اور پنجاب میں کیا، کیا یہ مہر اس شخص پر واجب ہے جس نے زید کا نکاح کرایا تھا یا زید کی جائداد سے وصول ہوگا۔

الجواب۔ مہر بذمہ شوہر پورا واجب ہو گیا، زید کی جائداد سے لیا جاوے گا اور یہ شرعی حکم عام ہے، ہندوستان اور پنجاب میں کچھ فرق نہیں ہے۔

سوال (۱۲۶۶)۔ زینب سے عبداللہ نے ایک طویل سفر کے وقت مہر معاف کر دینے کی درخواست کی، زینب نے کہا کہ میں مہر معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہاری پہلی بیوی کے لڑکوں نے تمہارے بعد مجھ سے جھگڑا وغیرہ کیا تو میں عدالت کے ذریعہ سے ضرور اپنا مہر تمہارے ترکہ سے لوں گی، ورنہ معاف کرتی ہوں، تو آیا یہ دین مہر عنداللہ وعند القضاء معاف ہو گیا یا نہیں۔

مہر معاف کرتے وقت کہا اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لوں گی کیا حکم ہے

الجواب۔ اس صورت میں عنداللہ مہر معاف ہوا نہ عند القاضی کما صرحوا بہ تعلیلاً لما ذکرنا عن الدین بشرط محض، از درمختار۔[۲]

سوال (۱۲۶۷)۔ اگر بوقت نکاح زوجین بالغ ہوں اور دین مہر متعین ہو جاوے تو بعد نکاح اس مقدار معینہ دین مہر میں جو وقت نکاح قرار پایا تھا توسیع ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو سب استدعا، زوجہ یا شوہر خود بغیر استدعا زوجہ بھی توسیع کر سکتا ہے، اگر توسیع جائز ہے تو بعد نکاح کس وقت، ہر وقت یا بعد خلوت صحیحہ۔

نکاح بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے۔

---

[۱] ویتأکد (المهر) عند وطأ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما الدر المختار علی هامش المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۵۴) [۲] رد المحتار کتاب الهبة مسائل متفرقة ص ۶۱۶ ج ۴)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ درمختار میں ہے وما فرض او بعد العقد الخ او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس[1] الخ پس معلوم ہوا کہ مہر کا زیادہ کرنا بعد قبول کرنے عورت کے صحیح و معتبر ہے اور لازم ہوجاتا ہے خواہ عورت کی طلب پر ہو یا خود شوہر زیادتی کردے اور بعد دخول کے ہو یا قبل دخول کے غرض یہ کہ کسی وقت ہو لیکن وجوب اس زیادتی کا بعد دخول یا موت کے ہے اور اگر قبل دخول و خلوت طلاق ہوجاوے تو وہ زیادتی ساقط ہے۔ اصل مہر کا نصف لازم ہوجاتا ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[2] والشامی۔

تجدید نکاح کی صورت میں مہر پھر از سر نو ہوگا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہوگی۔

سوال (۱۲۶۸) ۔ جب کسی کو تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو ایجاب و قبول کے وقت مہر سابقہ کا اعادہ کیا جاوے یا از سر نو جداگانہ مہر مقرر کرنے کی ضرورت ہوگی، اور اس مہر کی تقرری میں عورت کو اختیار ہوگا یا کیا اور مرد کو ہر دو مہر ادا کرنے ہوں گے یا کیا جبکہ مہر سابقہ بھی ہنوز ادا نہیں کیا ہے۔

الجواب ۔ نکاح جدید میں مہر جدید ہوگا اور وہ باختیار عورت ہے جو مقدار وہ کہے وہی ہوگی، اور شوہر کو دونوں مہر ادا کرنے ہوں گے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۵۲ ج۲ ظفیر۔ [2] لاینصف لاختصاص التنصیف بالمفروض فی العقد بالنص بل تجب المتعۃ فی الاول ونصف الاصل فی الثانی (درمختار) قولہ لاینصف ای بالطلاق قبل الدخول بحر قولہ ونصف الاصل فی الثانی ای فیما لو زاد بعد العقد (رد المحتار باب المہر ص۲۵۲ ج۲ قبیل مطلب فی حط المہر) ظفیر۔ [3] وتجب العشرۃ ان سماہا او یجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطأ او خلوۃ صحت بین الزوجین او موت احدہما او تزوجہا ثانیا (درمختار) فیاولطلقہا بائنا بعد الدخول ثم تزوجہا فی العدۃ وجب کمال المہر الثانی بدون الخلوۃ والدخول (رد المحتار باب المہر ص۲۵۳ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی نے کہا طلاق دیگا تو مہر معاف کردوں گی شوہر نے قبول کرلیا اس نے معاف کردیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۹) - زوجہ زید نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق دیدے تو میں تمہارے مہر بخش دوں، زید راضی ہوگیا مگر عورت نے کہا کہ قسم کھاؤ، زید نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو میرے مہر بخش دے گی تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، فوراً اس کی زوجہ نے مہر بخشدئے اور زید نے طلاق دینے سے انکار کردیا تو کیا اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ مغلظہ ہوئی یا نہیں، اور اس کا مہر زید کو معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے گا تو مہر بھی معاف نہ ہوگا۔ کیونکہ مہر کی معافی عورت کی طرف سے بعوض طلاق کے تھی، پس جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی تو مہر بھی معاف نہیں[1] ہوا کیونکہ یہ معافی معلق تھی۔ ظفیر)

زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کردینا کیسا ہے

سوال (۱۲۷۰) - ایک عورت منکوحہ شوہر دار نے زنا کیا آیا بوجہ زنا کاری کے دین مہر ساقط ہوگیا یا بذمہ شوہر باقی رہا اگر اس عورت زانیہ کے اس خطا کو اس کا شوہر معاف کردے تو مواخذہ قیامت اس پر رہے گا یا نہیں۔

الجواب - زنا کی وجہ سے اس کا مہر ساقط اور باطل نہیں ہوا پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور زنا کاری اللہ کا گناہ ہے توبہ کرنے سے اور استغفار کرنے سے معاف اور ساقط ہوجاتا ہے اور شوہر کی بھی خیانت اور حق تلفی ہے وہ شوہر کے معاف کرنے سے معاف ہوتی ہے لیکن شوہر کے معاف کردینے سے اللہ کا گناہ معاف نہیں ہوا وہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ سے توبہ کرلی اور وہ توبہ قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے زنا کا گناہ معاف فرمادیا تو وہ معاف ہوگیا، شوہر معاف کرے یا نہ کرے۔ ہاں جو بے حرمتی اور خیانت شوہر کی ہوئی اس کا مطالبہ شوہر کی طرف سے ہوسکتا ہے اور وہ شوہر کے معاف کرنے سے ساقط

[1] قاعدہ ہے اذا فات الشرط فات المشروط ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتا ہے اور شوہر سے بالاجمال بھی معاف کرا سکتی ہے، مثلاً یہ کہے کہ جو میں نے تمہاری خطا کی ہو اور قصور کیا ہو وہ معاف کردو، اگر وہ معاف کردے تو جو شوہر کی حق تلفی ہوئی تھی وہ معاف ہو جاوے گی فقط۔

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا

سوال (۱۲۷۱)۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور حسب رواج مبلغ دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا، چند ماہ بعد ناا تفاقی ہو گئی۔ جس کو تقریباً سات سال ہوئے اب وہ بموجب شرع فیصلہ کرنا چاہتے ہیں، آیا حالت طلاق میں مہر وغیرہ کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب۔ اگر طلاق بطریق خلع ہو یعنی اس طرح کہ عورت اپنا مہر معاف کردیوے اور شوہر طلاق دیوے تو بعد طلاق کے عورت مطالبہ مہر وغیرہ کا نہیں کر سکتی اور اگر شوہر ویسے ہی بلا عوض مہر وغیرہ کے طلاق دیدیوے تو پھر عورت اگر مدخولہ ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا اپنا مہر لے سکتی ہے[1] فقط

جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے

سوال (۱۲۷۲)۔ ہندہ کا انتقال ہو گیا، اب ہندہ کی ماں اور بھائی مسمی زید بکر عمرو وغیرہ اپنی بہن دلڑکی مسمی ہندہ کا دین مہر سو روپیہ مانگتے ہیں اور شوہر ہندہ ڈھائی سو روپیہ بتلاتا ہے مگر تحقیق کسی کو نہیں معلوم کہ کیا دین مہر مقرر ہوا تھا چونکہ قاضی وکیل وگواہان کاح والدین دولہا و دلہن کا انتقال ہو گیا صرف ہندہ کی ماں ہے اس کو بھی بہ تحقیق معلوم نہیں ہے اور شادی دولہا و دلہن کی دس سال کی عمر میں ہو گئی تھی اس وقت ہندہ کے بھائیوں کی عمر ۶ سال و ۸ سال تھی، بھائیوں کو بھی کچھ پتہ نہیں البتہ ہندہ کی چچازاد بہن جو ہندہ کے باپ کا پھوپی زاد تھا اس کی لڑکی کا دین مہر کاغذ قاضی میں دو سو روپیہ کے تحریر ہے اور کوئی ہندہ کے حقیقی بہن و پھوپی

---

[1] ویتاکد المقرر عند وطأ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما الزوجب نصفہ بطلاق قبل وطأ او خلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۶۲ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے کیا تعداد مقرر کی جائے گی۔

الجواب ۔ اس صورت میں ہندہ کے چچازاد بہن کا جو مہر ہے وہی ہندہ کا مہر مثل ہوگا۔ کما فی الدر المختار و مھر مثلھا مھر مثلھا من قوم ابیھا[1] فقط۔

مہر عجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کرسکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہوگا

سوال (۱۲۷۳) ۔ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا۔ ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس کی لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے، ہندہ یہ عذر شرعی پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی، شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا گیا، شوہر یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے اور وقت نکاح بھی معجل کی صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو میں ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور برادری میں یہ دستور ہے کہ وقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے لہذا مسماۃ ہندہ کا مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہے اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے البتہ اس وقت وہ مطالبہ کرسکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہوجائے، خلاف طریقہ و دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے۔ آیا ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ قبل طلاق و موت مطالبہ کرسکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ زوج اس بارہ میں حق پر ہے، جبکہ مہر معجل نہیں تو عورت مہر کا مطالبہ موافق عرف کے قبل طلاق یا موت کے نہیں کرسکتی عالمگیریہ میں ہے وان کان لا الی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص ۳۰۵ ج ۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشایخ فیہ قال بعضہم یصح وھذا الان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت[1] الخ اور عورت کو اس صورت میں شوہر کے گھر جانے سے انکار کا حق نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا۔ **سوال** (۱۲۷۴) - ہندہ اپنے دین مہر کی تعداد سوالاکھ روپیہ بیان کرکے زوج کے مقابلہ میں دعویدار ہوئی، زوج نے یہ جواب دیا کہ تعداد مہر مجھے یاد نہیں مگر میں بعوض دین مہر مذکور اپنی جائداد جو تقریباً بیس ہزار کی ہے مدعیہ کی بطنی پسر کے نام کرنے کو طیار ہوں، دوران مقدمہ میں زوج کا انتقال ہوگیا اور اس کے پسر نے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے مقدمہ کی جوابدہی کی اور تعداد مہر ہندہ دو سو روپیہ اور پانچ اشرفی بتائی، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا۔

الجواب - ایسی حالت میں شرعاً مہر مثل کو دیکھا جائے گا مہر مثل جس کے قول کے مطابق ہوگا، اس کے موافق کیا جاوے گا۔ وقالا یقضی بمہر المثل کحال حیاۃ وبہ یفتی درمختار[2] فقط۔

مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہوسکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے

سوال (۱۲۷۵) - زید کا نکاح ۱۵ رجون ۱۹۱۶ء مساۃ ہندہ کے ساتھ ہوا تھا، شادی کے بعد ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے بعد شادی ہندہ کے حمل پڑ گیا اور ۱۵ راپریل ۱۹۱۷ء کو یعنی دس ماہ بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب تک زندہ ہے، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں ہی خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ اپنی والدہ اور دیگر عزیزان کے بہکانے سے اپنے زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے اور یہ عذر کرتی ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں رہے گی اور نہ زوج کی

---

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح فصل حادی عشر ص۲۹۸ ج۱ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۸ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ماں کے ساتھ رہنے پر رضامند ہے، اب ہندہ یہ شرعی عذر پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک کہ میرے مہر ادا نہ کرے گا، میں اس کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ زوج کو شرعاً بلا ادائے دین مہر مجھے میری والدہ کے یہاں سے لے جانے کا کوئی حق حاصل ہے چونکہ یہ شرعی مطالبہ زوجہ کا ہے اس لئے شوہر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو شوہر اس شرعی مطالبہ کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے، یہ امر فی الواقع صحیح ہے مہر بلا صراحت ہے اور وقت نکاح بھی معجل کے صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو اسوقت ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور نکاح کے وقت بھی تصریح نہیں کی گئی تھی، نیز مسماۃ کے لڑکی پیدا ہو چکی ہے اور اس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال ہے اب اس کو اس مطالبہ کرنے کا کہ بلا ادائے مہر نہیں جا سکتی کوئی حق حاصل نہیں ہے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے اور زوجین میں اس طرح دینا لینا ہے لہذا مسماۃ ہندہ کے مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہیں نہ اب اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل ہے البتہ اس وقت مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہو جائے، خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میری ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے، اب سوال یہ ہے کہ حسب شرع شریف ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ اس صورت مذکورہ بالا میں قبل طلاق و موت مطالبہ کر سکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر عند الشرع معتبر ہے یا نہیں۔ جواب معہ حوالہ کتب شرع شریف درج فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں بینوا توجروا۔

الجواب ۔ عقد نکاح میں مہر ایک لازمی امر ہے خواہ بوقت ایجاب و قبول زوجین میں تذکرہ مہر نہ کیا گیا ہو یا اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ مہر نہ دیا جائے گا تب

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی مہر دینا لازمی ہوگا، مہر دو قسم کا ہوتا ہے ایک معجل اور ایک مؤجل، ہر ایک صورت مہر تصریح بوقت نکاح یا رواج بلاد پر موقوف ہے، مہر معجل کا مطالبہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوجہ ہر وقت کر سکتی ہے اگرچہ پہلے اپنے نفس کو حوالہ زوج کر چکی ہو اور وہ اپنے نفس کو تسلیم سے روکنے کے لئے عدم ادا مہر معجل کا عذر کر سکتی ہے۔ صاحبین یعنی امام یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کا اس میں خلاف ہے، یہ دونوں فرماتے ہیں کہ بعد خلوۃ صحیحہ اور تسلیم نفس کے زوجہ کو مہر معجل کی عدم ادا کی وجہ سے کف نفس کا حق حاصل نہیں رہتا یہی قول معتبر ہے۔

مہر مؤجل کا مطالبہ زوجہ قبل اجل نہیں کر سکتی نہ تسلیم نفس سے منع کر سکتی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ مہر کی کچھ تصریح نہ ہو، ایسی صورت میں کوئی حصہ مہر یعنی ثلث یا نصف و ربع و خمس مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ عرف اور رواج برادری کے موافق اس صورت میں حکم دلایا جائے گا۔ اگر برادری اور عرف میں ایسی صورت میں مہروں کا کوئی جزو دلایا جاتا ہے تو اسی قدر دلایا جائے گا ورنہ نہیں۔ صورت مسئولہ مسئلہ سائل میں یہ امر صاف ہے کہ زوجہ تسلیم نفس کر چکی ہے کیونکہ اس کی لڑکی موجود ہے، اور مہر کی کوئی تصریح نہیں ہے، تو اب عورت کو کوئی حق کف نفس کا باقی نہیں رہتا اور اس کو شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہئے، زوجہ کا یہ عذر کہ میں والدہ زوج کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شرعاً قابل پذیرائی ہے۔ وہ والدہ زوج کے ساتھ رہنے پر شرعاً مجبور نہیں کی جائے گی بلکہ زوج ہندہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور وہاں دونوں رہ کر حقوق زوجین باہم ادا کریں۔ اس وقت عورت کا مطالبہ مہر قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ سوال میں صاف الفاظ میں کہ مہر کی تصریح نہیں ہے برادری میں یہ رواج ہے کہ قبل طلاق اور موت مہروں کا لینا دینا نہیں ہوتا، زمانہ حیات زوجین میں نہ کوئی لیتا ہے نہ کوئی دیتا ہے بلکہ بعد طلاق یا موت مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس صورت میں خلاف رواج برادری عورت کو کوئی حق مطالبہ مہر کا نہیں ہے اور نہ اس

Maktaba Tul Ishaat.com

وجہ سے وہ کف نفس کر سکتی ہے ملاحظہ ہو بہشتی زیور حصہ چہارم مطبوعہ کانپور ص۱۹ بیان مہر۔ ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق یا موت یعنی مرجانے کے بعد ہوتا ہے۔ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعوی کرتی ہے یا مرد مرگیا ہو اور کچھ مال چھوڑ گیا ہو تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مرگئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعوی نہیں کر سکتی البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے، اتنا دینا واجب ہے ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا، البتہ مہر معجل بوقت نکاح قرار پائیں اور رواج برادری اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں رواج برادری بمقابلہ تصریح وقبول شوہر متروک سمجھا جائے گا اور مقبولہ زوجین کو ترجیح دی جائے گی، پس خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئے اب انکار کا کوئی حق اس کو حاصل نہیں مہروں کا مطالبہ وہ بعد طلاق یا موت کر سکتی ہے، شوہر کو چاہئے کہ زوجہ کو اپنے ساتھ رکھے اور حقوق زن ادا کرتا رہے، صورت مسئولہ میں شوہر کا عذر قابل قبول و اعتبار ہے اور اس کا عذر عند الشرع معتبر ہے کما جاء فی کتب الفقہ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۳۳۵

ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضاها فلها ان تمنع نفسها عن السفر بها حتی تستوفی جمیع المهر علی جواب الکتاب والمعجل فی عرف دیارنا عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی وفی منع النفس بقولهما وان بینوا قدر المعجل یعجل ذلك وان لم یبینوا شیئا ینظر الی المرأة والی المهر المذکور فی العقد انه کم یکون المعجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر فیجعل ذلك معجلا ولا یقدر بالربع وبالخمس وانما ینظر الی المتعارف فان شرطوا فی العقد تعجیل کل المهر یجعل الکل معجلا وبترك العرف کذا فی فتاوی قاضیخان بحر الرائق جلد ثالث مصری ص۱۹۰ بحث کف نفس یعنی بعد الدخول

Maktaba Tul Ishaat.com

لا تمنع نفسها ولو منعت لا نفقة لها (زیلعی جلد ثانی مصری ص۱۵۵) قال ابو یوسف ومحمد رحمهما الله اذا دخل بها برضاها او خلابها ليس لها ان تمنع نفسها وترتب عليه استحقاق النفقة لهما ان المعقود عليه تلف صار مسلمًا اليه بالوطأة او بالخلوة ولهذا يتأكد جميع المهر فلم يبق لها حق الحبس كالبائع اذا سلم المبيع بخلاف ما اذا كانت مكرهة (از مجمع الانهر جلد اول مصری ص۳۵۵) وللمرأة منع نفسها من الوطی والسفر حتی توفیها قدر ما بين تعجيله من مهرها كلا او بعضا ولها السفر والخروج من المنزل ايضا ولها النفقة لو منعت نفسها لذلك وهذا قبل الدخول وكذا بعده عند الامام لان المهر مقابل بجميع الوطات الموجودة في الملك فاذا سلمت بعض المعقود عليه لا يسقط حقها في حبس الباقي كما سلم البائع بعض المبيع خلافا لهما فيما كان الدخول برضاها وفي الايضاح انه قول الامام اولا لان تسليم المعقود عليه يحصل بالوطأة الاولى فيسقط حق امتناعها كما يسقط حق البائع في حبس المبيع بعد تسليمه قيد برضاها لانها لو كانت مكرهة فلها الامتناع اتفاقا فتاوی قاضیخان برحاشیه فتاوی عالمگیری ص۳۵۲ بحث حبس نفس اذا زوجت المرأة ولها مهر معلوم كان لها ان تحبس نفسها لاستيفاء المهر فان كان في مؤجل يعجل البعض ويترك الباقي في الذمة الى وقت الطلاق او الموت كما هو عرف ديارنا كان لها ان تحبس نفسها لاستيفاء المعجل وهو الذي يقال في الفارسية دست پیمان وليس لها ان تطالبه بكل المهر فان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئا ينظر الى المرأة والى المهر المذكور في العقد انه كم يكون المعجل لمثل هذه المرأة مثل هذا المهر فيعجل ذلك معجلا ولا يقدر ذلك بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف لان الثابت عرفا كالثابت شرطا وان شرطوا في العقد تعجيل كل المهر يجعل الكل معجلا ويترك العرف۔ شامی جلد ثانی مصری ص۲۶۵

Maktaba Tul Ishaat.com

بحث منع نفس زوجہ او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفا ای ان لم یبین تعجیلہ او تعجیل بعضہ فلہا المنع لاخذ ما یعجل لہا منہ عرفا وفی الصیرفیۃ الفتوی علی اعتبار عرف بلدہما من غیر اعتبار الثلث او النصف وفی الخانیۃ یعتبر التعارف لان الثابت عرفا کالثابت شرطا تبیین الحقائق جلد ثانی مصری ص۱۵۵

بحث منع نفس اعلم ان المہر مذکور منہا ما تعورف تعجیلہ حتی لا یکون لہا ان تحبس نفسہا فیما تعورف تاجیلہ الی المیسرۃ او الموت او الطلاق ولو کان حالا لان المتعارف کالمشروط وذلک یختلف باختلاف البلدان والازمان والاشخاص ہذا اذا لم ینصا علی التعجیل او التاجیل اما اذا نصا علی تعجیل المہر او تاجیلہ فہو علی ما شرطا حتی کان لہا ان تحبس نفسہا الی ان تستوفی کلہ فیما اذا شرط تعجیل کلہ ولیس لہا ان تحبس نفسہا فیما اذا کان کلہ موجلا لان التصریح اقوی من الدلالۃ فکان اولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ بشیر حسین عفرلہ

الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند یکم رجب ۱۳۳۶ھ

بدچلنی کی وجہ سے طلاق میں بھی مہر واجب ہے

سوال (۱۱۲۷۶) - جو عورت بدچلن ہو اور بدچلنی کی وجہ سے اس کا خاوند طلاق دیدیوے تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر طلاق بعد دخول یا خلوت کے دی گئی تو پورا مہر شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم[1] ہے۔ اور شوہر کی طرف سے جو کچھ شادی میں خرچ ہوا وہ مہر میں نہیں شمار ہوگا اور جو زیور عورت کو دیا گیا اس میں اگر نیت مہر میں دینے کی کی گئی اور عورت کی ملک کر دیا گیا، وہ البتہ مہر میں شامل ہوگا۔ فقط۔

---

[1] والمہر یتاکد باحد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ وموت احد الزوجین زعالمگیری کشوری کتاب النکاح باب المہر فصل ثانی ص۳۱۴ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جو روپیہ نکاح کے نام پر لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہ ہوگا

سوال (۱۲۷۷) - ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے باپ کو کچھ روپیہ دیکر اپنے لڑکے کا نکاح کیا کچھ روز بعد عورت کا شوہر مرگیا پھر اس کے شوہر متوفی کے باپ نے دوسرے شخص سے وہ روپیہ واپس لیکر اس عورت کا نکاح کرادیا، ایسی صورت میں وہ روپیہ جو شوہر ثانی کی طرف سے دیا گیا اس کے مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ وہ روپیہ رشوت ہے شوہر کے باپ کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے واپس کرنا چاہئے اور مہر میں وہ روپیہ بدون تصریح اس کے کہ یہ روپیہ مہر کا ہے محسوب نہیں ہوسکتا ہے۔ فقط۔

شوہر قبل خلوت مرجائے تو مہر کا کیا حکم ہے۔

سوال (۱۲۷۸) - ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا مگر قبل خلوۂ صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس دن چار ماہ واجب ہے یا نہیں اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا، تو نکاح جائز ہوا یا نہیں، دین مہر پورا واجب ہے یا نہ۔

الجواب - مہر کل واجب ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کی صورت میں زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ پورا مہر شوہر کے ترکہ سے دلوایا جاوے گا۔ فقط

مہر معجل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہوگا۔

سوال (۱۲۷۹) - میری زوجہ کو اس کے والدین نے ورغلا کر اپنے گھر روک لیا ہے اور میرے اوپر مہر کا دعوی عدالت میں کرادیا ہے اور بوقت نکاح کے میرے سے ایک اسٹامپ اور قاضی کے رجسٹر پر ایک ہزار کا مہر معجل درج کرالیا تھا، اور میں ایک نوکری پیشہ آدمی ہوں کوئی کافی جائداد میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں مہر معجل ادا کروں، عرصہ ڈیڑھ سال سے بیکار ہوں، فاقہ کشی پر

لہ وبنی کذا ای المهر عند وطأ او خلوة صحت من الزوج او من احدهما۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲۵ ج ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نوبت آگئی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے کچھ کمی مہر میں ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ عورت ہر وقت کرسکتی ہے۔ باقی مفلسی کی وجہ سے وہی احکام جاری ہوں گے جو مدیون مفلس کے لئے ہوتے ہیں یعنی بعد اس کے کہ حکام کو اس کا مفلس ہونا محقق ہوجاوے تو اس کو مہلت دی جاوے گی یا کوئی قسط ادا کے لئے حسب استطاعت شوہر معین ہوگی۔ فقط

عورت سے مہر کے متعلق نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کردیا گیا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۸)۔ نکاح پڑھتے وقت عورت سے اجازت لے کر نکاح پڑھا گیا، لیکن دین مہر کی اجازت لینا عورت سے بھول گئے بلکہ خاوند سے دریافت کیا اس نے شرع محمدی مہر کی اجازت دی، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور مہر کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا اور مہر کے جس مقدار پر عورت راضی ہو وہ درست ہے اگر عورت اسی مہر پر راضی ہے جو شوہر نے کہا تو وہی صحیح ہے ورنہ جو کچھ عورت کہے اور مرد اس کو قبول کرلیوے وہی مقدار مہر کی لازم ہوگی۔

جو مکان مہر میں لکھ دیا وہ عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۲۸۹)۔ زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کا نکاح حسین بخش کی لڑکی سے کیا اور حسین بخش نے اپنی لڑکی کا مہر دو سو روپیہ مقرر کیا اور زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کے مہر کے عوض میں اپنی جائداد میں سے ایک مکان مہر کے عوض میں لڑکے کی بیوی کے نام لکھ دیا یہ درست ہے یا نہیں، اور زلفو اس مکان کو فروخت کرسکتا ہے یا نہیں۔

له ولها منعه من الوطی ودواعیه والسفر بها وبعده وخلأ وخلوة رضیتهما لزالاخذ ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه او اخذ قدر ما عجل لمثلها عرفاً الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ۲/۲۱۲ ظفیر عه ویصح النکاح وان لم یسم فیه لهما ان لم یتفقا علی شیء المهر واجب شرعاً ابانة لشرف المحل هدایه من المهر هو المال یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلة منافع البضع منیه علی هامش فی القدیر باب المهر ۳/۲۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - وہ مکان حسین بخش کی دختر کا ہوگیا مسمی زلفو کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے[1]۔ فقط

مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اس کے باپ سے کیسا ہے

سوال (۱۲۸۲) - زید بالغ کا نکاح بولایت والد ہندہ کے ساتھ ہوا، زید و ہندہ ہر دو کا کفیل زید کا والد رہا، اب زید کا انتقال ہوگیا، کوئی جائداد نہیں چھوڑی، ہندہ مہر اپنا زید کے والد سے شرعاً وصول کرنے کی مجاز ہے یا نہیں

الجواب - مہر ہندہ کا بذمہ اس کے شوہر زید کے تھا، زید کے والد سے بدون اس کے ضامن ہونے کے ہندہ مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی[2]۔

اولاد ہونے سے مہر میں کمی تو نہیں ہوتی

سوال (۱۲۸۳) - ایک شخص کی زوجہ بارہ سال سے اپنے والدین کے یہاں ہے، اس بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، شوہر نے ہر چند لانے کی کوشش کی مگر سسرال والوں نے انکار کیا، شوہر نے دوسری شادی کرلی، سسرال والوں نے مہر اور نان نفقہ کی بابت نالش کردی ہے، آیا اولاد ہونے سے عورت کے مہر میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور جب کہ مہر دیا جائے گا تو نان و نفقہ بھی دیا جائے گا یا نہیں، اور دونوں اولاد والدہ کی ہمراہ ہے۔ اور شوہر کہتا ہے کہ مہر تو میں دوں گا مگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے تو میرا ارادہ ہے کہ میں قسط سے مہر ادا کروں، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - اولاد کے ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوتی، مہر پورا بذمہ شوہر اس صورت میں لازم[3] ہے لیکن چونکہ عورت کو اس کے والدین بے وجہ شوہر کے گھر نہیں بھیجتے

---

[1] اس لئے کہ مہر عورت کا حق ہے اور وہی اس کی مالک ہے ثم المهر واجب شرعاً ابانة لشرف المحل (ہدایہ) ظفیر۔ [2] وصح ضمان الولی مهرها ان وتطلب ایاه شاءت من زوجها البالغ او الولی الضامن فان ادی رجع علی الزوج ان امر کما هو حکم الکفالة (درمختار) لانه لا یطالب بالضمان (رد المحتار باب المهر ص۲۹۰ ج۲ و ص۲۹۱ ج۲) ظفیر۔ [3] ومن سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل وبه یتأکد البدل (ہدایہ باب المهر ص۳۲۴ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس لئے نفقہ عورت کا بذمہ شوہر کے اس صورت میں لازم نہیں ہے۔ اور اولاد کا نفقہ بیشک لازم ہے اور مہر کے مطالبہ کا حق عورت کو یا اس کے ورثہ کو جب کہ مہر مؤجل ہو بعد طلاق کے یا موت کے ہے کذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما اور بعد وجوب کے مہر اگر فی الحال کل ادا نہ ہو سکے تو برضاء زوجہ اور اس کے ورثہ کے قسط وار ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی تو شوہر مہر کے دینے میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مہر مؤجل ہے اور میں نے طلاق نہیں دی تو ابھی مہر کا مطالبہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر شوہر کو یہ عذر کرنا نہیں ہے اور فی الحال ادا کرتا ہے تو قسط مقرر کر دیوے۔ فقط۔

وارث خلعی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۲۸۴) - زوجین میں بہت زیادہ ناموافقت تھی ایک روز چند اشخاص کو جمع کر کے ان کے روبرو عورت کو فا خلعی دی اور عورت نے بھی قبول کر لی اور دوسرا شوہر کر لیا۔ اب پہلے شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں حالانکہ پہلے شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا۔

الجواب - قال فی الدر المختار وبسقط الحلع والمبارأۃ کل حق لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح قولہ کل حق یشمل المہر والنفقۃ المقبوضۃ والماضیۃ والکسوۃ کذا فی الشامی۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں بعد خلعی کے مہر بذمہ شوہر لازم نہیں رہا اور دعوی عورت کا در بارہ مہر وغیرہ شوہر اول پر باطل ہے۔

مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ

سوال (۱۲۸۵) - اس طرف یورپ میں عام طور سے

لہ فاما اذا امتنعت عن الانتقال الخ واما اذا کان الامتناع بغیر حق الخ فلا نفقۃ لہا وان نشزت فلا نفقۃ لہا حتی تعود الی منزلہ والناشزۃ ہی الخارجۃ من منزل زوجہا المانعۃ نفسہا منہ (عالمگیری مصری باب فی النفقات ص۲۶۲ ج۱) منہ۔ لہ نفقۃ الاولاد والصغار علی الاب لا یشارکہ فیہا احد (ایضاً فصل نفقۃ الاولاد ص۲۹۲ ج۱) ظفیر۔ لہ والتاجیل بالاولی بموت (رد المحتار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۳ ج۲) ظفیر۔ لہ دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص۲۱۱ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

امیر غریب سب کا مہر چالیس ہزار مقرر کرتے ہیں اور جو مہر ازواج مطہرات اور حضور کی صاحبزادیوں کا ہے اس کو ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ زید جو کہ عربی خواں طالب علم ہے اس کی نسبت پھوپی زاد ہمشیرہ سے ہوئی ہے، اب نکاح کی تجویز ہے اور لڑکی کے والدین چالیس ہزار سے کم پر کسی طرح راضی نہیں، زید کہتا ہے کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ اول تو شریعت نے اس شخص کو جو ادائیگی مہر کی نیت نہ رکھے حکماً زانی قرار دیا ہے، چنانچہ ابن حجر کی زواجر عن اقتراف الکبائر میں لکھتے ہیں السابعة والستون بعد المائتین ان یتزوج امرأة وفی عزمہ انہا لا یوفیہا صداقہا لو طلبتہ اخرج الطبرانی بسند رجالہ ثقات انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المہر او کثر لیس فی نفسہ ان یودی الیہا حقہا فمات ولم یود الیہا حقہا لقی اللہ یوم القیامة وھو زان انتہی اور میں حیثیت موجودہ کے اعتبار سے تقریباً آٹھ دس ہزار سے زائد کا متحمل نہیں اگر میں چالیس ہزار پر راضی ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ میری صحیح نیت ادائیگی کی نہیں ہے اور چالیس ہزار مہر مقرر کرنا دراصل جائز تھا تو اب اس کو لازم اور مثل واجب کے سمجھنا اور سنت کی تخفیف کرنا سخت مذموم ہے۔ ایسی حالت میں حکم شرعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدور مسنون سے مہر میں زیادتی نہ کی جاوے اور اگر اس وقت کسی قدر زیادہ بھی ہو تو قلب پر گراں نہ ہو تو یہ بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ رفتہ رفتہ عمل بالسنۃ کی نوبت آئے شرعاً جو حکم ہو تحریر کیجئے۔

الجواب ۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مہر کا کم ہونا بہتر ہے اور حیثیت سے زیادہ ہونا تو کسی طرح مناسب نہیں ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں الا لا تغالوا صدقات النساء فانہا لو کانت مکرمة فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولاکم بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Maktaba Tul Ishaat.com

نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح شیئاً من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ[1]۔ اس روایت سے بنات وازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ ۴۸ درہم ہونا معلوم ہوا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ وارد ہیں جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اور یہ باعتبار اکثر ازواج کے ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر چار ہزار درہم تھا، حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ حضرت عمرؓ کا مہر کی مقدار زیادہ بڑھانے سے منع فرمانا آیت کریمہ وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا[2] کے منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے بہت بڑا خزانہ بھی مہر میں مقرر کرنا جائز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے، آیت سے جواز مہر کی زیادتی کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو یہاں تک کہ خزانہ ہو، اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے فضیلت کمی مہر کی معلوم ہوتی ہے پس کچھ تعارض نہ رہا کیونکہ حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ مقدار کثیر مہر کی مقرر کرنا جائز اور درست ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مقدار مہر کی کم ہو، پس یہی جواب صورت مسئولہ میں ہے کہ چالیس ہزار روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ حیثیت شوہر اس قدر نہ ہو اور ادا کرنا دشوار معلوم ہو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن افضل و بہتر اور موافق سنت کے یہ ہے کہ مہر کی مقدار کم ہو اور حیثیت سے زیادہ تو کسی طرح نہ ہو۔

باقی زید کا یہ خیال کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی اور مرتکب حرام ٹھہراتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر کی نفی بھی کر دے کہ میں مہر نہ دوں گا تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے اور مہر مثل وہی ہے جو اس خاندان میں مروج ہو، پس اگر نیت نہ دینے کی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاح صحیح ہو جاوے گا، اور روایت جو زواجر سے منقول ہے اس میں لفظ حقہا کا ہے

---

[1] مشکوٰۃ عن احمد والترمذی وغیرہما باب الصداق ص۲۷۸ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء ۳۰ ظفیر۔ تعوکنا ایجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان دخل بہا زوجہا او مات عنہا اور مختار قولہ او نفی بان تزوجہا علی ان لا مہر لہا اور الختار ... المہر ... ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو جملہ حقوق کو شامل ہے یہاں تک معاشرت اور نفقہ وغیرہ کو بھی، پس جس شخص کی نیت نکاح میں یہ ہو کہ میں کوئی حق زوجہ کا ادا نہ کروں گا نہ مہر دوں گا نہ نفقہ نہ مسکن نہ لباس نہ صحبت وغیرہ تو اس کے عاصی عند اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے، اور واضح ہو کہ نیت ادا اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ہو سکا تو ادا کروں گا ورنہ معاف کرالوں گا تو اس صورت میں لاکھوں روپیہ بھی مہر مقرر ہو تو گنجائش نکل سکتی ہے، بہر حال حاصل یہ ہے کہ زیادتی مہر کے جواز میں تو کلام نہیں ہے اور نہ نکاح کے منعقد ہونے میں کلام ہے اور قبول کرنا زیادہ مقدار مہر کا سبب معصیت بھی نہیں ہے البتہ کمی کرنا مہر کا بہت ثواب اور فضیلت رکھتا ہے اور جملہ اقوام شرفاء غیر شرفاء کو اس رسم زیادتی مہر کو جو کہ درجہ مغالاۃ میں ہے ترک کرنا چاہئے اور کمی مہر کا رواج دینا چاہئے

لاولد عورت کے مہر کی وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور انکے معاف کرنے سے معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۸۶) - میری اہلیہ کا لاولد انتقال ہوگیا، والدین اور بہن بھائی موجود ہیں، اگر مرحومہ کے والدین اپنا ترکہ بطیب خاطر معاف کردیں تو بیس دین سے سبکدوش ہو سکتا ہوں یا نہیں

الجواب - اس صورت میں مرحومہ کے بہن بھائی وارث نہیں ہیں، والدین اور شوہر وارث ہیں، پس والدین اگر اپنا حصہ مہر بحق شوہر معاف کردیں تو شوہر بری الذمہ ہو جاوے گا۔

معافی صراحتاً ہونی چاہئے

سوال (۱۲۸۷) - مرحومہ کا ترکہ مہر یا زیور وظروف ثیاب وغیرہ کے اس کی والدین سے معافی کے لئے کنایۃً مثلاً مطالبہ نہ کرنا یا تصرف میں دخیل نہ ہونا کافی ہے یا صراحۃً الفاظ معافی شرط ہیں۔

الجواب - مطالبہ نہ کرنا یا دخیل نہ ہونا کافی نہیں ہے، صراحۃً معافی کے الفاظ کہنا ضروری ہے۔

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۸) - ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کرلیا اس وجہ سے

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر وعدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب - فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہو گیا ہے لہذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر اور عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی[1]۔ فقط

شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب

سوال (۱۲۸۹) - ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، رخصتی سے پہلے وہ شخص پاگل ہو گیا اور گھر سے نکل گیا، جس کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے، اب تک کچھ پتہ اس کی موت و حیات کا معلوم نہیں، لڑکی کے والدین مہر طلب کرتے ہیں اس صورت میں لڑکے کے ورثہ کے ذمہ مہر واجب ہے تو کس قدر نیز لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - مہر مؤجل کا حکم شرعاً یہ ہے کہ بعد طلاق یا موت احد الزوجین اس کا مطالبہ عورت یا اس کے ورثہ کر سکتے ہیں، پس اس صورت میں کہ زوج مفقود الخبر ہے۔ جب تک اس کی موت کا حکم نہ کیا جاوے اس وقت تک عورت اور اس کے والدین مطالبہ دین مہر کا نہیں کر سکتے اور مہر اس صورت میں پورا بذمہ شوہر لازم ہے اور اس کی زوجہ چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے جیسا کہ امام مالک کا مذہب ہے کیونکہ درباره نکاح حنفیہ نے بھی امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور میراث پر فتویٰ نہیں ہے اس میں نوے برس کی عمر یا موت اقران وغیرہ پر فتویٰ دیا ہے یا مفوض الی رای الحاکم ہے کما فی الشامی قولا خلافا لمالک رح - فان عنده تعتد

[1] ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ ویثبت لکل واحد منهما فسخه دخل بها او لا وتجب العدة بعد الوطئ الخ من وقت التفریق الخ ویثبت النسب (درمختار) قوله ویثبت النسب اما الارث فلا یثبت فیه (رد المحتار باب المهر ص۴۸۱ ج۲ وص۴۹۲ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین وھو مذھب الشافعی القدیم واما المیراث فمذھبھما کمذھبنا فی التقدیر بتسعین سنۃ[1] والرجوع الی رای الحاکم[2]۔ فقط

جو بیوی قابل مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۰)۔ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور زید ہندہ کے پاس بغرض صحبت تین شب متواتر گیا، معلوم ہوا کہ ہندہ قابل مجامعت نہیں ہے عضو مخصوص میں برائے نام سوراخ ہے پیشاب بھی بمشکل تمام ہوتا ہے، اب زید کہتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں گا، ہندہ اپنا مہر مانگتی ہے، اس صورت میں زید کو پورا مہر دینا ہوگا یا نصف۔ اس پر ایک شخص مولوی نور محمد نے پورے مہر کا حکم اور فتوی لکھا ہے جس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جواب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

الجواب۔ اقول وبہ ازمۃ التحقیق، صورت مسئولہ میں پورا مہر کسی طرح واجب نہیں، کیونکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ رتق کی صورت میں خلوۃ صحیحہ متحقق نہیں ہوتی اور رتق کی تفسیر جو فقہاء نے کی ہے اس کے نیچے صورت مسئولہ بھی داخل ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار من الحسی رتق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم الخ وفی الشامی قولہ عظم فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج ما نع یمنع من سلوک الذکر فیہا[3] ص۳۴۲ اور بحر الجواہر میں رتق کے یہ معنی لکھے ہیں رتق بالفتح ھو الفتق من باب نصر۔ ماند سنار رتقاء زنیکہ باوی دخول نتواں کرد، فی المغرب امرأۃ رتقاء اذا لم یکن لہا خرق الا المبال[4] وہ عورت جس کی ساتھ دخول نہ کر سکے اور اس کی صرف پیشاب کا روزن ہی ہو (ص۱۱۷)، اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ عورت مذکورہ رتقاء عند الفقہاء وکذا عند الاطباء رتقاء ہونا صادق آئے گا، لہذا رتقاء کی ساتھ خلوۃ کا جو حکم ہے وہی اس

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص۲۰۶ مطلب فی الافتاء بمذھب الامام مالک فی زوجۃ المفقود۔ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب المہر ص۲۶۵ مطلب فی احکام الخلوۃ۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت کی خلوت کا بھی حکم ہوگا یعنی نکاح کو منعقد تسلیم کیا جائے گا اور اگر خلوۃ کے بعد زوج طلاق دے کر اس کو جدا کرنا چاہے گا تو نصف مہر دینا پڑے گا۔ کما فی الہدایہ وان کان احدھما مریضا او صائما فی رمضان او محرما بحج فرض او نفل او بعمرۃ او کانت حائضا فلیست الخلوۃ صحیحۃ حتی لو طلقھا کان لھا نصف المھر (ص ۲۰۳) خلاصہ یہ کہ رتق و قرن کے ہوتے ہوئے خلوۃ غیر صحیحہ کو فقہاء نے تسلیم کر لیا ہے اور خلوۃ فاسدہ غیر صحیحہ کے بعد بصورت طلاق نصف مہر واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ بھی بصورت طلاق نصف مہر کی مستحق ہے اور مجبوب کے مسئلہ کے ساتھ اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مجبوب کی صورت میں خلوۃ کو فقہاء نے فاسد نہیں مانا، بلکہ اس کو خلوۃ صحیحہ تسلیم کرتے ہیں۔ فاین ھذا من ذاک۔ فقط۔

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ مہر کا دعوی کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۱)۔ باپ لڑکی کے مرنے کے بعد دعوی مہر کا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بقدر اپنے حصہ کے باپ مہر کا دعوی شوہر سے کر سکتا ہے، اسی طرح شوہر اپنا حصہ عورت کے ترکہ سے لے سکتا ہے۔

زوجہ کی ہر چیز میں شوہر کا جو حصہ ہے وہ دفع ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۲)۔ جب کہ زید شوہر نے نفقہ اور سکنی ہمیشہ اپنے ذمہ رکھا اور نیز جو چیز باسن وغیرہ مسماۃ کے باپ کے گھر کی تھی یا کوئی جائداد کہ جس کا مالک بعد وفات مسماۃ کے نصف کا زید ہوا، اس کی بھی قیمت لگانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ شوہر اپنے نصف حصہ کا حساب کر کے مہر کے معاوضہ میں اس کو لگا سکتا ہے، مثلاً عورت کا باپ اپنے حصہ کا مہر لینا چاہتا ہے اور شوہر کا حق اس ترکہ عورت میں ہے جو کہ باپ کے قبضہ میں ہے تو اس کا حساب کر کے جس کا جو کچھ لینا دینا باقی رہے اس کے موافق تصفیہ آمد ہو گا۔ فقط

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر میں اختلاف پڑجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۹۳)۔ اگر مہر میں اختلاف ہو، خاوند کہتا ہے کہ مہر مثلاً ایک ہزار ہے اور وارث زوجہ کے مہر پانچ ہزار بتاتے ہیں اور خاندان میں مہر مختلف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا۔

الجواب۔ اگر گواہ کسی کے پاس موجود ہوں تو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا اور اگر گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو جس کا قول موافق مہر مثل کے ہو، اس کے موافق حکم کیا جاوے گا[1]، اور مہر مثل وہ ہوتا ہے جو اس عورت کے باپ کے خاندان میں مروج ہو، اور در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ اس کی بہنوں اور پھوپھیوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ والحرۃ مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا[2] الخ

مہر جو رسمی طور پر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۴)۔ مہر معجل ہندوستان میں محض رسمی طور سے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ مرد کی نیت دینے کی ہوتی ہے اور نہ عورت کی لینے کی نیت ہوتی ہے اس صورت میں مہر لازم ہوتا ہے یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسی وارث نے دعوی مہر کا کیا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ عرب میں دستور اکثر اپنی حیات میں مہر کے ادا کر دینے کا تھا اور مہر کی مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر نہ ہوتی تھی جس کا تحمل شوہر کو نہ ہو یا ادا دشوار ہو، بہر حال مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو مقدار مہر کی مقرر ہو جاوے، وہ شوہر پر لازم

---

[1] وان اختلفا فی قدرہ حال قیام النکاح فالقول لمن شہد لہ مہر المثل بیمینہ وای اقاما بینۃ قبلت سواء شہد مہر المثل لہ اولہا اولا وان قاما البینۃ فبینۃ ہا مقدمۃ ان شہد مہر المثل لہ بینۃ مقدمۃ ان شہد مہر المثل لہا لان البینات اذا تبلت خلاف الظاہر وان کان مہر المثل بینہما تحالفا فان حلفا او برہنا قضی بان برہن احدہما قبل برہانہ: الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب مسائل الاختلاف فی المہر ص۲۹۵ ج۲ ظفیر۔ [2] ایضاً مطلب فی بیان مہر المثل ص۲۸۷ ج۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوجاتی ہے، دینے کی نیت کا ہونا یا نہ ہونا اس پر کچھ اثر نہیں کرتا[1]۔ فقط۔

جس نے غلط تعریف کرکے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۵)۔ زید نے بکر کو اشتعال دیا کہ مسماۃ زینب بیوہ بنکسر المزاج خوبصورت ہے بکر نے اس بیان پر اس سے نکاح کرلیا بعدہ معاملہ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ زید کی تعریف کے برعکس ہے اور مطلقہ ہے اب بکر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے اگر منکوحہ مہر طلب کرے تو بکر زید سے رجوع کرسکتا ہے کیونکہ زید نے بکر کو دھوکہ دیا ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں بکر کے ذمہ جو مہر واجب ہوا بوجہ استمتاع منکوحہ کے تو بکر اس کو زید سے نہیں لے سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین[2]۔ پس معلوم ہوا کہ مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہے زید سے اس کو لینے کا حق نہیں ہے اور اس دھوکہ دہی کی وجہ سے زید کے ذمہ ضمان مہر کی لازم نہ ہوگی۔ فقط

پونے تین روپے مہر ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۶)۔ مہر[3] کا ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر شرعی کم از کم دس درہم کا ہے[4]، جسکے تقریباً پونے تین روپے ہوتے ہیں (دس درہم ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے برابر ہے، چاندی کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس لئے ہر زمانہ میں سکہ رائج الوقت سے مہر شرعی کی مقدار مختلف ہوگی (آج کل ساڑھے پھر روپے تولہ چاندی بکتی ہے، تو اس حساب سے اس کی قیمت سترہ روپے سے زیادہ ہوگی لہذا اس سے کم موجودہ دور میں مہر جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

---

[1] تجب العشرۃ ان سماھا او دونہا ویجب لاکثر منہا ان سمی الاکثر (درمختار) افاد ان المہر وجب بنفس العقد (ردالمحتار باب المہر ص۲۵۲ ج۲) ظفیر۔

[2] سورۃ النساء ۔۴۔ ظفیر۔ [3] واقلہ عشرۃ دراہم فضۃ وزن سبعۃ مثاقیل الخ وتجب العشرۃ ان سماھا او دونہا (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ص۲۵۴ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۷)۔ نابالغ لڑکے پر مہر واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟ یا نابالغ کے باپ پر مہر لازم ہے ؟

الجواب۔ مہر نابالغ لڑکے پر لازم ہوا، اگر باپ اس کا ذمہ دار ہو گیا تھا تو باپ سے وصول ہو سکتا ہے[1]۔

نابالغ کی بیوی مہر کا دعوی کس پر کرے

سوال (۱۲۹۸)۔ اگر لڑکا لڑکی کو چھوڑ دے تو مہر کا دعوی کس پر ہو سکتا ہے ؟

الجواب۔ نابالغ لڑکا طلاق نہیں دے سکتا بعد بلوغ کے طلاق دے سکتا ہے مہر کا دعوی لڑکے یعنی شوہر پر ہوگا اور اگر باپ ذمہ دار ہوا ہے تو باپ بھی ہو سکتا ہے[2]۔

باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا

سوال (۱۲۹۹)۔ لڑکا نابالغ ہے اور باپ کی اجازت سے مہر مقرر ہوا تھا اور نابالغ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے اس صورت میں مہر کس پر واجب ہے اور کس سے لینا چاہئے ؟

الجواب۔ دستخط ہوئے یا نہ ہوئے لڑکا در اصل ذمہ دار مہر کا ہے اگر باپ ضامن ہو گیا تھا تو اس سے مہر لیا جاوے گا[3]۔

شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے

سوال (۱۳۰۰)۔ لڑکے پر کس وقت اور کس عمر میں مہر واجب ہوتا ہے ؟

الجواب۔ مہر کے واجب ہونے کے لئے بلوغ لڑکے کا شرط نہیں ہے۔

---

[1] اذا زوج ابنه الصغير امرأة وضمن عنه المهر وكان ذلك في صحته جاز الى قوله ثم للمرأة ان تطالب الولي بالمهر عالمگيري كشوري ص۳۰۲ ج۱ ظفير۔ [2] لانه طلاق الى قوله الصبي ولو مراهقا الدر المختار ص۲۱۴ ج۲ ظفير۔ [3] من ضمن مهرا عشرة فما زاد فعليها لمسمى ان دخل بها او مات الى ان قال وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمى هدايه ص۲۳۳ ج۲: اذا زوج ابنه الصغير امرأة وضمن عنه المهر الى قوله للمرأة ان تطالب الولي بالمهر عالمگيري كشوري ص۳۰۲ ج۱ ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نابالغ کے ذمہ بھی مہر لازم ہوجاتا ہے[1]۔

مہر لازم ہے خواہ حالت ظاہر نہ کی ہو

سوال (۱۳۰۱)۔ نکاح کے وقت لڑکی کی حالت تامنی صاحب پر ظاہر نہیں کی تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ حالت ظاہر کی یا نہ کی نکاح ہوگیا، اب کچھ نہیں ہوسکتا اور مہر لازم ہوگیا[2]

مہر ختم نہیں ہوسکتا

سوال (۱۳۰۲)۔ اگر نابالغ لڑکے کے مہر توڑنے کی نالش عدالت میں کی جاوے تو مہر ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نہیں ٹوٹ سکتا[3]۔ فقط۔

عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہوجاتا ہے۔

سوال (۱۳۰۳)۔ اگر عورت بالغہ پہلی رات کو اپنا زر مہر معاف کردے تو معاف ہوجاوے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ مہر معاف ہوگیا اگر زوجہ اس معافی کو تسلیم کرے یا دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ ہوں تو مہر ساقط ہوگیا۔ مطالبہ مہر کا پھر کوئی نہیں کرسکتا اور اگر زوجہ کو معافی سے انکار ہو اور گواہ شرعی موجود نہ ہوں تو مطالبہ زوجہ صحیح ہوگا۔

بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر ہوتا ہے

سوال (۱۳۰۴)۔ اگر زوج اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دیدے، مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

---

[1] من سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی (ہدایہ ص۲۲۳ ج۲) ظفیر۔ [2] وینعقد النکاح ویثبت ویحصل انعقادہ بالایجاب والقبول (رد المحتار ص۲۶۰ ج۲) ظفیر۔ [3] من سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی (ہدایہ ص۲۲۳ ج۲) افاد ان المہر وجب بنفس العقد (الدر المختار باب المہر ص۲۵۲ ج۲) ظفیر۔ [4] وصح حطہا کلہ او بعضہ عنہ قبل اولا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۲۶۲ ج۲) وتصالحا بغیرہا من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیرہ کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار کتاب الشہادات ص۹۱ ج۲ اور شامی ص۵۱۵ ج۴)،

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - بدون خلوت صحیحہ اور وطی وجماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم[1] الآیۃ وفی الدر المختار ویجب نصفہ بطلاق قبل وطئ او خلوۃ[2] الخ فقط

مہر میں مکان دینا مدت تک اور اس سے نکاح ہو گیا

سوال (۱۳۰۵) - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مکان دینا مقرر کیا اور کہا کہ رجسٹری بعد نکاح کے کرادوں گا، دو سال ہو گئے رجسٹری نہیں ہوئی، اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔؟ اور نیز وہ شخص تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے ان امور سے نکاح میں تو کچھ فرق نہیں آیا۔؟

الجواب - نکاح ہو گیا اور جو مکان شوہر نے مہر میں دینا مقرر کیا تھا وہ مہر ہوا اور زوجہ کی ملک ہو گیا، رجسٹری اگر نہ کی گئی تب بھی وہ مکان زوجہ کی ملک ہے، شوہر کی رجسٹری نہ کرانے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا اور نہ اس وجہ سے کہ شوہر تھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ فقط

مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت

سوال (۱۳۰۶) - مہر مؤجل وصول کرنے کی کیا میعاد ہے؟

الجواب - مہر مؤجل فرقت بالطلاق کے بعد یا موت کے بعد ادا کرنا واجب ہوتا ہے ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او الطلاق وروی عن ابی یوسفؒ ما یؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص۳۱۳ ج۲ - ظ)

---

[1] سورۃ بقرہ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص۲۵۷ ج۲ - ظفیر.

[2] ویجب الاکثر منھما ان سمی الاکثر دیتا کد عند وطئ او خلوۃ صحت (در مختار) وافاد ان المھر یجب بنفس العقد (رد المحتار ص۲۵۹ ج۲ باب المھر) ان المسمی ان کان غیر المتقوم بان کان عرضا او حیوانا لما لم یکن معینا باشارۃ او اضافۃ فیجب بعینہ (رد المحتار ص۲۵۹ ج۲) مطلب ترویج اھل مشقورا بم وثوب، ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی شوہر سے ترکہ پائے گی

سوال (۱۳۰۷) - زوجہ بعد وصول کرنے مہر کے ملکیت شوہر سے حصہ وصول کرنے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب - بعد حاصل کرنے مہر کے اگر زوج فوت ہو جاوے تو زوجہ کو حصہ پہنچے گا اور قبل الفوت نفقہ و کسوۃ کے سوا استحقاق نہیں ہے۔ فقط۔

دیوانہ کی بیوی کیا کرے

سوال (۱۳۰۸) - ہندہ کا شوہر مسلوب الحواس ہو گیا آیا ہندہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ؟ اور ہندہ اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی یا خلع کر سکتی یا نہ؟ اور مہر وصول کر سکتی ہے یا نہ؟ اور جب کہ شوہر مسلوب الحواس کی جائداد اس قدر ہے کہ وہ زوجہ کے بار کفالت کی ذمہ دار ہو سکتی ہے تو اس صورت میں زوجہ کو دعوی مہر کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہ؟

الجواب - مسلوب الحواس اور دیوانہ کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[1] اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی[2] اور نہ خلع ہو سکتا ہے۔ مہر اگر مؤجل ہے تو شوہر دیوانہ کے مرنے کے بعد اس کی جائداد سے اس کی زوجہ مہر لے سکتی ہے فی الحال دعوی نہیں کر سکتی کیونکہ مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت کے بعد ہو سکتا ہے، صورت مسئولہ میں طلاق تو ہو نہیں سکتی، لہذا بعد موت شوہر دعوی مہر کا ہو سکتا ہے[3]۔ ہذا کلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

بیوی نے مہر معاف نہ کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے

سوال (۱۳۰۹) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور نہ زوجہ سے معاف کرایا تھا کہ زوجہ کا انتقال ہو گیا تو اس وقت میں کیا حکم ہے؟

الجواب - مہر اس کا بذمہ شوہر واجب الادا ہے لیکن اگر متوفیہ کے اولاد کچھ

---

[1] ولا تخیر احدھما ای الزوجین بعیب الآخر فلحشا لجنون وجذام الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۲۷۲ ج۲ باب العنین وغیرہ) ظفیر [2] لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبد (الی قولہ) والمجنون (الدر المختار ص۲۲۵ ج۲) ظفیر [3] ولو کان المھر مؤجلا (الی قولہ) ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او بالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص۳۲۴ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے تو نصف ترکہ متوفیہ کا وارث شوہر ہوتا ہے اور نصف باقی ورثہ کو ملتا ہے۔ پس مہر میں سے بھی نصف شوہر کو پہنچا۔

مہر معاف کرنے کے وقت گواہ ضروری نہیں

سوال (۱۳۱۰)۔ مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مہر کے معاف ہونے کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر عورت کے ورثہ انکار کریں تو دو گواہوں سے معافی ثابت ہوگی۔

کیا مہر میراث میں داخل ہے

سوال (۱۳۱۱)۔ کیا مہر بھی میراث میں داخل ہے۔؟

الجواب۔ میراث میں مہر بھی داخل ہے۔ اگر اولاد نہیں تو خاوند کا حصہ نصف مہر وغیرہ ہے۔ فقط

بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں

سوال (۱۳۱۲)۔ عورت منکوحہ کی بیماری و دیگر ضروریات میں جو روپیہ صرف ہو وہ مہر میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ اخراجات بدون رضامندی عورت مہر میں محسوب نہیں ہو سکتے۔ فقط

مہر مقرر کرنے کی وجہ

سوال (۱۳۱۳)۔ نکاح میں مہر مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہے۔؟ اور اس کا کیا سبب ہے؟

سواء اللزوج دخا یتاد: النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد الخ اجرای ص ظفیر۔ قد وضعها الکلہ: وبعضہ عنہ قبل اولاد الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۔ مطلب فی حط المہر ظفیر۔ کہ وما سواء ذالک من العقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان المال مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق الخ ہدایہ ص ظفیر۔ کہ اعلم ان المذہب الصحیح الذی علیہ الفتوی وجوب النفقۃ للمریضۃ قبل النقلۃ او بعدما امکنہ جماعہا او لا، معہا زوجہا او لا حیث لم تمنع نفسہا اذا طلب نقلتہا فلا فرق حینئذ بینہا وبین المرأۃ الصحیحۃ لوجود التمکن من الاستمتاع کما فی الحائض والنفساء الخ ردالمحتار باب النفقۃ ص ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ نص قطعی میں وارد ہے واحل لکم ماوراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیۃ اس آیت قطعیہ سے مہر کا ضروری ہونا معلوم ہوا۔ (اس سے عورت کی عظمت وشرافت کو اجاگر کرنا ہے، ثم المھر واجب شرعا الشرف المحل۔ البحر الرائق ص۱۵۲ ج۴ ۔ ظفیر)۔

زیورات جو شوہر نے دیئے مہر میں محسوب ہونگے یا نہیں

سوال (۱۳۱۴) ۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس مہر مقررشدہ میں زیورات از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں ۔؟

الجواب ۔ اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا، اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے فقط

مہر کا دعویٰ

سوال (۱۳۱۵) ۔ زید نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ بندہ کے مہر کا دعویٰ عمر شوہر ہندہ پر کیا، عمر نے جواب دیا کہ ہندہ اپنی حیات میں مہر معاف کر چکی ہے اور ثبوت معافی میں چند گواہ پیش کئے، حاکم نے گواہوں میں جرح وغیرہ کا نقص نکال کر گواہی رد کر دی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب ۔ معافی مہر کا ثبوت شرعی پورا ہو تو دعوی مہر کا عورت کے بھائی کی طرف سے مسموع نہ ہوگا، مفتی کا کام اسی قدر ہے کہ یہ تحریر کرے کہ اگر دو گواہ عادل معافی مہر کے موجود ہیں تو مہر ساقط ہے۔ اور مطالبہ عورت کے بھائی کا غیر مسموع ہے اور اگر دو گواہ عادل نہیں ہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

یا کوئی امر موجب رد شہادت ان میں موجود ہے تو عورت کے بھائی کا صحیح اور مہر اس کو دلوایا جاوے گا، باقی قبول یا رد شہادت، یہ کام حاکم وقاضی کا ہے۔ فقط

اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر

سوال (۱۳۱۶)۔ زید کی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اگر زید اس کو طلاق دیدے تو مہر لازم ہوگا یا نہ؟

الجواب۔ اگر دخول یا خلوۃ صحیحہ ہو چکی ہے تو طلاق کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہے[1]۔ فقط

مہر مثل سے مراد کیا ہے

سوال (۱۳۱۷)۔ ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا، بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا، بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا بھتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے، بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہوگا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔ فقط

الجواب۔ درمختار میں ہے ومهر مثلها الشرعي معد مثلها اللغوي اي مهر امراة تماثلها من قوم ابيها لا امها الخ سنا وجمالا الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت و دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر وصورت وغیرہ میں جو اس کا مہر ہوگا وہی اس کا مہر ہوگا۔ فقط

---

[1] يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر وبيت كل عند وطأ او خلوة صحت الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۳۰۴ ۔ الى قوله رد المحتار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۰۵ باب المهر ۔ ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر مؤجل قرار پایا باپ لڑکی کا باپ مؤجل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۳۱۸۹) - ہندہ کا نکاح زید سے ہوا اور مہر مؤجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں لفظ مؤجل تحریر نہیں ہوا، ہندہ اولاد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا۔ اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا، جب کہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح و تا حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے، ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا رسوم و وجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو، اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چل سکتا۔

الجواب - اعتبار اسی کا ہے جو کچھ درباره مہر قرار پایا تھا پس جبکہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے، عرف یہی ہے کذا فی العالمگیریہ۔

اگر مرنے والے شوہر کی جائداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ کمی ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۱۹۱) - اگر متوفی کی جائداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب - متوفی کی جائداد سے مہر لیا جا سکتا ہے[1] اگر متوفی کی جائداد اس کو کافی نہ ہو تو وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

عورت کی زندگی میں مہر میں کسی کا حق پہنچتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۰۱) - عورت کی زندگی میں اس کے مہر میں کن کن ورثہ کو حصہ پہنچے گا۔

---

[1] لا خلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایة معلومة ... فان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا الان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت۔ عالمگیری باب المهر ص۳۰۹ ج۱ ظفیر۔ [2] تتعلق بترکة المیت حقوق اربعة مرتبة الاول یبدأ بتکفینه تجهیزه من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونه من جمیع ما بقی من ماله الخ سراجی ص۱۰۔ الظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ کسی کو نہیں پہنچتا ۔

موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۱) ۔ شوہر کو دفن کرنے سے پہلے اکثر عورتیں ورثاء متوفی اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے زوجہ متوفی کو مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردے چونکہ وہ وقت نہایت رنج والم وسقوط عقل وہوش و پریشانی کا ہوتا ہے، ایسے وقت کی معافی مہر معتبر ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ ایسے وقت کی معافی صحیح ومعتبر[1] ہے ۔

معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۲) ۔ مہر معاف کرنے کے وقت زوج وزوجہ کے قریبی رشتہ دار باپ بھائی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ معافی مہر کے لئے زوج اور زوجہ کے رشتہ داروں کے موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر زوجہ معافی مہر سے انکار کرے تو شوہر کے وارثوں پر دو گواہ عادل معافی مہر کے پیش کرنا ہوگا ۔ بدون گواہوں کے بصورت انکار زوجہ معافی مہر ثابت نہ ہوگی[2] ۔

مہر مطلق ہو تو کتنے کا مطالبہ زندگی میں کرسکتی ہے

سوال (۱۳۲۳) ۔ اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حال کہ اگر عورت للولہ ہو اور اس کا باپ عیاش اور فضول خرچ اور مقروض ہو اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد ونوش کا بھی انتظام کردیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعوی دار ہے یا خمس وربع کی ۔

الجواب ۔ مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے

---

[1] وصح حطها الكله او بعضه عنه قبل او لا (درمختار) الحط الاسقاط كما في المغرب الا ان لا تكون مريضة مرض الموت (رد المحتار باب المهر ص۳۳ ج۲ و ص۴۷۹ ج۲) ظفير۔

[2] ونصا بها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان الخ او رجل وامرأتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ص۵۱۵ ج۴) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پر یا طلاق دینے پر کر سکتی ہے کذا فی العالمگیریہ وھذا الان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الخ (باب المہر) ترجمہ، اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدت معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت ہے الخ اور درمختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف الخ ۱۲ ۳۵۹ شامی ۳ جلد ترجمہ۔ مگر مدت مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے (اس سے پہلے نہ نصف کا دعوی کر سکتی نہ ربع اور خمس کا۔ ظفیر)

مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو کس وقت پانے کی صورت مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۴)۔ اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعوی کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے

الجواب۔ اگر مہر کے معجل و مؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو اور عورت کا دعوی عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہوگا اور جب کہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہئے کہ عام طور سے جب کہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ[1] جلد ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو، عرف و رواج اس شہر کا ہے (اب اگر وہاں کا عرف موجل ہے تو طلاق یا موت کے بعد مطالبہ کا حق ہے پہلے نہیں۔ ظفیر)۔

مہر مطلق میں رواج ملنے کا نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا

سوال (۱۳۲۵)۔ اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جب کہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح و تا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا تو اسی کے موافق عمل درآمد ہوگا، اور ہندہ کو

[1] عالمگیری مصری ۲۹۰ ۱۲ ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار مطبوعہ استنبول ص ۲۹۲ باب المہر ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا، اور نیز فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں قاضی خاں سے منقول ہے فان لم یبینوا قدر المعجل ینظر الی المرأۃ والی المھر انہ کم یکون المعجل لمثل ھذہ المرأۃ من مثل ھذا المھر فیعجل ذالک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفا کالثابت شرطا[1] پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجل ہوتا ہے اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاوے گا۔ چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئے

سوال (۱۳۲۶)۔ بندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں، اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ثبوت عرف ورواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف ورواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے، بندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضی خاں مذکورہ ینظر الی المرأۃ والی المھر سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں

سوال (۱۳۲۷)۔ میری دوسری بیوی میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے بہنوئی کے ساتھ بہ نیت فعل بد فرار ہو گئی اور اپنے ہمراہ مال وزیور جس میں میری لڑکی کا بھی زیور تھا جو تقریباً پندرہ سو کا تھا لے گئی اور اس کا مہر ایک ہزار کا ہے تو اس صورت میں وہ مہر کی دعوے دار ہو سکتی ہے یا مہر ادا ہو گیا۔

---

[1] دیکھئے فتح القدیر باب المہر وعالمگیری ص۳۱۹ ج۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب۔ اگر عورت اقرار کرے مال واسباب شوہر کے لیجانے کا اور اس کو مہر میں محسوب کرے تو محسوب ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۲۸)۔ زید اپنی عورت زانیہ کو طلاق دیتا ہے یہ عورت بعد طلاق کے مہر کی مستحق ہوگی یا نہ۔

الجواب۔ اگر صحبت یا خلوت ہو چکی ہے تو وہ عورت بعد طلاق کے کل مہر پانے کی مستحق ہے[1] (اور اگر صحبت اور خلوت نہیں ہوئی ہے تو نصف۔ ظفیر)

بوقت موت قبل خلوت پورا مہر عورت کیوں پاتی ہے

سوال (۱۳۲۹)۔ بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے فالمسمی عند الوطی او موت احدھما سواء کان الموت قبل خلوۃ او بعدھا، لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے آیۃ قرآنی یا حدیث سے۔

الجواب۔ موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ولا اختلاف للاربعۃ فی ھذا اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر وموت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے اس اجماع کی دلیل ہے، وہ حدیث یہ ہے۔ وعن علقمۃ عن ابن مسعودؓ انہ سئل عن رجل تزوج امرأۃ ولم یفرض لھا شیئا ولم یدخل بھا حتی مات فقال ابن مسعودؓ لھا مثل صداق نسائھا لا وکس ولا شطط وعلیھا العدۃ ولھا المیراث فقال معقل بن سنان الاشجعی قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بروع بنت واشق امرأۃ منا بمثل ما قضیت ففرح بھا ابن مسعودؓ۔ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی۔ مشکوۃ شریف[2]

---

[1] وینا کد عند وطئ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] مشکوۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۸ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت مہر مؤجل زندگی میں وصول کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۰)۔ زید چوبیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کو نان و نفقہ نہیں دیتا، مہر مقررہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس میں سے دو ثلث مؤجل اور ایک ثلث معجل ہے، اس میں سے مہر معجل تو بتدریج وصول ہو گیا، اب مہر مؤجل زید کے ذمہ باقی ہے، زید اس کی ادائگی سے پہلوتہی کرتا ہے، زید کے کوئی جائداد بھی ایسی نہیں ہے جو بعد وفات وصول کی امید ہو، اب ہندہ مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مؤجل کے وصول کا وقت فقہاء نے موت یا طلاق لکھی ہے یعنی جبکہ مہر مؤجل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تو بوقت فرقت وصول ہو سکتا ہے خواہ فرقت طلاق سے ہو یا موت سے۔ قال فی العالمگیریہ لاخلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایۃ معلومۃ نحو شهر او سنۃ صحیح وان کان الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشایخ فیہ قال بعضهم یصح وهذا الان الغایۃ معلومۃ فی نفسها وهو الطلاق او الموت[1] کذا فی المحیط[2] عالمگیریہ

والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۱)۔ زوجہ بالغہ بلا اجازت والدین کے مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اگر شوہر گواہ پیش کرے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہے اور زوجہ منکر ہو تو اس صورت میں دعوی عورت کا مسموع ہوگا یا نہ۔

الجواب۔ زوجہ بالغہ برضائے خود اپنا مہر معاف کر سکتی ہے، اور شوہر اگر دو گواہان عادل و ثقہ سے معافی مہر ثابت کر دے تو عورت کا انکار معتبر نہیں ہے اور دعوی عورت کا در بارہ مہر غیر مسموع[3] ہے۔

---

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع ص۲۹۳ ج۱ ظفیر [2] وصحح خلافہ لکنہ ویجب عنہ رد المحتار علی ہامش الدر المختار باب المہر ص۲۶۲ ج۲ ظفیر [3] وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کانت الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق الخ ہدایہ کتاب الشہادۃ ص۱۲۵ ج۳ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۲) - اگر عورت راضی و خوشی سے شوہر کو معاف کر دے روبرو گواہان کے تو بعد معاف کرنے کے پھر عورت مستحق مہر پانے کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - اگر عورت مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو جاتا ہے اور بعد معاف کرنے کے پھر عورت کو عند اللہ مہر کا لینا شوہر سے درست نہیں ہے، لیکن اگر عورت مہر کے معاف کرنے سے منکر ہو اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل معافی مہر کے نہ ہوں تو قاضی حکم مہر دلوانے کا کر دے گا۔[1]

مہر جب مطلق ہو تو عورت کیا یہ دعوی کر سکتی ہے کہ مہر دو ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی

سوال (۱۳۳۳) - ہندہ کا مہر بوقت نکاح مطلق تھا۔ بلا قید معجل و مؤجل۔ اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ اپنا مہر وصول کر لوں اور نفقہ وغیرہ کا انتظام ہو جائے تب زوج کے گھر جاؤں، اس صورت میں ہندہ وصول کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - ہندہ کو ابھی مہر وصول کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ مہر مطلق میں عرفا وصول مہر کا وقت موت یا طلاق ہے باقی شوہر اگر فی الحال مہر دیدے کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر جبرا ہندہ ابھی اس کو وصول نہیں کر سکتی۔[2] اور نفقہ ہندہ کا شوہر کے ذمہ اسی وقت لازم ہے کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، شوہر جہاں رکھے وہاں رہے۔[3]

طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۴) - ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے مہر مقررہ پر ہوا، تین چار ماہ بعد شوہر نے زوجہ منکوحہ کو طلاق بائن دیدی، چند ایام کے بعد بروے شرع پھر اسی سے نکاح ثانی کر لیا اور مہر

---

[1] قال علیہ السلام البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر ہدایہ ج۲ ص۱۰۱ ظفیر [2] ولہا منعہ من الوطء ودواعیہ والسفر قبل الاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او قدر ما یعجل لمثلہا عرفا الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج۲ ص۵۹۲ ظفیر۔ [3] فتجب للزوجۃ علی زوجہا ولو صغیرا اذا منعت نفسہا للمہر او الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود ایضا باب النفقہ ج۲ ص۵۵۶ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دوسری مرتبہ مہر جدید بوعدہ عند الطلب قرار پایا اور مہر اول کی بابت کوئی تصفیہ نہیں ہوا: ایسی صورت میں مہر اول قابل ادائیگی رہا یا نہیں۔

الجواب ۔ دخلی یا خلوت صحیحہ کے بعد اگر طلاق دی جاوے تو پورا مہر لازم ہوتا ہے پھر جو دوسرا نکاح ہوگیا اس کا مہر علیحدہ واجب ہے، مہر اول بھی ادا کرنا چاہئے اور مہر ثانی بھی۔ ویتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت[1] الخ (درمختار)

مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے **سوال** (۱۳۳۵) ۔ مہر شرع محمدی کی مقدار کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے۔

الجواب ۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہیں جو قریب تین روپے تین پونے تین روپے کے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ[2] یہ واضح رہے کہ دس درہم کا صحیح وزن ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہذا چاندی کے بھاؤ کے حساب سے دس درہم کی قیمت متعین کی جائے گی۔ مفتی علامہ نے تین پونے تین روپے دس درہم کی قیمت ۱۳۳۴ھ میں لکھا ہے اس وقت چاندی سستی تھی اس وقت ۱۳۹۱ھ میں چاندی کا بھاؤ تقریباً ساڑھے سات روپے تولہ ہے، اس حساب سے دس درہم کی قیمت ہمارے زمانہ میں اٹھارہ سوا اٹھارہ روپے ہوگی، اس لئے سوا اٹھارہ روپے سے کم مہر نہیں ہوسکتا ہے اور جس طرح قیمت بڑھے گی روپے کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (ظفیر)۔

جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا زیادہ یا کم **سوال** (۱۳۳۶) ۔ زید کا نکاح بعمر سولہ سال ہندہ کے ساتھ جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ہوا تو کیا وہ تعداد مہر کی جو بوقت نکاح قائم ہوئی، وہی واجب ہوئی ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ۲/۵۲۲ ظفیر۔ [2] اقلہ (ای المہر) عشرۃ دراہم لان وجب العشرۃ ان سماہا او دونہا وجب لا اکثر عندنا ان سمی الاکثر (درمختار) یجب الاکثر (ای بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المہر ۲/۵۲۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ جو مقدار مہر کی بوقت نکاح مقرر ہوئی وہی قائم رہے گی اور وہی مقدار بذمہ شوہر واجب ہے لیکن اگر قبل از دخول وخلوت کے شوہر طلاق دیدیوے تو نصف مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہوگا[1]۔

مہر کا ایک حصہ دیدیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں،

سوال (۱۳۳۷) ۔ وقت نکاح تشریح مہر مؤجل ومعجل کی نہ تھی اور بعد نکاح کے زید نے ایک جزو مہر کا ہندہ کو ادا کیا تو طلاق کے وقت کل مہر ادا کرنا ہوگا یا کیا۔

الجواب ۔ طلاق کے وقت کل مہر باقی ماندہ ادا کرنا ہوگا[2]۔

طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۸) ۔ درصورت نہ دینے طلاق کے کل مہر کا دعوی ہو سکتا ہے یا جزو کا یا نہیں ہو سکتا۔

الجواب ۔ نہیں ہو سکتا۔

طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو ہوگی، باپ نے ذمے لیا اب طلاق دیدی تو مہر کا کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۹) ۔ ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ تو میری دختر کو طلاق دیدے اس نے کہا کہ اگر وہ مہر معاف کردے گی تو میں طلاق دیدوں گا ۔ زوجہ کے باپ نے ضامن ہو کر کہا کہ میں اپنی بیٹی سے مہر معاف کرادوں گا، اس بنا پر شوہر نے طلاق دیدی، بعد میں نہ باپ نے معاف کرایا نہ لڑکی نے معاف کیا، اس صورت میں شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے یا کیا؟

الجواب ۔ اس صورت میں طلاق ہوگئی اور بی بی نے اگر مہر معاف نہ کیا تو باپ ذمہ دار ہے اس سے لیوے۔

جو مہر مؤجل ہے اس میں سے کچھ معجل ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۴۰) ۔ ہندہ کا عقد زید کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر ۱۰۱ روپیہ ۱۲ عدد اشرفی پانچ دینار کے منعقد ہوا، یہ کل مہر

---

[1] ولو سمی اقل من عشرة فلہن العشرة الی قولہ، ولو طلقہا قبل الدخول بحب خمسة عندعلمائنا الہدایہ باب المہر ۲/۳۰۲، نظیر [2] وبالطلاق یتعجل المؤجل (ردالمحتار باب المہر ۲/۲۹۲) نظیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سیاہہ نکاح میں بلفظ مہر مؤجل لکھا ہے، متناکحین ہی وقائم ہیں اور ہنوز نکاح بھی قائم ہے اب سوال یہ ہے کہ مہر مذکورہ بالا کا کوئی جزو مہر معجل ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی مقدار کیا ہوگی۔

الجواب۔ جب کہ تمام مہر مؤجل قرار پایا ہے تو اس کی کوئی مقدار معجل نہیں ہو سکتی اور فی الحال مطالبہ کسی جزو کا نہیں ہو سکتا[1]۔

خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں

سوال (۱۳۴۱)۔ جب کہ ہندہ کے کوئی علامت مذکر و مؤنث کی نہیں اور نہ پستان صرف راستہ پیشاب مثل ایک بہت تنگ سوراخ کے ہے ایسی حالت میں اس کا مہر نصف لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ جبکہ ہندہ خنثیٰ مشکل ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہٰذا مہر بھی لازم نہ ہوگا نہ کل نہ نصف، در مختار میں ہے فی حد الذکر والخنثیٰ[2]

مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۴۲)۔ زوجہ کا مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ زوجہ کا مہر دینا بذمہ شوہر ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا تقسیم ترکہ سے مقدم ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ قرض میں شمار ہوگا۔ ظفیر)

مرنیسے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا

سوال (۱۳۴۳)۔ زید نے زینب کے ساتھ زنا کیا جب لڑکا پیٹ میں پیدا ہوا تو زینب کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا، بعد تین روز کے ہمبستر ہو کر تین طلاق دیدی، زینب کو پورا مہر ملے گا یا نصف۔

---

[1] وان کان لا الی غایۃ معلومۃ قال بعضہم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وھو الطلاق او الموت (عالمگیری کشوری ص۳۳۶ ج۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص۳۵۶ ج۲ ای ان ایراد العقد علیہما لا یفید ملک استمتاع الرجل بہما لعدم محلیتہما لہ (رد المحتار ص۳۵۶ ج۲) ظفیر۔ [3] افاد ان المعروجب بنفس العقد (رد المحتار باب المہر ص۳۵۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو گیا[1] تھا اور صحبت کے بعد طلاق دینے سے پورا مہر زینب کا زید کے ذمہ لازم اور واجب الادا ہو گیا[2]۔ فقط

سوال (۱۳۴۴) - زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا کہ اگر تم بغیر میری اجازت کے اور بغیر میری عدم موجودگی میں کہیں گئی تو تمہارا دین مہر میں نہ دوں گا بعد دو ہفتہ کے عدم موجودگی میں اپنے رشتہ دار کے یہاں چلی گئی تو شرعاً کیا حکم ہے | شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دوں گا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے

الجواب - اس صورت میں مہر ساقط نہیں ہوا زید کے ذمہ مہر مؤجل لازم ہے اور زید کو وہ مہر دینا ہوگا[3]۔ فقط

سوال (۱۳۴۵) - مسمی بدن نے ۲ محرم ۳۵ھ کو مسماۃ زہرابی سے بمعاوضہ مہر مبلغ دو سو پچاس روپیہ مہر مؤجل عقد کیا، اٹھارہ روز بعد بتاریخ ۱۵ صفر ۳۵ھ مسمی بدن مذکور نے مسماۃ مذکورہ سے چودہ ہزار سات سو پچاس روپیہ مہر مقرر کر کے تجدید نکاح کی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں | پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا، کیا حکم ہے

الجواب - منکوحہ سے عقد ثانی کرنا فضول ہے لیکن اضافہ مہر صحیح ہے[4]۔

---

[1] وصح نکاح حبلی من زنا لا توطیها الزانی حل له وطؤها الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات صلبہ ظفیر۔ [2] وتجب العشرة ان سماها او دونها وجب الاکثر منها ان سمی الاکثر ویتأکد عند الوطی او خلوة صحت من الزوج الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر صلبہ ظفیر۔ [3] افاد ان المعجل یجب بنفس العقد او ما یتأکد لزوم تمامه بالوطء ونحوه رد المحتار باب المهر صلبہ ظفیر۔ [4] نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا یہ دوسرا نکاح فضول ہوا، البتہ مہر میں اضافہ شوہر کی طرف سے ہو گیا۔ اور زید علی ما سمی فانما تلزمه بشرط قبولها فی المجلس الا وفی الکافی جدد النکاح بزیادة الف لم یلزمه الا الفان وبعضهم اصل عبارة الکافی تزوجها فی السر بالف ثم فی العلانیة بالفین فی الاصل انه یلزمه عندنا الفان ویکون زیادة فی المهر عند ابی یوسف المهر هو الاول لان العقد الثانی لغو فیلغو ما فیه وعند الامام ان الثانی واجب لغا لا یلغو ما فیه من الزیادة رد المحتار باب المهر صلبہ وصلبہ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رضائی بھائی بہن میں شادی ہوگئی تو مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۳۴۶)۔ زید اور فاطمہ نے ایک تیسری عورت کا جو اجنبیہ ہے دودھ پیا، زید و فاطمہ کے اولیاء نے دونوں کا باہم عقد کر دیا، یہ عقد صحیح ہے یا نہیں، بہر حال مہر منکوحہ موطوءہ کا ناکح پر لازم ہے یا نہ۔

الجواب۔ نکاح ان دونوں رضیعین (دودھ پینے والوں) کا باہم درست نہیں ہے ان میں تفریق ہونی چاہئے اور بصورت وطی مہر لازم[1] ہے۔ فقط۔

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دیدی تو مہر اب کیا ہوگا

سوال (۱۳۴۷)۔ ایک مرد ۱۶ سالہ کا نکاح دختر ۷ سالہ نابالغہ سے ہوا، اور بوقت ایجاب و قبول مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا اور نہ کابین نامہ میں تحریر ہوا، مرد نے بوجہ عدم بلوغ زوجہ، زوجہ کو قبل وطی طلاق دیدی تو اس صورت میں مہر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب۔ حکم شرعی اس صورت میں ہے کہ جب کہ بوقت نکاح مہر کا تذکرہ اور تسمیہ نہیں ہوا، اور طلاق دخول و خلوۃ سے پہلے دی گئی تو مہر کچھ لازم نہیں ہے، صرف متعہ یعنی تین کپڑے یا ان کی قیمت لازم[2] ہے۔

بداطواری کی وجہ سے طلاق دیدی تو بھی مہر دینا ہوگا

سوال (۱۳۴۸)۔ زید کا عقد سلمہ کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر ایک سو پچھتر روپیہ سکۂ عثمانیہ باندھا گیا، سلمہ نے بعد عقد ایک سال تک اپنے منہ پر نقاب رکھا، ہر وقت ہم بستری اور خدمت گذاری سے نا رانس رہتی تھی، سن بعد نقاب اٹھ گیا، اس کی ساتھ ہی فحش کلامی و نافرمانی خاوند کے ساتھ کی، زید نے ایسی حرکات

---

[1] فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواه الشیخان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الرضاع ص۲۹۰ ج۲) ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء لا بغیره (ایضاً باب المهر ص۲۹۸ ج۲ وص۳۰۲ ج۲) ظفیر۔ [2] وتجب متعة لمفوضة وهی من زوجت بلا مهر طلقت قبل الوطء وهی درع وخمار ولحفة (درمختار) ولو دفع قیمتها اجبرت علی القبول (رد المحتار باب المهر ص۲۹۶ ج۲ وص۳۰۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے تنگ آکر خورا کی ماہانہ دے کر اس کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا اور زر مہر ماہانہ حسب آمدنی ادا کرنا چاہتا ہے مگر اس کی والدہ زر مہر متفرق حاصل کرنے سے روکتی ہے کہ یکمشت دیا جائے زید میں یکمشت ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے ایسی عورت کے ساتھ کیا کیا جائے، کیا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب الادا رہے، بداخلاقی و نافرمانی سے تنگ آکر طلاق دیجاوے تو زر مہر کیا عائد ہوگا، سلمہ ماہانہ زر مہر کے حاصل کرنے میں دریغ کرتی ہے، اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب۔ مہر اگر مؤجل ہے یعنی فی الحال دینا مہر قرار نہ پایا تھا تو اس کے وصول کا وقت فقہاء نے طلاق یا موت لکھی ہے، قبل طلاق عورت مطالبہ نہیں کر سکتی[1]، اور اگر مہر معجل ہے تو عورت فی الحال اس کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جب کہ شوہر یکمشت دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو باقساط ادا کیا جاوے گا اور جو عورت شوہر کے مکان سے بلا اس کی اجازت کے ازراہ نافرمانی چلی جاوے اس کا نفقہ ساقط ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ خود شوہر نے اس کو بوجہ اس کی بداخلاقی کے اس کی والدہ کے پاس بھیجا ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر کے ذمہ لازم[2] ہے۔ فقط۔

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۴۹)۔ زید نے اپنا عقد ہندہ سے بہ تقرری مہر سوا چالیس روپیہ کے کیا اور قبل وطی اور خلوۃ صحیحہ کے زید نے ہندہ کو طلاق بائن دے کر نکاح سے خارج کر دیا اور مہر دینے سے انکار کرتا ہے اور موضح القرآن سے آیۃ کریمہ لاجناح علیکم الآیۃ دلیل میں پیش کرتا ہے اس صورت میں مہر دینا ہوگا یا نہیں۔

---

[1] ویتأکد المهر عند وطؤ او خلوة (درمختار) واذا تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط الا بالابراء (رد المحتار باب المهر ص۲۵۰ ج۲ ظفیر۔ [2] تجب (النفقة) للزوجة بنکاح صحیح ان علی زوجها ان تکون معه فی بیت ابیها اذا سلمت نفسها الیه بالنقلة به یفتی وکذا طالبها ولم تمنع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص۲۲۲ ج۲ وص۲۲۳ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب۔ صورت مذکورہ میں قبل دخول وخلوۃ طلاق دینے سے نصف مہر لازم آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ[1] الآیۃ اور یہ آیت لاجناح علیکم[2] الآیۃ کے بعد ہے اس کی تفسیر کو بھی موضح القرآن میں دیکھ لیں وہ پہلا حکم مہر واجب نہ ہونے کا اس وقت ہے کہ مہر بالکل مقرر نہ ہو اور قبل دخول وخلوۃ طلاق دی جاوے اور جب کہ مہر کی مقدار مقرر ہوئی ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے اور طلاق قبل دخول وخلوۃ واقع ہوئی ہو تو نصف مہر لازم آتا ہے اس آیت وان طلقتموھن الآیۃ میں اس کا بیان ہے اور کتب فقہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح[3] ہے۔ فقط۔

بیوی سے مہر معاف نہ کرا سکا تو اب کیا کرے

سوال (۱۳۵۰)۔ بکر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا اور بکر نے نہ تو مہر ادا کیا چونکہ وسعت نہیں تھی اور نہ مہر معاف کرایا، اب زوجہ کی والدہ وغیرہ سے بکر مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو سکتا ہے یا نہیں جب کہ مرحومہ لاولد ہے (۲) مرحومہ کے مہر کا حقدار کون کون ہے (۳) کوئی ایسی صورت ہے جب کہ وہ واقعی ادائیگی کے قابل نہیں ہے کہ وہ مرحومہ کے قرض مہر سے بچ جاوے اور قیامت میں گرفتار عذاب نہ ہو (۴) اگر کوئی شخص خلوۃ میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو جاوے گا یا نہ گواہوں کی ضرورت تو نہ ہوگی۔

الجواب۔ زوجہ کے مرنے کے بعد زوجہ کے وارثوں سے اگر مہر معاف کرائے گا مہر معاف ہو جائے گا، عام اس سے کہ ادائے مہر کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مہر میں خاوند کا بھی حق ہے اس کو معاف کرانے کی ضرورت نہیں[4]۔ (۲) زوجہ کے وارثوں کو مہر اسی طرح

---

[1] سورۃ البقرۃ ۲۔ ۲۳۱۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔ [3] ویجب نصفہ بطلاق قبل وطء او خلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۳۰۴)؛ ظفیر۔ [4] شوہر کا حصہ بیوی کے ترکہ میں نصف اگر نہ ہو، ورنہ جو تہائی دیکھئے سراجی۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پہنچے گا جس طرح کہ زوجہ کا اپنا مملوکہ مال پہنچتا ہے (۳) معاف کرانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں (۴) اگر تخلیہ میں زوجہ سے مہر معاف کرادے گا تو وہ عند اللہ معاف ہو جاوے گا لیکن اگر جھگڑا قاضی کے یہاں پیش ہوگا تو وہ بغیر گواہ یا اقرار زوجہ کے مہر ساقط نہ کرے گا۔

دس برس بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵۱) - زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو بیس برس ہوئے طلاق دیدی ہے مگر اب تک زید نے دین مہر اپنی زوجہ کا ادا نہیں کیا ایسی صورت میں زید کی زوجہ کو دین مہر کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں زید کی زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ شرعاً کر سکتی ہے۔

کیا کوئی مدت ہے جس کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا

سوال (۱۳۵۲) - کیا شرعاً ایسی کوئی مدت ہے جسکے گذرنے کے بعد مطالبہ مہر کا حق زوجہ کو نہ رہے۔

الجواب - شرعاً کسی مدت کے گذرنے سے حق کسی وارث کا اور صاحب حق کا ساقط نہیں ہوتا، شامی میں ہے قالوا ان الحق لا یسقط بالتقادم[1]۔ فقط

جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مرگئی تو معاف ہوا یا نہیں

سوال (۱۳۵۳) - ہندہ مریضہ نے اپنے شوہر کو بدیں مضمون مہر معاف کر دیا کہ میں چونکہ امراض لاحقہ میں مبتلا رہتی ہوں، لہذا اپنے مہر بخشتی ہوں بعد اس تحریر کے اس مرض لاحق میں دس روز کے بعد انتقال کیا: اب عورت کے وارث مہروں میں شرعاً حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب - مرض الموت میں مہر معاف کرنا صحیح نہیں ہے، پس اگر باقی ورثہ کی معافی کو تسلیم نہ کریں تو وہ اپنا حصہ مہر میں سے لے سکتے ہیں، درمختار میں ہے کہ مرض الموت کا ہبہ وغیرہ بحکم وصیت ہے اور بحکم لا وصیۃ لوارث[2] وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوتی مگر یہ کہ باقی ورثہ راضی ہوں، فقط۔

کیا بیوہ نکاح کرلے تو مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی

سوال (۱۳۵۴) - زید کا انتقال ہوگیا اس

---

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء ص۱۱۲۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا باب ص

Maktaba Tul Ishaat.com

کے پسماندگان دو تین بچہ نابالغ اور ایک بیوی ہے، زید نے اپنی حیات میں چند متولیان مقرر کردیئے تھے جن کے زیر نگرانی اس کی پسماندگان کی پرورش ہوتی رہی، زید کی زوجہ جوان ہے نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے، متولیان کہتے ہیں کہ اگر نکاح ثانی کیا تو مہر اور ترکہ کچھ نہ دیا جائے گا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ زید کی زوجہ کا جو کچھ حصہ شرعی زید کی جائداد میں سے ہے اور مہر اس کا جو بذمہ شوہر واجب ہے وہ بہر حال زوجہ کو دیا جاوے گا خواہ وہ عقد ثانی کرے یا نہ کرے اوصیار اور متولیان کا یہ کہنا کہ اگر اس نے عقد ثانی کرلیا تو اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا غلط ہے اور خلاف شرع ہے، زوجہ بہر حال اپنے حصہ شرعیہ اور مہر کی حقدار اور مالک و مستحق ہے اگر اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا تو یہ ظلم اور گنہ کبیرہ ہے اور حق العباد کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔

مقررہ مہر نالش کرکے لے لیا پھر شوہر نے پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا امناد مہر عورت لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) ۔ مسماۃ امۃ الغنی نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنا دین مہر شوہر سے بذریعہ نالش وصول کرلیا اور بعد کو شوہر نے موافقت پیدا کرکے مسماۃ مذکورہ کا وہی مہر تعداد مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مکرر قائم کرکے تسلیم کرلئے، اب چونکہ شوہر مسماۃ کا انتقال ہوگیا لہذا مسماۃ مذکور شرعاً اپنا دین مہر مکرر ترکہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ اس صورت میں عورت پانچ ہزار روپیہ پانے کی ترکہ شوہری سے مستحق ہے، کیونکہ یہ دوبارہ شوہر کا پانچ ہزار روپیہ مہر کا تسلیم کرنا زیادتی مہر پر محمول ہوکر بذمہ شوہر واجب الاداء ہوگیا کما یظہر من فروعات باب المہر من الدر المختار والشامی وما فرض بتراضیہما لا بعد العقد لازم او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس درمختار وفی الشامی وکذا لو اقر لزوجۃ بمہر وکانت قد وہبتہ لہ

لہ افادان المہر وجب بنفس العقد اذا اذا تاکد المہر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقۃ من قبلہا لان الہدل بعد تاکدہ لا یحتمل السقوط الا بالاداء درمختار باب المہر ص۲۰۴ ج۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فانہ یصح ان قبلت فی المجلس[1] اھ فقط

عورت نے مہر کے زیور بنوالیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۳۵۶) - ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا، شوہر نے مہر ادا کر دیا مگر مہر دینے کے وقت کوئی گواہ نہ کیا عورت نے مہر کا روپیہ لے کر زیور بنوا کر پہن لیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ مہر دیدے، شوہر نے کہا کہ میں مہر دے چکا، عورت نے کہا کہ اس کا تو میں نے زیور بنوالیا اور وہ زیور تیرے ہی گھر میں ہے مجھ کو اس سے کیا نفع ہوا، مجھ کو دوبارہ مہر دے مگر شوہر نے دوبارہ مہر نہیں دیئے عورت کا انتقال ہوگیا تو شوہر کے ذمہ مہر باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہے تو کس کو دے۔

الجواب - اگر عورت کے ورثہ ادائے مہر کو تسلیم نہیں کرتے اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو مہر بذمہ شوہر لازم ہے، پس اگر عورت لاولد رہی ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا اور نصف دیگر ورثہ کو پہنچا، شوہر ان کو نصف مہر دیدے۔

نکاح بعد پورا مہر دیدیا مگر خلوت سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵۷) - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی دیدیا لیکن رخصت نہیں کی یعنی قبل خلوۃ طلاق دیدی تو نصف مہر واپس لے سکتا ہے، اگرچہ مہر میں جانور ذی روح دیا ہو اور وہ مرگیا ہو یا روپیہ ہو اور وہ خرچ ہوگیا ہو یا کپڑے ہوں وہ پہننے سے گل گئے ہوں۔

الجواب - اس صورت میں شوہر نصف مہر واپس لے سکتا ہے اور جو عین واپس نہ ہوسکتا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس کی جاوے گی، فی المختار قبضت الف المهر فوهبته له وطلقت قبل وطی رجع علیها بنصفه لعدم تعین النقود فی العقود[2]۔

مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہوں تو لڑکا مہر پائے گا یا نہیں

سوال (۱۳۵۸) - مسماۃ ہندہ نے مرض الموت میں چند زیورات مسجد میں دیا اور بقیہ زیور اپنے لڑکے نابالغ کو دیا شوہر کو کوئی عذر اپنے حق میں اس وقت نہیں

---

[1] ردالمحتار باب المهر ص۱۰۳ ج۲ ظفیر۔ [2] دیکھئے الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المهر ص۱۰۳ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا۔ بعد انتقال کے شوہر نے اپنا حصہ لے لیا، خالد جب بالغ ہوا تو مہر طلب کیا، شوہر کہتا ہے کہ مہر معاف کردیا مگر نہ کوئی شہادت ہے نہ ثبوت ہے پس ایسی صورت میں خالد مہر پانے کا مستحق ہے یا نہیں، اور مرض الموت میں اگر مہر معاف کرے تو معاف ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ شوہر کا دعوی معافی مہر کا بلا دو گواہ عادل کے مسموع نہ ہوگا[1] اور خالد بقدر اپنے حصہ کے مہر وصول کرے گا اور شوہر کا حصہ ساقط ہوجاوے گا اور مرض الموت کی معافی باطل ہے۔ فقط۔

مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا

سوال (۱۳۵۹)۔ اگر کسی شخص نے مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح کیا اور کوئی تفسیر اس کی نہیں کی گئی تو زوج کو کیا دینا ہوگا، چار سو دینار کی برابر سونا یا اس کی قیمت روپیہ سے یا بوقت عقد چار سو دینار سونے کی جو قیمت ہو وہ دینا ہوگی۔

الجواب۔ چار سو دینار سونے کی جو قیمت بوقت عقد ہو وہ دینی ہوگی (ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ ظ)

مہر معجل کا مطالبہ لڑکا سے ہوگا یا اس کے باپ سے

سوال (۱۳۶۰)۔ خاتون نابالغہ دختر عبدالکریم کا نکاح نذیر احمد پسر بشیر احمد سے بولایت والدین بتقرر مہر مبلغ پانسو روپیہ نصف معجل و نصف مؤجل ہوا تو نرکی کا باپ مہر معجل کا مطالبہ شوہر سے کرسکتا ہے یا اس کے باپ سے۔

الجواب۔ لڑکا اگر بالغ ہے تو دختر کا باپ شوہر سے مہر معجل کا مطالبہ کرسکتا ہے، اور اگر شوہر نابالغ ہے تو اگر اس کا باپ ضامن ادائے مہر کا ہوگیا ہے تو اس سے مطالبہ مہر کا

---

[1] وقضا بها (ای الشهادة) لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ۴ ص ۴۴۴ ظفير) [2] عن ام حبيبة كانت تحت عبد الله بن جحش فمات بارض الحبشة فزوجها النجاشي النبي صلى الله عليه وسلم واصدقها عنه اربعة الاف درهم وشنوة بالصاد المهملة

Maktaba Tul Ishaat.com

ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فقط

مہر کی مراد | **سوال** (۱۳۶۱) - مہر سے کیا مراد ہے۔

الجواب - مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو۔

مہر کتنا ہونا چاہئے | **سوال** (۱۳۶۲) - مہر حیثیت پر ہونا چاہئے - یا شرعی۔

الجواب - ہر طرح درست ہے یعنی جس قدر چاہے مہر مقرر کردے وہ لازم ہو جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بہت زیادہ نہ کرے (اقله عشرة دراهم اخذ وجعل الاكثر منها ان سمى الاكثر (در مختار) اى بالغا ما بلغ (ردالمحتار ص۲۹۲ ج۲ ظفیر)

مہر کی ادائیگی ضروری یا معاف کرالینا کافی ہے | **سوال** (۱۳۶۳) - ادائیگی مہر ضروری ہے یا بخشوانا کافی ہے۔

الجواب - ادائیگی مہر ضروری ہے لیکن اگر عورت بخوشی معاف کردے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

نہ معاف کرایا تو کیا حکم ہے | **سوال** (۱۳۶۴) - اگر منکوحہ بدون وصول اور بدون معاف کرنے مہر کے فوت ہو گئی تو وہ مہر فی سبیل اللہ خرچ کرنا جائز ہے یا ورثہ کو دیا جاوے۔

الجواب - وہ وارثوں کو پہنچانا چاہئے یعنی شوہر اپنا حصہ وضع کرکے باقی دیگر ورثہ کا حصہ ان کو پہنچادے۔

کنواری کو کہہ کر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کیا ہوگا | **سوال** (۱۳۶۵) - زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کی۔ ہندہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو کنواری

لہ وصح ضمان الولی مهر ابنه البالغ ان طلب ایاشاءت من زوجها البالغ او الولی الضامن (درمختار) وفی ردالمحتار الضامن الان لا لزام فیه ولانه لا یطالب بلا ضمان الا ان یکون له مال یلزم ذلک الزوج (ردالمحتار باب المهر ص۲۹۱ ج۲ وص۲۹۲ ظفیر۔ لہ ثم عرف المهر فی العنایة وانه اسم المال الذی یجب فی عقد الزواج من الزوج فی مقابلة البضع (ردالمحتار باب المهر ص۲۹۲ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

مجلس نکاح میں ظاہر کرکے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرایا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ بندہ منکوحہ عمر کتنی، اس لئے اب مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ کے بارہ میں کیا حکم ہے، زید کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مقررہ ہزار روپیہ اس صورت میں واجب ہے کما فی الدر المختار وشرط البکارۃ فوجدھا ثیبا لزمہ الکل ورجحہ فی البزازیۃ[1] فقط

نکاح جب ہزار پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو

سوال (۱۳۶۶)۔ ایک شخص نے قبل از نکاح لڑکی کے والد کے مشورہ سے حق مہر کے لئے ایک اسٹامپ تحریر کرایا جس میں یہ لکھا کہ میں اپنی منکوحہ مساۃ زینب بی بی کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بابت حق مہر علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مندرجہ رجسٹر ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں، عند الطلب مجھ سے وصول کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن بعد از تحریر باہم رنجش ہوگئی اسٹامپ ناپسند کیا گیا۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل بوقت نکاح رجسٹر نکاح میں اس کا حوالہ بالکل نہیں دوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹامپ تحریر ہوا، اور ۲۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو نکاح پڑھایا گیا اور ایک ہزار کی رقم درج رجسٹر نہیں ہوئی صرف بتیس روپیہ اور زیورات درج ہوئے، اس صورت میں زوجہ ایک ہزار کی رقم بھی وصول کرسکتی ہے یا نہیں، اقرار نامہ رجسٹری نہیں ہوا۔

الجواب۔ اس صورت میں علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مذکورہ کے ایک ہزار روپیہ بھی مہر میں داخل ہے اور عند الطلب شوہر کو ادا کرنا لازم ہے کیونکہ زبانی وتحریری اس صورت میں کافی ہے، رجسٹری ہونے کی ضرورت شرعاً نہیں ہے کما فی الدر المختار وجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر[2] فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۵۴ ج۲ عبارتہا تزوجہا علی انہا بکر فاذا ہی لیست کذالک یجب کمال مہر (رد المحتار ایضاً) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۵۴ ج۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۶۷) - ایک شخص نے اپنا نکاح کیا مبلغ ۱۲۵ مہر مقرر ہوا، اور بعوض نان ونفقہ پانسو روپیہ کی اراضی مسماۃ کے نام کردی بعد نکاح کے معلوم ہوا کہ یہ عورت قابل دلی واولاد کے نہیں ہے لہذا وہ شخص اس کو طلاق دینا چاہتا ہے، مہر واجب ہے یا نہ اور نان ونفقہ کے عوض جو کچھ دیا گیا اس کی مالک ہوگی یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں طلاق دینے سے نصف مہر شوہر پر لازم ہوگا اور نان ونفقہ کے لئے جو کچھ شوہر نے اس عورت کو دیدیا وہ اس کی مالک ہوگئی اس کی واپسی اب نہیں ہوسکتی۔

بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجل ہوجاتا ہے

سوال (۱۳۶۸) - زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو سالہا سے تین سال سے روٹی کپڑا اور حق پرورش بچہ کا نہیں دیا نہ حق زوجیت ادا کیا، زید ایک مرتبہ چند مستورات کو اپنی ہمراہ لے کر آیا اور ہندہ پر سخت تشدد کیا، بالآخر لفظ تین طلاق چند آدمیوں کے سامنے کہہ کر چلا گیا تو ہندہ اپنا مہر مؤجل وصول کرسکتی ہے یا نہیں، زید مدعی کرتا ہے کہ مہر مؤجل تھا معجل نہ تھا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں یا زید کو اس کا اقرار ہے تو ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور مہر اگر مؤجل تھا تو معجل ہوگیا بعد طلاق کے ہندہ اپنے مہر کا مطالبہ زید سے کرسکتی ہے اور زید کے اعذار لغو اور باطل ہیں اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ہندہ کو نہیں مل سکتا۔

لڑکی جو قابل دلی نہ ہو اس کا مہر

سوال (۱۳۶۹) - ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا اگر لڑکی دلی کے قابل نہیں ہے نکاح ہوا یا نہیں، بعد میں باہم یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ جہیز لڑکی کا تھا وہ

لہ لنکلہ وغیرہ عورت سے نکاح جائز ہے حتی کہ خیار فسخ نکاح بھی نہیں ولا تخییر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن (درمختار) رتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر وقرن کعنب لحمیت فی مدخل الذکر کالعنۃ وقد یکون عظما (ردالمحتار باب العنین وغیرہ) اگر ایسی عورت ہو تو خلوت کے باوجود نصف مہر ہے کیونکہ اس صورت میں خلوت نہیں ہوتی۔ دیکھئے باب المہر ص۔ صرف فنی مشغل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر یہ صورت ہے تو یہ الگ بات ہے۔ ملخصہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی والے کو مل جاوے اور جو زیورات وغیرہ لڑکے والے کے تھے وہ لڑکے والے کو ملجاویں چنانچہ لڑکی اپنا جہیز لے گئی اور ہمارا زیور دے گئی، اب اس کو طلاق دی جاوے یا نہیں اور مہر ہم پر کس قدر لازم ہے۔

الجواب۔ نکاح ہوگیا تھا اور بطریق خلع جو فیصلہ ہوگیا وہ صحیح ہوگیا، لیکن اگر خلع وغیرہ کا لفظ نہیں بولا گیا اور طلاق بھی نہیں دی تو مہر معاف ہوا نہ طلاق پڑی اور جبکہ عورت قابل دخل کے نہ ہو تو اس سے اگر خلوت بھی ہو تب بھی بعد طلاق کے نصف مہر لازم آتا ہے کیونکہ وہ خلوۃ صحیحہ نہیں ہے[1]۔ فقط

شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے؟

سوال (۱۳۷۰)۔ ہندہ کا شوہر نو سال سے عیسائی ہوگیا ہے لیکن وہ ہندہ کی خبر نان و نفقہ سے لیتا رہا ہے، اب ہندہ کے اقرباء کہتے ہیں کہ ہم مہر کی نالش کریں گے، آیا بصورت ارتداد شوہر اگر مہر کی نالش ہوسکتی ہے تو کس میعاد تک، اور مرتد نے جو روپیہ کثیر ہندہ کو دیا ہے اس کا لینا ہندہ کو جائز تھا یا نہیں۔ اور اب شوہر مرتد ہندہ سے وہ روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بصورت ارتداد شوہر کے زوجہ مہر لے سکتی ہے[2] اور میعاد اس کی شرعاً کچھ نہیں ہے یعنی کسی مدت کے گذرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور جو کچھ عیسائی نے اس عورت کو دیا اور ہبہ کردیا وہ اس کی مالک ہوگئی، موانع رجوع کے پائے جانے کی صورت میں وہ عیسائی اس دیئے ہوئے مال کو واپس نہیں لے سکتا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

[1] والخلوۃ بلا مانع حسی او شرعی ولو قرن بالسکون عظم وحفل بفتحتین خدمۃ (درمختار) فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوک الذکر فیہ (ردالمحتار باب المہر ص۲۹۴ ج۲) ظفیر۔ [2] افاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطء ونحوہ الزلان البدل بعد تاکد لا یعتمل السقوط الا بالابراء (ردالمحتار باب المہر ص۲۹۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ملاسے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۱) ۔ شخصے زوجہ خود را سہ طلاق دادہ بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت ومقاربت وقربان بایام بوجود رسید درین صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ ومہر لازم است یا نہ۔

الجواب ۔ درین صورت نکاح صحیح نہ شد، ومہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول وصحبت قال فی الدر المختار ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد[1] الخ بالوطی[2] الخ

مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۳۷۲) ۔ ایک عورت نافرمان کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی اور شوہر صرف آٹھ روپیہ کا ملازم ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ دین مہر زوجہ کا واجب ہے یا نہ؟ اور شوہر کی مفلسی کا بھی کچھ لحاظ شریعت میں ہوگا یا نہ؟

الجواب ۔ دین مہر زوجہ کا جو مطلقہ ہے، شوہر کے ذمہ لازم وواجب ہے، جس وقت ہو ادا کرے اس دین میں حاکم شوہر کو قید کر سکتا ہے بعد ثابت ہونے افلاس کے رہا کر دیوے، پھر جس وقت وسعت ہوگی ادا کرنا لازم ہے، بہر حال دین مہر بذمہ شوہر واجب الادا[3] ہے۔ فقط۔

شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر اور عدت ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۳) ۔ شوہر اگر صغیر نابالغ ہوا وراس کی زوجہ ابھی رخصت نہ ہوئی ہو، اسی حالت میں شوہر صغیر کا انتقال ہو جائے تو زوجہ کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور زوجہ پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب ۔ شوہر اگر مر جاوے اگرچہ صغیر ہو[4] اور اس کی زوجہ رخصت نہیں ہوئی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲۹۴ ج۲ ۔ ظفیر۔ [2] ومن سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا (الی قولہ) وان طلقہا قبل الدخول والخلوۃ فلہا نصف المسمی (ہدایہ ص۲۰۴ ج۲) ظفیر۔ [3] ولو بزوج لا یطاق معہ الجماع (درمختار) ای ولو کان الصغیر مصاحب الزوج یعنی لا فرق بین ان یکون الزوج او الزوجۃ او کل منہما صغیرا او تجب العدۃ بخلوتہما ان کانت فاسدۃ لان تسلیمہما الخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی (رد المحتار باب المہر ص۲۹۶ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر اور عدت لازم ہے (المهر يتأكد باحد امعان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة و موت احد الزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شئ بعد ذلك الا بالابراء من صاحب الحق (فتاوی عالمگیریہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ نول کشوری) عدة المرأة في الوفاة اربعة اشهر وعشرة ايام سواء كانت مدخولا بها او لا مسلمة او كتابية صغيرة او كبيرة او آيسة الخ (ایضاً صفحہ ۵۲۷)

بعد طلاق مہر اور زیور کس قدر عورت کو ملے گا

سوال (۱۳۷۴)۔ ایک شخص کی ایک عورت ہے جو ہمیشہ اپنے شوہر کو ناراض رکھتی ہے جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو اپنے گھر سے نکال دیا عورت نے عدالت میں خرچہ کا دعوی کیا، عورت و شوہر میں صلح ہوگئی، خرچہ دینے پر شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ نکاح کے وقت کچھ زیور اور مہر زیادہ باندھی جاتی ہے اور مہر اس زمانہ میں کوئی عورتوں کو دیتا نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا مہر دینا ہوتا ہے جو کہیں منظور کرلو، جن لوگوں کو کبھی ایک ہزار روپیہ ملتا بھی نہیں ان کو ہزار روپیہ کی مہر باندھی جاتی ہے اور ہمارے یہاں یہ بھی دستور ہے کہ عورت کے مرجانے کے بعد اس کے میکے والے زیور شوہر والا جتنا ہوتا ہے واپس کردیتے ہیں اور بعض آدمی اپنا دیا ہوا لے لیتے ہیں اور شوہر والا شوہر کو دیدیتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر عورت کو طلاق دینا چاہے تو کتنا زیور و مہر پانے کا حق رکھتی ہے؟

الجواب۔ اگر طلاق بعد دخول یا خلوۂ صحیحہ کے ہوگی تو پورا مہر شوہر کو دینا لازم ہے اور اگر قبل وطی و خلوۂ صحیحہ ہوگی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور زیور جو مرد کا ہے اور عورت کو عاریۃً دے رکھا تھا وہ مرد واپس لیوے گا اور جو زیور عورت کا ماں باپ کے گھر کا ہے یا شوہر نے اس کی ملک کردیا تھا وہ عورت کو ملے گا۔ کما فی الدر المختار ويتأكد عند وطئ او خلوة صحت الخ وجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوة الخ فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن

Maktaba Tul Ishaat.com

زیادہ مہر کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۵) فی زمانہ شادی میں بہت زیادہ چالیس ہزار مہر مقرر ہوتا ہے حالانکہ گھر میں فاقہ کی نوبت ہوتی ہے مگر کم معیوب سمجھا جاتا ہے ایسا نکاح درست ہے یا کیا۔

الجواب ۔ مہر کا زیادہ کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا اور شرعاً پسندیدہ امر نہیں[۱] ہے باقی جو کچھ مہر مقرر کر دیا جاوے، اگرچہ وہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ ہو وہ مہر لازم ہو جاتا ہے اور نکاح ہو جاتا ہے[۲]۔

مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہئے یا نہیں

سوال (۱۳۷۶)۔ شوہر کی ڈگری زوجیت کی اور زوجہ کی ڈگری مہر معجل کی ہوئی تو زوجہ مہر لے کر شوہر کے گھر آنا نہیں چاہتی، اس صورت میں مہر دینا چاہئے یا نہیں۔

الجواب ۔ مہر معجل کا ادا کرنا ضروری ہے اور بعد لینے مہر معجل کے زوجہ کو شوہر کے گھر آنے سے انکار کرنا جائز نہیں[۳] ہے۔ فقط

مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۷)۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عدالت میں کہا کہ وہ زانیہ ہے جس پر عورت نے عدالت دیوانی میں طلاق لعن کا دعویٰ کر دیا اور عدالت نے باضابطہ عورت کو حکم دیدیا کہ تم کو طلاق ہوگئی تو اس صورت میں عورت مذکور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔ سید امیر علی صاحب نے جو شرع محمدی لکھی ہے

---

[۱] عن عمر بن الخطاب قال ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية رواه احمد والترمذي وابو داود والنسائي وابن ماجه والدارمي (مشكوة باب الصداق ص۲۷۵. ظفير۔ [۲] ويجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتأكد عند وطي او خلوة صحت او موت احدهما (درمختار) قوله يجب الاكثر اي بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المهر ص۲۵۳ ج۲) ظفير۔ [۳] وله منعه من الوطء لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (درمختار) واللام بمعنى الى (رد المحتار باب المهر ص۲۹۲ ج۲ و ص۲۹۳ ج۲) ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مہر خلوۃ صحیحہ سے جب واجب ہو جاتا ہے تو بعد زناں وہ عورت کے کسی فعل سے معدوم نہیں ہونا چاہئے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ صحیح یہی ہے کہ جب خلوۃ صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عورت کے کسی فعل سے ساقط نہیں ہوتا، درمختار وغیرہا کتب فقہ میں ایسا ہی ہے[1]، فقط

شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۸)۔ اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد، زوجہ را حق مطالبہ مہر خود از پدر زوج می رسد یا نہ؟

الجواب ۔ اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد، زوجہ را مطالبہ مہر از پدر شوہر بدون ضمان او نمی رسد، کذا فی الشامی[2] وغیرہ۔

شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائداد سے لے سکتی ہے

سوال (۱۳۷۹)۔ ایک شخص کا لڑکا جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اسکی شادی کردی، اس کی بیوی کا مہر اصلاً روپیہ مقرر ہوا، زیور چاندی سونے کا اور پارچہائے ریشمی حسب دستور اس کی بیوی کو چڑھایا گیا، شادی سے ایک سال بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کی بیوہ کبھی سسرے کے یہاں کبھی باپ کے یہاں رہتی رہی، اب وہ بیمار ہو کر باپ کے یہاں آگئی کچھ تھوڑا زیور جو ہر وقت پہنا جاتا ہے وہ اس کے پاس ہے اور باقی کل زیور و کپڑے سسرے کے یہاں ہیں اور باپ اس لڑکی کا غریب ہے اس کی بیماری کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا کیا اس کا سسرا اپنے لڑکے کے عوض مہر اس کی بیوہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] وان تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط کما فی المعتدة، باب المهر ص۲۶۴ ج۲ ظفیر۔ [2] ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر اما الغنی فیطالب الولی بالدفع من مال ابنه لا من مال نفسه افاده ح۔ وهذا فی امرأة الا اذا ضمنه کما فی النفقة فانه لا یوخذ بها الا اذا ضمن، درمختار علی حاشیة ردالمحتار باب المهر مطلب فی ضمان الولی المهر ص۲۱۴ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کیونکہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ نہیں تھا اور اس کا سسر امہر ادا نہیں کر سکتا تو وہ زیور جو اس کو چڑھایا گیا تھا، وہ اپنے مہر میں لے سکتی ہے یا نہیں اور جو زیور لڑکی کے پاس ہے اس کا اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب - مہر جو بذمہ شوہر متوفی ہے اس کا ذمہ دار شوہر کا باپ نہیں[1] ہے لیکن اگر وہ تبرعاً اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا مہر ادا کر دیوے یا زیور و پارچہ کو جو بوقت نکاح چڑھایا گیا تھا مہر میں شمار کر کے ملک عورت کی کر دیوے تو یہ درست ہے، باقی ویسے وہ ذمہ دار مہر کا نہیں ہے، شوہر کی چیز سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے پس اگر اس کی ملک میں کچھ نہ تھا تو عورت کچھ نہیں لے سکتی اور زیور و پارچہ جو چڑھایا گیا تھا اگر وہ عاریۃ سمجھا گیا تھا یعنی عورت کی ملک کرنا مقصود نہ تھا تو اس کا مالک شوہر کا باپ ہے اور اگر اپنے پسر کی ملک کر کے اس کی زوجہ کو دیا تھا جیسا کہ عرف ہے تو وہ ملک شوہر ہے اس میں سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر دینے کے وقت بہو کی ملک کر دی تھی تو وہ مالک ہو گئی ہے۔ فقط۔

مہر معجل کی وصول کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے یا نہیں

سوال ۱۳۰۰۱ - مادہ ہندہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۵۰۰ روپیہ سکہ رائج معجل زید سے ہوا تحریری معاہدہ قبل نکاح روبرو گواہان مابین قرار پایا کہ میں ہندہ کو ہندہ کے گھر رکھوں گا اور خود رہوں گا اگر اپنے گھر ہندہ کو لے جاؤں تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہے میں اس سے دست بردار ہوں گا۔ اب زید ہندہ کو لے جانا چاہتا ہے۔ ہندہ طالب مہر معجل ہے تو شرعاً زید کو بغیر ادا کئے مہر معجل کے ہندہ کے لیجانے کا اختیار ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں ہندہ مہر معجل کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور مہر کی وصولی کے لئے زوج کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولہا منعہ

---

[1] لان المهر مال يلزم ذمة الزوج ولا يلزم الاب بالعقد اذ لولى منه لما افتقر لضمان (رد المحتار باب المهر ص۲۹۱ ج۲) ظفير

Maktaba Tul Ishaat.com

من الوطی ودواعیہ والسفر بالاخذ ما بین تجہیزہ من المعرکلہ او بعضہ اھ وفی الشامی قولہ والسفر الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخیرۃ[1]

لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۱۳۸۱) - ولی لڑکی کے مہر میں سے بلا رضامندی لڑکی کے تصرف کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب - ولی کو بلا رضامندی اختیار تصرف نہیں ہے، اگر باپ یا دادا ولی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے تو مہر بحفاظت رکھے اور اگر بالغہ ہے تو اس کو سپرد کر دے واللہ تعالیٰ اعلم (لقولہ عز وجل ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا الایۃ) -

لڑکی کے ورثہ کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں

سوال (۱۳۸۲) - منکوحہ کو طلاق دینے کے ایک سال بعد اگر وہ مر جاوے تو اس کے وارث اسکا مہر کس مدت تک لے سکتے ہیں، اور یہ عورت لاولد مری ہے -

الجواب - اس کا مہر اس کے ورثہ نہ لے سکتے ہیں اور چونکہ عورت لاولد مری ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا، باقی نصف دیگر ورثہ لے سکتے ہیں اور اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہے - فقط -

مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے

سوال (۱۳۸۳) - زید نے اپنے فرزند عمر عاقل بالغ کا نکاح اس کی رضامندی اور اجازت سے بکر کی دختر سے کیا قبل از عقد نکاح زید نے بحیثیت ولی ہونے کے حسب معمول اپنے فرزند عمر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کو حق مہر اور دیگر شرائط تحریر کر دی، بکر نے اپنے داماد عمر کو اس کے والد زید کی عداوت اور مخالفت پر آمادہ کیا اور عاق بنا دیا، بکر اپنی دختر کے حق مہر اور دیگر شروط کی بابقاء اور ادائیگی شرعاً زید والد عمر سے طلب کرنے کا مستحق ہے یا اپنے داماد عمر سے اور کیا عمر اپنے والد زید کا عاق ہے کیونکہ عمر نے اپنے والد زید کو سخت صدمہ پہنچایا اور گستاخی سے پیش آیا -

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب المہر ص ۲۹۲ ج ۲ - ظفیر -

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - مسئلہ یہ ہے کہ مہر بذمہ شوہر لازم آتا ہے لیکن اگر باپ ذمہ داری کرلیوے اور ضامن ہوجاوے تو باپ سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے کما فی الدر المختار ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الا اذا ضمنہ علی المعتمد[1] پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے ذمہ داری مہر کی اپنے پسر عمر کی طرف سے کرلی ہے تو زید سے مطالبہ مہر کا ہوسکتا ہے اور اگر ذمہ داری نہ کی تھی تو نہیں ہوسکتا اور عمر بسبب افعال مذکورہ کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان ہے اس کو اپنے باپ سے معاف کرانا چاہئے ورنہ وہ عاصی وفاسق رہے گا۔ فقط

لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا تھا شوہر کے مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۴) - ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا بوقت نکاح مہر مقرر ہوا اور لڑکے کے والد نے کہا کہ اس کا مہر میں ادا کردوں گا، کیونکہ لڑکا نابالغ تھا اور اس شخص کے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا، لڑکا تو باپ کے سامنے فوت ہوگیا، اب تین لڑکیاں زندہ ہیں اور لڑکے کی زوجہ مہر کا دعوی کرتی ہے اس کو میراث سے کتنا حق پہنچتا ہے اور مہر کا کیا حکم ہے۔

الجواب - درمختار میں ہے ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر الا اذا ضمنہ الاب علی المعتمد[2] اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر مہر کا ضامن ہوگیا تو اس سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے، باقی میراث کا حصہ پسر متوفی کے زوجہ کو کچھ نہیں مل سکتا، کیونکہ لڑکا جو باپ کی حیات میں فوت ہوگیا وہ ترکہ پدری سے محروم رہا، لہذا اس کی زوجہ بھی اس ترکہ سے محروم ہوگئی۔ فقط۔

حضرت آدم علیہ السلام کے مہر کی مقدار اب اس کی قیمت کس طرح لگے گی، اور کتنی ہوگی

سوال (۱۳۸۵) - فیما بین زید وعمر مقدار مہر ام حبیبہؓ میں مباحثہ ہے، زید کہتا ہے کہ مہر چار سو دینار ہے جس کے چار ہزار درہم ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کا تھا اسی حساب سے

---

[1] ... الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ۲/۲۹۱ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ۲/۲۹۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اب بھی چار ہزار درہم کے روپیہ بنائے جاویں گے جو گیا سو کم و بیش ہوں گے، اگر کہتا ہے کہ چار سو دینار کے تولہ ماشہ بنا کر اس کی قیمت آج کے نرخ سے سونے کی لگائی جاوے گی جس کے ساتھ چار ہزار روپیہ ہوں گے، صحیح کیا ہے۔

الجواب - اب اگر کوئی شخص مہر مثل حضرت ام حبیبہؓ چار سو دینار مقرر کرے[1] تو ظاہر ہے کہ اس کے تولہ بنا کر اس کی قیمت کا حساب کر لیا جاوے گا جو قیمت بحساب تولہ بوقت ادائے مہر ہوگی وہ دیدی جاوے گی یا اس قدر سونا جو چار سو دینار کا ہوتا ہے دیا جاوے گا، پس اگر بوقت ادائے مہر نرخ سونا تیس روپیہ تولہ ہو تو ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے، ورنہ جو نرخ ہوگا اس کے موافق حساب کیا جاوے گا۔ فقط۔

دق کی مریضہ سے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا کیا حکم ہے

سوال (۱۳۸۶) - ایک عورت جو کئی سال سے مرض دق میں مبتلا تھی اس نے اپنے مرنے سے دو ہفتہ پہلے گواہوں کے سامنے شوہر کو معاف کر دیا تو مہر معاف ہوا یا نہیں۔

---

[1] عن ام حبیبۃ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصدقہا عنہ اربعۃ آلاف وفی روایۃ اربعۃ آلاف درہم وبعث بہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع شرحبیل بن حسنہ رواہ ابوداؤد النسائی (مشکوۃ باب الصداق ص ۲۷۸) الخ

یعنی ہیں کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اس حساب سے چار سو دینار کا وزن ایک سو پچاس تولہ ہوتا ہے اور یہ سونا کا سکہ ہوتا ہے اس وقت سونا سوا دو سو روپے تولہ ہے اس حساب سے اس کی قیمت ۳۳۷۵ روپے ہوتی ہے مفتی علام نے بھی ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہی مان کر جواب میں حساب درج کیا ہے اسوقت چاندی اور سونے کی قیمت میں ایک اور دس کا فرق نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ تفاوت ہے، اور درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے اس حساب سے چاندی کا وزن گیارہ چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ ہوتا ہے، اسوقت چاندی سات روپے تولہ ہے اسکی قیمت آٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ روپے ہوتی ہے اسلئے مسئلہ یہی ہے کہ دینار کا وزن جو زر اسکی قیمت لگانی چاہئے جیسا کہ مفتی علام نے کیا ہے، سونے کی قیمت ہر دور میں مختلف ہوتی ہے اسکے حساب سے رقم بنے گی، مفتی علامؒ کے زمانہ میں ساڑھے چار ماشہ کا دینار ہوتی تھی اور اس زمانہ میں (۳۳۷۵) ہوگی۔ فلیفہم۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - مرض دق میں جبکہ زیادتی ہونے لگی اور ضعف بڑھنے لگے اور پھر اس میں مرجاوے تو ایسا مرض مرض الموت ہے اور ہبہ وغیرہ تبرعات اس کے بحکم وصیت ہیں لہذا اس صورت میں معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح نہیں ہے کیونکہ وصیت وارث کے لئے بدون رضاء باقی ورثہ کے صحیح نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وفی القنیۃ المفلوج والمسلول والمقعد مادام یزداد کالمریض[1] اھ وفی الشامی قلت وحاصلہ انہ ان صار قد یبا بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازدیاد فھو صحیح اما لو مات حالۃ الازدیاد الواقع قبل التطاول او بعدہ فھو مریض[2] اھ ط ج ۲ شامی وفیہ ایضا قبیلہ ان علم ان بہ مرضا مھلکا غالبا وھو یزداد الی الموت فھو المعتبر[3] اھ اور یہ ظاہر ہے کہ مریض بمرض دق کو مرنے سے ایک دو ہفتہ پہلے ازدیاد مرض وضعف لازمی ہے بالغرض مریضہ مذکورہ کا یہ تصرف مرض الموت میں سمجھا جاوے گا اور مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا شوہر کے لئے صحیح نہیں ہے۔

قال فی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وھبتہ اھ کل ذالک حکمہ کحکم وصیتہ[4] اھ وفیہ من الوصایا ولا لوارثہ اھ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ[5] اھ فقط

مہر ضروری ہے کوئی نمائشی چیز نہیں

سوال (۱۳۸۷) - مہر کوئی نمائشی چیز ہے یا نہیں، زید نے بوقت نکاح ایک معقول رقم حق مہر معجل اسٹامپ پر تحریر کردی۔ بعد ازاں طلب پر جواب دیا کہ میں نے مہر نمائشی لکھ دیا تھا، نہ ادائیگی کے لئے۔ شرع کا کیا حکم ہے۔

الجواب - مہر کوئی نمائشی چیز نہیں، بلکہ شوہر نے جو مقدار مہر معجل کی مقرر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب طلاق المریض ص۵۱۶ ج۲ - ظفیر۔ [2] رد المحتار باب طلاق المریض ص۵۱۶ ج۲ - ظفیر۔ [3] ایضا ص۵۱۶ ج۲ - ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۵۹۶ ج۵ و ص۵۹۷ ج۵، [5] ایضا کتاب الوصایا ص۵۰۵ ج۵

Maktaba Tul Ishaat.com

کردی اس کا ادا کرنا فی الحال ضروری واجب ہے، عورت ہر وقت وہ مقدار لے سکتی ہے[1]، اور باوجود استطاعت نہ دینا شوہر کا اس مقدار کو ظلم صریح ہے۔ فقط۔

جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۸) مسماۃ کنیز رابعہ زوجہ مولوی محمد شفیع فوت ہوئی چند اولاد بالغہ چھوڑی بعد ایک سال کے محمد شفیع نے دوسری شادی مسماۃ فقیلن سے کی اس سے بھی چند اولاد ہوئی جس وقت محمد شفیع فوت ہوئے اس وقت زوجہ ثانیہ اور ایک بالغ لڑکا موجود تھا۔ اب دونوں بیبیوں کی اولاد والد مرحوم کی اشیاء منقولہ وغیر منقولہ سے دین مہر لینا چاہتی ہے، یہ تو سہل تھا کہ دونوں نصف نصف بحصہ رسد تقسیم کرلیں، لیکن ہر ایک وارث پوری تعداد مہر کی لینا چاہتا ہے جس کی دلیل بھی ہر ایک فریق بیان کرتا ہے، وارثان کنیز رابعہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہماری والدہ فوت ہوئی تم کو دین مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہو گیا اور ہم اس کے مالک ہو گئے، اگرچہ ہم نے والد کے ادب سے مطالبہ نہیں کیا اور اس وقت ہمارے سوا اور کوئی وارث نہ تھا، لہذا ہم کو کل دین مہر ملنا چاہئے۔

وارثان بی بی فقیلن کہتے ہیں کہ جب پہلی بی بی کی اولاد نے بیس برس تک مطالبہ دین مہر کا نہیں کیا تو اب ان کو حق دین مہر کے مطالبہ کا نہیں رہا، لہذا ہم کو پورا دین مہر ملنا چاہئے، مدلل اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ پہلا اور پچھلا قرض برابر ہے اور دائن متقدم ودائن مؤخر کا حق برابر ہے اس میں کسی کو ترجیح نہیں ہے اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ کوئی دائن جب تک اپنا دین مدیون سے وصول کر کے اپنے قبضہ میں نہ لاوے اس وقت تک وہ مالک نہیں ہوتا اور یہ بھی مسئلہ شرعیہ ہے کہ شادی سے دائن کا حق ساقط نہیں ہوتا کما

---

[1] افاد ان الدھر وجب بنفس العقد (الدر المختار باب المھر ۳۰۵/۲) وانھا منعہ من الوطء ودواعیہ والسفر بھا والخلوۃ بھا (الخلوۃ بین تجیلہ من المہر کلھا وبعدہ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ۳۰۵/۲) فلیغیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فی الشامی ان الحق لایسقط بتقادم الزمان[1] بعد اس تمہید کے فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ہر دو زوجہ کا دین مہر برابر ہے ترکہ متوفی میں سے اول دونوں کا مہر ادا کیا جاوے گا اور باقیماندہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے گا اور اگر ترکہ دونوں مہروں کا کافی نہ ہو تو دونوں کو بقدر حصہ تقسیم کیا جاوے گا، مثلاً اگر مقدار دین مہر ہر دو زوجہ مختلف ہے تو زیادہ والی کو زیادہ اور کم والی کو کم حساب کے موافق دیا جاوے گا اور تساوی مہر کی صورت میں دونوں کو برابر دیا جاوے گا، لیکن کنیز رابعہ کے مہر میں سے ایک چہارم اس کے شوہر کو پہنچا جو کہ بعد شوہر کی وفات کے ان وارثوں کو حسب حصص ملے گا جو کہ بوقت وفات شوہر موجود تھے۔

اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں

سوال (۱۳۸۹)۔ بعض لڑکی کا ولی اجازت دیتا ہے کہ نکاح اللہ واسطے پڑھو، قاضی صاحب خطبہ اور ایجاب وقبول اس طور کراتے ہیں کہ مسماۃ زینب دختر عماد الدین بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ زر مہر کے تجھے اللہ واسطے بخش دی، اس نے قبول کرلی، پھر بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب مہر مقرر کیا گیا پھر اللہ واسطے کیسی ہوئی، مہر مقرر نہ کیا جاوے تو ٹھیک ہے، نکاح جائز ہے ورنہ نہیں، اگر لڑکی مرجاوے تو اس کا دین مہر کا دعوی کرسکتا ہے تو پھر وہ مہر کیوں لیتا ہے جب اللہ واسطے بخش دی تھی۔

الجواب۔ اول تو اس لفظ اللہ واسطے کی کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کہا جاوے تو اس سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور نکاح میں بھی کچھ نقصان نہیں آتا، گویا اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ موافق حکم شریعت کی لوجہ اللہ یہ نکاح کیا جاتا ہے یعنی مقصود رضاء الٰہی ہے

ان گواہوں کے بیان سے گیارہ ہزار ثابت ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۰)۔ والد مرحومہ کا مہر گیارہ ہزار گیارہ اشرفی کا ہے، نکاح کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوا، چنانچہ ان دونوں کے انتقال کے بعد عاجز نے جائداد والد پر دعوی مہر کیا، ثبوت مہر میں بوقت نکاح جو لوگ

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء والشہادات صفحہ ۲۱۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

گواہ تھے ان میں سے قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے گیارہ ہزار دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور قمرالدین خان نے ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور بخشی بیگم نے گیارہ ہزار دس اشرفی بیان کی اور دو گواہ میرے والد کا یہ کہنا بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا تھا کہ گیارہ ہزار پر میرا نکاح ہوا تھا، اسی قدر میرے لڑکے کا مہر باندھو، اس صورت میں میری والدہ کا مہر گیارہ ہزار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں، جب کہ حکیم صاحب دس ہزار یا گیارہ ہزار تردید کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

الجواب۔ وقت نکاح کے گواہوں میں سے ایک گواہ قاضی عبدالرحمٰن کا بیان گیارہ ہزار دس اشرفی کا ہے اور ایک عورت بخشی بیگم کا بیان اس کے مثل ہے اور قمرالدین خاں کا بیان ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا ہے جو کہ مطابق کے نہیں ہے یعنی صاف طور سے اس میں گیارہ ہزار دس اشرفی کا بیان نہیں ہے اور دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کرنا بھی بوجہ تردید کے مطابق سابق کے نہیں، پس یہ بیانات مثبت گیارہ ہزار روپیہ دس اشرفی کے شرعاً نہیں ہیں البتہ اقرار والد نذیر احمد کا جو بدیں الفاظ ہوا کہ جس قدر میرا مہر تھا اسی قدر میری دختر کا ہوگا، تو اگر اس موقع پر گیارہ ہزار[1] کی تصریح ہوگئی ہے اور اس اقرار کے سننے والے دو گواہ عادل موجود ہیں تو گیارہ ہزار[1] مہر ثابت ہو سکتا ہے، مگر پہلے خود حکیم صاحب تردید کے ساتھ دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کر چکے ہیں، لہٰذا اس سے بھی گیارہ ہزار[1] کا ثبوت نہیں ہو سکتا، پس ایسے نزاع کی حالت میں مہر مثل سے فیصلہ ہوتا ہے۔ فقط

دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوال **سوال** (۱۳۹۱)۔ دعویٰ معافی مہر کا دائر ہے لیکن

---

[1] ونفیہا بہا (ای الشہادۃ) لغیرہا من العقوق، او رجلان لا او رجل وامرأتان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص۴۵۰ ج۴، ظفیر۔ [2] وان اختلفا فی المعرفی اصلہ الخ یجب معر المثل (درمختار) قال فی الفتح الاختلاف فی المعر لما فی قدرہ او فی اصلہ وکل منہما لما فی حال الحیاۃ او بعد موتہما او موت احدہما (رد المحتار باب المعر ص۵۶۰ ج۲، ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں مسماۃ الف کی شہادت بھوپال میں ہوئی اور مسماۃ ب کی شہادت بہت عرصہ کے بعد لاہور میں ہوئی اور مسمی ج کی شہادت مسماۃ الف کی ساتھ ساتھ ہوئی اور گواہان ۱ ۲ ۳ کی شہادت میں بوجہ اقرار عدم پابندی و بے پردہ ہونے کے مفید ثبوت نہیں اس لئے کل متروکہ سے دین مہر ادا کیا جاوے۔ اس صورت میں نصاب شہادت پورا ہے یا نہیں اور چونکہ مسماۃ الف وب کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوئی تو اس میں کچھ شرعی ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ معافی مہر کا دعوی اس وجہ سے غیر ثابت قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں مگر دو عورتوں نے علیحدہ علیحدہ ادائے شہادت کیا ہے یعنی دو عورتوں کی علیحدہ علیحدہ شہادت ادا کرنے کی وجہ سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو نصاب شہادت قرار نہ دیا گیا ہے، اور بسبب عدم نصاب شہادت کے دعوی کو غیر مسموع قرار دیا گیا ہے، حالانکہ مذہب حنفیہ میں ایسا کوئی قول نہیں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ عورتوں کی شہادت میں عدم تفویق شرط قبول ہے۔ ہاں اتنا صحیح ہے کہ قاضی کو دو عورتوں میں تفویق نہ کرنا چاہیے کما فی الدر المختار[1] ولا یفرق القاضی بینھما[2] اور اس مسئلہ کی بنا پر ہے کہ امام شافعی کما قال السبکی۔ اور ام بشر حاکم کے پاس شہادت کیلئے حاضر ہوئیں، اس نے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہا تو امام شافعی نے فتذکر احدٰھما الاخری کی آیت پڑھ کر سنادی اور حاکم ساکت[3] ہوا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام شافعی کے استنباط کا دار مدار آیت مذکورہ پر ہے جس کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اشارہ عدم ضرورت تفویق معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ عدم تفویق فرض ہے، چنانچہ خود شوافع کے یہاں بھی بوقت ارتیاب قاضی کو

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الشھادات ص۴۶۵ ج۴۔ ظفیر۔ [2] حکی ان ام بشر شھدت عند الحاکم فقال الحاکم لہ فرق بینھما فقالت لیس لک ذلک قال اللہ تعالی ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری فسنت الحاکم۔ رد المحتار کتاب الشھادات ص۴۶۵ ج۴ تفصیلی واقعہ جس میں امام شافعی کا بھی تذکرہ ہے اس کیلئے دیکھئے حموی علی الاشباہ والنظائر کتاب اقتضاء والشھادات ص۲۲۱ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

تفریق کا اختیار ہے بلکہ مستحب ہے کہ شاہدوں کو بشرط اشتباہ وارتیاب کی ایک دوسرے سے علیحدہ کرے کما فی الحموی قال التاج السبکی بعد نقل ھذہ الحکایۃ وھذا فرع حسن واستنباط جید ومنزع غریب والمعروف فی مذھب ولھا رو ھو الشافعی اطلاق القول بان الحاکم اذا ارتاب بالشھود استحب لہ التفریق بینھم وکما صرح فی استثناء النساء للمنزع الذی ذکرتہ ولا باس بہ اھ قول ومافی الملتقط من الحکایۃ المذکورۃ لیس صریحا فی ان المذھب عندنا عدم التفریق فی شھادۃ النساء اذا ارتاب القاضی[1] ص۳۲۷ اس تصریح سے ثابت ہوا کہ قاضی باوجود رضامندی نساء کے بھی بصورت ارتیاب کے تفریق کرسکتا ہے پس اگر خاص عذر سے یا بدون عذر اتفاقاً دو عورتوں کی شہادت علیحدہ علیحدہ لی گئی تو اس میں کیا مضائقہ ہے لہذا محض علیحدہ علیحدہ ادائے شہادۃ امرأتین سے نصاب شہادت کو ناقص نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اس شہادت سے معافی مہر ثابت ہوگی اور اگر اس توہم پر محض علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ادائے شہادت ہونے کی بناء پر ردعوی کی قضا ہوتی ہو تو وہ قضا بھی نافذ نہیں، کما فی الشامی المقلد متی خالف مذھبہ لا ینفذ حکمہ ص۴۳ ج۴ فقط

معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں **سوال** (۱۳۹۲)۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا مہر موجود ہے معاف کردے، ورنہ تجھ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی، اس نے خیال کیا کہ مہر تو ملنے سے رہا، لہذا معاف کردیا، اب شوہر سے پاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ جب کہ عورت نے کسی وجہ سے ہو معاف کردیا، اور بدون زبردستی واکراہ کے معاف کیا، اگرچہ شوہر کے کہنے سے معاف کیا، اور اگرچہ عورت نے بخوف زکوٰۃ مہر معاف کیا، اس صورت میں مہر معاف ہوگیا۔ اب وہ عورت عند اللہ مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی وللمرأۃ ان تھب مالھا لزوجھا من صداقھا دخل بھا زوجھا او لم یدخل

[1] الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب القضاء والشہادات ص۲۲۷۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

(عالمگیری مصری ص۲۹۶ ج۱) اذا وهب احد الزوجين لصاحبه لا يرجع في الهبة قاضی خان ص۲۸۸ ج۲)۔

عورت نے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع نفع مہر لے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۳)۔ اگر شرعاً اس عورت کے مہر ادا نہیں ہوئے اور نقدی میں سے اس کو مہر لینے کا حق ہے اور نقدی تجارت میں لگادی اور اس میں نفع و نقصان سب کچھ ہوا، آج عورت اپنا مہر مع منافع مانگتی ہے، عورت کو منافع لینے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں عورت صرف اپنا مہر ورثہ سے لے سکتی ہے وہ مہر ورثہ کے ذمہ دین ہے، لہٰذا عورت اصل مہر لے سکتی ہے اس کے نفع کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ فقط۔

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ اس کا مہر لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۴)۔ لڑکی کے مرجانے کے بعد اس کے والدین کو اس کے مہر لینے کا حق ہے یا نہ۔

الجواب۔ لڑکی اگر لاولد مرجائے اور اپنا شوہر اور والدین چھوڑے تو اس کے مہر اور تمام ترکہ میں سے بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث نصف اس کے شوہر کو اور نصف والدین کو پہنچتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لہن ولد[1] فقط۔

خلع کے لئے جو روپیہ غیر نے عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۵)۔ عمر نے زید سے ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ کے امر سے جو لیا تھا رقم لے کر اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق پر مطلقہ کیا، زید نے روپیہ بکر کے واسطے دیا تھا کہ ہندہ کی عدت گذر جاوے گی تو بکر سے نکاح کراؤں گا، بکر عدت ہندہ کے اندر فوت ہو گیا، نہ عدت پوری ہوئی نہ نکاح ہوا، زید اپنا ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ یا اس کے

[1] سورۃ النساء ع ۲

Maktaba Tul Ishaat.com

والد سے طلب کرتا ہے، بندہ انکار کرتی ہے۔ اپنے خرچہ و مہر و نسب کا دعوی کرتی ہے آیا زید اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور بندہ کا دعوی بھی چل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - بندہ کے امر سے جو روپیہ زید نے عمر کو طلاق دینے کی غرض سے دیا تو زید اس روپیہ کو بندہ سے واپس لے سکتا ہے اور طلاق علی المال میں صحیح قول کے موافق عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔ البتہ نفقہ گذشتہ و مفروضہ ساقط ہو جاتا ہے، در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمباراۃ کل حق ثابت وقتھما لکل منھما علی الآخر الا قولہ کل حق شمل المھر والنفقۃ المفروضۃ والماضیۃ[1] الا شامی وقیل الطلاق علی مال مسقط للمھر کالخلع والمعتمد لا۔ درہ مختار وفی الشامی ان النفقۃ المقضی بھا تسقط بطلاق واطلقوہ فشمل الطلاق بمال وغیرہ شامی[2] وفی رد المحتار للشامی وان ارسلہ بان قال علی الف الا فان قبلت لزمھا تسلیمہ الا شامی[3] فقط

بنات وازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۶) - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں یہ کہ ازواج مطہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ صدیقہ و بی بی حفصہ و بی بی خدیجۃ الکبری وغیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بنات آں حضرت ﷺ بی بی فاطمہ و رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میں کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا۔ دیگر یہ کہ اگر کوئی ان کے مہر سے زیادہ مقرر کرے تو مکروہ ہوگا یا نہ۔ بالتفصیل تحریر فرماویں وسند سے۔

الجواب - مکروہ نہیں ہے، البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ ازواج مطہرات و بنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ و نصف تھا، جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں، سوائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا مہر چار ہزار

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ج۲ ص۸۰۹ و ج۲ ص۸۱۰ ظفیر۔ [2] ایضاً ج۲ ص۸۱۰ ظفیر۔ [3]

Maktaba Tul Ishaat.com

درہم نجاشی کے باندھا تھا۔ مشکوٰۃ[1] (پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے، اس کی قیمت چاندی کے بھاؤ سے ہر زمانہ میں لگائی جائے۔ ظفیر)۔

اولیاء کا قبل نکاح یا بوقت عقد مہر لینا کیسا ہے

سوال (۱۳۹۷)۔ بعض آدمی لڑکے یا ورثاء لڑکے سے لڑکی کا مہر قبل از نکاح یا بوقت نکاح لیتے ہیں اور اپنی حوائج میں صرف کرتے ہیں اور دلیل جواز حدیث انت ومالك لابیك پیش کرتے ہیں اور قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی لڑکی کے مہر میں بکریاں چروائی تھیں۔ تو یہ دلیلیں اموال اولاد کے جواز کے لئے درست ہیں یا نہ۔

الجواب۔ لڑکی کے باپ کو مہر لینا درست ہے لیکن اپنے صرف میں نہ لاوے اور اگر اپنے صرف میں لایا تو اس کو لڑکی کو دینا ہوگا[2] الاب الصغیرۃ المطالبۃ بالمہر درمختار[3] وفی الشامی والصغیرۃ غیر قید ففی الھندیۃ للاب والجد والقاضی قبض صداق البکر صغیرۃ کانت او کبیرۃ الا اذا نھتہ وھی بالغۃ ھم النھی[4] انتہی شامی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں یہ تحقیق ہے کہ اگرچہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر باپ کی بکریاں چرانے کی خدمت کو مہر مقرر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے اور مہر

---

[1] عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولاكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية رواه ابو داؤد والنسائي والدارمي وابن ماجه وفي رواية عن ابي سلمة قال سألت عائشة كم كان صداق النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان صداقه لازواجه ثنتي عشرة اوقية ونش قلت اتدري ما النش قلت لا قالت نصف اوقية فتلك خمسمائة درهم رواه مسلم (مشكوٰة باب الصداق ص۲۷۸) اما جبیہ کے متعلق صراحت ہے لمہرها عنه اربعة الاف درهم ایضا ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب لابی الصغیرۃ المطالبۃ بالمہر ص۵۰۰ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب ایضا مطلب ایضا ص۵۰۰ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مثل لازم ہے و مقتضاہ وجوب مہر المثل فی خدمۃ ولیہا او عدم لزوم الخدمۃ وکذا فی مثل قصۃ شعیب علیہ السلام[۱] مگر شامی میں کہا ہے کہ اس صورت میں باپ کے ذمہ اس خدمت کی قیمت لڑکی کو دینا لازم ہے درمختار میں ہے ومفادہ صحۃ تزوجہا علی ان یخدم سیدہا او ولیہا کقصۃ شعیب علیہ السلام مع موسی علیہ السلام[۲] اور شامی میں ہے ومفادہ صحۃ الاستدلال بہا علی الجواز فی دعی غنم الاب[۳] قال الرحمتی والظاہر ان ولیہا یضمن لہا حینئذ قیمۃ الخدمۃ[۴] الخ فقط۔

انیس رُوپے ماہانہ والا مہر کتنا مقرر کرے

سوال (۱۳۹۸)۔ جس شخص کو انیس روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو، بوقت عقد زیادہ سے زیادہ کس قدر مہر بندھ سکتا ہے۔؟

الجواب۔ مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم شرعی ہے جس کے پونے تین روپے کے قریب ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد شریعت سے مقرر نہیں کی گئی کما قال اللہ تعالیٰ وان آتیتم احدہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا[۵] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ہزار ہا روپیہ بھی مہر ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر بہت زیادہ اور حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات کا مہر پانسو درہم یعنی قریب سوا سو روپیہ کے ہوا ہے، پس مناسب اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ مہر زیادہ نہ بڑھایا جاوے[۶]۔ فقط۔

---

[۱] ردالمحتار باب المہر ص۳۰۲ ج۲ [۲] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ص۳۰۲ ج۲۔ ظفیر۔ [۳] ردالمحتار باب المہر ص۳۰۲ ج۲۔ ظفیر۔ [۴] ردالمحتار باب المہر ص۳۰۲ ج۲۔ ظفیر۔ [۵] نور النبراس ص۲۱۶ ظفیر۔

[۶] پونے تین روپے کم سے کم مہر ۱۳۳۹ھ کی بات ہے اب ۱۳۹۸ھ میں اکیس روپے سے کم نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاندی سات روپے تولہ ہے اور دس درہم کا وزن ۳ ماشہ چاندی ہے، ہر زمانہ میں اس کی جو قیمت ہوگی وہی کم سے کم مہر کی مقدار قرار پائے گی، اسی طرح پانچ سو درہم کی قیمت اس وقت سوا سو کے بجائے لگ بھگ سوا نو سو روپے ہوگی، اس لئے کہ پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چار ماشہ ہے اس کی جو قیمت ہوگی سکہ رائج الوقت میں وہی حساب میں آئے گا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا یہ شرط کیسی ہے

سوال (۱۳۹۹) - زید کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا، اور ہندہ کے والدین نے چند شرائط زید سے لکھوائی ایک شرط یہ ہے کہ مہر کے معاف کرنے کا اختیار ہندہ کے والد کو ہوگا ہندہ کو نہیں، یہ شرط صحیح ہے یا نہیں - (۲) بموجب شرط اقرارنامہ ہندہ کا مہر اس کے والدین معاف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب - یہ شرط لغو ہے، والدین ہندہ کو مہر معاف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہندہ کا مہر زید کے ذمہ بدستور واجب ہے، وہی اس کی مستحق ہے، اور وہی معاف کر سکتی ہے، والدین یا کسی کا اس طرح کی شرطیں لگانا اور شوہر کا قبول کرنا شرعاً قطعاً بے معنی[1] ہے

جب مہر یاد نہ ہو تو مہر مثل ملے گا یا کیا

سوال (۱۴۰۰) - ہندہ کا عقد بقاعدہ شرعی ہوا، مگر قاضی کے رجسٹری میں درج نہیں ہے، اور نہ مقدار مہر یاد ہے، اس صورت میں مہر مثل دلایا جائے گا، اور نکاح ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور مہر مثل دلوایا جاوے گا[2] اور مہر مثل وہ ہے جو اس کی بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہن کا مہر ہو[3]۔ وباقی الشروط یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلا دیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۴۰۱) - ایک عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ صغیرہ ڈیڑھ سالہ کو دودھ پلا دیا، اس صورت میں اگر نکاح باطل ہوا تو

---

[1] وصح حطها لکله او بعضه عنه (درمختار) وقید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لو صغیرة ولو کبیرة تو قف علی اجازتها ولا بد من رضاها فی هبة الخلاصة خوفها بضرب حتی وهبت مهرها لم یصح لو قادرا علی الضرب اه (رد المحتار باب المهر صفحہ ۲ ظفیر۔ [2] وان اختلفا فی المهر فی اصله او یجب مهر المثل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر صفحہ ۲ وکذا یجب مهر المثل فیما اذا لم یسم مهرا او نفی (ایضا صفحہ ۲ ظفیر۔ [3] والمعتبر مهر المثل الشرعی مهر شقیقاتها النوی (ای مهر امرأة تماثلها من قومها لا امهاتها فی الخلاصة ویعتبر باخواتها وعماتها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی بیان مهر المثل صفحہ ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر کا لین دین ہوگا یا نہیں۔

الجواب ۔ اس صورت میں زوجین کے درمیان حرمت قائم ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا، اور شوہر کے ذمہ نصف مہر واجب ہے اگر پورا مہر ادا کر چکا ہو تو نصف واپس لے سکتا ہے، فتاوی عالمگیریہ میں ہے ولو ان رجلا تزوج صغیرۃ فجاءت ام الزوج من النسب او من الرضاع فارضعت الصغیرۃ حرمت علیہ ویجب لہا علیہ نصف المہر[1]۔ فقط

لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سود پیسہ اوپر لے لیا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۰۲) ۔ میرا خسر میری بیوی کو نہیں بھیجتا ایک مرتبہ ایک سو روپیہ طلب کئے تھے کہ سو روپیہ دیدو، پھر بھیج دوں گا، لیکن روپیہ لے کر بھی نہیں بھیجا، اور روپیہ مجھ کو واپس نہیں دیتا، اور مہروں کا دعوی کرتا ہے، کیا مہر دیئے جائیں گے، جب کہ وہ میری بیوی کو نہیں بھیجتا اور ان کے یہاں پردہ قطعی نہیں ہے، ایسی صورت میں ان کی امامت درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب ۔ اگر مہر مؤجل ہیں تو عورت قبل طلاق اور قبل موت شوہر سے وصول نہیں کر سکتی، فتاوی عالمگیری میں ہے لاخلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت[2] اور جو مبلغ سو روپیہ آپ نے اپنے خسر کو دیئے تھے ان کو وصول کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور پھرتی ہیں، اگر وہ ان کو منع نہیں کرتا تو امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط

---

[1] عالمگیری مصری کتاب الرضاع ص۳۴۱ ج۱ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری الباب السابع فی المہر فصل حادی عشر ص۳۱۳ ج۱ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائداد لکھی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۰۳) - زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور مہر ادا کر دیا اور اس عورت کے نام کچھ جائداد نان ونفقہ میں تحریر کردی تو بعد طلاق واد ائیگی مہر کے وہ عورت مستحق نان ونفقہ کی شرعاً رہے گی یا نہیں اور وہ جائداد واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - طلاق کے بعد اگر زمین اور جائداد دی ہے تو وہ بطور ہبہ عورت کی مملوک ہوگی، اب زبردستی اور قانونی طور سے شوہر واپس نہیں لے سکتا۔ رضامندی سے واپس ہوجائے تو بکراہت لینا جائز ہے۔

جائداد بعد موت کسے ملے گی

سوال (۱۴۰۴) - اگر عورت مذکورہ شوہر کی حیات میں فوت ہوجائے تو وہ جائداد اس کے شوہر کو ملنا چاہئے یا اولاد کو۔

الجواب - طلاق اور عدت گذرنے کے بعد اگر زوجہ فوت ہوئی ہے تو شوہر کو اس کی میراث سے کچھ نہ ملے گا، اولاد اور دیگر ورثاء شرعی کو میراث پہنچے گی۔ فقط

کتبہ الفقیر اصغر حسین

شوہر نابالغی میں فوت ہوجائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۰۵) - نابالغوں کی شادی ان کے اولیاء نے کردی تھی، شوہر نابالغی کی حالت میں گذر گیا، آیا دلہن حقدار مہر وغیرہ ہوسکتی ہے یا نہ؟

الجواب - اس صورت میں زوجہ پورے مہر کی مستحق ہے، شوہر کے ترکہ سے پورا مہر وصول کرسکتی ہے اور خرچ خوراک زمانہ عدت کا واجب نہیں ہے۔ درمختار میں ہے لا تجب النفقۃ الا لمعتدۃ موت مطلقاً[1] درمختار باب النفقہ اور درمختار باب المہر میں ہے ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما[2]

جس ملنے کے گواہ نہ ہوں اس کا حکم

سوال (۱۴۰۶) - ایک عورت کا مہر پانچ ہزار مقرر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۲۲ ج۲ - ظفیر۔ [2] ایضاً باب المہر ص۳۲۵ ج۲ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوا تھا جس میں سے اس نے اپنی خوشی سے بحالت صحت اپنے خاوند کو دو ہزار روپیہ معاف کر دیے جس کا کوئی گواہ شاہد نہیں شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی یا کالعدم ہو جائے گی۔

الجواب - اگر زوجہ اس ابراء (معاف کرنے) سے منکر نہیں بلکہ مقر ہے تو شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی، زوج کے ذمہ سے مہر کا یہ حصہ ساقط ہو گیا، ہدایہ میں ہے وان حطت عنہ من مہرہا ثم الحط لان المہر حقہا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء[1]۔ انتہی لیکن اگر زوجہ اقرار نہیں کرتی تو پھر شرعی شہادت کے بغیر اس معافی کا اعتبار نہ ہوگا (اور گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہونے ضروری ہیں۔ ظفیر)۔

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے؟ **سوال** (۱۴۰۷) - بقیہ تین ہزار اس طور سے ادا کیے کہ مختلف اوقات میں زائد از ایک ہزار کے زیورات ایک ایک دو دو کر کے بنوا دیے اور دو ہزار نقد دیدیا، کیا بعد میں عورت دعوی مہر کر سکتی ہے یا مہر کے جزو کی وصیت کر سکتی ہے۔

الجواب - شوہر نے جس قدر روپیہ اور زیورات وغیرہ مہر کے نام سے دیئے وہ سب مہر میں محسوب ہوں گے، عورت اس حصہ کے متعلق مہر کا دعوی یا وصیت نہیں کر سکتی، شوہر کے قول کا اس بارہ میں اعتبار کیا جائے گا۔ اعطاہا مالا وقال من المہر وقالت من النفقۃ فالقول للزوج الا ان تقیم البینۃ لکن انی فتح القدیر[2]۔ ومن بعث الی امرأتہ شیئا فقالت ہو ہدیۃ وقال ہو من المہر فالقول قولہ فی غیر المہیا للاکل کالعسل والسمن[3] الخ فتاوی عالمگیریہ۔

ایک ثلث مہر کے خیرات کی وصیت جائز ہے یا نہیں؟ **سوال** (۱۴۰۸) - عورت نے موت سے ۳۶ گھنٹے پہلے وصیت کی کہ اس کے مہر کا ایک ثلث بمد خیرات دیا جاوے وصیت جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] ہدایہ باب المہر ص۲۰۴ ظفیر [2] عالمگیری مصری باب سابع فصل ثانی ص۲۰۲ ج۱ ظفیر [3] ایضاً

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ شرعی حیثیت سے اس کے مہر کا جو حصہ شوہر کے ذمہ ثابت ہو اس کی ثلث میں وصیت جاری ہوگی، بقیہ روپیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا، جس میں اس کا شوہر بھی شامل ہے لیکن اگر اس کی پچھلی معافی اور شوہر کی ادائیگی ثابت ہو جائے تو یہ وصیت کالعدم ہے۔ فقط۔

جو مہر مقرر ہو جائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے

سوال (۱۴۰۹) ۔ زوجین کے مورث اعلیٰ کا زر مہر سوا لاکھ سوا سو اشرفی تھا جو بعد انتقال مورث اعلیٰ اب تک اس خاندان میں زر مہر مذکورہ بلا لحاظ آمدنی و استطاعت زوج تبرکاً و رسماً مقرر کیا جاتا ہے کوئی نیت لینے دینے کی کسی فریق کی نہیں ہوتی اور نہ ادائیگی اس کی بوجہ غربت ممکن ہے، چنانچہ زید ہندہ جو اس خاندان کے ممبر تھے اس وقت بوقت عقد صرف ۳۵ روپیہ ماہوار کے سوا کوئی جائداد بیش بہا نہیں رکھتے تھے، باتباع طریقہ آباء کے و رواج خاندانی سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی مہر باندھ لئے، کوئی نیت لینے دینے کی نہ تھی، اور نہ موقع محل سے اس کا استنباط ہو سکتا تھا۔ اب ہندہ کا فرزند بعلت جرم فوجداری ملزم ثابت قرار پایا اور اس کی تنخواہ بپاداش جرم مذکور گورنمنٹ سے مسدود ہو گئی اور جس کو پھر پدر بزرگوار نے اپنی زندگی میں علیحدہ بھی کر دیا تھا اور مرتے دم تک صورت سے بیزار رہا، طالب مہر متروکہ ہے علاوہ ازیں زید کی دو اور زوجات ہیں، جن کا زر مہر میت کے ذمہ واجب الادا ہے اور منجملہ ان کے ایک زوجہ سلمی متروکہ میت پر قابض بھی ہے (جو بوجہ ناممکن الوقوع ہونے کے قانوناً باطل ہے) اور جو ہندہ کے ساتھ کیا گیا ہے، کیا نکاح صحیح و قائم ہو سکتا ہے، اور بصورت صحت نکاح کیا بلحاظ احکام شرعیہ ایسا معاہدہ واجب التعمیل ہے اور اس کی ذمہ داری متروکہ پر عائد ہو سکتی ہے، کیا دوسری زوجہ سلمی قابض جائداد کو بھی اس کا زر مہر اور دو ہزار روپیہ حصہ شرعی، اس متروکہ سے مکمل مل سکتا ہے۔ کیا بعد ادائی زر مہر سلمی مقبوضہ جائداد سے بے دخل ہو سکتی ہے، کیا ایسے اوصاف والا فرزند متروکہ پا سکتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جس قدر مہر عقد نکاح تراضی طرفین سے مقرر ہو جاوے خواہ وہ مقدار کتنی ہی زیادہ ہو مثلاً سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی یا اس سے بھی زیادہ ہو وہ ہر مقدار مہر کی شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتی ہے[1] اور اس کا ادا کرنا بذمہ شوہر واجب اور ضروری ہوتا ہے[2]۔ مثل دیگر دیون کے خواہ نیت لینے دینے کی ہو یا قانونا یہ معاہدہ باطل ہو یا نہ ہو لیکن شرعاً یہ معاہدہ صحیح اور یہ دین واجب الادا ہے اور اس معاہدہ کے ساتھ اور اس مقدار مہر پر نکاح زید و ہندہ کا شرعاً بلا شبہہ صحیح ہو گیا تھا اور رقم دین مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا جب کہ اس نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے ترکہ میں سے ہر دو زوجہ مسماۃ سلمیٰ و ہندہ کا ادا کرنا واجب ہے اور تجہیز و تکفین کے علاوہ دیگر حقوق سے مقدم ہے[3]۔ لہذا زید کے ترکہ میں سے بعد اخراجات تجہیز و تکفین کے اول دونوں زوجات سلمیٰ و ہندہ کا مہر ادا کیا جاوے اس کے بعد اگر کچھ باقی بچے تو اس کو ورثاء شرعی پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے اور اگر ترکہ زید کا دونوں زوجات کے مہر کو کافی نہ ہو تو دونوں زوجات کا مہر حصہ رسد دیا جاوے یعنی جس زوجہ کا مہر زیادہ ہو اس کو اس نسبت سے اور جس کا مہر کم ہے اس کو اس نسبت سے مہر کی مقدار دینی چاہیے۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا (سورۃ النساء) قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد نہ ہو۔ ظفیر۔ [2] ثم تقدم دیونہا التی لہا مطالب من جہۃ العباد ویقدم ہو علی الصحۃ علی دین المرض (درمختار) دین الصحۃ ہو ما کان ثابتا بالبینۃ مطلقا او بالاقرار فی حالۃ الصحۃ (ردالمحتار کتاب الفرائض ص۶۶۲ ج۵) فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد ولو ص۔ اق زوجتہ لموجب نصی اق (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص۔ ج۔) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فصل دوم

مسائل جہیز ومتفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا

سوال (۱۴۱۰)۔ محمد خلیل نے اپنی زوجہ رحمت کو طلاق بائن دے دی، بوقت عقد زوجہ کے والد نے اپنی لڑکی رحمت کو جہیز میں برتن وغیرہ دیئے تھے وہ کس کی ملک ہیں۔

الجواب۔ وہ اشیاء وسامان جہیز کا رحمت کی ملک ہے۔ محمد خلیل کا اس میں کچھ حق نہیں ہے[1]۔ پس معلوم ہوا کہ جہیز لڑکی کا حق ہوتا ہے لڑکے کا نہیں۔ فقط۔

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کے باپ کا

سوال (۱۴۱۱)۔ زید نے اپنے پسر کی شادی بکر کی دختر سے کی اور جو برتن بکر نے جہیز میں دیئے۔ اس کو زید نے اپنے سابق برتنوں میں رکھ لئے، بعد چند روز کے زید نے اپنی دختر کی شادی کی اور بکر کے سامنے اس کی دختر کے جہیز کے برتنوں میں سے اپنی لڑکی کو دیئے بکر نے منع نہیں کیا، آیا بکر یا دختر بکر زید سے ان برتنوں کو واپس لے سکتی ہے یا نہیں، اسی بنا پر بکر دختر کو اس کے شوہر کے یہاں نہیں بھیجتا۔ کیونکہ نکاح کو فسخ کرانا چاہتا ہے۔

---

[1] جہاز بعثتہ بجہاز وسمیہ ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعد وفاتہ وان سماہ لہا فی صحتہ بل تخلص بہ وہبہ یلحق حکم الواشتراہ لہا فی صغرہا واللہ المختار علی: شامی، واختار باب المہر ص۳۰۵ ج۲ نظیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ ظروف وغیرہ بکر نے اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے وہ دختر کی ملک ہوگئے ہیں بکر کو ان میں کچھ حق واپس لینے کا نہیں ہے۔ البتہ دختر بکر زید سے ان ظروف کو لے سکتی ہے[1] اور بکر کو روکنا اپنی دختر کو اس کی شوہر کے گھر بھیجنے سے درست نہیں ہے اور بدون طلاق دیئے شوہر کے نکاح سابق فسخ نہیں ہوسکتا ہے۔ فقط

شوہر فوت ہوگیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہوا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے

سوال :۱۴۱۲۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا عقد عبدالستار کے لڑکے سے بعوض مہر مبلغ پانسو روپیہ کردیا۔ ایک ماہ کے بعد لڑکا بلا ادائے مہر انتقال کرگیا۔ اب لڑکی کا دوسرا نکاح قرار پایا ہے۔ بیوہ کے باپ نے شادی میں جو زیور اپنی لڑکی کو دیا تھا اس کو عبدالستار بیوہ کا سسر طلب کرتا ہے اور بیوہ اپنا مہر طلب کرتی ہے کیونکہ زیور اگر عبدالستار کا ہے تو بیوہ کا مہر مقررہ اس کو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ۔ بیوہ کا جو زیور و سامان اس کی باپ کی طرف سے دیا ہوا ہے وہ بیوہ کی ملک ہے اس میں عبدالستار سسر کا کچھ حق نہیں ہے اور دعوی اس کا باطل[2] ہے، اور مہر بیوہ کا ذمہ اس کے شوہر کے ہے۔ اگر شوہر کا کچھ ترکہ ہو تو اس میں سے لے سکتی ہے شوہر کے باپ عبدالستار سے نہیں لے سکتی۔ البتہ اگر عبدالستار ذمہ دار ہوگیا ہو تو اس سے لے سکتی ہے۔ فقط۔

زیور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال :۱۴۱۳۔ زید کے لڑکے بکر کی

---

[1] فلا خلاف فی کون الجهاز للبنت لما فی الولوالجیة جهز ابنته فخرمات فطلب بقیة الدوتة القسمة فان کان الاب اشتری لها فی صغرها ما ادی فی کبرها وسلم لها فی محتته فهو لها خاصة اهـ رد المحتار باب المهر ۵:۲ ظفیر [2] ولو دفعت فی تجهیزها الابنتها اشیاء من امتعة الاب بحضرته وعلمه وکان ساکتا وزفت الی الزوج فلیس للاب ان یسترد ذلك من ابنته لجریان العرف به وکذا ما انفقت الام فی جهازها مما هو معتاد والاب ساکت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ۵:۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

شادی ہندہ سے ہوئی، اب زید کی موجودگی میں بکر فوت ہوا، ایک پسر اور بیوی اور باپ زید کو چھوڑا، بعد عدت ہندہ نے دوسرا نکاح کرلیا، زید نے ہندہ کو کچھ زیورات دیئے تھے جو واپس لینا چاہتا ہے اور ہندہ کی جانب سے دین مہر کا دعوی کیا ہے، مہر کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے بکر اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا، زید کے پاس معمولی سامان خانگی کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے، زید بکر کے لڑکے سے لے سکتا ہے یا نہیں۔ اور ہندہ کو جو زیورات دیئے تھے وہ بھی لینے کا مستحق ہے یا نہیں، مہر کی معافی معلوم نہیں، اس میں ہندہ کا قول معتبر ہوگا یا کیا۔

الجواب - موافق عرف کے جو زیور زید نے اپنے پسر بکر کی زوجہ کو دیا وہ اپنے پسر کو دیا تھا، لہذا بعد مرنے بکر کے وہ زیور ہندہ سے واپس نہیں لے سکتا، ہندہ اپنے مہر میں وہ زیور رکھ سکتی ہے[1] اور جب کہ مہر کی معافی کے گواہ نہیں ہیں تو قول ہندہ کا معتبر ہے اور ہندہ نے اگر اپنا دوسرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو غیر ہے لڑکے کا محرم نہیں تو حق پرورش ہندہ کا ساقط ہوگیا، نانی، دادی، خالہ وغیرہ میں جو کوئی موجود ہو حق پرورش اس کو ہے اور ولایت نکاح دادا یعنی زید کو ہے۔ فقط۔

زیور جو ملتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۱۳) - جو زیور وغیرہ شوہر کی جانب سے عورت کو دیا جاتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نوشہ۔

الجواب - ہمارے شہروں میں یہی عرف ہے و رواج ہے کہ زیورات وغیرہ کا عورت کو مالک بنادیا جاتا ہے اور عورت اس کی مالک سمجھی جاتی ہے۔ پس اس صورت میں عورت اس کی مالک ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔

---

[1] ولو بعث الی امرأته شیئاً ولم یذکر جهة عند الدفع فهو جهة المهر فقالت هو ای المبعوث هدیة وقال هو من المهر فالقول قوله بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان تردہ وترجع بباقی المهر. الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص۲۹۴ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی کے جہیز اور لڑکے کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہے

سوال (۱۴۱۴) - بوقت نکاح جہیز میں جو اشیاء لڑکی کو دیتے ہیں اور داماد کے واسطے جو لباس مکلف بناتے ہیں، اس کی مالک لڑکی ہے یا نوشہ۔

الجواب - باپ کی طرف سے جو اشیاء لڑکی کو جہیز میں ملی ہیں، ان کی وہ مالک ہے اور لڑکے کو جو کپڑا اور نقد دیا گیا ہے وہ لڑکے کی ملکیت ہے لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فقط

جو زیور دیا ہے طلاق کے بعد وہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائے گی یا نہیں؟

سوال (۱۴۱۵) - زید کا بکر کی بالغ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا، اور زید نے مبلغ للعاف[1] روپیہ کا زیور نقدی و طلائی بکر کی لڑکی کے استعمال کے لئے دیا اور بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مبلغ صاروپیہ کا قرار دیا جس کو زید نے قبول کیا، بکر نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور نہ کرنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے یہ سبب رنجیدگی کا طرفین کو ہوا، اس رنج کو دفع کرنے کے لئے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ زید منکوحہ کو طلاق دے، چونکہ دولہا اور دلہن کو کوئی موقع تنہائی کا نہیں ملا، تو مہر کتنا دیا جائے گا اور زیور زید کا بیوی سے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر شوہر اپنی زوجہ کو قبل وطی اور قبل خلوۃ صحیحہ طلاق دیدے تو نصف مہر ادا کرنا واجب ہے۔ درمختار میں ہے۔ ویجب نصفہ بطلاق قبل وطء او خلوۃ[1] لہٰذا اس صورت میں مبلغ اڑھائی سو روپیہ دین مہر کے ادا کرنا بذمہ زید واجب ہیں اور جو زیور زید نے زوجہ کی ملک کر دیا ہے تو وہ بعد طلاق واپس نہیں لے سکتا، اور اگر مستعار دیا تھا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر زیادتی شوہر کی ہو تو اس کو زوجہ سے طلاق کے بدلے میں کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۵۶۵۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کو شوہر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۱۶) - ایک عورت نے اپنی دختر کی شادی ایک شخص سے کردی اور بوقت عقد یہ شرط کی ایک سال تک یا جب تک شوہر کی ملازمت یا معاش کا انتظام ہو، میں اپنی دختر کو اپنے مکان پر رکھوں گی چنانچہ ایک سال تک زوج نے نہایت تنگ دلی سے زوجہ کی مفارقت گوارہ کی ایک سال کے بعد جب معاش کا بھی انتظام ہوگیا، شوہر نے اپنی زوجہ اپنے پاس وطن سے باہر بلانا چاہا، مگر اس کی والدہ بھیجنا نہیں چاہتی، تو شوہر کو لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور ایک سال تک نہ لے جانے کا وعدہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا یا نہیں اور شوہر کا زوجہ کو سفر میں لے جانا ظلم ہے یا نہیں؟

الجواب - وطن سے باہر سفر میں اپنی زوجہ لے جانے کے بارے میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر شوہر مہر ادا کرچکا ہے خواہ معجل ہو یا مؤجل تو وطن سے باہر سفر میں لے جاسکتا ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہو اور شوہر کی طرف سے اطمینان ہو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچاوے گا اور اگر مہر ادا نہیں کیا اور زوجہ سفر میں جانے پر راضی نہیں ہے تو شوہر کو جبراً لے جانے کا اختیار نہیں ہے۔ والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی[1] اور اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ معمول بہ یہ ہے کہ جبراً شوہر اپنی زوجہ کو سفر میں نہیں لے جاسکتا، اور شامی میں ہے کہ فقیہ ابوالقاسم صفار اور فقیہ ابواللیث سے مروی ہے کہ بدون زوجہ کی رضامندی کے شوہر اس کو مطلقاً سفر میں نہیں لے جاسکتا، پس اگر زوجہ راضی ہو تو پھر اس کو سفر میں یا ملازمت پر لے جانا ظلم نہیں[2] ہے اور شوہر نے جو وعدہ ایک برس تک رخصت نہ کرانے کا کیا تھا، اور

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجہ ص۲۹۵ ج۲۔ نظیر [2] تقدم ذکر من الفقیہین ابی القاسم الصفار و ابی اللیث انہ لیس لہ السفر مطلقا بدون رضاہا فصار الزمان (رد المحتار باب المہر ص۲۹۵ ج۲) نظیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کو پورا کیا یہ شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا اس وعدہ کا ایفاء مستحسن تھا کما ورد فی الحدیث احق الشروط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج متفق علیہ[1]۔ یعنی جو شرطیں نکاح کے وقت کی گئی ہوں از قسم مہر و نفقہ و رخصت وغیرہ اس کو پورا کرنا احق و انسب ہے۔ فقط۔

حضرت علیؓ سے آنحضرت نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں؟

سوال (۱۴۱۷)۔ تواریخ حبیب الٰہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں حضرت علیؓ سے زرہ فروخت کرا کے جہیز میں صرف کیا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشہ سے لے کر جہیز وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں۔

الجواب۔ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے روپیہ لیکر سامان جہیز اس لئے کیا ہو کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہ ہو۔ بہرحال اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں، والدین دختر اگر شوہر سے ہی سامان جہیز کرا دیویں یا اس سے لے کر سامان نکاح مرتب کریں کچھ مضائقہ نہیں۔ فقہاء جس کو منع فرماتے ہیں، وہ یہ ہے کہ شوہر وغیرہ سے روپیہ لے کر خود رکھیں[2]۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح ص۲۶۷ ظفیر

[2] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے سلسلہ کی تمام روایتوں کے سامنے رکھنے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دیدی تھی، گھر میں کوئی سامان نہیں تھا، خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے وہ سامان نہیں کر سکتے تھے، اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مہر والی زرہ فروخت کر دو، اور اس سے جو رقم آئے اس سے ضروری سامان لے لو، خود حضرت علیؓ کا بیان فبعتها من عثمان بن عفان باربعمائة و ثمانین درهما ثم ان عثمان رد الدرع الی علیؓ فجاء بالدرع و الدراهم الی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان رضی اللہ عنہ بدعوات کما فی روایة (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص۳۲۸ ج۳) آگے علامہ زرقانی نے بھی کہا ہے یشبہ ان العقد وقع علی الدرع و ان صلی اللہ علیہ وسلم اعطاها علیا لیبیعها و اتاه بثمنها (ایضاً ص۳۲۸ ج۳) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین والے جہیز وغیرہ اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے؟

سوال (۱۴۱۸) - ایک عورت سنت والجماعت جس کا نکاح بموجب شرع محمدی ہوا ہو، اور اس کو جہیز اس کے والدین اور بری میں اس کی ساس سسر نے کچھ زیور پارچہ و بدرتن وغیرہ حسب رواج دیا ہو تو از روئے شرع کیا مذکورہ بالا اشیاء کا دینا مستعار سمجھا جاتا ہے اس کی مالک کامل عورت ہو جاتی ہے؟ اگر نہیں تو شوہر یا عورت کے والدین میں سے کون اس کا مالک کامل ہے؟۔

الجواب - جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں، اور جو کچھ ساس وسسر نے زیور وغیرہ چڑھایا وہ مستعار سمجھا جاتا ہے وہ عورت کی ملک نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (یہ زیور والا مسئلہ دراصل رواج کے اوپر موقوف ہے یا ساس سسر کے قول پر، بعض جگہ عورت کو مالک بنا دیتے ہیں جو زیور کپڑا یا کوئی اور چیز سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتا ہے اس کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ لڑکی کو بطور ہبہ ہے اور بعض جگہ لڑکی کی ملک نہیں بناتے، لہٰذا فیصلہ رواج پر ہوگا یا سسرال والوں کے بیان[1] پر۔ ظفیر)

زیور اور کپڑا جو لڑکی کو دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے؟

سوال (۱۴۱۹) - جو چیز از قسم زیور و پارچہ وغیرہ دلہن کو قبل از نکاح و بعد نکاح دیے جاویں وہ حق زوجہ ہے یا حق شوہر؟

الجواب - جو اشیاء ماں باپ کی طرف سے دی جاویں وہ ملک زوجہ ہے اور جو اشیاء شوہر یا اس کے والدین کی طرف سے دی جاویں، اس میں نیت کا اعتبار ہے۔ جیسی نیت ہو اور جس کے لئے نیت ہو اس کی ملک[2] ہے۔

---

[1] جہز ابنتہ بجہاز وساہم ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلم ذلک فی صحتہ بل تخلص بہ وبہ یفتی الدر المختار (علی ہامش) رد المحتار ص۳۰۰ ج۴ وبعث الی امرأتہ شیئا ای قولہ فالقول لہ بیمینہ ایضا ص۳۰۰ ج۴ (تنویر) جہز اس کیلئے (بیٹی) اس سے پہلے وللاحوال ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکی کے ولی کا روپیہ لے کر نکاح کرنا اور اسے مصرف میں لانا کیسا ہے؟

سوال (۱۴۲۰۱)۔ کیا فرماتے علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح میں داماد کے ولی سے اس شرط پر بات چیت کی کہ اگر تم مجھے بیس تیس روپیہ دو تو میں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے بیٹے سے کردوں گا ورنہ نہیں، یہ روپیہ لے کر اپنے مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جواب یہ ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں باپ کا داماد کے ولی سے روپیہ لینا اور بدون لیے روپیہ کے نکاح نہ کرنا جیسا کہ مندرجہ سوال ہے اور اس روپیہ کو اپنے صرف میں لانا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے، اس لئے کہ ولی کا یہ لینا رشوت ہے اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ اور جو رشوت لیتا ہے وہ مرتشی، رشوت لینے والا کے قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت میں نہیں آجاتا بلکہ راشی رشوت دینے والا ہی اس کا مالک رہتا ہے پس مرتشی پر لازم ہے کہ اس روپیہ کو واپس کردے اور راشی اس کو واپس لے۔ کما فی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترد لانہ رشوۃ وذکر فی الشامی قولہ عند التسلیم ای بان ابی ان یسلمھا الخ وھذا او نحوہ حتی یأخذ شیئاً وکذا الولی ان یزوجھا فللزوج الاسترداد قائماً او ھالکاً لانہ رشوۃ بزازیہ۔ شامی جلد ۲۔ نیز شامی میں ہے الرشوۃ یجب ردھا والا تملک۔ شامی جلد ۴ ص ۴۵ اور فتاوی خیریہ میں ہے سئل فی امرأۃ ابی اقاربھا ان یزوجوھا الا ان یدفع لھم الزوج کذا الخ علیھم بہ ھل یلزم ام لا؟ اجاب لا یلزم ولو دفع فلہ ان یأخذہ قائماً او ھالکاً لانہ رشوۃ کما فی البزازیہ۔ اور ملتقی میں ہے حرام ہے وہ مال کہ عقد نکاح کے درمیان ہو کر کچھ مال لیویں اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر

لہ رد المحتار باب المہر ص ۳۰۲۔ ظفیر۔ ۲ رد المحتار کتاب القضاء مطلب فی الکلام علی الرشوت والہدیہ ص ۳۱۲ ج ۴ ظفیر۔ ۳ فتاوی خیریہ ص ۲۵۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی۔[1]

نصف مہر لے کر لوگوں کو کھلانا کیسا ہے

سوال (۱۴۲۱) - لیکن اس صورت میں لوگ اس کے مکان پر کھانا نہیں تو لوگوں کے کھلانے کے لئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ پہلے عقد کر دیتا ہے اور لڑکی کا ولی لڑکی سے قبل از عقد یہ کہدیتا ہے کہ تو بعد عقد کے نصف مہر کی مالک ہو جاوے گی عقد کے بعد تو یہ کہنا کہ تم میرے مہر میں سے نصف دیدو، مگر وہ لڑکی اس فقرہ کو نہیں کہتی ہے بلکہ لڑکی کا ولی ہی کہتا اور لیتا ہے، اب اس حیلہ سے لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں۔؟

۱۴۲۱/۲ - لڑکی کے نام سے اس کا ولی عقد کے بعد نصف مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند الحساب۔ فقط

الجواب - جواب یہ ہے کہ بحیلہ مذکور اول جو مندرجہ سوال کا ہے کہ نصف مہر وصول کرنا اور اپنے صرف میں لانا اور برات والوں کو اس میں سے کھانا کھلانا درست نہیں بلکہ حرام ہے اس لئے کہ ولی مذکور اپنی دختر سے قبل از عقد اجازت وصول نصف مہر کی چاہتا ہے کہ ولی دختر کے نام سے وہ مہر وصول کرلے اور اپنے صرف میں لاوے جیسا کہ فحوائے عبارت مندرجہ سوال سے ہویدا ہے اور باقی مہر کی دختر مالک ہو، اور حال یہ ہے کہ درحقیقت یہ طلب اجازت مہر علی سبیل الہبہ اپنے واسطے ہے کہ عقد میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے نہ صورت اور الفاظ کا کما فی الہدایہ العبرۃ للمعانی لا للصور[2] اور سکوت ترپن[۵۳] مسائل میں بمنزلہ نطق قرار دیا گیا ہے اس میں سے سکوت دختر بھی ہے، کذا فی الفصول العمادی اور دختر در بارہ اجازت دینے کے ساکت رہی لفظاً یا نعم نہ کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پس ایسے موقعہ پر خرقاً سکوت دختر مذکورہ بالا کا بمنزلہ نطق نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء کرام نے جو سکوت بمنزلہ نطق قرار دیا وہ ترپن مسائل میں ہے۔ اور نہیں ہے یہ عقد ان مسائل میں سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے صراحۃً سے نہ دلالت سے۔ اور شمار کیا ہے ان مسائل کو علامہ شامی

---

[1] ترمذی باب ماجاء فی الراشی والمرتشی ص۲۱۱ ج۱ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور صاحب اشباہ وغیرہ نے۔ من شاء غلیطا لعرفیھا۔

اور بالفرض سکوت دختر مذکورہ کا در بارہ ہبہ بمنزلہ نطق قرار دیا جاوے تو بھی ولی مسطور کا مہر موہوبہ کو قبل از عقد یا بعد از عقد وصول کرنا اور اپنے تصرف میں لانا درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو اس وجہ سے یہ مہر کا لینا صحیح نہیں ہے کہ قبل عقد موہوب مملوک واہب نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ وجوب مہر کا نفس عقد نکاح سے ہوتا ہے کہ وہ بدل بضع کا ہے (کما صرح بہ فی الہدایہ ص۲۵۰) نہ قبل از عقد۔ اور ملک واہب کی موہوب پر بوقت ہبہ کے مشروط ہے تاکہ تملیک غیر مملوک لازم نہ آوے اور یہ باطل ہے درمختار میں لکھا ہے۔ شرائط صحتہا فی الواھب العقل والبلوغ والملک (درمختار علی ہامش الشامی ص۲۹۰) اور کفایہ حاشیہ ہدایہ کے باب الوکالت میں لکھا ہے تملیک مالا یملک باطل ہے اور عنایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے التملیک من غیر المالک لا یتصور علاوہ ازیں جب کہ دختر مذکورہ نے قبل عقد مہر اپنا جس کی بعد العقد ملک ہوے گی ہبہ کیا تو اس میں اضافت تملیک کی طرف اس شئے کے ہوئی کہ آئندہ اس کا وجود ہوگا اور ایسی اضافت صحیح نہیں کما فی الہدایہ واضافۃ التملیک الی ما سیوجد لا یصح۔ اور اگر وہ دختر نابالغہ ہے تو ہبہ نابالغہ کا صحیح نہیں کما فی عبارۃ الدر المختار۔ بہر حال حیلہ مذکورہ بحوال ناجائز ہے اور حوالہ بطور ناجائز کے منسوب ہوگا۔ اس کا کھانا کھلانا ناجائز ہے۔ فتاوی ہندیہ میں نگارش ہے اکل السحت انواع کاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ وقالہ بعالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذالک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ (عالمگیری ص۴۴۳ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی فی الہدایا والضیافات)۔

(۲) جواب سوال دوم کا یہ ہے۔ مہر کی دو صورتیں ہیں ایک مہر مؤجل ساتھ ہمزہ کے اور دوسرا مہر معجل ساتھ عین کے پہلی صورت میں تو حق مطالبہ اور قبض مہر کا قبل وقوع فرقت بموت یا طلاق کے منکوحہ بنا اس کے ولی مجاز کو جیسا کہ فتاوی ابراہیم

Maktaba Tul Ishaat.com

شامی میں مرقوم ہے المہر لا یخلوان یکون بشرط التعجیل او سکوت عنہ فانہ یجب فی الحال معجلا وان کان مؤجلا فلیس لھا حق المطالبۃ اور فتاوی عالمگیری میں ہے لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شھر او سنۃ صحیح وان کان الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا الان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الا یری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینص علی غایۃ معلومۃ الخ عالمگیری جلد اول ص۳۱۸ فقط

عورت کو دیے ہوئے زیور **سوال** (۱۴۲۲) - بوقت نکاح عورت کو جو زر و زیور و ملبوس وغیرہا دیا جاتا ہے، عند الطلاق شوہر کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟ درصورتیکہ اس کو مالک و مختار بنا دیا ہو، از روے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب - درمختار میں ہے ولو بعث الی امرأتہ شیئا ولم یذکر جھۃ عند الدفع فقالت ھو ھدیۃ وقال ھو من المھر فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لھا فان حلف والمبعوث قائم فلھا ان تردہ وترجع بباقی المھر الخ وکلہ ان لم یکن دفع لھا شیئا منہ الخ شامی وفیہ لو ادعت انہ ای المبعوث من المھر وقال ھو ودیعۃ فان کان من جنس المھر فالقول لھا وان کان من خلافہ فالقول لہ لشھادۃ الظاھر۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زوجین میں نزاع ہو، زوجہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے ہدیہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ وہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور گواہ زوجہ کے معتبر ہیں اور بعد قسم شوہر جو موجود ہے شوہر کو دلایا جاوے گا اور عورت اپنے مہر کا مطالبہ کرے یعنی اگر وصول نہ کیا ہو اتنی بات اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ مہر میں ہے اور شوہر یہ کہے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ اشیاء مہر کی جنس سے ہیں، یعنی جیسے نقد روپیہ اور غلہ تو قول زوجہ کا معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف ہے تو قول شوہر

Maktaba Tul Ishaat.com

کا معتبر ہے ۱۲

پس اگر صورت مسئولہ میں شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ زیور وغیرہ عاریۃ تھا اور عورت کہے کہ مہر میں تھا تو عورت کا قول معتبر ہے، شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر عورت دعویٰ ہبہ اور ہدیہ کا کرے اور شوہر کہے کہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور اگر مہر دے چکا تھا اور شوہر عاریۃ دینے کا دعویٰ کرے تب بھی قول شوہر کا معتبر ہے کیونکہ عادۃً زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہبہ نہیں سمجھا جاتا، اب عرف یہ ہے کہ جو اشیاء جہیز میں عورت کے والدین کی طرف سے ہیں وہ ملک عورت میں ہیں اور جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہے وہ عاریت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

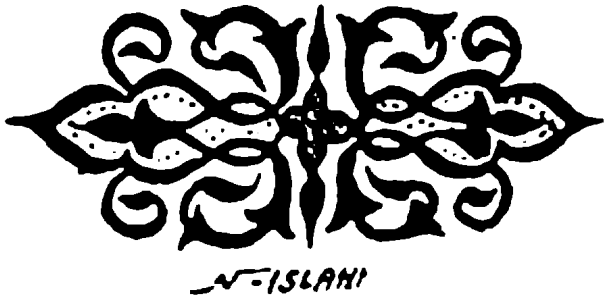

Maktaba Tul Ishaat.com

آٹھواں باب نکاح کافر

(ارتداد وکفر سے متعلق احکام ومسائلِ نکاح)

ایمان کی بے حرمتی کرنے کا حکم کیا ہے

سوال (۱۴۲۳)۔ ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے اس نے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہوگیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی جیساکہ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[1] پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط

اس کلمہ سے مرتد ہوگیا تجدید اسلام وتجدید نکاح ضروری ہے

سوال (۱۴۲۴)۔ ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کلام شریعت کا ہے، اس نے جواب دیا کہ شریعت کو اپنے مقعد میں ڈال، وہ شخص مرتد ہوا یا نہیں؟ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی عورت کسی دوسرے سے نکاح کرلیوے یا نہ۔؟

الجواب۔ اس کلمہ کے کہنے سے وہ شخص کافر ومرتد ہوگیا، تجدید اسلام وتوبہ واستغفار کرنا اس کو لازم ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، بعد

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تجدید اسلام کے تجدید نکاح کرے[1] اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے تو اس کی عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے کذا فی الدر المختار[2] فقط

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۲۵) - ایک عورت منکوحہ حنفیہ مرزائی عقیدہ پر ہو گئی تو اس کا نکاح جو مرد حنفی سے ہوا تھا وہ فسخ ہو گیا یا نہیں؟ زوجہ اور اس کے ورثاء نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

الجواب - اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہو گئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہو گیا دوبارہ طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی، کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[3] اور مرزا قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے اکفار الملحدین، ظفیر۔

شوہر جب تبدیل مذہب کرے تو عورت نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟

سوال (۱۴۲۶) - میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ وہ شخص ایک عورت کو لے کر چلا گیا، جس کی کچھ خبر نہیں، بلکہ اس نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا، تو لڑکی یعنی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

الجواب - اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ اس شخص نے تبدیل مذہب کر لیا ہے یعنی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب عیسائیوں یا آریوں کا قبول کر لیا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ درمختار[4] فقط۔

---

[1] ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (ردالمحتار باب المرتد ص۲۶۴ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار وفرق الامام بان الردۃ منافیۃ للنکاح لمنافاتھا العصمۃ والطلاق یستدعی قیام النکاح فتعذر جعلھا طلاقا (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲۔ ظفیر۔ [4] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء فلا سوطرۃ ولو حکما کما لو ارتدا او علیہ منقضۃ العدۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کلماتِ کفر سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال (۱۴۲۷) - زید اور عمر میں عداوت چلی آتی ہے، زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھائے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا نہ تکلیف دے گا چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی، اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے لگا اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگے، عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھدی اور معافی کا خواستگار ہوا، زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان سے اتر آوے اور مجھ سے کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کے کیوں زبان سے نکالتے ہو، تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں، اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - زید نے جو کلمات کفر کہے، اس سے اس کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہوا، اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے[1] اور اس کا نکاح چونکہ اپنی زوجہ کو نہ نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، اس لئے بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کر دے اور فسخ نکاح کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیوے یہ کام کسی ریاستِ اسلامیہ میں جا کر ہو سکتا ہے۔ وہاں کا قاضی تفریق کرا دیوے[2]۔ فقط۔

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال (۱۴۲۸) - مسماۃ ہندہ کا نکاح بموجب احکام شریعت

---

[1] مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح فیؤمر بالاستغفار والتوبۃ (ای تجدید الاسلام) وتجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ج۴ ص۲۴۴ نظیر۔ بہار میں قاضی شریعت کے بجائے دوسرے صوبوں میں شرعی پنچائت کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلفاوی اور کتاب الفسخ والتفریق للزحیلی۔ نظیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مسمی زید کے ساتھ تھا، بوجہ بدسلوکی زید کے ہندہ بھاگ گئی اور ایک ہندو سکھ کے گھر رہنے لگی، اب سنا ہے کہ ایک ماہ سے ہندہ نے ارادۃً مذہب اسلام چھوڑ دیا ہے اور کھوں کے اکالی پنتھ میں داخل ہو کر اکالن بن گئی ہے یعنی مرتد ہو گئی ہے، ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح جو زید کے ساتھ تھا وہ قائم رہتا ہے یا نکاح فسخ ہو گیا؟

الجواب - درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح وجبرًا لھا بمھر تیسیر کدینار وعلیہ الفتوی..... ولو البجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا جبرًا وتیسیرًا[1] الخ فلکل قاضٍ ان یجددہ بمھر تیسیر ولو بدینار رضیت ام لا، وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذالک[2]۔ الخ (اما لو سکت او ترکہ صریحًا فانھا لا تجبر وتزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ بحر[3]۔ ظفیر)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ احد الزوجین کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حاکم اسلام لانے پر اور تجدید نکاح پر ساتھ شوہر اول کے مجبور کرے گا، بشرطیکہ شوہر اس کا مطالبہ کرے اور دوسرے شوہر کے ساتھ بعد مسلمان ہونے کے نکاح کرنے سے حاکم عورت کو منع کرے گا اور مشائخ بلخ کا فتوی یہ ہے کہ زوجہ کے مرتد ہونے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بناءً علیہ ہندہ کو تجدید نکاح پر بعد اسلام لانے کے ساتھ شوہر اول کے تھوڑے سے مہر پر حاکم مجبور کرے جب کہ شوہر اول زید بھی اس کا طالب ہو۔

اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۲۹) - اگر اب ہندہ اپنے فعل بد سے توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلے تو اس کا سابقہ نکاح بہمراہی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۲۹۸ ج۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص۲۹۸ ج۲۔ ظفیر۔ [3] ایضًا۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زید بدستور قائم رہا یا ان کو از سر نو نکاح پڑھانا پڑے گا۔

الجواب - از سر نو تھوڑے سے مہر پر نکاح مساۃ ہندہ کا زید کے ساتھ بعد اسلام لانے کے کیا جاوے گا۔

اسلام کے بعد پہلے شوہر سے راضی نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۰) - اگر ہندہ مذہب اکالی سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلے اور وہ زید سے از سر نو نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو عمر برادر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اس میں زید سے طلاق نامہ لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ہندہ کا نکاح بعد اسلام لانے ہندہ کے جبراً زید کے ساتھ کیا جاوے گا۔ ہندہ راضی ہو یا نہ ہو، اور عمر کے ساتھ نکاح کرنے سے ہندہ کو منع کیا جاوے گا۔ البتہ اگر زید ہندہ کو رکھنا نہ چاہے تو اس صورت میں ہندہ عمر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

نومسلمہ سے نکاح کیا، عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آگئی کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۳۱) - ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کرلیا، ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح ہی میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا، چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور ان میں رہ کر ہر قسم کی مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی، ایک عرصہ کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آگیا تو یہ عورت بھی مسلمان ہو گئی، اب اس عورت کو اس زوج مسلمان کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ یا اس کو استبرائے رحم کے لئے عدت گزارنا ہو تو کتنا زمانہ، مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دے کر عدت گزارے، یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے فسخ نکاح کی عدت گزارے؟

الجواب - اس صورت میں بھی احتمال ارتماد پر حکم ارتداد عورت مذکورہ کا نہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا جاوے گا، لہذا نکاح اس کا شوہر اول سے قائم ہے اور وہ عورت دی جاوے گی، اور عدت وغیرہ کچھ لازم نہ ہوگی غایۃ یہ کہ احتیاطاً تجدید نکاح کرلی جاوے۔ کما ہو الاحتیاط کذا فی الشامی[1]۔

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہوگیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۳۲)۔ عمر نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح اپنے بھتیجے زید کے ساتھ کردیا تھا۔ لیکن زید نے بعد بلوغ کے اول مذہب اہل حدیث اختیار کیا، بعدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جو کہ اہل قرآن مشہور ہے اس کا متبع ہوگیا اور احادیث شریف کا بالکل منکر ہوگیا ہے، اب زید عمر کو کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی زینب کی شادی میرے ساتھ کرادو، عمر کہتا ہے کہ تم اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہوگئے ہو، آیا اس صورت میں عمر کی دختر زینب کا نکاح زید کے ساتھ قائم رہا یا فسخ ہوگیا؟

الجواب۔ عمر کی دختر کا نکاح اس صورت میں زید سے فسخ ہوگیا ہے، زینب کو زید کے گھر نہ بھیجا جاوے[2]۔

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۳)۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید غیر کفو سے کردیا تھا، بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہوگیا ہے، اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں۔ اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہ؟

الجواب۔ یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے اور ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۳ ج ۱۲ ظفیر۔ [2] من لم یقر ببعض الانبیاء او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر (عالمگیری مصری باب احکام المرتدین ص ۲۶۳ ج ۲) (ارتداد احدھما فسخ عاجل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶ ج ۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جیسا کہ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجلا[1] اور پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہوگیا۔ فقط۔

بیوی مرتد ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۴)۔ زہرہ اپنے خاوند بکر سے ناراض ہوکر والدین کے گھر چلی گئی اور مذہب عیسائی اختیار کرلیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟ جس قاضی نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا، اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجلا الی ان قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بمعریسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولو الجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا لھا ویتسیر[2] پس زہرہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، بکر کے نکاح میں رہے گی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، لیکن قاضی کو چونکہ علم نہ تھا اور بعض روایات سے فسخ نکاح معلوم ہوتا ہے اس لئے قاضی معذور ہے اور شرعاً اس کی امامت وقضا بلاکراہت جائز ودرست ہے آئندہ اس کو احتیاط لازم ہے۔

شوہر مرتد ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا اب اگر پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا

سوال (۱۴۳۵)۔ زید پہلے ہندو تھا بعد بلوغ کے مسلمان ہوگیا، حالت اسلام میں عمر نے اپنی لڑکی بارہ سال کا نکاح زید سے کردیا، بعد چند ماہ کے زید پھر ہندو ہوگیا، اب تو اس کا نکاح فسخ ہوگیا، لیکن بعد ایک سال کے پھر اس نے مسلمان صورت بنالی تو اب اس لڑکی کا نکاح کسی طرح زید سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۶۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ و ص۵۴۰۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ جب کہ وہ شخص مرتد ہوگیا، نکاح اس کا فسخ ہوگیا[1]۔ اب اگر وہ شخص پھر مسلمان ہوگیا اور اسلام قبول کرلیا ہے تو اس لڑکی کی رضامندی سے اگر وہ بالغہ ہے پھر نکاح ہونا چاہئے اور اگر نابالغہ ہے یعنی پندرہ برس کی عمر اس کی نہیں ہوئی اور نہ کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر ہوئی تو ولی کی اجازت سے اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے[2]۔

خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۳۶) ۔ ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے، اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب ۔ اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہوگیا[3]، اور نکاح اس کا فسخ ہوگیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔ فقط

خود کو کافر ومرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۷) ۔ ایک مسلمان نے اپنی نسبت یہ الفاظ کہے میں بے ایمان کافر وسور ہوں، اور اب تک توبہ بھی نہیں کی یہ شخص مرتد ہوا یا نہ اور نکاح اس کا فسخ ہوگیا یا نہ؟

الجواب ۔ اس صورت میں وہ شخص کافر اور مرتد ہوگیا، اس کو توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ کما

---

[1] لو ارتد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء: الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۳۲۹ ج۲، ظفیر۔ [2] ذکر فی نور العین ویجدد بینہما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ والا فلا تجبر رد المحتار باب المرتد ص۳۶۲ ج۳، ظفیر۔ [3] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق، او انکر وعدہ ووعیدہ او ازدری بعالم او قال لخدائے حاکم را نشاید او نحو ذلک کفر: عالمگیری مصری باب المرتد ص۲۵۵ ج۲) ... ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ ای تجدید الاسلام وتجدید النکاح رد المحتار باب المرتد ص۳۶۴ ج۳) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[1]. فقط

قرآن کی توہین سے مرتد ہوگیا اور نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۳۸) - محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے محمد بخش کو بند بعض آدمیوں کے کہلایا کہ اگر تو مجھے مار پیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آجاؤں، بشرطیکہ تو مسجد میں جاکر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف اداکرے کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا، محمد بخش نے جواب میں یہ کہا کہ قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سیکڑوں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اس صورت میں محمد بخش مرتد ہوا یا نہ اور اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہوگیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] پس شخص مذکور بعد توبہ و تجدید اسلام کے مسماۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے بدون تجدید اسلام و تجدید نکاح کے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام[3] ہے۔ فقط

شرک و کفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید ہو سکتی ہے

سوال (۱۴۳۹) - اگر کوئی مرد یا عورت شرک یا کفر کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، اگر ٹوٹ جاتا ہے تو پھر توبہ کرنے کے بعد بغیر عدت کے نکاح درست ہوتا ہے یا کچھ عدت ہے؟

الجواب - شرک و کفر کرنے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور پھر تجدید نکاح عدت میں درست[4] ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۳۶۰ ج۲ - ظفیر - [2] ایضاً. ظفیر - [3] کما مایکون لکفرہ اتفاقا یبطل العمل والنکاح ویؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح: الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص۳۶۷ ج۲، ظفیر - [4] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ الخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بہا کما فی البحر: رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲، ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹوٹنے کے بعد دونوں میں جب کوئی راضی نہ ہو تو

سوال (۱۴۴۰) - اگر مذکورہ بالا صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور پھر مرد یا عورت میں سے کوئی آپس میں رضامند نہ ہو تو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - عورت اگر کلمہ کفر کہے تو تجدید نکاح پر اس کو مجبور کیا جاوے گا۔ اور دوسرے مرد سے اجازت نکاح کی اس کو نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

کلمہ شرک کہا تو

سوال (۱۴۴۱) - بے علمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کسی عورت نے شرک کر لیا اور وہ کسی کو لے بھاگی یا کوئی اس کو بھگا لے گیا تو اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - غیر مرد کے ساتھ بھاگنے سے تو نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن کلمہ کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جاوے گا۔

بیوی عیسائی ہو گئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟

سوال (۱۴۴۲) - ایک عورت بدچلن جو ایک انگریز سے ملی ہوئی تھی، اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی ہو کر انگریز کے پاس

---

[1] ولو ارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تاكده الا تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولو الجية وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتيسيرا لامثالها التى تقع فى الكفر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲ وص۵۴۰ ج۲) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ شوہر اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور عورت رضامند نہ ہو۔ كما فى الشامى ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك

[2] لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة وايضا فصل فى المحرمات ص۴۳ ظفير

[3] وان تدا احدهما اى الزوجين فسخ عاجل الخ ولو ارتدت الخ تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها وايضا باب نكاح الكافر ص۵۳۹ ج۲ وص۵۴۰ ج۲ ظفير۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رہنے لگی، خاوند اس کو رکھنا نہیں چاہتا، اس صورت میں اس مرد کا نکاح عورت مذکورہ سے جس نے مذہب تبدیل کرلیا ہے قائم ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں اس شخص کا نکاح عورت مذکورہ سے باطل ہوگیا[1]

اس کا مہر واجب ہے یا نہیں

سوال (۱۴۴۳) - عورت مذکورہ کا مہر پہلے شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب - جب کہ عورت مذکورہ مدخولہ شوہر کی ہے تو مہر عورت کا بذمہ شوہر واجب ہے، عورت کے مرتدہ ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوا[2]،

میل ملاپ رکھنے والے کا حکم

سوال (۱۴۴۴) - اگر عورت مذکورہ کے والدین اس کے ساتھ میل ملاپ رکھیں تو والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب - ایسے لوگوں سے مقاطعت لازم ہے، جملہ اہل اسلام کو ان سے تعلقات منقطع کردینا چاہئے۔

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۵) - میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمشیرہ کا ایجاب وقبول جبار خاں سے کردیا تھا مگر رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی تھی کہ جبار خاں احمدی ہوگیا، تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

الجواب - جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہوجاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے وہ مرتد وکافر ہوجاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا، لہذا سائل اپنی ہمشیرہ کو جبار خاں احمدی کے

---

[1] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔ [2] وللموطوءة ولو حکما کل مهرها المسمی وهو المختار، قوله کل مهرها اطلقه فشمل ارتدادها وارتدادها (رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں، اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کردیں[1]۔ فقط

عیسائی ہونے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا

سوال (۱۴۴۶)۔ میاں بیوی میں تکرار ہوئی بیوی عیسائی ہوگئی نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا[2]۔

پھر مسلمان ہوجائے تو

سوال (۱۴۴۷)۔ اگر بیوی پھر مسلمان ہوگئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول کو ہی دی جاوے گی، یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے، درمختار و شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے[3]۔ فقط

شوہر رافضی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۸)۔ میں نے اپنی دختر کا نکاح کرتے وقت خوب تحقیق کرلی تھی، وہ لوگ سنت جماعت تھے، رافضی نہیں تھے۔ اب وہ لوگ عرصہ چھ سال سے رافضی ہوگئے ہیں، میری لڑکی سے بھی رافضی ہونے کو کہا اس نے انکار کیا تو سخت تکالیف دی اور میرے گھر پہنچا گئے، آیا سنت جماعت لڑکی کا نکاح شیعہ رافضی سے رہ سکتا ہے یا نہ، میں لڑکی مذکورہ کا نکاح سنت جماعت کے ساتھ کرسکتا ہوں یا نہیں؟

---

[1] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی الدخول بمدر المختار باب نکاح الکافر ص۲۵۶ ج۲ ظفیر

[2] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۲۵۳ ج۲، ظفیر۔ [3] ویجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لها بحر ویسیر کدینار وعلیها الفتوی (درمختار) فلو قال قاضی ان عجبن بمهر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من الزوج بغیره بعد اسلامها ولا فرق بین ان حملت مما اذا طلب الزوج ذلک (درمختار باب نکاح الکافر ص۲۵۲ ج۲، ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاح ثانی کردیں، کیونکہ اختلاف عبرائی سے نکاح سنی عورت کا منعقد نہیں ہوتا اور اگر بعد نکاح کے شوہر بالغ ہوجاوے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے فقط۔

شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۹) - ایک شخص مسلمان عیسائی ہوگیا اور چھ ماہ تک عیسائی رہا۔ اب پھر مسلمان ہوگیا تو اس کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - جس وقت وہ مرد عیسائی ہوا، اس کی زوجہ اسی وقت اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، پس اگر اب عدت اس کی جو کہ تین حیض ہیں گزر گئی ہے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر چاہے پہلے شوہر سے بھی نکاح کرسکتی ہے لیکن یہ اس کی مرضی پر ہے مجبور نہ کی جاوے گی۔

عیسائی عورت مسلمان ہوگئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا

سوال (۱۴۵۰) - ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کرکے اسلام قبول کرلیا، مگر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں، میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں، اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے؛ ہندہ مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؛ اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؛ اور اگر نکاح کرسکتی ہے تو کب تک کرسکتی ہے؟۔

الجواب - بکر کا قول غلط ہے۔ مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہوسکتا

لہ من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وھو المختار للفتوی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص۲۶۴ ج۳) وارتداد احد ہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (ایضاً باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲) ظفیر۔ لہ ویجدد بینہما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ص۲۶۴ ج۳) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور نہ باقی رہ سکتا ہے، البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گذرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاویگی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آیا تو جدائی نہ ہوئی، بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے[1]۔

جس کا شوہر عیسائی ہو جائے وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۵۱)۔ جما عیسائی ہو گیا اس سے مجھ سائل کی ہمشیرہ کا نکاح ہوا تھا، تین سال ہوئے کہ اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا، دو سال سے اس کا پتہ نہیں، میرا اور میری بہن کا مذہب سنی ہے تو وہ اپنا نکاح سنی مرد سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جما سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا، اب مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح کسی مسلمان سنی مرد سے کر سکتی ہے، ہکذا فی الدر المختار[2]۔ فقط

شوہر مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

سوال (۱۴۵۲)۔ زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہو گیا اور بجز مرزائیوں کے سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا پیرو تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا، دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور زینب بلا طلاق نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ؟

---

[1] لو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی او لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب (درمختار) قولہ لم تبن الخ افاد بتوقف البینونۃ علی الحیض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائھا فلا بینونۃ عرفا اذا مضت علیہ العدۃ صار مضیھا بمنزلۃ تفریق القاضی (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۲۳۶ ج۲ و ص۲۳۷ ج۲) ظفیر۔ [2] ولو ارتد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بھا (ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۲۳۶ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہوگیا اور زینب اگر مدخولہ ہے تو بعد عدت گذارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے اور اگر مدخولہ و موطوءہ نہیں ہے تو بلا عدت گذارنے کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء الخ وفی رد المحتار قولہ وعلیہ نفقۃ العدۃ ای لو مدخولا بہا اذ غیرھا لا عدۃ علیھا وافاد وجوب العدۃ سواء ارتدا او وارتدت الخ شامی ج۲ ص۳۹۲ فقط

بیوہ ہندہ عورت اگر مسلمان ہوجائے تو اس پر عدت نہیں

سوال (۱۴۵۳) - ایک عورت ہندہ سال دو سال سے بیوہ ہے، اگر مسلمان ہوکر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرلے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب - وہ عورت ہندہ نی بیوہ مسلمان ہوکر فوراً نکاح کرسکتی ہے اس پر عدت بعد اسلام کے کچھ لازم نہیں ہے۔

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت گذار کر شادی کرلے تو جائز ہے

سوال (۱۴۵۴) - زید جو قوم سے چمار نامسلم ہے اس کی زوجہ ہندہ نے بکر مسلمان سے تعلق ناجائز پیدا کرلیا اور عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کے بعد ہندہ نے مسلمان ہوکر بکر کے ساتھ نکاح کرلیا، زید کو جب معلوم ہوا تو بکر کی عدم موجودگی میں ہندہ کو اس کے گھر سے نکال کرلے گیا اب بکر دعویدار ہے کہ ہندہ میری منکوحہ ہے مجھ کو دلائی جاوے۔ اس صورت میں ہندہ شرعاً کس کو ملے گی؟

الجواب - درمختار میں ہے ولو اسلم احدھما ثم ای فی دار الحرب ولحق بھا او بدار الحرب لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثۃ اشھر قبل

لہ رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۲ ج۲ - ظفیر۔ ۲ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۱ ج۲ وص۵۳۶ ج۲ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب[1] انہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کافر کی زوجہ مسلمان ہوجاوے تو تین حیض آنے کے بعد یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ گذرنے کے بعد وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہوتی ہے پھر کچھ تعلق زوجیت کا درمیان اس کافر کی اور اس کی زوجہ کے نہیں رہتا، پس زید جب کہ مدت مذکورہ میں اسلام نہ لایا تو اس کی زوجہ ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور بکر سے اگر نکاح مدت مذکورہ کے بعد ہوا تو صحیح ہوگیا، اور اگر عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کرلیا تو وہ صحیح نہیں ہوا، تین حیض آنے کے بعد یا تین ماہ گذرنے کے بعد پھر نکاح ہونا چاہئے فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہوجائے تو عدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہئے

سوال (۱۴۵۵) - ہندہ کافرہ شوہر دار ہے، زید سے اس کی آشنائی و محبت ہوگئی ہے زید نے اس کو مسلمان کرا کر اسی وقت عقد کرلیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - اس بارہ میں حکم یہ لکھا ہے کہ اسلام کے بعد تین حیض عورت کو پورے کرا کر اس سے نکاح صحیح ہوسکتا ہے اور تفصیل اس کی درمختار شامی میں ہے الحاصل بفور اسلام جو اس عورت سے نکاح کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط

کافرہ کو اس کا شوہر بطور خود طلاق دے چکا ہے اگر اب وہ عورت مسلمان ہو کر فوراً نکاح کرے تو جائز ہے

سوال (۱۴۵۶) - ایک عورت کافرہ کہ جس کے خاوند نے عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا اپنے طریق پر طلاق دیدی ہے، وہ اب مسلمان ہونا چاہتی ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ نکاح پر راضی ہے کیا وہ مسلمان ہوتے ہی نکاح کرسکتی ہے یا کیا؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۳۲۶ ج۲ - ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدہما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی ثمہای فی دار الحرب او الذمۃ بین حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۳۲۶ ج۲ و ص۳۲۵ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ مسلمان ہوتے ہی اس سے نکاح کرلینا صحیح ہے[1]۔ فقط

نومسلمہ کا نکاح عدت بعد کیا جائے

سوال (۱۴۵۷) ۔ ایک جوان عورت ہمارے یہاں آکر مسلمان ہوئی اور خاوند اس کا مسلمان نہیں ہوا جس کو عرصہ بیس یوم کا ہوا، اس عورت کو شوہر کی خواہش بے حد ہے، اسی کی طرف سے ہر وقت یہ تقاضا ہے کہ میرا نکاح بہت جلد کردیا جائے مجھ کو برداشت نہیں ہے ۔ اگر شرعاً جائز ہو تو اس کا نکاح کردیا جائے ؟

الجواب ۔ درمختار میں یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت تین حیض گذرنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے، اس سے پہلے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ جیسا کہ عدۃ کے اندر نکاح کردینے سے وہ نکاح باطل ہوجاتا ہے، ایسا ہی یہ نکاح جو تین حیض سے پہلے ہوگا۔ باطل ہوگا[2]، قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[3] لہذا اس حکم کا خلاف شرعاً نہیں ہوسکتا۔ فقط ۔

شوہر مسلمان ہوا مگر عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر اس کی بہن مسلمہ سے نکاح کرسکتا ہے؟

سوال (۱۴۵۸) ۔ زید کا مذہب عیسائی تھا، اب مسلمان ہوگیا اور اس کی زوجہ فاطمہ اس کے ساتھ مسلمان نہ ہوئی، بلکہ اسلام لانے سے انکار کردیا۔ زید نے بعد اسلام لانے کے فاطمہ کی بہن حقیقی زینب سے نکاح کرلیا، چونکہ وہ پہلے اسلام لے آئی تھی۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اور زید کے اسلام لانے سے نکاح زید اور فاطمہ کا ٹوٹ گیا تھا یا نہیں۔

---

[1] اس لئے کہ پانچ سال سے مطلقہ ہے اس پر عدت نہیں ہے " ظفیر ۔ [2] ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی او لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الآخر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۳۲۵) ظفیر [3] سورہ بقرہ ۲۳۵ ۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں نکاح زید و فاطمہ کا قائم ہے، فسخ نہیں ہوا، درمختار میں ہے ولو اسلم الزوج وھی مجوسیۃ فتحت دت او تنصرت بقی نکاحھا کما لو کانت فی الابتداء کذا فی الخانیۃ[1] اور شامی میں ہے۔ اما اذا اسلم زوج الکتابیۃ فان النکاح یبقی[2] اور جب کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ قائم ہے تو نکاح زید کا فاطمہ کی بہن زینب سے صحیح اور جائز نہیں ہوا، زید کو چاہئے کہ زینب کو فوراً علیحدہ کردے اور فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھے، دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ الآیۃ[3] فقط

مرتد ہوکر عورت مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۵۹)۔ ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی تکلیفوں کو برداشت نہ کرسکی مجبوراً عیسائی ہوگئی جس کو ایک سال گذر چکا اس کا خاوند اب تک مسلمان ہے اس نے طلاق نہیں دی، اب وہ عورت مسلمان ہوکر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - اصل مسئلہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ عورت دوسرے مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے لیکن اگر عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہوا اور کفر کو اختیار کرے تو اس میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں اس عورت کو جبراً مسلمان کرکے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جاوے گا یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۵ ج۲ ظفیر۔ رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۴ ج۲ ظفیر

[2] سورۃ النساء ظفیر۔ [3] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ فلا یتقص عددا عاجل بلا قضاء لو ارتدت لمجئ الفرقۃ الخ تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بمعزیر کذا فی البزازیۃ وعلیہ الفتوی وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا وتعزیرا (درمختار) فلو قال قاضی ان عجلہ بمصر یعزر ولو بنی بھا رضیت ام لا لمنعھا عن التزوج بغیرہ وبعد اسلامھا (رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۴ ج۲ ظفیر)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کا طالب ہو، لیکن اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے تو پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ ظفیر)

کافرہ کو مسلمان کر کے شادی کرنی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۴۶۰) - زید نے ایک خانگروب کی بیوی سے آشنائی پیدا کی چند روز کے بعد رسوائی ہوئی اور برادری نے تنبیہ کی اور توبہ کرائی پھر چند روز بعد اس کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور دس بارہ روز میں اس کو مسلمان کرا کر لے آیا اور اس سے عقد شرعی کر لیا تو یہ عقد مسلمان ہونے کے بعد جائز ہوا یا نہیں؟ اور وہ بخشا جائے گا یا نہیں، اور ان دونوں کا ایمان رہا یا نہیں؟ اور جو توبہ کر کے توڑ دے اور پھر توبہ کرے تو مقبول ہوگی یا نہیں؟

الجواب - وہ مسلمان ہو گئی مگر تین حیض گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کرنا درست نہیں[1] ہے اور توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور بخشش کی امید ہے اور کبیرہ گناہ مثلاً زنا کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا اور اسلام نہیں جاتا اور توبہ کے توڑنے کے بعد پھر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے۔

میاں بیوی ساتھ مسلمان ہو گئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال (۱۴۶۱) - اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو گئے معہ اپنے بچوں کے تو ان کو اب حالت اسلام میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا وہ ہی کافی ہوگا؟

الجواب - مسئلہ یہ ہے اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو جاویں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے، پہلا نکاح ان کا باقی ہے، البتہ احتیاطاً بعد

---

[1] ولا یخفی ان محل ما اذا طلب الزوج ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحا فانہا لا تجبر وتزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ (رد المحتار باب ایضاً) ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدھما ای احد الزوجین او احد اولیاء الکتابی او لد ولد حتی تحیض ثلاثۃ اقراء ان کانت من ذوات الاقراء او ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر او اقامۃ الشرط فالفرقۃ مقام الطلاق وليست بعدۃ للاخرى غير المدخول بها فانہا لا عدۃ لہا اصلا (درمختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۲ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسلام کے اگر پھر ان کا نکاح کر دیا جاوے تو یہ اچھا ہے اسلم المتزوجان بلا سماع شہود اذ فی عداۃ کافر معتقدین ذلک اقرا علیہ[1]۔

مسلمان میاں بیوی عیسائی ہو گئے پھر دونوں مسلمان ہو گئے کیا حکم ہے۔

سوال (۱۴۶۲) - ایک مرد اور عورت دونوں عیسائی ہو گئے۔ چند یوم بعد لڑکی مسلمان ہو گئی۔ پانچ یوم بعد لڑکا بھی مسلمان ہو گیا۔ ان کا نکاح رہا یا نہیں؟

الجواب - ان کا نکاح نہیں۔ پھر نکاح ہونا چاہیے درمختار میں ہے۔

وفسد ان اسلم احدھما قبل الاخر[2] اھ فقط

کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہو جائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۳) - زید و بندہ دونوں کافر تھے۔ لیکن اب مسلمان ہو گئے۔ اب ان کا نکاح ہونا چاہیے یا نہیں؟

الجواب - زوجین کافرین اگر دونوں مسلمان ہو جاویں نکاح ان کا باقی رہے گا۔ کذا فی الدر المختار[3]۔

زوجین میں کوئی کافر ہو جائے تو نکاح ہدیہ عورت کی رضامندی سے ہوگا یا شوہر کی

سوال (۱۴۶۴) - اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہو جاوے تو نکاح ہدیہ عورت کی رضامندی سے ہوگا یا محض شوہر کی خواہش پر اور سابقہ مہر کے علاوہ مہر ہدیہ عورت کی رضامندی کے مطابق ہوگا یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۰ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۱۔ لان ردۃ احدھما منافیۃ لدوام النکاح ابتداء وبقاء رد المحتار ایضا ظفیر۔ [3] والثانی ان کل کافرین تحت کافر ومن اسلمت منھما لفقد شرط بقاء النکاح شہود یہ بوزنی حقہ انا اعتقدوہ عند الامام ویقرون علیہ بعد ۱۲ ۔۔۔ ۱۲ اھ سماع ا تزویجان بلا سماع شہود اذا قرا علیہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۲ و ص ۵۳۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - کافر ہونا ناقد المزوجین کا موجب فسخ نکاح ہے پھر اگر تجدید نکاح کی بھاوے گی تو عورت کی رضامندی سے ہوگی اور مہر بھی حسب خواہش عورت جدید ہوگا، البتہ اس صورت میں کہ عورت کی طرف سے ارتداد سرزد ہوا ہو موجب فسخ نکاح ہو۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ زجراً اس عورت کو مجبور کیا جاوے گا شوہر اول سے نکاح کرنے پر بمہر جدید کذا فی الدر المختار وقرہ الشامی۔ فقط

سوال (۱۴۶۵)۔ جو فرقہ شیعہ حضرت عائشہ صدیقہ کے افک کا قائل اور معتقد ہو اور نیز اس امر کا بھی معتقد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکثر صحابہ مرتد و کافر ہو گئے ہیں۔ العیاذ باللہ وہ فرقہ مرتد و کافر ہے یا فاسق؟

الجواب - فرقہ مذکورہ جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہوئے باتفاق اہل سنت وجماعت کافر و مرتد ہے کما فی رد المحتار جلد ثالث باب المرتد ص۲۹۴۔ نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا بما برأہا اللہ منہ کما نص علیہ القرآن واعتقد الامامیۃ فی علی رضی اللہ عنہ ان جبریل غلط فی الوحی وغیر ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن کما فی الشامی وفی المرقاۃ شرح المشکوۃ قلت وھذا فی حق الرافضۃ

لہ وارتداد احدھما فسخ فی الحال ان وقع الارتداد ھو لا یجبر المرأۃ علی التزوج ھو الرائق باب نکاح الکافر ص۲۳۰ ج۳۔ ولا تجبر بکر بالغۃ علی النکاح ای یصح عقد الولی بغیر رضاھا او اجازۃ مخاطبۃ فلا یکون تغییر علیھا ولایۃ ایضا باب الولی ص۲۱۰ ج۳ ظفیر

لہ فشمل ارتداد المرأۃ ولکنھا تجبر علی الاسلام والظاھر ان زوجھا الاول لا یحصل بمنزلۃ الجبر ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الاول ذلک اما اذا رضی بتزوجھا من غیر فھو صحیح لان الحق لہ وکذا لو لم یطلب تجدید النکاح واستمرا کذلک لا یجدد النکاح کما فی القاضی والبحر الرائق باب حکم الکافر ص۲۳۰ ج۳ ظفیر

لہ در المختار باب المرتد ص۳۰۵ وص۳۰۶۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

والخارجة فی زماننا فانهم یعتقدون کفر اکثر الصحابة فضلا عن سائر اهل السنة والجماعة فهم کفرة بالاجماع بلا نزاع[1] اور مظاہر حق میں ہے کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہ کو کہ اعظم موجبات کفر سے ہے سبب رفع درجات کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیۃ کفر ہے چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں انتہی مظاہر حق۔

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۶)۔ کیا ان کی عورتیں منکوحہ کے ساتھ بلا طلاق نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ اہل سنت کا عقیدہ رکھتی ہیں؟

الجواب۔ اوپر معلوم ہوا کہ روافض مذکورہ کافر و مرتد ہیں، لہذا مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح ان کے ساتھ صحیح نہیں ہوا، اور ان کی عورتوں سے بدون طلاق سنیوں کا نکاح صحیح ہے۔

شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۷)۔ ایسے فرقہ کے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں آسکتی ہیں یا نہ؟

الجواب۔ نہیں آسکتی ہیں۔

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہوں

سوال (۱۴۶۸)۔ سنیوں کی جو لڑکیاں ان کے نکاح میں ہیں کیا بر تقدیر تکفیر ان کا نکاح فسخ ہوگا یا نہ؟

الجواب۔ جب کہ عقائد ان روافض کے بوقت نکاح بھی ایسے ہی تھے تو مسلمہ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ لہذا فسخ کی حاجت نہیں ہے

شیعہ لڑکی سے نکاح

سوال (۱۴۶۹)۔ اس فرقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

---

[1] دیکھئے مظاہر حق جدید باب الصحابہ ص ۴۰۶ ج ۴ ظ غفرلہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - درست نہیں کیونکہ بائن کافر و مسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔

ان کی خوشی وغم میں شرکت

سوال (۱۴۷۰) - اہل سنت والجماعۃ کو اس عورت کی شادی وغمی اور ان کے جنازہ وغیرہ کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

الجواب - ایسے فرقوں کے بارے میں حدیث شریف میں دلالۃ السوء دلالتنا کھوھم وغیرہ الفاظ وارد ہیں لہذا ان کی غمی و شادی میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہوگئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۱) - ہندہ کافرہ تھی اب مسلمہ ہوگئی ہے اور اس کا شوہر بدستور کافر ہے۔ کیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - کتب فقہ میں اس صورت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تین حیض کے بعد یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ کے بعد پہلے شوہر کے نکاح سے بدا ہوگی، اس کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہوسکتا ہے تین حیض یا تین ماہ گزرنے سے پہلے اس عورت کو دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار [illegible]

سوال (۱۴۷۲) - اگر کوئی شخص [illegible]

Maktaba Tul Ishaat.com

کریں اور ان سے طہارت کریں، ان کے لئے کیا حکم ہے، اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

الجواب - ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے، توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق و فاجر کے مددگار رہوں وہ بھی عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہوا اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ فقط

شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں

سوال (۱۴۷۴) - اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے، تمہاری شرع تمہارے گھر میں، آیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں، اور اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہیں؟

(۱۴۷۴/۲) - ایک مسجد میں ایک مولوی کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت و استہزاء و توہین کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب - اقول وباللہ التوفیق. قال فی رد المحتار وفی الخلاصۃ وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر[1] ج ۴ ص ۲۵۵ باب المرتد وفیہ عن جامع الفصولین وعلی ہذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ..... ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ الحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ واللہ تعالی اعلم وفی ج ۴ شامی وقد سئل فی الخیریۃ

[1] رد المحتار باب المرتد مطلب فی الفاظ الکفر ج ۴ ص ۲۳۵ ط سعید۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عمن قال له الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانه کفر وبانت زوجته هل یثبت کفره بذلك فاجاب بانه لاینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الاسلام الی آخره[1]۔ وفی الدر المختار والفاظه تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انه لا یفتی بالکفر بشئ منها الا فیما اتفق المشائخ علیه کما سیجئ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها الخ[2] ونقل عبارته فی الشامی وفی اخره فعلی هذا فالکثر الفاظ التکفیر المذکورة لا یفتی بالتکفیر فیها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها[3] کلام البحر باختصار۔ شامی ص۲۵۸۔ فقط

یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا ... ہے؟

سوال (۱۴۷۵)۔ وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو، یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب۔ مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو، یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر ہے، اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہیے اور تجدید ایمان کرنی چاہیے۔ فقط

بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۷۶)۔ ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلا ارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں اور نکاح قائم رہا یا نہ؟

الجواب۔ شامی میں ہے کہ اگر خطاء بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جاوے

---

[1] ردالمحتار باب المرتد ص۲۹۱ ج۳ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المرتد ص۲۹۲ و ص۲۹۳ ج۳ ظفیر [3] ردالمحتار باب المرتد ص۲۹۲ ج۳۔ ظفیر [4] ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستفتاء یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف ردالمحتار باب المرتد ص۲۹۲ ج۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

تو کافر نہیں ہوتا ومن تکلم بھا مخطئا او مکرھا لا یکفر عند الکل[1] لہذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جاوے اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کرلیوے اور توبہ واستغفار کرے۔ فقط

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہوجاتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۷۷)۔ اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ یا عیسائی ہوجاوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] پس جب کہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہوگیا اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اس کو مجبور المسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے گا۔ فقط

قرآن وحدیث کو کوئی شیطان کی کتاب کہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۸)۔ ایک مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن وحدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب۔ پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث

---

[1] رد المحتار باب المرتد تحت قولہ والطوع ۴/۲۴۶۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا بمحضر یسیر دینا وعلیہ الفتوی ان رضیت ام لا وتمنع من وطئہ قبلہ الخ الدر المختار للکل قاض ان یجدد بمحضر یسیر ولو بدیۃ ان رضیت ام لا وتمنع من وطئہ قبلہ الخ الدر المختار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شریف پڑھنے کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے جو سلیقہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعوی ان کا تو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن و حدیث کے نہیں ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کی جو عین مطابق قرآن و حدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم و قبیح ہے اور بہرحال قرآن و حدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح و ارتداد قبیح ہے۔ فقط

خدا و رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہا یا ختم ہو گیا یا

سوال (۱۴۷۹۱)۔ ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوا یا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

الجواب۔ وہ شخص کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور اولاد کی پرورش بھی وہی

وبالجملة فقد ضم الى التهلل بالقلب او بالقلب واللسان فى تحقيق الايمان امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كترك السجود لصنم وقتل نبى والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة وكذا مخالفة اجماع ما اجمع عليه بعد العلم به لان ذلك دليل على ان التصديق الخ شامی ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر۔ عند وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الزنديق لسب بعض الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته۔ الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر۔ اجمع المسلمون ان من شك فى كفر من دعا له او عذابه يكفر كذا فى الخلاصة الخ شامی ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر۔ وحكمه القتل ومن شك فى عذابه يكفر كذا فى الخلاصة الخ شامی ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر۔ عرضا او غايبة نفقة العدة او الولد يتبع خبر الخ شامی ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر۔ الدر المختار باب نكاح الكافر ص ۲۹۲ ج ۳ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کرے گی (ان اخبرت بردۃ زوجھا لھا التزوج بآخر بعد العدۃ (رد المحتار باب النکاح الکافر ص۲۴۱ ج۲ ۔ ظفیر)

قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۸۹) - زید نے اپنی دختر مریم نابالغہ کا نکاح عمر سے کردیا، عمر محض بے علم جاہل فاسق وفاجر تارک صلوٰۃ وصوم وزانی ہے مریم کو ایذا پہنچاتا ہے۔ بارہا قرآن شریف بوقت تلاوت پھینک دیا۔ اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب - قرآن شریف کا ازراہ استخفاف پھینک دینا کفر وارتداد ہے، ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ پس مریم عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے[1]۔ فقط۔

حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۹۱) - فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں۔

الجواب - اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں ہے بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان کا ملاحظہ فرمالیویں[2]۔ ماحصل یہ ہے کہ

---

[1] لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ علی عدم وجودہ فکما لو سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر (رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲ ج۳) ما یدین یکفر اتفاقا لیبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف: ایضاً ص۲۹۹ ج۳، ظفیر۔

[2] والاصل ان من انکر حراما حلالا لا فان کان حرمہ لغیرہ کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینہ فان کان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم اما الجاہل فلا یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حق ان ما کان قطعیا کفر بہ والا فلا فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲ ج۳، ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

جو چیز بذاتِ خود حرام ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ظفیر۔

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان اس کی شادی

سوال (۱۴۸۲) - ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کر لیا، علماء نے حکم ارتداد جاری کر کے فسخ نکاح کا حکم کیا، اب جب کہ ہندہ اپنی عقائد کفریہ سے تائب ہو گئی اس سے تجدید نکاح کے لئے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان و نفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہٰذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاوے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کر لوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کر لوں گی۔ اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق ارتداد سے بچانے کیلئے روایت شامی[1] ظاہر ہے ان لہا ان تزوج بمن شاءت پر عمل کیا جاوے، اور یہ مسئلہ جو ممتنع کے لئے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جاوے یہ دارالاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دارالحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط

قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں

سوال (۱۴۸۳) - ایک شخص بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر ازار تفاع موانع شرعیہ گالی گلوچ دی، والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہ اور تجدید نکاح و تلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہیں یا نہیں؟

الجواب - اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے، تجدید اسلام و تجدید

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص۲۶۲ ج۳ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح اس کو ضروری[1] ہے۔ فقط۔

حکم خدا ورسول سے انکار میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

سوال (۱۴۸۴)۔ ایک عالم نے زید کو شادی کے موقع پر رقص وسرود سے منع کیا کہ شریعت میں لہو ولعب سرود وسماع بالخصوص رقص وغیرہ حرام ہے تو اس پر زید کے ایک عزیز نے مجمع عام میں بآواز بلند یہ کہا کہ ہم خدا ورسول کے حکم سے بالکل منکر ہیں اور نہیں مانتے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح باطل ہے یا نہیں؟ مسلمانان کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب۔ اس صورت میں وہ شخص جس نے کلمہ مذکورہ کہا مرتد ہوگیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی[2] تجدید اسلام وتجدید نکاح اس کو لازم ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو مسلمانان کو اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئے اور اس کو بالکل علیحدہ کردینا چاہئے۔

شوہر عیسائی ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا عدت بعد شادی کرسکتی ہے

سوال (۱۴۸۵)۔ زید تنہا عیسائی ہوگیا، اور اس کی زوجہ ودیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو چھ سال بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

---

[1] اذا انکر الرجل اٰیۃ من القرآن او عاب کفر الرجل یقرأ القرآن فقال رجل ایں چہ بانگ طوفان است خفہ اکفر ولعن المنکر بصری من موجبات الکفر (۲۶۲) مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح الزوم بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص۲۱۲ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتد احدہما فسخ عاجلا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۲۶ ج۲) مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (ایضا باب المرتد ص۲۱۲ ج۳) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - زید جب کہ عیسائی ہوگیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اس کا فوراً فسخ ہوگیا، بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔ کما فی الدر المختار وصارت ابانت احدھما فسخ عاجل۔

شوہر جب غالی شیعہ ہوجائے تو نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۱۴۸۶) - ہندہ نابالغہ کا نکاح بکر سے بحالت بکر اور اس کے والدین اس وقت سنی تھے، ہندہ کے بالغ ہوجانے کے بعد وہ رافضی ہوگئے جو ہر وقت اصحاب ثلاثہ و حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب عشرہ مبشرہ پر لعن و تبرا کرتے رہتے ہیں، ابھی تک ان کی یہی حالت ہے کہ علانیہ اصحاب و ازواج مطہرات کو برا کہتے ہیں اور امامت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں، ہندہ اب والدین کے گھر ہے تو ہندہ و بکر کا نکاح قائم و جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - بکر جس وقت رافضی غالی ہوگیا اور رفض اس کا حد کفر کو پہنچ گیا تو نکاح ہندہ کا اس سے فسخ ہوگیا۔ کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل اھ وفی الشامی نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح اھ فقط

ہماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر نے جائی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۸۷) - پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی دیوانی مقدمہ میں قید ہوگیا تھا، پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا۔ اب پھر دوبارہ مسلمان ہوگئی، آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہوگیا یا کیا باس چماری

لہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۲ ج ۲ ص ۳۱۰ ظفیر لہ ایضاً باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۳۱۰ ظفیر لہ رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہئے؟

الجواب - جو امور سوال میں درج ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر درحقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم[1] ہے بدوں اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہوگئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہوگیا، اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح[2] ہے۔ فقط

کلمہ کفر سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۱۴۸۸) - ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا، زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہیں رہی اور والدین کے بہکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا، زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہوجاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمۂ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہوگئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت تحریر فرمایئے کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہوجاوے؟

---

[1] لا یخرج الرجل من الایمان الا بجحود ما ادخل فیہ ثم تیقن انہ ردۃ یحکم بہا وما یشک انہ ردۃ لا یحکم بہا اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشک الذی ینبغی للعالم اذا رفع الیہ ہذا: ان الابادر بتکفیرا ہل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ص۲۶۴ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۲۲۹ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کے زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے[1]، تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو، اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کا لفظ کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ثلث جدھن جدو ھزلھن جد الحدیث[2]. فقط

---

[1] الکفر شئ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم (رد المحتار باب المرتد ص۲۹۳ ج۳) ظفیر۔ [2] مشکوۃ باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص۲۸۶، جد کے بعد یہ الفاظ ہیں النکاح والطلاق والرجعۃ رواہ الترمذی وابوداؤد (ایضاً) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نواں باب

بیویوں میں عدل ومساوات اور حقوق الزوجین

دو بیویوں میں مساوات

سوال (۱۴۸۹)۔ مرے دو بیویاں ہیں، میں اپنی ہر بیوی کے مکان سکونتی میں دس دس شب ہر ماہ میں سونا چاہتا ہوں جس میں تخلیہ بھی بسہولت ممکن ہے، اب مہینہ میں دس شب اور باقی رہے ان میں میں اپنی بیوی شادی شدہ کے مکان کے باہر سونا چاہتا ہوں مگر بلاتعلق تخلیہ اگر اس کی نوبت ہو تو مساوی حقوق ہونا چاہئے یا کیا، جہاں میں دس شب اور سونا چاہتا ہوں وہ نا کتخدا ہیں، اور دوسری بیوی ان صفات میں نہیں ہیں؟

الجواب۔ زوجات اگر متعدد ہیں تو سب برابر ہیں اور سب کا حق برابر ہے، باکرہ اور ثیبہ اور پہلی اور نئی سب برابر ہیں اور مساوات شب باشی میں ہونی چاہئے، جماع شرط نہیں ہے پس وہ دس شب جو باقی رہے یا تو ان کو بھی اضافا نصف کرنا چاہئے یا دونوں کے پاس رات کو نہ رہو کسی علیحدہ مکان میں رہو[1]۔ فقط۔

---

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل فیہا ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبس والمأکول والعصمۃ لا فی المجامعۃ الا والبکر والثیب وجدیدۃ والقدیمۃ والمسلمۃ والکتابیۃ سواء لاطلاق الآیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ۲/۳۲۵ و ۳/۲۰۵ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا بیویوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جبکہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو

سوال (۱۴۹۰) - اگر زید کے دو زوجہ ہیں تو دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی زیادتی کرنا یا دونوں کو برابر خرچ دینا جب کہ ایک صاحب اولاد بھی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - دونوں زوجہ میں خرچ اور نفقہ میں مساوات کرے کمی بیشی نہ کرے[1] البتہ جو صاحب اولاد ہے اس کو اولاد کا نفقہ علیحدہ دیوے۔

عمر چاہتا ہے کہ سفر میں چھ چھ ماہ دونوں بیویوں کو رکھے قرعہ نہیں ڈالے کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۱) - عمر کا روزگار پہاڑ پر ہے اور اس کی دو زوجہ ہیں، عمر چاہتا ہے کہ چھ مہینہ ایک زوجہ کو پاس رکھے اور چھ مہینہ دوسری کو، عمر ایسی بیوی کو سفر میں ساتھ رکھنا چاہتا ہے جس کا خرچ کم ہو، اور قرعہ اندازی نہیں کرتا، یہ کیسا ہے؟

الجواب - عمر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس زوجہ کو چاہے پاس رکھے قرعہ ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر اور مستحب ہے اگر قرعہ نہ کرے گنہگار نہیں، کما مر فی الدر المختار والاقسم فی السفر دفعا للحرج فلہ السفر بمن شاء والقرعۃ احب تطییبا للقلوب[2] اھ

کیا خرچ اور تحفہ وہدیہ میں بیویوں کے ابر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہگار ہوگا؟

سوال (۱۴۹۲) - ایک شخص کی دو زوجہ ہیں وہ ان میں مساوات اور برابری نہیں کرتا زوجہ ثانیہ کو خرچ وغیرہ کم دیتا ہے اور تحفہ وغیرہ جو سفر سے لاتا ہے، زوجہ ثانیہ کو نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے فتوی منگا لیا ہے کہ تحفہ وہدیہ میں مساوات ضروری نہیں ہے اگر اس میں سے زوجہ ثانیہ کو کچھ دینے سے تو اس کی خوشی ہے، کیا یہ طرز عمل درست ہے یا نہیں، کیا وہ شخص گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

---

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہا ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ لمن فی الملبوس والمأکول والصحبۃ اھ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۴۲۶ و ص ۴۲۷ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۴۲۹۔ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - عدل کرنا دو زوجہ میں ضروری ہے، تارک اس کا عاصی آثم تارک فرض ہے اور فاسق ہے، قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً الآیۃ[1] وفی الدر المختار یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیسای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول[2] اھ پس معلوم ہوا کہ دو زوجہ کے درمیان ہر ایک امر میں کھانے اور کپڑے اور پاس رہنے میں مساوات کرے، حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کی دو زوجہ ہوں اور وہ ان میں مساوات اور عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آوے گا کہ اس کی ایک کروٹ ساقط ہوگی - وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانت عند الرجل امراتان فلم یعدل بینہما جاء یوم القیمۃ وشقہ ساقط رواہ الترمذی وغیرہ[3]۔

مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں؟ اور نفقے بے پروائی کیسی ہے؟

سوال (۱۴۹۳) - بیوی کی روٹی کپڑے کی خبر نہ لینا کیسا ہے؟ اور سفر و مجبوری وغیرہ کی وجہ سے مقاربت نہ ہوتی ہو تو کیسا ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ (ہر ماہ میں) صحبت نہ کرنے سے ایک خون کا گنہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب - زوجہ کے نان نفقہ کی خبر نہ لینا گنہ ہے آئندہ خبر گیری رکھنی چاہئے اور بحالت سفر و مجبوری عدم مقاربت کی وجہ سے کچھ گنہ شوہر پر نہیں ہوا، اور یہ غلط ہے کہ ترک وطی سے ایک خون کا گنہ ہر ماہ میں ہوتا ہے یہ بالکل غلط اور باطل ہے[4]۔

---

[1] سورۃ النساء رکوع ۱ - ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ۲/۳۲۵ و ۳۲۶ ۱۲ ظفیر
[3] مشکوٰۃ باب القسم فصل ثانی ص۲۸۱ ۱۲ ظفیر
[4] ۷ فی
الجامعۃ کا لصحبۃ بل یستحب ویسقط حقہا بمرۃ ویجب دیانۃ احیانا ولا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا ویسر المتعبد بصحبتہا احیانا وقدروا الطحاوی یوم ولیلۃ من کل اربع لمرۃ وسبع امۃ ولو تحررت من کثرۃ جماعہ لحرج الزیادۃ علی قدر طاقتہما ورد عتلی قال فی الفتح واعلم ان ترک جماعہا بلا عذر لہ مرج احیانا بان جامعہا احیانا واجب دیانۃ فلو لا یدخل تحت القضاء والالزم الایلاء وطأۃ الاولی ولم یقدروا لیہ مدۃ ویجب ان لا یبلغ بہ مدۃ الایلاء الا برضاہا وطیب نفسہا رد المحتار باب القسم ۲/۳۲۵ و ۳۲۶ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے؟

سوال (۱۴۹۴)۔ زید نے اپنی زوجہ کو مہر میں چند رقمیں اور ایک مکان دیدیا اور بعد از ایک سال اس کو زدوکوب کرکے اشیاء مذکورہ معین کرنکال دیا، ایک سال تک وہ اپنی والدہ کے یہاں رہی اب زید اس کو لے جانا چاہتا ہے اور بوجہ زدوکوب جانے سے انکار کرتی ہے، شوہر اس کو لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر زوجہ زید کو شوہر کے مکان پر جانے سے خوف ہو تو اس کو وہاں جانے پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

سفر میں بیویوں کے درمیان عدل اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۹۵)۔ زید نے پہلے اپنے وطن اصلی اور جائے پیدائش میں مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا، پھر ایک دور دراز شہر میں مسماۃ عائشہ سے نکاح کیا، اور وہیں مستقل قیام رکھتا ہے وطنی بیوی کی طرف اس کا قطعی میلان نہیں ہے، البتہ نان نفقہ کے مصارف ادا کرتا رہتا ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ برسوں اپنی بیوی کی طرف رخ نہیں کرتا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ ہندہ یہ بھی خواہش کرتی ہے کہ اگر زید شوہر اپنے پاس بلائے تو فوراً چلی جائے لیکن زید اسلئے بلانے میں تامل کرتا ہے کہ اگر بلائے گا تو عدل نہ کرسکے گا؛ پس اگر زید ہندہ کو اسی شہر میں جس میں مستقل قیام رکھتا ہے بلالے اور سوائے نان نفقہ کے اور مکان کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے تو ایسی حالت میں اس کو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ بحالیکہ وہ ہندہ سے موافقہ نہ کرنے کا اقرار اور وعدہ لے چکا ہو یا اب لیلے، اگر زید ہندہ کو باوجود اس کی خواہش کے اپنے پاس نہ بلائے تو اس فعل سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولو اقام عند واحدۃ شهرا فی غیر سفر، وقوله فی غیر سفر اما اذا سافر باحدهما لیس للاخری ان تطلب منه ان یسکن عندها مثل التی سافر بها من الهندیة شامی منه

Maktaba Tul Ishaat.com

جلد ثانی ثم قال فی الدر المختار ولا قسم فی السفر دفعا للحرج اھ قال فی الشامی لانہ لا یتیسر الا بحملھن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر مالا یخفی[1] اھ ان عبارات سے واضح ہوا کہ سفر میں جس زوجہ کے ساتھ چاہے رہ سکتا ہے اس پر شوہر ماخوذ نہ ہوگا، لیکن اگر اصلی وطن کی زوجہ کو اپنے پاس بلائے گا تو پھر عدل اس پر لازم ہے، ہاں اگر بہنہ اپنا حق ساقط کردیوے اور دوسری زوجہ کو دیدیوے تو پھر پاس رکھکر بھی عدل نہ کرنے میں زید گنہگار نہ ہوگا قال فی الدر المختار ولو ترکت قسمھا ای نوبتھا لضرتھا صح[2] اھ اور عبارت شامی لانہ لا یتیسر اھ سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ زید کو اپنے پاس بلانا بہنہ کو لازم نہیں ہے اور نہ بلانے سے وہ گنہگار نہ ہوگا جب شوہر نے مستقل قیام غیر شہر میں اختیار کرلیا اور وہیں بود و باش اس طرح اختیار کرلی کہ وطن اصلی آنے کا کبھی نام بھی نہیں لیتا، تو پھر یہ سفر کے حکم میں کس طرح رہا، وطن اصلی کے حکم میں ہوگیا۔ فقہاء نے سفر کے سلسلہ میں لکھا ہے ولا قسم فی السفر دفعا للحرج فلہ السفر بمن شاء منھن والقرعۃ احب تطییبا لقلوبھن (در مختار) اسطرح شامی لکھتے ہیں لانہ لا یتیسر الا بحملھن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر مالا یخفی نعم ولانہ قد یشق باحدھما فی السفر وبالاخری فی الحضر والقرار فی المنزل (ص۲۵۱ ج۲)، اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے وہ سفر مراد ہے جو مہینہ پندرہ روز کے لئے ہو اور دوسری بالکل نظر انداز نہ ہو،

دوسرے دوسری بیوی کے جو حقوق ہیں اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے اس کو کالمعلقہ بنا کے رکھنا یہ ظلم ہے، مجامعت کبھی کبھی دیانتاً واجب ہے، وتجب دیانۃ احیانا لا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاھا ویومرا لمتعبد لصحتھا احیانا وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع (در مختار) قال فی الفتح واعلم ان

---

[1] رد المحتار باب القسم ص۲۵۱ ج۲ الخیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب القسم ص۲۵۱ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ترك جماعها مطلقا لا يحل له صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة (رد المحتار باب القسم ص۵۴۲ ج۲ والله اعلم. ظفير).

شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی؟

سوال (۱۴۹۶) - عورت پر شوہر کی فرمانبرداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی۔ ۲ جو عورت شوہر سے نفرت رکھتی ہو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب - شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری عورت کے لئے زیادہ ضروری ہے اور مقدم ہے دیگر اقرباء سے[1]۔ ۲ ایسی عورت عاصی اور گنہ گار ہے[2]۔

بیوی کو شوہر باپ کے گھر جانے سے روکے اور بیوی جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۷) - اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کو یہ حکم دے کہ تو سسرال میں ہرگز نہ جانا اور اس شخص کا باپ آکر اس کو سمجھا بجھا کر لے جاوے تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا اور شوہر کو اس پر کیا کرنا چاہئے؟

الجواب - اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا لیکن عورت کو خلاف حکم شوہر ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ اب شوہر کو بعد علم کے عورت پر کچھ سختی نہ کرنی چاہئے اگر کوئی اندیشہ اور شبہہ اس کو سسرال جانے میں نہیں ہے، اور اگر ہے تو آئندہ کو روک دے اور جو کچھ اس کے باپ نے کیا کہ اس کی زوجہ کو میکے سے لے آیا اس پر کچھ مواخذہ نہ کرے[3]۔ فقط۔

---

[1] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت آمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها رواه الترمذی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱) ولا يمنعها من الخروج الى الوالدين فى كل جمعة ان لم يقدر على اتيانهما (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۵۴۲ ج۲ ظفير. [2] قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم اى النساء خير قال التى تسره اذا نظر وتطيعه اذا امر ولا تخالفه فى نفسها ولا مالها بما يكره رواه النسائی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۷۶) ظفير. [3] لا يمنعها من الخروج الى الوالدين وقيل يمنع ولا يمنعهما من الدخول اليها فى كل جمعة ويزورهما من المقارب فى كل سنة (در المختار ص۵۴۲ ج۲) اقول يفيد خروجها بان لا يقدر على اتيانهما فان قدر لا لانه ذهب وهو حسن (رد المحتار باب النفقة ص۵۴۲ ج۲) ظفير.

Maktaba Tul Ishaat.com

جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے؟

سوال (۱۴۹۸)۔ عرصہ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا میرے سالے کے ضرب لگنے کی اطلاع پہنچی، جس پر میں زوجہ کو لیکر وہاں پہنچا میری سسرال نے زوجہ کو بحیلہ صحت رکھ لیا، اور اب ہرگز نہیں بھیجتے چند مرتبہ میں خود اور ایک مرتبہ میرے والدین لینے کے لئے گئے مگر تب بھی نہیں بھیجا اس صورت میں شرعی فتوی کیا ہے؟

الجواب۔ بے وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجنے کا والدین کو کچھ حق نہیں ہے والدین دختر بسبب روکنے اپنی دختر کے گنہ گار ہیں، ان کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور لڑکی کو اسکے شوہر کے پاس بھیجیں اور لڑکی کو لازم ہے کہ اس بارہ میں وہ والدین کی اطاعت نہ کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے کیونکہ اس بارہ میں شوہر کی اطاعت زوجہ کو کرنا مقدم ہے[1]۔ فقط

بیوی جب شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۹)۔ عورت اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عورت کے ذمہ اپنے خاوند کی اطاعت ان امور میں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں ضروری اور لازم ہے اگر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے گی تو گنہ گار ہوگی اور اگرچہ والدین کی اطاعت ضروری ہے مگر عورت پر خاوند کا حق زیادہ ہے۔

---

[1] الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصالحات قنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ واللتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا (سورۃ النساء رکوع ۶) قالوا للزوج ان یسکنھا حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۹۱۴) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین جب لڑکی رخصت نہ کریں اور وہ نہ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۰۰)۔ عورت کے والدین اگر عورت کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے عورت اپنے والدین کی ترغیب سے خاوند کے پاس نہ جاوے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ والدین کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا کسی اندیشے کے وہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں[1]، البتہ اگر کوئی خوف ہو تو روک سکتے ہیں۔

بیوی والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے

سوال (۱۵۰۱)۔ خاوند اگر کوئی بات بطور مذاق اپنی بیوی سے کہے اور عورت اپنے والدین سے شکایت کرے جس کی وجہ سے اس کے والدین جھگڑا فساد کرنے پر آمادہ ہوں، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ عورت ہر ایک بات اپنے خاوند کی والدین سے جا کر کہے جس سے رنجش پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جھگڑے سے ہر حال میں بچنا چاہئے یعنی عورت کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے اس کے شوہر اور والدین میں نزاع پیدا ہو۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۲)۔ عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت کسی رشتہ دار کے گھر یا میکے یا تماشہ میں جاوے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عورت کو بلا اجازت والدین کے یا کسی اپنے رشتہ دار کے گھر جانا درست نہیں ہے، اور مرد کو بھی مطلقاً روکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گاہ گاہ رشتہ داروں سے علیٰ قدر مراتب ملنے دینا چاہئے۔

---

[1] لیس لها ان تخرج بلا اذنه اصلاً (شامی باب المهر ص۲۹۴ ج۲) [2] لا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدر علی اتیانهما فی منزلها او یاتیانها فی الاختیار ولو ابوها زمنا مقعداً فاحتاجها فعلیها تعاهده ولا کالام اوان ابی الزوج ولا یمنعهما من الدخول علیها فی کل جمعة وفی غیرها من المحارم فی کل سنة ویمنعهم من الکینونة فی نسخة من البیوتة منعها بحق ویمنعها من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۱۳ و ص۹۱۵ بتغیر

Maktaba Tul Ishaat.com

خاوند کو چھوڑ کر باپ کے پاس عورت کا جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۳) - عورت اپنے خاوند کے پاس لیٹی ہوئی ہے، خاوند کے سو جانے پر اٹھ کر چلی جائے اور باپ کے پاس لیٹ کر پیر ہاتھ دبوائے اور باپ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور خاوند کے پاس نہ جانے دے جس سے اس کے خاوند کو بدگمانی پیدا ہو، اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- والد کی طرف ایسا گمان نہ کرنا چاہئے لیکن والد کو بھی اس طرز عمل سے بچنا لازم ہے جس سے شوہر کو بدگمانی کا موقع یا تکلیف ہو۔ ظفیر،

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

سوال (۱۵۰۴) - لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانا نہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئے۔

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۰۵) - ایک عورت بندہ جس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے، آیا وہ بلا اجازت شوہر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر جا سکتی ہے تو کن کن ضرورتوں میں جا سکتی ہے؟ فقط بینوا توجروا۔

الجواب - بندہ مذکورہ کو اپنی ضرورتوں میں اور ماں باپ سے ملنے کے لئے دیگر اقارب محارم سے ملنے کے لئے اور حج فرض ہے اور محرم ساتھ جانے والا بھی موجود ہے تو باہر جانا درست ہے کما فی الدر المختار فلا یخرج الا لحق لہا او علیہا او لزیارۃ ابویہا کل جمعۃ او المحارم کل سنۃ ولکونہا قابلۃ او غاسلۃ وفی

لہ و یمنعہم من الکینونۃ وفی نسخۃ من البیتوتۃ (ردمختار) قولہ یمنعہم الظاہر ان الضمیر عائد الی الابوین والمحارم قولہ من البیتوتۃ یؤیدہ ما مر من التعلیل بان الفتنۃ فی المکث وطول الکلام (ردالمحتار باب النفقۃ ص۵۱۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الشامی وکذا فیما لو ارادت حج الفرض بمحرم ان کان ابوها زمنا مثلا یحتاج الی خدمتها او کانت لها نازلة ولم یسأل لها الزوج عنها من عالم فتخرج بلا اذنه فی ذلک کله۔ الغرض ضروریات دینی و دنیوی میں اس کو نکلنا اور باہر جانا درست ہے۔ فقط

بیوی کو مار پیٹ کرنا بڑا ہے

سوال (۱۵۰۶)۔ ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ کو از حد تکلیف جبر و تشدد مار پیٹ کرتا ہوا اور وہ عورت اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے بلا اجازت شوہر والدین کے یہاں چلی گئی اور اس کے والدین اس کو بھیجنے سے انکار کریں تو عورت یا اس کے والدین خطاوار ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں شرنا خطاوار اور آثم شوہر ہے کہ بے وجہ عورت کو زدوکوب کرتا ہے اور سخت تعزیر ناحق کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کا اپنے والدین کے گھر آنا اور رہنا نافرمانی اور نشوز نہیں ہے کیونکہ یہ جانا عورت کا ناحق نہیں ہے بلکہ حق پر ہے۔

بیوی کو نصیحت کرنا اور اس کے لئے بددعا کرنا یا روئی کپڑا بند کرنا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۷)۔ زید کی بیوی اگر باجود نصیحت کرنے اور سمجھانے کے نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو زید کو یہ جائز ہے کہ وہ رات کو سونا چھوڑ دے یا کپڑا اوڑھنا نہ دے اور یہ بددعا کرے کہ اللہ پاک یا تو اس کو نیک کردے یا اس کو اٹھالے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سمجھانا اور نصیحت کرنا تو عمدہ ہے لیکن نہ ماننے پر رات کو سونا

نہ دیکھئے رد المحتار باب المعرم ۲۹۲ ج۲۔ ظفیر۔ ۱۲ ولو قالت انه یضربنی ویؤذینی فمره ان یمسکنی بیمین تومها لعین فان علم القاضی ذلک زجره ومنعه عن التعدی فی حقها وان تعذر فالیمین علی الزوج فان حنث وامتنع من التعدی فی حقها لا یزکیها ثم رد المحتار باب النفقة ۲۹۳ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

چھوڑنا یا روٹی کپڑا نہ دینا یا کم دینا درست نہیں ہے۔ اور دعاؤں میں صرف اسی پر اکتفاء کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے اور نیک کرے، موت کی دعاء نہ کرے۔

ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۸) - زید کی زوجہ اور زید کی والدہ میں سخت نااتفاقی رہتی ہے۔ بہو ساس کی دشمن اور ساس بہو کی دشمن ہے۔ زوجہ زید علیحدہ رہنا پسند کرتی ہے، آیا زید کس صورت سے علیحدہ ہو کر رہے کہ والدین کے حقوق بھی ادا کرتا رہے؟

الجواب - زید کو اس حالت میں یہ کرنا چاہئے کہ اپنی زوجہ کو لے کر علیحدہ رہے اور والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کرتا رہے اور جو کچھ ان کا حق ہے ادا کرے تاکہ دارین میں فلاح پاوے۔

والدین کے کہنے سے حقوق شوہر میں کوتاہی یا حقوق اللہ میں درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۰۹) - اگر والدین لڑکی کو جماع سے روکیں اور وہ شہوت کی وجہ سے نہ رکے لیکن والدین کے خوف سے غسل نہ کرے جس کی وجہ سے اکثر نمازیں قضاء ہوں تو عورت گنہگار ہوگی یا والدین اس کے؟ اور ایسا خوف و لحاظ جس سے نمازوں کے قضاء ہونے کی نوبت آئے جائز ہے یا نہیں؟

لصوا التی تخافون نشوزہن فعظوہن واہجروہن فی المضاجع واضربوہن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا (سورۃ النساء ۳۴) اس سے معلوم ہوا کہ شب باشی چھوڑنا جائز ہے مگر ہو اسی گھر میں اس کے ساتھ نہ ہو۔ ظفیر۔ عن وتجب لہا السکنی فی بیت خال عن اہلہ لا واحلہا (درمختار) وہیت منفرد من دار لغلق نار فی الاختیار والعینی ومرافق ومفاد لزوم کنیف ومطبخ ویبنغی الافتاء بہ کفایۃ عن الفصول المتصد ۳۰ بشرط ان لا یکون فی الدار احد من احماء الزوج یوزیہا (درمختار) فی البدائع ولو اراد ان یسکنہا مع ضرتہا او مع احمائہا کامہ واختہ وبنتہ فابت فعلیہ ان یسکنہا فی منزل منفرد لان ایاء ہا دلیل الاذی والضرر اذ وذکر الخصاف ان لہا ان تقول لا اسکن مع والدیک واقربائک فی الدار فافرد لی دارا، قال صاحب التقط ہذا الروایۃ محمولۃ علی الموسرۃ الشریفۃ وہذکرنا قبلہ ان افراد بیت فی الدار کاف انما ہو فی المرأۃ الوسط (رد المحتار باب النفقۃ ص ۵۱۲ ج ۲ و ص ۹۱۳ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس میں والدین عاصی وگناہگار ہیں، اور عورت کو ان کی فرمانبرداری اور ان کا خوف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۱۔ ظفیر)۔

پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین راضی نہیں ادھر مساوات نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۱۰)۔ کمترین کا نکاح عرصہ چار سال چھ ماہ پیشتر ایک لڑکی سے ہوا۔ جہاں پر میں خوش نہیں تھا مگر والدین کے دباؤ سے وہ نکاح ہوگیا اور میں اس وقت بالغ تھا، نکاح کے ابتدا ہی سے مجھے اپنی منکوحہ سے محبت پیدا نہیں ہوئی اور میرا ارادہ نکاح ثانی کرلینے کا ہوا جس کو والدین پر بھی ظاہر کیا مگر وہ راضی نہیں ہوئے اور نہ انھوں نے اجازت دی والدین بہت دباؤ دیتے رہے کہ میرے تعلقات اپنی بیوی سے اچھے پیدا ہوجاویں اور میں خود اکثر اپنی طبیعت کو بہت مجبور کرتا تھا مگر کوئی خوشگوار اثر نہ ہوا گو اپنی صورت میں اس کے ساتھ تعلقات زن وشوی رکھا گیا اور اس طرح دو سال کا عرصہ گذر گیا مگر کوئی اولاد وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوئی، عرصہ دو سال کے بعد اپنی حسب منشاء والدین کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کرلیا جس کے ساتھ خداوند کریم نے مجھے محبت بھی عطا فرمائی اور مجھے جو چاہتا تھا اللہ پاک نے عنایت فرمایا اب میرا ارادہ پہلی بیوی کو طلاق دینے کا تھا کیوں کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں مجھ سے اس کے رہے سہے تعلقات بھی ضائع ہوجاویں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور میں نے بہت چاہا کہ اسے طلاق دیدوں مگر والدین نہایت سخت ناراض تھے اور انھوں نے ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی، انھوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کو طلاق دیتے ہو تو ہم تم سے اپنی زندگی بھر نہیں ملیں گے، آخر میں نے ملتوی کردیا مگر اس حالت میں مجھے اس سے محبت بالکل نہیں اور نہ میرے اس کے تعلقات اچھے رہے اور اسی طرح دو سال قریبا اور گذر گئے اور میرے اور اس کے تعلقات میں

Maktaba Tul Ishaat.com

کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہوا، اب میں چاہتا ہوں کہ اسے طلاق ہو جاوے تو وہ بھی اپنے آرام میں ہو جاوے اور مجھے بھی اس سخت مواخذہ سے نجات ہو، مگر والدین کسی طرح نہیں مانتے وہ اپنی اس ضد پر ہیں کہ اگر تم اسے طلاق نہیں دیتے تو ہم تم سے ملتے ہیں ورنہ ہم تم سے دور، تم ہم سے دور، اب دراصل بات یہ بھی ہے کہ میری پہلی بیوی طلاق لینے پر خوش نہیں ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں دو کا خرچ اور تعلقات وغیرہ کے برداشت کے قابل نہیں اور میں دونوں کو رہنے بھی دوں تو از روئے قوانین خداوندی میں دونوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہ کرنے سے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں اور اگر طلاق دیتا ہوں تو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب ۔ بہتر تو یہ ہے کہ والدین کی بھی اطاعت کی جاوے اور ان کی مرضی کے خلاف نہ کیا جاوے، اور زوجہ اول کے حقوق بھی ادا کئے جاویں اور اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو، مگر طبیعت پر جبر کر کے اور اللہ کے خوف سے ہر دو زوجہ میں عدل اور مساوات کی جاوے، باقی محبت قلبی اگر ایک سے زیادہ ہو اور ایک سے کم ہو، یا بالکل نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ اور جماع و صحبت میں بھی مساوات شرط نہیں ہے مگر البتہ شب باشی یعنی رات کو پاس رہنے میں دونوں کو برابر رکھے ایک شب ایک زوجہ کے پاس سوئے تو دوسری رات دوسری کے پاس۔ اسی طرح کھانے کپڑے میں برابری کرے[1] لیکن اگر ایک زوجہ اپنے حقوق معاف کر دیوے تو پھر عند اللہ مواخذہ سے بری ہے، الغرض یہ صورت تو ایسی ہے کہ ماں باپ کی

---

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہا ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والمأکول والمجبۃ لا فی الجماعۃ کالمحبۃ، بل یستحب اللہم الخ (علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۵۳۶ ج ۲ و ص ۵۴۷ ج ۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی خوشی ہو جاوے اور بیوی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

اور اگر اس طرح نہیں کر سکتا اور ایک زوجہ کے حقوق بالکل ادا نہیں کر سکتا اور جس قدر مساوات وعدل ضروری ہے وہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ زوجہ اپنے حقوق معاف کرتی ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کو طلاق دی جاوے، اور ماں باپ کے راضی کرنے کی دوسری صورت کی جاوے، طلاق دینے کے بعد ان کی منت خوشامد کیا جاوے اور ہر طرح فرماں برداری کی جاوے اور جس طرح ہو ان کو راضی کیا جاوے اور خوش رکھا جاوے۔ اگر بالفرض وہ پھر بھی راضی نہ ہوں تو تم پر مواخذہ شرعی نہیں البتہ زوجہ کے حقوق ادا نہ کرنے اور اس سے معافی کی صورت نہ ہونے میں سخت مواخذہ ہے کہ اس کی مکافات کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور والدین کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے کہ کسی معصیت کا ارتکاب اس میں نہ ہو، اور درصورت اللہ کے حکم کی نافرمانی کے ارتکاب کے والدین کی خوشی کی پیروی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ حکم شرعی یہ ہے کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[1] یعنی کسی مخلوق کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے، پس والدین کی اطاعت کی وجہ سے حق تلفی زوجہ کی جائز نہیں ہو سکتی، اصل یہ ہے کہ حقوق زوجیت کی رعایت مقدم ہے یا اپنے نفس پر جبر کر کے اس زوجہ کے حقوق ظاہری ادا کئے جاویں، یا اس سے معافی لیجاوے ورنہ اس کو طلاق دی جاوے۔

باپ بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو تو کیا کرنا چاہئے؟

سوال (۱۵۱۱) - اگر والدین یا کسی شخص بسبب رنجش ادنیٰ بفرزند خود ارشاد فرمایند کہ اہلیۂ خود را طلاق بدہ۔ واگر طلاق نمی دہی تا پردہ مدار، ورنہ ما از تو بیزار خواہد شد یم و تو از ما، دریں صورت طلاق دہد یا نہ، و بے پردہ کردن زوجہ را چہ حکم دارد؟

---

[1] ویجب لو بانت الامساک بمعروف وقد ابنا کتاب الطلاق مع ہدایہ وغیرہ۔ منہ عفی عنہ کتاب الاطاعۃ مشکوٰۃ خلیفہ

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - طلاق دادن دریں صورت لازم نیست و ندادن طلاق در حقوق شمار نخواہد شد و بے پردہ کردن زوجہ خود را معصیت است و در معصیت طاعت کسے جائز نیست لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[1]۔

شوہر سے والدین کی خوشنودی کے لئے بے رخی کرنا چاہئے یا نہیں؟

سوال (۱۵۱۲) - اگر لڑکی اس خیال سے اپنے خاوند سے بے رخی برتے اور کہنا نہ مانے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرے کہ میرے والدین مجھ سے ناراض ہو کر ہمیشہ کو ملنا چھوڑ دیں گے اور میرے لئے بددعا کریں گے، ایسے خیالات و توہمات سے لڑکی کو شوہر کے خلاف کرنا جائز ہے یا نہیں اور والدین کی بددعا کا اثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب - عورت کو ایسے خیالات اور توہمات پر اپنے شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت کو نہ چھوڑنا چاہئے، اس صورت میں والدین ناحق پر ہیں ان کی بددعا کا خیال نہ کرے اور شوہر کی خوشنودی کو مقدم رکھے[2]۔

شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے؟

سوال (۱۵۱۳) - اگر والدین دختر کو کہیں کہ تو اپنے زوج سے بے رخی سے پیش آ، اور ہمارے کہنے کے موافق کام کر اور شوہر کا کہنا نہ مان، اس کی راحت و تکلیف کا کچھ خیال نہ کر ایسی حالت میں والدین کا کہنا ماننا چاہئے یا نہیں؟

الجواب - یہ حکم والدین کا ماننے کے لائق نہیں ہے اور خلاف حکم شرع ہے، موافق حدیث مذکور لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[3] کے اس بارے میں

---

[1] عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابوداؤد (مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۳) نظیر [2] مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ ص۳۲۲، نظیر [3] عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابونعیم فی الحلیۃ (مشکوۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱) نظیر [4] دیکھئے مشکوۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۲، نظیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین کی اطاعت اور فرماں برداری جائز نہیں ہے اگر لڑکی اس بارہ میں والدین کے کہنے کے مطابق کرے تو گنہگار ہوگی۔

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا

سوال (۱۵۱۴)۔ عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا۔

الجواب۔ علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق حق شوہری کے ہیں ان میں شوہر کی اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت وراحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے، یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں، کما ورد لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[۲]۔

جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور ماں علیحدہ ہونے کو راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال (۱۵۱۵)۔ بکر باہر رہتا ہے زوجہ اور والدہ بکر مکان پر رہتی ہیں اور دونوں میں جھگڑا رہتا ہے، بکر چاہتا ہے کہ والدہ اور زوجہ کو الگ الگ کردے مگر والدہ الگ ہونے سے راضی نہیں ہے تو بکر کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب۔ الگ الگ ہی رکھنا چاہئے، البتہ اگر دونوں موافقت سے رہیں تو والدہ کا کہنا کرے اور جب کہ اکٹھے رہنے میں فساد ہے تو زوجہ کو علیحدہ کردے بشرطیکہ والدہ کو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو والدہ کی رفع تکلیف مقدم ہے زوجہ کو ان کے پاس رکھے۔

---

[۱] ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدر علی اتیانها ولو اتوها فی زمنا فاحتاجها فعلیها تعاهد ها ولو کافرا (ردالمحتار عن البحر) لرجحان حق الوالد (ردالمحتار باب النفقة ص۹۱۵ ج۲) ظفیر [۲] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص۳۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۱۶)۔ زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا۔ لڑکی رخصت ہو کر مکان آگئی کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی۔ اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کو اس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے۔ اپنے وطن میں نہ لے جائے۔ آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ویسافر بہا بعد اداء کلہ موجلا ومعجلا اذا کان مامونا علیہ والا یودی کلہ اولم یکن مامونا لا یسافر بہا وبہ یفتی[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ادائے تمام مہر کے بعد سفر میں لے جا سکتا ہے جبکہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذاء دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جا سکتا (لیکن یہاں سفر کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے، بلکہ اپنے گھر میں لے جانے کے متعلق سوال ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے وطن لے جائے گا، اور اس میں بیوی کو انکار کا حق نہیں ہے للزوج ان یسکنہا حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار: باب النفقۃ ص۹۳ ج۲ ظفیر)

جائے ملازمت پر بیوی کو اس رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۱۷)۔ زید باشندہ کاکوری ضلع لکھنؤ کا حیدر آباد میں ملازم ہے، تعارف و قرابت سابقہ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر کی دختر کے ساتھ حیدر آباد میں ہوا۔ اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر و آمد و رفت وغیرہ کی نسبت نہیں ہوئی، بعد نکاح عمر نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خط، متوسط پر اس کی ہمراہ روانہ کیا، نکاح کے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود ہندہ کے والد کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور و دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں، کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجۃ ص۹۵ ج۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ایسا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو سفر میں اپنے ساتھ لیجاوے، مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں، قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت وسکونت پر لے جانے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں؟ اگر ہندہ عذر اذیت وتکلیف وہی پر جانے سے انکار کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - قال فی الدر المختار ناقلا عن النهر والذی علیه العمل فی دیارنا انه لا یسافر بها جبرا علیها وجزم به البزازی وغیره وفی المختار وعلیه الفتوی[1] در مختار وفی الشامی وبعد ایفاء المهر اذا اراد ان یخرجها الی بلاد الغربة یمنع من ذلک[2] ان روایات سے معلوم ہوا کہ جائے ملازمت پر لے جانا زوجہ کا بدون اس کی رضا کے نہیں چاہئے، خصوصاً جب کہ اس کو خیال ایذا رسانی وتکلیف پانے کا ہو۔

شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور شوہر کا کوئی مالی حق بیوی پر ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۱۸) - معمولی روزمرہ کے کپڑے اور غذا حسب استطاعت شوہر اور مہر معین کے علاوہ شوہر پر بیوی کا اور بھی کوئی حق واجب ہے مثلاً عید بقرعید کے لئے عمدہ کپڑے قیمتی، بیماری میں قیمت دوا، فیس طبیب، تیمارداری وغیرہ کا خرچ اور رشتہ داروں کے گھر جانے کا سفر خرچ اور تحفہ کی قیمت، اگر شوہر بیوی کو اسی کے اصرار سے اپنے ساتھ سفر میں رکھے تو سفر خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور زیور بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اگر اشیاء مذکورہ میں سے کچھ شوہر کے ذمہ واجب نہیں تو اشیائے مذکورہ کو مہر میں محسوب کر سکتا ہے، اگر بیوی اس پر راضی نہ ہو تو شوہر اس کو رشتہ داروں میں جانے سے اور غیر محرم کو خط لکھنے اور ملنے سے روک سکتا ہے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ۲/۲۹۵ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب المهر مطلب ایضاً ۲/۲۹۵ ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

یا نہیں، مہر عند اللہ بیوی خود شوہر سے لے گی یا اس کے ورثاء سے، کیا شوہر کا بھی کوئی حق مالی بیوی پر ہے یا نہیں جس کو شوہر بیوی سے لے سکے گا؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کما لا یلزمہ مداواتھا ای انیا نہ لھا بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ الخ شامی[1] ۲/۶۴۵ وایضاً فی الشامی تنبیہ قد علم مما ذکر انہ لا یلزمہ لھا القھوۃ والدخان وان تضررت بترکھما لان ذلک ان کان من قبیل الدواء او من قبیل التفکہ فکل من الدواء والتفکہ لا یلزمہ کما علمت[2] الخ ۲/۶۴۹ الحاصل شوہر کے ذمہ سوائے نفقہ معمولی یعنی کپڑے وکھانے وغیرہ ضروریات خانہ داری کے اور کوئی چیز مثل قیمت دواء واجرت طبیب اور عید کے لئے خاص قیمتی کپڑے اور اقرباء کے گھر جانے کا سفر خرچ واجب نہیں ہے، اگر یہ اشیاء بنیت مہر ادا کرے اور زوجہ اس کو منظور کرے تو وہ روپیہ مہر میں محسوب ہو جاوے گا اور اگر شوہر اپنے ساتھ سفر میں لے جاوے تو وہ سفر خرچ بذمہ شوہر ہے اس کو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا۔

اور نیز درمختار میں ہے ولا یمنعھا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ[3] (ترجمہ) اور شوہر منع نہ کرے زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے ہر جمعہ میں اور غیر محرم سے ملنے اور خط لکھنے سے منع کر سکتا ہے اور منع کرنا ہی چاہئے[4] مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے۔ اگر شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو بعد طلاق

---

[1] رد المحتار باب النفقۃ ۲/۶۴۵۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب النفقۃ ۲/۶۴۹۔ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ۲/۶۱۴۔ ظفیر۔ [4] ویمنعھا من زیارۃ الاجانب وعیادتھم والولیمۃ وان اذن کانا عاصیین وفی البحر لہ منعھا من العزل وکل عمل ولو تبرعا الا حنی ولو قابلۃ او مفسدۃ لتقدم حقہ علی فرض الکفایۃ وفی شرح المنیۃ الدر المختار علی رد المحتار باب النفقۃ ۲/۶۱۵ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کے وہ عورت خود اپنا مہر لے سکتی ہے، یا شوہر مرگیا تو اس کے ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور اگر عورت مرگئی تو اس کے ورثاء لیں گے، ان ورثاء میں خود شوہر بھی داخل ہے، اس کا حصہ ساقط ہوجاوے گا۔ شوہر کا کوئی حق مالی عورت کے ذمہ بسبب نکاح کے نہیں ہے کہ جس کو شوہر بی بی سے وصول کرے قال اللہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ[1] مردوں کو حکم ہے کہ مال خرچ کرکے عورتوں کو طلب کریں اور ان کا حق ادا کریں نہ یہ کہ شوہر زوجہ سے کچھ مال لیوے، البتہ اگر مال کے عوض خلع ہوا ہے تو وہ مال شوہر زوجہ سے لے گا۔

زمانہ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے؟

سوال (۱۵۱۹)۔ شرعاً اپنی زوجہ سے حالتِ حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالتِ حمل میں کچھ حرج نہیں ہے، ساتویں آٹھویں نویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے، شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے لیکن جس حالت میں کہ مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے۔ شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے[2]۔

---

[1] سورۃ النساء۔ ع ۴ ـــــ [2] ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها (درمختار) فعلم من هذا كله انه لا حل له وطؤها بما يودي الى اضرارها (ردالمحتار باب القسم ص۵۴۵ ج۲ و ص۵۴۹ ج۲) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

دسواں باب احکام الرضاع

آدمی کے دودھ پینے پلانے سے متعلق احکام ومسائل

سوال (۱۵۲۰) صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

مدت رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - مدت رضاعت کہ جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک اڑھائی برس ہیں اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دو برس ہیں اور فتوی اکثر علماء کا دو برس پر ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوی ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ الغرض دونوں قول پر فتوی دیا گیا ہے، پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچہ کو دودھ پلایا جاویگا تب بھی حرمت رضاعت ثابت ہوجاوے گی اور اڑھائی برس کی عمر تک دودھ پلانا موافق قول امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ درست اور جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کردیا جائے۔ واللہ اعلم۔

ھ وحولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما وھو الاحوط للخ وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انہ فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام محرم وعلیہ الفتوی واستدلوا للقول الثانی بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا ای مدۃ کل منھما ثلثون ویثبت التحریم فی المدۃ فقط اولہ حکم الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ حرام علی الصحیح (درمختار) وحاصلہ انھما قالا ان الفی بکل منھم (ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۵ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۲۱) - عورت اپنے حقیقی بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - مدت رضاعت میں پلا سکتی ہے[1] مگر یہ یاد رکھے کہ آئندہ اس بھائی کی اولاد سے اس کے اولاد کی شادی جائز نہ ہوگی، وہ دودھ کے رشتے سے رضاعی لڑکے کے حکم میں ہوگا، اپنے دودھ پلانے کا چرچا لوگوں سے کردے تاکہ آئندہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے، پھر کوئی مجبوری ہو تو دودھ پلائے ورنہ خواہ مخواہ یہ شوق نہ کرے[2]۔ (ظفیر)

غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں مدت رضاعت دو سال ہے یا زیادہ؟

سوال (۱۵۲۲) - اگر کسی غیر دودھ پلانے والی کے بچہ سپرد کیا جاوے ویسے ہی اس بچہ کے دودھ پلانے سے دودھ اتر آیا تو اس کے لئے بھی دو سال دودھ پلانے کی قید ہے یا کچھ وسعت ہے۔

الجواب - اس کے لئے بھی دودھ پلانے میں دو سال کی قید ہے، اس سے زیادہ مدت تک موافق روایت مفتی بہا کے دودھ پلانا اس کو جائز نہیں ہے۔ اور یہ صاحبینؒ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابوحنیفہؒ اڑھائی سال تک دودھ پلانے کی اجازت دیتے ہیں[3]۔

دو ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۳) - اگر کسی شخص نے کسی عورت کا دودھ بطور دوا کے یا یوں ہی پیا ہو تو اس عورت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کی اولاد سے اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور دودھ کی مدت کتنے دنوں رہتی ہے؟

---

[1] ولم یجز الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به لغیر ضرورة حرام. الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص۲۹۵ ج۲ ظفیر۔

[2] والواجب علی النساء ان لا یرضعن کل صبی من غیر ضرورة واذا ارضعن فلیحفظن ذلك ولیشهرنه ویکتمنه احتیاطا. رد المحتار باب الرضاع ص۲۹۵ ج۲ ظفیر۔

[3] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط وهو الاصح فتح وبه یفتی. الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص۲۹۵ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب ۔ مدت رضاع دو برس یا اڑھائی برس ہے علی اختلاف القولین پس اگر اس مدت کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیوے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط

چار سالہ لڑکے کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۴) ۔ ایک عورت نے اپنا دودھ نکال کر پیالہ میں رکھا تھا، اس کا بھتیجہ جس کی عمر چار سال کی تھی آکر وہ دودھ پی لیا، اس کا نکاح اپنی چچی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کیونکہ مدت رضاعت دو یا اڑھائی سال ہے اس سے زیادہ عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، پس نکاح مذکور صحیح ہوگا۔ فقط

خمس رضاعات کا ناسخ

سوال (۱۵۲۵) ۔ آپ ناسخ حدیث خمس رضاعت کا کس حدیث یا آیت کو مقرر کریں گے اور علامہ نووی جو کہ قول عائشہؓ ثم نسخ بخمس معلومات کو آیت منسوخ تلاوت قرار دیتے ہیں، علامہ کے پاس اس کی ناسخ کون آیۃ یا حدیث ہے یا صرف بقول عائشہؓ وھی فیما یقرأ من القرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں؟

الجواب ۔ خمس معلومات کا موافق عشر معلومات کے منسوخ ہونا خود اس سے ظاہر ہے کہ مصاحف میں نہیں ہیں، اور اگر وہ آیات قرآن شریف میں سے ہوتی تو لامحالہ مابین الدفتین مکتوب ہوتی، اسی لئے علی قاریؒ وہی فیما یقرء پر لکھتے ہیں یعنی ان بعض من لم یبلغہ النسخ کان یقرء علی الرسم الاول ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کو نسخ معلوم نہ تھا وہ پڑھتے تھے اور نسخ اس کا معلوم ومشہور ومتواتر ہے والا لکان مکتوبا

---

[1] ویثبت التحریم فی المدۃ فقط وعلیہ الفتوی (درمختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۵ ج۱) ظفر [1] وھو حولان ونصف عندھما وحولان فقط عندھما [1] ویثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۵ ج۱) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

فی المصاحف ومن ادعی انہ کان من قبیل منسوخ التلاوۃ لامنسوخ الحکم فعلیہ البیان وکیف یدعی بقلۃ الحکم والحال ان قولہ تعالی وامہاتکم اللاتی ارضعنکم یدل باطلاقہ علی ان المحرم مطلق مسمی الارضاع لاخصوص الرضعات۔ فقط

دو برس سے زیادہ کے بچہ کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

سوال (۱۱۵۲۶) - بچہ بہت لاغر ہے بجز عورت کے دودھ کے اور کوئی غذا اس کے ہضم نہیں ہوتی اور اس کی عمر دو برس سے زیادہ ہے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - درست نہیں۔ درمختار۔[1]

حولین کاملین اور حمل وفصال ثلثون شہرا میں تطبیق

سوال (۱۱۵۲۷) - قرآن شریف میں حولین کاملین مدت رضاعت کے بارے میں آیا ہے جس سے دو سال مدت رضاعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا وارد ہوا ہے جس سے اڑھائی سال معلوم ہوتے ہیں دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے اور کس پر عمل کیا جاوے بفقط

الجواب - امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اڑھائی برس کا ہے اور صاحبین کا مذہب دو برس کا ہے اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور دلائل فریقین کی مطولات میں ہیں اور وجہ تطبیق بھی کتب میں مذکور ہے اس تحریر مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

---

[1] ولم یحد الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی (درمختار) ولو استغنی فی حولین حل الارضاع بعدھما الی نصف فلا تا ثم عند العامۃ خلافا لخلف بن ایوب (مستحب الی حولین وجائز الی حولین ونصف (ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۲ ج۲) ظفیر۔ [2] ھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما ھو الاصح فتجوبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انہ فی الحولین ونصف ولو بند الفطام محرم وعلیہ الفتوی لاستدلال لقول الامام بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ای مدۃ کل منھما ثلثون غیر ان النقص فی الاول قام بقول عائشۃ لایبقی الولد اکثر من سنتین ومثلہ لایعرف الا سماعا والایۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل والاکثر ولم نکن ولا نزاع قطعیۃ الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ثبوت رضاعت میں رویت کا اعتبار ہے یا علم کا؟

سوال (۱۵۲۸) - ثبوت رضاعت کے لئے نصاب شہادت کم از کم دو مرد خواہ ایک مرد اور دو عورتیں قرار دی گئی ہیں اور شہادت میں رویت کا اعتبار کیا گیا ہے، حالانکہ رضاعت کے لئے رویت رجال غیر ممکن ہے کیونکہ مرد کو عورت کا بدن دیکھنا حرام ہے پس جب کہ رویت نہ ہوگی تو رضاعت کیونکر ثابت ہوگی، ثبوت رضاعت میں محض رویت ہی کو دخل ہے یا سماعت کو بھی دخل ہو سکتا ہے جبکہ نکاح وغیرہ کا ثبوت سماعت سے ہو سکتا ہے؟

الجواب - رضاع کو ان اشیاء میں سے نہیں شمار کیا گیا ہے کہ اس میں سماع پر شہادت معتبر رکھی گئی ہو، اور شبہہ کا جواب یہ ہے کہ بعض محارم شہود ہو سکتے ہیں جن کو دیکھنا درست ہے اور بعض اجانب کی نظر اتفاقاً پڑ جاتی ہے جو کہ موجب مواخذہ نہیں ہے علاوہ بریں شاہد کو علم رضاع ہونا کافی ہے یعنی یہ کہ فلاں بچہ شیر خوار فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے جو کہ خبر متواتر وغیرہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے: اس مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے کہ بچہ کے منہ میں پستان کو دیکھ کر گواہی دیجاوے اور پستان کے منہ میں ہونے سے بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ دودھ بچہ کے پیٹ میں گیا یا نہیں، لہٰذا اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، الغرض شہادت کے لئے علم اس بات کا کہ فلاں بچہ فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے کافی ہے، چنانچہ درمختار میں لفظ اشہد کہنے کے یہ معنی بیان کئے ہیں، فکانہ یقول اقسم باللہ لقد اطلعت علی ذلک وانا اخبرہ[1]

مدت رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۹) - زید نے ہندہ کا دودھ بعد عمر شیر خوارگی پستان سے چوس کر نکالا اور باہر ڈال دیا۔ اس وجہ سے کہ ہندہ کا بچہ مر گیا تھا اور دودھ چڑھا ہوا تھا۔ پھر زید نے ہندہ سے نکاح کر لیا، یہ نکاح ناجائز ہے یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص۳۷۰ مطبوعہ دیوبند

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - بضرورت مذکورہ دودھ پستان سے چوس کر نکال دینے اور بابہ ڈالنے سے کچھ حرج نہیں ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی اور بعد مدت شیر خوارگی اگر اندر پیٹ کے بچی چلا جائے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ مگر پینا دودھ کا ایسے وقت حرام[1] ہے اور نکاح اس سے درست ہے۔ یعنی زید کا نکاح اس صورت میں ہندہ سے صحیح ہے۔

رضائی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۵۳۰) - زینب اور زید نے آگے پیچھے ایک عورت کا دودھ پیا۔ اب زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب - زینب اور زید نے جب کہ ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اگرچہ آگے پیچھے پیا، دونوں بہن بھائی رضاعی ہو گئے، زینب کی لڑکی زید کی بھانجی رضاعی ہے، پس زید کا نکاح زینب کی دختر سے جائز نہیں[2] ہے۔ فقط۔

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا

سوال (۱۵۳۱) - عمر کا ایک نواسہ ہے اس کو عمر کی دوسری بیوی نے جو اس لڑکے کی سوتیلی نانی ہوتی ہے، دودھ پلایا تو اس لڑکے کا نکاح اپنے چچا یعنی بکر کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہ؟ کیونکہ وہ اس کی حقیقی خالہ کی لڑکی ہے، اور اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہ؟۔

الجواب - اگر ڈھائی برس سے کم کی عمر میں دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور نکاح درست نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] واذا مضت مدۃ الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم لقولہ علیہ السلام لا رضاع بعد الفصال (ہدایہ کتاب الرضاع ص۲۲۴ ج۲) ظفیر۔ [2] وسئل یباح الارضاع بعد المدۃ فقیل لا یباح لان اباحتہ ضروریۃ لکونہ جزء الآدمی (ایضاً ص۲۲۳) ظفیر۔ [3] حرم علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح اصلہ وفرعہ علا او نزل وبنت اخیہ واختہ وبنتاھما ولو من زنا (درمختار باب المحرمات ص۱۸۵) وفیہ فیحرم منہ ای بسبب الرضاع ما یحرم من النسب (کتاب الرضاع ص۲۱۳) ظفیر۔ [4] فیحرم منہ ای بسبب ما یحرم من النسب

Maktaba Tul Ishaat.com

صرف چھاتی سے لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۳۲) - زید کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا، زینب نے اپنی چھاتی زید کے منہ میں دی لیکن دودھ بالکل نہیں اترا، اس صورت میں زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر یہ یقین ہے کہ زینب کے دودھ نہیں اترا، اور زید کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں گیا تو زید کا نکاح زینب کی دختر سے درست ہے۔

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال (۱۵۳۳) - ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا، قال فی الدر المختار مص رجل ثدی زوجته لم تحرم[۲]۔

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے کے رضائی بھائی بہن ہیں

سوال (۱۵۳۴) - زید نے ہندہ کا دودھ ایام شیر خواری میں پیا تو سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی ہو جاویں گے یا صرف وہ لڑکی یا لڑکا جس کا دودھ زید نے پیا ہے زید کے بھائی بہن ہوں گے؟ کیونکہ زید کا نکاح ہندہ کی نواسی سے ہوا ہے۔ خلوت ہنوز نہیں ہوئی۔ زید کہتا ہے کہ یہ ہندہ کی نواسی ہندہ کی اس لڑکی سے ہے کہ جس کا دودھ میں نے نہیں پیا لہذا یہ میری بھانجی نہیں ہوئی، میں نے تو ہندہ کے لڑکے بکر کا دودھ پیا ہے اگر یہ لڑکی ہندہ کی پوتی ہوتی یعنی بکر کی لڑکی تو میری بھتیجی ہوتی، اس واسطے یہ مجھ پر

---

[۱] وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ: رد المحتار باب الرضاع ص۲۵۶ ج۲) ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۲۶۱ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حرام نہیں ہے چونکہ بکر سب اولاد ہندہ سے چھوٹا ہے، ہندہ کی نواسی پہلی لڑکی سے ہے ہندہ کے چھ اولاد ہیں۔

الجواب - اس صورت میں سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی رضاعی ہیں پس ہندہ کی نواسی کے ساتھ نکاح زید کا حرام ہے، اور عذر زید کا غلط ہے اور بسبب جہالت کے ہے کہ وہ مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں، درمختار میں صریح موجود ہے والاصل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا ای التی ارضعتہا وولد ولدہا لانہ ولد الاخ باب الرضاع[1] اور شامی میں ہے قولہ وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ مثلاً وکان کل منہما فی مدۃ الرضاع[2] الخ وفیہ ایضا فی البحر عن آخر المبسوط لو کانت ام البنات ارضعت احد البنین او احد البنین ارضعت احدی البنات لم یکن للابن المرتضع من ام البنات ان یتزوج واحدۃ منہن[3] اھ فقط۔

تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے

سوال (۱۵۳۵) - زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے تیسرے حمل میں بیمار تھی اور اسی بیماری کے زمانہ میں اس کے لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی، چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی، میری لڑکی اس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی تو اس لئے کہ دودھ اتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھچوا دیا، تاکہ دودھ اتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچا یا نہیں، حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے۔ رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا تو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس طرح دو مرتبہ دودھ کھینچنے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۶۷ - ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۶۷ ظفیر۔ [3] ظفیر۔ [4] رد المحتار ج۲ ص۵۶۷ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے ہندہ سلیمہ کی رضاعی بہن ہوئی یا نہیں، یہ قول صرف زینب کا ہے اور اس کی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں ہے، زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت پر زوجیت سے کردیتا ہوں۔ آیا دو عورتوں کی شہادت اس بارے میں کافی ہوسکتی ہے، اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔ اور وقت ضرورت [illegible] کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب ۔ اقول وباللہ التوفیق۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت میں اگر فحل لبن یعنی دودھ کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہوجاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دودھ حلیمہ کا ہندہ سے کھچوا دیا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچی کے منہ میں دی گئی، گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا، صرف کھچوا کر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے دودھ کو کھچکر کلی تو نہیں کردی بلکہ وہ دودھ ہندہ کے پیٹ ہی میں گیا اور جب کہ حلیمہ کی پستان میں دودھ اترا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی بظن غالب اس نے دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے، لہٰذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے ویثبت بہ دان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم (درمختار) قال العلامۃ الشامی قولہ فلو التقم الخ تفریع علی التقیید بقولہ ان علم وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ او اشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ

Maktaba Tul Ishaat.com

الصبیۃ[1] الخ شامی کی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا، البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کما فی الدر المختار والرضاع حجتہ حجۃ المال وھی شھادۃ عدلین او عدل وعدلتین الخ قولہ حجتہ ای دلیل اثباتہ وھذا عند الانکار لانہ یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر[2] وفی الشامی وان قل اشار بہ الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمرؓ انہ قیل لہ ان ابن الزبیرؓ یقول لا باس بالرضعۃ والرضعتین فقال قضاء اللہ خیر[3] من قضائہ قال تعالی وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ[4] الخ شامی باب الرضاع۔

صحیح مدت رضاعت کیا ہے؟ **سوال (۱۵۳۶)** - عموماً لڑکی کو پورے دو برس اور لڑکے کو سوا دو برس تک دودھ پلایا جاتا ہے مگر شرعاً صحیح کیا ہے، کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک مولود کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے بعض عورتیں بچہ کی طاقت یا اور کسی وجہ سے پانچ چھ برس تک بھی اپنا دودھ پلاتی ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - مدت رضاع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے دو برس ہے اس سے زیادہ مدت تک بچہ کو دودھ پلانا درست نہیں ہے درمختار میں ہے وحولان فقط عندھما وھو الاصح وفتوی وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون الخ ولو بعد الفطام والاستغناء بغیرہ بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ بغیر ضرورۃ حرام[5] الخ۔

---

[1] رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۸ ج۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۲ ج۲ وص۵۵۶ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۳۷) - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ زید کی بیوی کے ماموں کے لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے لہٰذا زید کی بیوی کو اس سے پردہ کرنا نہ چاہئے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب - درمختار میں ہے حجتہ حجۃ المال - وھی شھادۃ عدلین او عدل وعدلتین[1] اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں رضاعت ثابت نہیں لہٰذا پردہ ضروری ہے -

جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں

سوال (۱۵۳۸) - زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا، اب بکر کا عقد مسماۃ مذکور کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے، تو ایسی صورت میں کہ جب معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے؟

الجواب - بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اس کی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے، یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] پس جیسے بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وبنات الاخت[3] اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے اور معاوضہ دیدینے سے حرمت رضاعت میں کچھ فرق نہیں آتا فقط

زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا

سوال (۱۵۳۹) - زید و بکر دونوں برادر حقیقی ہیں، زید بکر سے بڑا ہے، زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے، تو زید کا اس لڑکی سے کہ جس کے ساتھ زید نے دودھ پیا ہے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ص۹۶۵ ج۲ ظفیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب الرضاع ص۷۵۲ ج۱ ظفیر۔ [3] سورۃ النساء رکوع ۴ - ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نکاح جائز ہے کہ نہیں، اور اگر اس لڑکی سے جائز نہیں تو ان دونوں لڑکیوں سے کہ جو اوپر ہیں کہ جن کے ساتھ زید نے دودھ نہیں پیا نکاح جائز ہے کہ نہیں۔ اور بکر سے تو نکاح ہو سکتا ہوگا؟

الجواب۔ زید نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کی تمام لڑکیاں زید پر حرام ہیں، خواہ اس لڑکی نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو، اور البتہ بکر کا نکاح ان تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ درست ہے لیکن جس ایک کے ساتھ نکاح کرلے گا پھر اس کی موجودگی میں اس کی کسی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۴۰)۔ سمی فخر الدین مسماۃ مریم بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کی جو شیر خوار ہے ایک مسماۃ نوربی بیٹی ہے پس عند الشرع کیا محمد کا نکاح نوربی سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صورت مسئولہ میں لبن الفحل کے ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا، نہ ثدی واحدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں، بدیں وجہ یہ صورت تحریم کی نہیں ہے، پس نوربی کا نکاح محمد سے درست ہے۔

الجواب۔ جب کہ فخر الدین مریم بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا، اور مریم بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی، پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ نکاح محمد کا مریم بی کی دختر سے ناجائز ہے اور جواب اول صحیح نہیں ہے۔ در مختار میں ہے ویثبت البنوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن۔

۱؎ ویثبت بہا ای الامومۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ لانہ یحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲ و ص۵۵۵ ج۲ ظفیر۔ ۲؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲ ظفیر۔ ۳؎ ایضاً ۱۲ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی

سوال (۱۵۴۱) - ہدایت خاں وعنایت خاں دو بھائی ہیں، عنایت خاں کی دو زوجہ ہیں ایک موضع المنہورا والی، دوسری موضع اٹکا والی، دونوں بیوی سے ایک ایک لڑکی ہوئی اور ہدایت خاں کے ایک لڑکا ہے، ہدایت خاں کے لڑکے نے عنایت خاں کی بیوی المنہورا والی کا دودھ پیا ہے، تو ہدایت خاں کے لڑکے کا نکاح عنایت خاں کی لڑکی سے جو موضع اٹکا والی زوجہ کے بطن سے ہے جائز ہے یا نہ؟

الجواب - درمختار میں ہے ویثبت بہ وان قل الا امومیۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ[1] اس عبارت سے واضح ہوا کہ مرضعہ کا شوہر یعنی عنایت خاں ہدایت خاں کے پسر کا رضائی باپ ہوا تو بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] عنایت خاں کی دوسری زوجہ کی دختر بھی ہدایت خاں کے پسر کے لئے حرام ہوگئی اور نکاح ہدایت خاں کے پسر کا عنایت خاں کی دختر از بطن زوجہ اٹکا والی سے حرام ہے۔

جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس کے لڑکے کی شادی جائز نہیں

سوال (۱۵۴۲) - ہندہ کا زید ایک لڑکا ہے اور خالدہ ایک لڑکی ہے، ہندہ نے اپنی دختر خالدہ کی رضاعت کے زمانہ کا دودھ زینب نامی مرضعہ کے منہ میں ڈالا جب کہ زینب کی عمر دو برس کی تھی، زینب وزید کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - جب کہ زینب کے منہ میں ہندہ نے اپنے پستان کا دودھ ڈالا، اور وہ دودھ اگرچہ قطرہ دو قطرہ ہو، زینب کے حلق اور شکم میں گیا تو زینب ہندہ کی دختر رضاعی ہوگئی اور زید کی بہن رضاعی ہوئی، لہذا زید کا نکاح زینب سے درست

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ۲/۵۵۷ [2] تنویر [3] ایضاً ۲، تنویر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے۔ لانہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[1]۔

ایک لڑکی نے منہ میں چھاتی لے لی مگر دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۵۴۳) مستماۃ زینب نے مساۃ عظیمہ کی دختر کو سہوا اپنی چھاتی منہ میں دیدی قریب ایک منٹ کے منہ میں رہی مگر دودھ نہیں اترا، لڑکی روتی رہی، چھاتی اچھی طرح نہیں دبائی، جس وقت زینب نے دیکھا کہ میری لڑکی نہیں ہے، اسی وقت چھاتی چھوڑ لی جب تک زینب کا بچہ ایک سال سے کم ہوتا ہے اس وقت تک دودھ زیادہ رہتا ہے پھر کم ہوجاتا ہے، اس وقت زینب کی لڑکی بعمر پونے دو سال تھی یہاں تک کہ بعد سال کے زینب کا بچہ چھاتی منہ میں لے کر عرصہ تک دباتا ہے جب دودھ برآمد ہوتا ہے۔ بعد چار سال کے زینب کے لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس اگر دودھ پیٹ میں جانا عظیمہ کی دختر کے مشکوک ومشتبہ ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زینب کے پستان میں اتنی دیر میں دودھ نہیں اُترا تو وہ لڑکی زینب کی دختر رضاعی نہیں ہوئی: اور نکاح زینب کے پسر کا اس لڑکی سے درست ہے ھکذا فی الدر المختار والشامی[2]۔

---

[1] ویثبت بہ الاوان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا یحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان الخ المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۲۵۶ ج۲ و ص۲۵۵ ج۲ ظفیر۔ [2] فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی العالم شکا (درمختار) وفی القنیۃ امراۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا لجاز لہما ان یتزوج بہذہ الصبیۃ اھ وفی الفتح وادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک الخ (درالمختار باب الرضاع ص۲۵۶ ج۲ وص۲۵۵ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بچہ جیسے دودھ پیتا تھا تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۴۴) - زید وعمر بحیثیت حقیقی بھائی ہونے کے صاحبِ اولاد ہیں، زید کے لڑکے کو جس کی عمر چار پانچ ماہ کی تھی، بسبب نہ ہونے شیر زوجہ زید کے اس امر کی کوشش کی گئی کہ اس کی پرورش بکر کی عورت کے دودھ سے کی جائے جس کے ایک لڑکی ہم عمر زید کے لڑکے کے تھی زید کے لڑکے نے قدرتاً اس طرف ارادہ نہیں کیا بلکہ متنفر رہا، جبکہ زید کے لڑکے کا منھ بکر کی زوجہ کے پستان سے لگا دیا اور چند قطرہ ارادۃً اس کے منھ میں ڈالے گئے اس لڑکے نے استفراغ کیا اور دودھ ڈال دیا، اسی طرح چند مرتبہ ہوا، جب اس کو زبردستی دودھ پلاتے تھے تو وہ دودھ ڈال دیتا تھا۔ اب بکر کی دوسری لڑکی پیدا ہوئی ہے، آیا زید کے لڑکے مذکور کا عقد بکر کی اس دوسری لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں حرمتِ رضاعت ثابت ہو گئی اور زید کا لڑکا بکر..... کی زوجہ کا پسر رضاعی ہو گیا، بکر اور اس کی زوجہ کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو گئے، لہٰذا زوجہ بکر کی کسی دختر سے نکاح زید کے اس پسر کا درست نہیں ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ ذیل سے مستفاد ہے۔ ویثبت بہ وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ الخ درمختار وایضاً فیہ، ھو مص من ثدی آدمیۃ او الحق بالمص الوجور والسعوط الخ وفی رد المحتار ثم اجاب بان المراد بالمص الوصول الی الجوف من المنفذین الخ وفی المصباح الوجور بفتح الواو الدواء یصب فی الحلق الخ والسعوط کرسول دواء یصب فی الانف الخ[1] شامی ج ۲ وفی الدر المختار ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونھما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتھا ای اللتی ارضعتھا الخ[2]۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ وظفیر الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲ وظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

خالہ کے جس بھائی نے بھتیجی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح بھتیجی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے

سوال (۱۵۴۵) - زید و ہندہ بہن بھائی حقیقی ہیں۔ مسماۃ ہندہ نے اپنے لڑکے بکر کیساتھ زید کے لڑکے خالد کو دودھ پلایا، خالد کے دو تین بہنیں ہیں، اب بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ جس نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا درست ہے کما فی الدر المختار وتحل اخت اخیہ رضاعًا[1] البتہ خالد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے نہیں ہو سکتا۔

دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے نکاح جائز ہے

سوال (۱۵۴۶) - ہندہ اور سلمٰی دو حقیقی بہنیں ہیں، سلمٰی کے تین بیٹے ہیں دو بڑے ایک چھوٹا، ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں ایک بڑی ایک چھوٹی۔ سلمٰی نے ہندہ کی چھوٹی لڑکی کو دودھ پلایا، اور ہندہ نے سلمٰی کے چھوٹے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا تو اس حالت میں ہندہ کی چھوٹی لڑکی سلمٰی کے چھوٹے لڑکے کی رضاعی بہن ہوئی، آیا سلمٰی کے دو سابق بڑے لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی سابق بڑی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - یہ قاعدہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد مرضیع کے بھائی بہن رضاعی ہو جاتے ہیں کما فی ہذا الشعر ؎ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند۔ پس جب کہ ہندہ کی چھوٹی لڑکی نے سلمٰی کا دودھ پیا تو سلمٰی کی تمام اولاد یعنی تینوں بیٹے اس دختر ہندہ کے بھائی رضاعی ہو گئے، اور چونکہ سلمٰی کے چھوٹے پسر نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی دونوں دختر اس پسر خورد ہندہ کی بہنیں رضاعی ہوئیں، لہٰذا ہندہ کی دختر خورد کا سلمٰی کے کسی پسر سے نکاح درست نہیں ہے۔ اور سلمٰی کے پسر خورد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صحیح نہیں ہے، لیکن سلمٰی کے دو سابق لڑکے ہندہ کی بڑی دختر کے بھائی رضاعی نہیں ہیں۔ ان دونوں لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی بڑی دختر سے درست ہے۔ کما فی الدر المختار و تحل اخت اخیہ رضاعًا۔[1]

زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے

سوال (۱۵۴۷) - زید نے ہندہ کا دودھ پیا، اب زید کا دادا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں زید کے دادا کو ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے ہندہ زید کی مادر رضاعی ہے لیکن زید کے باپ اور دادا کو اس سے نکاح کرنا درست ہے کما فی الشامی یحل لہا ابو اخیہا واخوا بنہا وجدا بنہا[2] اھ فقط

جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی سالی سے درست ہوگی

سوال (۱۵۴۸) - زید کی زوجہ ہندہ نے انتقال کیا اور زید مذکور سے اس نے ایک لڑکی شیر خوار چھوڑی، ہندہ کی ماں نے اس لڑکی کو اپنا دودھ پلایا اب زید مذکور اپنی حقیقی سالی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، یہ ہندہ کی رضاعی بہن تو نہ ہوگی، جس زمانہ میں نانی نے نواسی کو دودھ پلایا تھا، زید کی سالی ڈھائی برس سے زیادہ عمر کی تھی۔

الجواب - ہندہ کی لڑکی کو جب کہ ہندہ کی ماں نے بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا تو وہ لڑکی ہندہ کی ماں کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور زید کی سالی کی بہن رضاعی ہوئی تو زید کی دختر کی بھی بہن رضاعی ہوئی، پس اس صورت میں نکاح زید کا اس سالی سے درست ہے کما فی الدر المختار[3]۔

---

[1] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۲ ج۲ - ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۲ ج۲ - ظفیر۔ [3] وتحل علیہ اخت ابنہ وبنتہ وظہر لابن الرضاع حلال للرجال (درمختار) بان تقول انا حرمت علیہ اخت ابنہ وبنتہ حسبانہا بنتہ او بنت امرأتہ وہذا المعنی مفقود فی الرضاع (رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۲ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا تو کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے۔

سوال (۱۵۴۹) - میری والدہ نے میرے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو دودھ پلایا تھا، اس وقت ماموں کے بڑے لڑکے کی بیٹی بیوہ ہے، اس سے میرا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - ماموں کا چھوٹا لڑکا جس نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تھا وہ تو تمہارا رضاعی بھائی ہوگیا۔ اس کی اولاد تم پر حرام ہے لیکن ماموں کا بڑا لڑکا جس نے دودھ نہیں پیا اس کی لڑکی سے تمہارا نکاح درست[1] ہے۔

شوہر دار زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۵۰) - زید نے ہندہ شوہر دار سے زنا کیا، ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے اعتراف کیا کہ یہ زید کی لڑکی ہے، اسی دفعہ کا دودھ ہندہ نے زید کے حقیقی بھائی بکر کے نواسہ خالد کو پلایا، اس صورت میں عائشہ کا نکاح جو زید کی پوتی ہے اور بکر کی نواسی اور خالد کی خالہ زاد بہن ہے، خالد کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[2]۔ لہٰذا عورت متزوجہ شوہر دار کی جو اولاد ہوگی وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگی، اور عورت کے اس کہنے سے کہ یہ لڑکی زید کی ہے نسب اس کا شوہر ہندہ سے منتفی نہیں ہوا، پس زید سے نسب اس لڑکی کا ثابت نہیں ہے اور زید خالد کا باپ رضاعی نہیں ہے۔ لہٰذا خالد کا نکاح مسماۃ عائشہ زید کی پوتی سے درست ہے کہ ان میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے۔ کیونکہ لبن زنا سے اولاً حرمت رضاعت مختلف

---

[1] اس لئے کہ اس سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوا، ویثبت بہ الزوجان قل او امومیۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ (ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۶ وحدیث ظفیر۔ [2] مشکوۃ باب اللعان ص۲۸۱

Maktaba Tul Ishaat.com

فیہا ہے اور شامی نے کہا کہ زنا وجہ عدم حرمت ہے اور ثانیاً جب کہ ہندہ کی دختر کا نسب شوہر ہندہ سے شرعاً ثابت ہے تو لبن زنا ہونا بھی متحقق نہ ہوا۔

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۵۱) - محمد کی لڑکی نے حالت رضاع میں محمد کے چچا کی زوجہ کا دودھ پیا ساتھ چچازاد بھائی کے یعنی محمد کا چچازاد بھائی علی محمد اور محمد کی لڑکی مسماۃ بختاور دونوں نے چچا کی زوجہ کا جو کہ علی محمد کی والدہ ہے دودھ پیا، جس کا نام راجن ہے، اتفاق سے میاں محمد نے راجن سے جو چچا کی زوجہ تھی نکاح کرلیا جس کی وجہ سے میاں محمد مسماۃ بختاور اور علی محمد کا باپ ہوتا، آیا علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہ؟

الجواب - علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جو محمد کی زوجہ سابقہ سے ہو صحیح ہے لقول الفقہاء وتحل اخت اخیہ رضاعاً وکذا اخت اختہ[۵۲]۔

جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے رضیعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے

سوال (۱۵۵۲) - بکر کی زوجہ نے زید کے لڑکے کو دودھ پلایا، دوسری دفعہ بکر کے لڑکا اور زید کے لڑکی پیدا ہوئی۔ آیا ان دونوں کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - دوسری دفعہ جو زید کے دختر اور بکر کے پسر پیدا ہوا، ان دونوں کا نکاح باہم صحیح ہے کما فی کتب الفقہ وتحل اخت اخیہ رضاعاً[۵۳] درمختار۔

پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے۔

سوال (۱۵۵۳) - بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا۔ جب زید نے

---

[۵۲] والوطء بشبہۃ کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجہ لا فتح (درمختار) وذلک حیث قال ولبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بہ بنتا حرمت علی الزانی وآباءہ وابناءہ وان سفلوا (وفی التجنیس عن الجرجانی ویعم الزانی المتزوج بہا کالمولودۃ من الزانی لانہ لم یثبت نسبہا منہ) (ردالمحتار باب الرضاع ص۵۶۵ ج۲ وص۵۶۶ ج۲ ظفیر۔ [۵۳] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرضاع ص۵۶۱ ج۲ ظفیر۔ [۵۴] ایضاً۔ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی، اس نے زید کو علیحدہ کرکے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا، اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے، اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہوسکتی ہے یا نہیں زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ؟

الجواب - باب الرضاع درمختار میں ہے، ھو مصّ من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ[1] اور عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی ما نعم لونہ اصفر تثبت حرمۃ الرضاع لانہ لبن تغیر لونہ[2] اور شامی میں ہے وفی القنیۃ امراۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتھر ذلک بینھم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتھا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جھتھا جاز لہا ان یتزوج بھذہ الصبیۃ[3] ط وفی الفتح لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی ازدراد اللبن لا تثبت الحرمۃ بالشک[4] اور روایت قنیہ اور فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط۔

رضائی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۵۴) - زید کے دو بیویاں ہیں ایک کا بکر نے دودھ پیا اور ایک کا زبیدہ نے، ایسی حالت میں بکر کے لڑکے کا عقد زبیدہ کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار کتاب الرضاع ج۲ ص۴۵۶ ظفیر [2] عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج۱ ص۳۴۲ ظفیر

[3] رد المحتار المعروف بالشامی ج۲ ص۴۵۶ کتاب الرضاع ظفیر [4] الدر المختار باب الرضاع ج۲ ص۴۵۶ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب - اس صورت میں زید، بکر اور زبیدہ دونوں کا رضاعی باپ ہے اور دونوں بھائی بہن رضاعی از جانب پدر ہیں. پس زبیدہ بکر کے لڑکے کی رضاعی پھوپھی ہوئی، لہذا نکاح ان دونوں میں درست نہیں ہے، درمختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنھا منہ لہ[1] اھ -

دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۵۵۵) - زید نے اپنی دادی کا دودھ اس وقت پیا ہے، جب کہ اس کی دادی کا لڑکا سوا دو برس کا تھا اور پینے کی یہ حالت ہے کہ دودھ خشک ہوگیا تھا، زید نے اپنی دادی کی چھاتی چوسی. دودھ قدرے اتر آیا اور بہ قدر تین چار روز وہ دودھ پیا۔ اب زید چاہتا ہے کہ اپنی پھوپھی کی لڑکی سے جس کا نام ہندہ ہے شادی کروں، پس فرمایئے کہ عقد ہوسکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہوسکتا تو کیا تدبیر ہے. اور اگر شادی کرلیوے تو گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ -

الجواب - زید نے جب کہ مدت رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا۔ اگرچہ دو ایک قطرہ ہی پیا ہو، پس زید اپنی دادی کا رضاعی بیٹا ہوگیا۔ اور ہندہ کا رضاعی بھائی ہوگیا پس ہندہ کی دختر زید کی بھانجی ہوئی اور رضاعی بھانجی سے مثل نسبی بھانجی کے نکاح قطعی حرام[2] ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اپنی بیٹی بہن اور ماں خالہ وغیرہ سے نکاح کیا جاوے. والعیاذ باللہ تعالیٰ، لہذا وہ نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا. کوئی حیلہ اور تدبیر اس نکاح کے حلال ہونے کی نہیں ہے،

جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۵۶) - زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع

---

[1] الدر المختار علی حاشیہ رد المحتار باب الرضاع ۶ ص ۲۵۵ ۱۲ ظفیر [2] ویثبت بہ حان قل ۱۲ موسیۃ المرضعۃ للولد، یحرم منہ ای بسبب رضاعہ ما یحرم من النسب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۲۵۵ ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا، اس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسی سال کی تھی اس کی پستانوں میں کسی نے اس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اس وقت دودھ تھا، اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا، اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا۔ لیکن جب کہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے۔ لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترتے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی[1] ہے اور احتیاط اول صورت میں ہے۔ فقط

شوہر کی رضامندی کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا۔

سوال (۱۵۵۷)۔ عورت اگر بلا رضامندی شوہر کے دودھ پلاوے صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب - عورت کو نہ چاہئے کہ بدون اجازت شوہر کے کسی کے بچہ کو دودھ پلاوے، لیکن اگر پلاوے گی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی۔

---

[1] ولو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا الحرمة لان فی الحانیة شک او فی المختار وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فی الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشک. ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲ و ص۵۵۵ ج۲ ظفیر۔ [2] یکره للمرأة ان ترضع صبیا بلا اذن زوجها الا اذا خافت هلاکه. ردالمحتار باب الرضاع ص۵۵۵ ج۲ ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شک کی صورت میں حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ **سوال** (۱۵۵۸) - اگر رضاعت مشکوک ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب - اگر رضاعت میں شک ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی کذا فی الدر المختار۔

امام شافعی کے یہاں مدت رضاعت | **سوال** (۱۵۵۹) - مدت رضاعت مذہب شافعیہ میں کتنی ہے؟

الجواب - رضاعت کی مدت دو برس یا ڈھائی برس علی اختلاف القولین ہے (امام شافعیؒ کے نزدیک مدت رضاعت صرف دو سال ہے[۲] - ظفیر)

شہادت نہ ہونے کی صورت میں | **سوال** (۱۵۶۰) - جس کے لئے شہادت نہیں وہ مشکوک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر شہادت رضاعت کی نہ ہو، حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی[۳]۔

نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟ | **سوال** (۱۵۶۱) - ایک شخص نے اپنی نانی کا دودھ بشمول اپنی ہم عمر خالہ کے پیا ہے، آیا یہ شخص اپنی ماموں کی بنت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، ماموں عمر میں زیادہ ہے یعنی رشتہ

---

[۱] فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم (درمختار) لو ادخلت الحلمة فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك (رد المحتار باب الرضاع ص۲۲۶ ج۲ و ص۲۲۵ ج۲) ظفیر۔ [۲] ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنیفة وقالا سنتان وهو قول الشافعی (هدایه کتاب الرضاع ص۲۲۹ ج۲) ظفیر۔ [۳] وانما یثبت بشهادة رجلین او رجل وامرأتین (هدایه کتاب الرضاع ص۲۳۳ ج۲) ظفیر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رضاع سے پہلے کا پیدا ہے اور خالہ جو اس وقت رضاعی ہمشیرہ ہے یہ اپنے بھائی سے تیسرے درجہ کی ہے؟

الجواب - شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس عورت کا کوئی بچہ شیر خوار دودھ پیوے اس عورت کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو جاتے ہیں، تقدم وتأخر کا اعتبار نہیں، اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کی سب اس بچہ رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں اور اس اعتبار سے والدہ نسبی بھی بہن رضاعی ہو گئی اور ماموں وخالہ سب بھائی بہن رضاعی ہوئے پس ماموں کی دختر سے اس رضیع کا نکاح درست نہیں ہے ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا[1] (درمختار) جملہ وان اختلف الزمن سے یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ مرضعہ کی پہلی پچھلی اولاد سب رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔

کوئی بیوی کا دودھ بیماری کیوجہ سے پیئے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۶۶) کسی شخص کو ایسی بیماری ہو گئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پیئے ہوئے اچھا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آوے گا؟

الجواب - مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم[2] کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسی اور دودھ پیا اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہو گی، درمختار باب الرضاع وفیہ ایضاً ولہم بعد الارضاع بعد مدتہ[3] یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدۃ رضاع یعنی زمانہ شیر خوارگی کے، ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہو گی اور تداوی کے لئے اس وقت اس کا استعمال درست ہے کہ اس میں شفا بقول

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۲۶۱ ج ۲ [2] ایضاً ص ۲۶۵ ج ۲ [3] ایضاً ص ۲۶۵ ج ۲ طفیہ

Maktaba Tul Ishaat.com

طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو۔

جس لڑکی نے دو سال دس ماہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے

سوال (۱۵۶۷) - زید نے چھ مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا اور ایک لڑکی مسماۃ کریمہ نے بھی دو برس دس مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا، تو زید کا کریمہ سے عقد تزویج درست ہے یا نہیں؟

الجواب - مدت رضاعت اڑھائی برس یا دو برس ہے، امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اولیٰ ہے اور صاحبین اور دیگر ائمہ کا مذہب دوسرا ہے، بہرحال اڑھائی برس سے زیادہ عمر میں اگر کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، لہٰذا اس صورت میں زید کا نکاح کریمہ سے صحیح ہے۔

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول

سوال (۱۵۶۸) - حلیلہ اب وابن رضاعی کو فقہاء رحمہ اللہ حرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے، اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں، چنانچہ فتح القدیر میں ہے ومقتضی الحدیث ان ما کانت ابا من الرضاعۃ او بنتا او اختا او بنت اخ الخ تحرم فاثبات کل حلیلۃ من الاب والابن من الرضاعۃ قول بلا دلیل بل الدلیل یفید حلها وهو قید الاصلاب فی الآیۃ۔

الجواب - قولہ ما یحرم من النسب - معناہ ان الحرمۃ بسبب الرضاع معتبرۃ بحرمۃ النسب فشمل زوجۃ الابن والاب من الرضاع

لہ ولا یجوز التداوی بالمحرم الخ (درمختار) قیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص للعطشان وعلیہ الفتوی (ردالمحتار باب الرضاع ۲/۲۳۵) ظفیر۔ لہ هو حولان ونصف عندهما وحولان فقط عند محمد وهو الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الرضاع ۲/۲۵۵) ظفیر۔ لہ ویثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعدها فانہ لا یوجب التحریم (ردالمحتار باب الرضاع ۲/۲۵۵) ظفیر

Maktaba Tul Ishaat.com

لانفا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وھو قول اکثر اھل العلم کذا فی المبسوط بحر۔ وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمھا بالحدیث لان حرمتھا بسبب الصھریۃ لا النسب الا شامی[1]۔

اس عبارت نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلہ (بیوی) اب و ابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم[2] الآیۃ بھی یہی ہے، باقی امام ہمام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا، علاوہ بریں جب کہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط وارجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الکل مما مر تحریمہ نسبا ومصاھرۃ تحریم رضاعا[3] الا ما استثنی فی بابہ۔

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے

سوال (۱۵۶۹) - زید صاحب اولاد نے اپنی زوجہ کا دودھ قصداً پی لیا، شرعی مقررہ ایام میں یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر، کیا اس صورت میں زید پر وہ زوجہ حرام ہو جائے گی، اور وہ دودھ زید کے لئے حلال تھا یا حرام۔

الجواب - زید جو کہ صاحب اولاد ہے اس کو یہ کہنا کہ اس نے مدت رضاعت میں دودھ پیا غلط ہے، مدت رضاعت میں دودھ پینے کے یہ معنی ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ ہو اور اس کی عمر دو برس یا ڈھائی برس سے کم ہو، الغرض زید صاحب اولاد نے اگر اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا خواہ عمداً خواہ غیر عمداً تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوتی، لیکن عمداً اگر پیا تو گنہگار رہا، توبہ کرے کیونکہ وہ جز انسان ہے، استعمال اس کا بلا ضرورت حرام ہے،

---

[1] رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵ [2] نظیر سورہ النساء ۲۲ [3] نظیر الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۵۲۴

Maktaba Tul Ishaat.com

درمختار میں ہے محض رجل ثدی امرأته لم تحرم الا ترجمہ کسی شخص نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، وفیہ۔ ولم یحرم الارضاع بعد مدته لا ندجزء آدمی والانتفاع به بغیر خصوصة تحرم[۲] از باب الرضاع درمختار۔

خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۵۷۰) - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ میں نے تم کو طفلی میں دودھ پلایا ہے، زید نے اپنے ساتھ ایک آدمی لے کر پھر دریافت کیا کہ سچ بتاؤ، پھر اس نے یہی کہا، جب زید نے منکوحہ کو علیحدہ کرنا چاہا تو خوشدامن نے انکار کر دیا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں کہدیا تھا اور جھوٹ کہدیا تھا، اور زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ کب دودھ پلایا تھا، اب رضاعت ثابت ہے کہ نہیں۔

الجواب - کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بدون دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس صورت مسئولہ میں حجت شرعیہ رضاعت کی موجود نہیں ہے، لہذا حکم علیحدگی کا مابین زوجین کے نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص۲۶۴ ج۲ ظفیر [۲] ایضاً ص۲۶۵ ج۲ ظفیر [۳] والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل وعدلتین لکن لا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی لتضمنها حق العبد (درمختار) وما فی شرح الوهبانیة من انه لا تقبل شهادة المرضعة عند ابی حنیفة واصحابه فالظاهر ان المراد اذا کانت وحدها (رد المحتار باب الرضاع ص۲۶۴ ج۲) ظفیر۔

تمت الجزء الثامن من فتاوی دار العلوم دیوبند علی ید العبد الضعیف المدعو بہ حمد ظفیر الدین المفتاحی تحت اشراف صاحب الفضیلة مولانا القاری محمد طیب عفی عنہ الباری فی سنة احدی وتسعین وثلثمائة والف من الهجرة النبویة علیه الصلوة والسلام

Maktaba Tul Ishaat.com

باسمہٖ تعالیٰ

ضمیمہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ہشتم

مرتب

مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ دارالعلوم دیوبند

حسب ارشاد

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند (یوپی)

۲۴۷۵۵۴

(ضلع سہارنپور)

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین امّا بعد :-

مکتبہ دارالعلوم دیوبند نے جب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ہشتم کو آفسیٹ سے لانا طے کیا، تو حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے احقر کو اور مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی کو اس جلد کی تصحیح کا کام سپرد فرمایا، ہم نے جو طباعتی اغلاط تھیں ان کو اصل مراجع سے ملاکر صحیح کیا، اور جو قابل اشکال مقامات اور وضاحت طلب مواقع تھے ان کو پہلے رجسٹروں میں تلاش کیا، جہاں سے یہ فتاویٰ لئے گئے تھے، پھر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم محدثِ کبیر دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ان کو پیش کیا، موصوف نے ان رجسٹروں کی روشنی میں تمام قابل اشکال مواقع حل فرمائے، اور وضاحت طلب امور کی تفصیل فرمائی۔

یہ تصحیحات ایسی تھیں جن کی تفصیل ضروری تھی، تاکہ جن حضرات نے پہلے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند خرید لیا ہے وہ اپنا نسخہ صحیح کرسکیں، اس لئے یہ ضمیمہ مرتب کیا گیا ہے ـــــ اس ضمیمہ میں صرف وہی تصحیحات شامل کی گئی ہیں جن کا مسائل پر اثر پڑا ہے، یا جن میں فتاویٰ میں درج شدہ مسائل کی تفصیل کی گئی ہے، امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے یہ ضمیمہ مفید ثابت ہوگا۔

محمد امین پالنپوری
خادم دارالعلوم دیوبند
۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

ضمیمہ متعلقہ ص ۳۹ سوال ۸۸۲ عنوان عاقلہ بالغہ الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۸ ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۱۷۲۹ سے اس کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔

"وفی الدر المختار ولہٗ ای للولی الاعتراضُ فی غیر الکفو الخ ویُفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ الحاصل نکاحِ مکلفہ بالغہ بلا رضاءِ ولی در کفو جائز است ودر غیر کفو صحیح نیست وہو المفتی بہ فقط"

متعلقہ ص ۴۳ سوال ۸۸۹ عنوان ولی اقرب دو سو میل الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں جو اُردو عبارت ہے اس میں ترکہ تھا۔ رجسٹر ۱۳۳۶ھ نمبر سلسلہ ۱۰۹۴ سے عبارت کی اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قولِ ثانی یعنی خوفِ فوتِ کفو ہے پس نابالغہ کی والدہ اگر نابالغہ کے پاس جا کر الخ"

مُتعلّقہ ص ۴۷ سوال ۹۳۴ عنوان لڑکی کی اجازت سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ترکہ تھا، اب رجسٹر ۸ ۱۳۳۴ھ نمبر سلسلہ ۱۳۵۸ سے اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اور نابالغہ کو بعد بلوغ الخ"

متعلّقہ ص ۸۴ سوال ۹۵۶ عنوان نابالغہ کی شادی الخ

اس سوال کا جواب صحیح ہے، مگر ایک بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اور وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں چونکہ بھائی نے نکاح کیا ہے اس لئے بلوغ کے بعد لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ اگرچہ شوہر نابالغ ہو، ھدایہ میں ہے: وان زوّجھما غیرُ الاب والجد فلِکُلّ واحد منھما الخیارُ اذا بلغ ان شاءَ اقام علی النکاح۔ وان شاءَ فَسَخَ (وقال فی تعلیلہ) ان قرابۃ الاخ ناقصۃ (ھدایہ ج ۲ ص ۱۳ باب فی الاولیاء) وقال فی الدرالمختار: ولو بلغتْ وھو صغیرٌ فرِّقَ بحضرۃ ابیہ اَوْوَصِیِّہٖ بشرط القضاء، قال العلّامۃ الشامی: فان لم یوجد احدھما ینصب القاضی وَصِیًّا یُخَاصِمُ الخ (شامی ج ۲ ص ۳۳۲ باب الولی)

متعلقہ ص ۹۱ سوال ۹۷۳ عنوان بالغہ لڑکی سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ایک لفظ بڑھایا گیا ہے، اب عبارت اس طرح ہے" اور اب اگر انکار کرے الخ"

مُتعلّقہ ص ۱۱۳ ج ۸ سُوال ۱۰۲۲ عنوان صُورتِ مسئولہ میں الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۴۷۴ سے اب جواب کی اس طرح تکمیل کی گئی ہے۔

" اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا، تو وہ صحیح ہوگیا، اب فہیم اس کو فسخ نہیں کرسکتا۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط"

اور اس صفحہ کا حاشیہ لہ وفی الخلاصہ الخ حذف کیا گیا ہے، کیونکہ اس حاشیہ کا نہ کوئی نمبر لگا ہوا تھا، نہ اس کا یہاں کوئی موقع تھا، اور باقی حواشی کے نمبر بدلے گئے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

متعلقہ ص۱۳۷ ج۸ سوال ۱۰۵۲ عنوان ولی اور وکیل الخ

اس سوال کی چوتھی سطر میں تھا "اگر وکیل بنا ہے" اس کی رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۲۲۸۵ سے اس طرح تصحیح کی گئی ہے "اگر وکیل بنائے طلب اجازت الخ"

اور جواب کی تیسری سطر میں "اگر بذریعہ" کی تصحیح رجسٹر سے "اگرچہ بذریعہ" کی گئی ہے، اور جواب کی چوتھی سطر میں یہ جملہ ہے "لیکن اسی حالت میں بصورت بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا"، رجسٹر میں "اسی" کے بجائے "اس" ہے، اس کی کتاب میں تصحیح کی گئی ہے، باقی جملہ رجسٹر میں بعینہٖ ہے، مگر ہماری رائے میں اس جملہ میں ایک لفظ ہونا چاہئے اور پورا جملہ اس طرح ہونا چاہئے۔

"لیکن اس حالت میں بصورتِ انکارِ بکرِ بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا" کیونکہ انکار کی صورت میں الزام کے لئے حجتِ تامہ ضروری ہے، اور وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، چنانچہ کتاب میں بین القوسین لفظ (انکارِ) بڑھایا گیا ہے۔

متعلقہ ص۱۷۲ و ص۱۸۱

ص۱۷۲ سطر ۱۴ و ص۱۸۱ سطر ۱ میں فسخِ نکاح کے بعد عدت کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ عدت اس وقت واجب ہوتی ہے جب جماع یا خلوت کے بعد نکاح فسخ کیا گیا ہو۔ دُرِّ مختار میں ہے:

وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق اوفسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃً اوحکماً ثلثُ حِیَضٍ کوامل (انتھیٰ ملخصًا) قال الشامی قولہ بجمیع اسبابہ مثل الانفساخ بخیار البلوغ الخ قولہ اوحکمًا المراد بہ الخلوۃ ولوفاسدۃً (شامی ص۶۶۱ ج۲ باب العدۃ) وقال فی الدالمختار: ولھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول (شامی ص۳۳۲ ج۲ باب الولی)

Maktaba Tul Ishaat.com

متعلقہ صفحہ ۱۹۰ وصفحہ ۱۹۱ سوال ۱۱۲۱ عنوان بذریعہ خط وکیل بنانا الخ

اس سوال کا جو جواب ہے وہ اس صورت میں ہے جب نکاح ہندہ کی اجازت سے ہوا ہو اور عاقلہ بالغہ ہو، نیز اس نکاح پر اس کی ماں بھی جو اس کی ولیہ ہے راضی ہو۔

مگر سوال میں یہ ہے کہ زید نے (جس کے گھر ہندہ رہتی ہے) ہندہ کی ولیہ (یعنی اس کی والدہ) سے اجازت مانگی ہے کہ وہ جہاں مناسب سمجھے ہندہ کا نکاح کردے۔ چنانچہ اس کی ماں نے اجازت دیدی اور زید نے خود ہی ہندہ سے نکاح پڑھ لیا، یہ توکیل بالنکاح کا مسئلہ ہے، اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ وکیل اپنی ذات سے اور اپنے اصول وفروع سے نکاح نہیں کرسکتا، ہاں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور وہ راضی ہو نیز اس کا ولی بھی راضی ہو تو پھر نکاح درست ہے

صورت مسئولہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ زید نے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے ہندہ سے نکاح کیا ہے اس لئے ہندہ کی ماں جو اس کی ولیہ ہے اس نکاح پر راضی نہیں ہے، پس ایسی صورت میں یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، قال فی الدر المختار: بخلاف ما لو وَكَّلَتْهُ بتزويجها من رجل فزوجها من نفسه او وكَّلَتْه ان يتصرف فی اُمرها، او قالت له: زَوِّجْ نفسی مِمَّنْ شِئْتَ لم يصح تزويجها من نفسه كما فی الخانيه، قال العلّامة الشامی: قوله فزوجها من نفسه وكذا لو زَوَّجَها من ابيه او ابنه عند ابی حنيفة كما قدمناه عن البحر، لان الوكيل لا يعقد مع مَن لا تُقْبَلُ شهادتُه له للتهمة، وقال تحت قوله اَوْ وَكَّلَتْهُ ان يتصرف فی اُمرها: وينبغی انه لو قامت قرينة علی ارادة تزويجها منه انّه يصح كما لو خطبها لنفسه فقالت انتَ وكيلی فی

Maktaba Tul Ishaat.com

اموری، وقال فی شرح قولہ لم یصح ای لم ینفذ بل یتوقف علی اجازتھا لانہ صار فضولیا من جانبھا (شامی ص۳۵۶ ج۲ قبیل باب المھر) درمختار اور شامی کی یہ عبارتیں اگرچہ اس صورت میں ہیں جب عورت نے کسی کو اپنے نکاح کے لئے وکیل بنایا ہو، مگر جس صورت میں عورت کے ولی نے کسی کو وکیل بنایا ہو اس صورت میں بھی یہی احکام ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ اس جگہ کتاب میں مرتّب مدظلہٗ نے جو حاشیہ لکھا ہے وہ جواب کے خلاف ہے، ہم نے اُسے باقی رکھا ہے کیونکہ مسئلہ وہی ہے جو حاشیہ میں ہے

متعلقہ ص۲۱۰ وص۲۱۱ سوال ۱۱۴۸ عنوان صالح مرد کی لڑکی الخ

اس سوال کے جواب میں اور سوال ۱۱۵۲ ص۲۱۲ ج۸ کے جواب میں تعارض ہے، کیونکہ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ فاسقہ بنت صالح، فاسق کا کفو نہیں ہے، اور آئندہ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کفو ہے،

اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ پہلا فتویٰ درمختار کے قول پر مبنی ہے، لیکن علامہ شامی نے اس پر بحث کی ہے کہ جو عورت خود فاسقہ ہو اگرچہ وہ نیک آدمی کی لڑکی ہو وہ فاسق کا کفو ہے، اور اسی بحث کے مطابق دوسرا فتویٰ ہے اور وہی راجح ہے واللہ اعلم بالصواب۔

متعلقہ ص۲۲۷ ج۸ سوال ۱۱۷۸ عنوان وہابی نجدی الخ

اس سوال کے جواب میں دو۲ مرتبہ لفظ "کفو" آیا ہے جو غلط ہے صحیح "کفر" ہے

متعلقہ ص۲۹۵ سوال ۱۲۸۴ عنوان فارغ خطی الخ

اس سوال کے جواب میں لفظ "فارغ خطی" کو خلع اور مبارات کے معنی میں لیا گیا ہے، غالباً اس کی وجہ سوال کا یہ جملہ ہے "اور عورت نے بھی قبول کر لیا" کیونکہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں ہوتی اس لئے مفتی صاحب قدس سرّہ نے اس لفظ کو خلع اور

Maktaba Tul Ishaat.com

مبارات کے معنی میں لیا ہے ــــ لیکن امداد الفتاویٰ ص۴۶۵ ج۲ مطبوعہ دیوبند میں ہے کہ "یہ لفظ فارغ خطی کنایہ ہے اور چونکہ اس سے ایقاعِ بائن متعارف ہے اس لئے بلانیت اس سے طلاق بائن واقع ہوجائے گی"، ــــ اس لئے جس عُرف میں لفظ "فارغ خطی" خلع اور مبارات کے معنیٰ میں مستعمل نہ ہو، بلکہ طلاق کے معنیٰ میں غلبۂ استعمال ہو تو وہاں "فارغ خطی" سے طلاق بائن واقع ہوگی، اور مہر وغیرہ حقوق ساقط نہ ہوں گے،

متعلقہ ص۳۷۸ ج۸ سوال نمبر ۱۴۴۱ عنوان ٹوٹنے کے بعد الخ

اس سوال کے جواب میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنا چاہتا ہو، اور عورت رضامند نہ ہو، تو تجدیدِ نکاح پر عورت کو مجبور کیا جائے گا۔ قال الشامی: ولا یخفیٰ ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذٰلک (ص۵۴۰ ج۲) اور اگر شوہر اسکو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر عدّت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

یہ مسئلہ اور اسی طرح اس جلد میں آئے ہوئے دوسرے مسائل جو ارتداد احد الزوجین سے متعلق ہیں وہ ظاہر روایت کے مطابق ہیں۔ لیکن الحیلۃ الناجزۃ کے ضمیمہ حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج میں تحقیق یہ کی گئی ہے کہ موجودہ ہندوستان میں مشائخ بلخ و سمرقند کے قول پر فتویٰ دینا چاہئے یعنی عورت کے مرتد ہونے کی صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوتا، بلکہ بدستور وہ عورت شوہر کے نکاح میں رہتی ہے (الحیلۃ الناجزۃ ص۱۲۱) اس قول کے مطابق اگر شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں، یا تو[۱] شوہر طلاق دے، یا عورت[۲] خلع وغیرہ کرے، یا بصورتِ[۳] مجبوری پنچایت سے تفریق کرائے، پھر عدّت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔

واللہ اعلم بالصواب